وَفِیاتُ السّادۃِ البُخاریّہ

تذکرہ سَاداتِ بُخاریہؒ

مؤلفہ

علامہ صفدر رضا قادری

سُکھ چین ہاؤس جی ٹی روڈ لالہ موسیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَفِیَاتُ السَّادۃِ البُخارِیّہ

تذکرہ سَاداتِ بُخاریّہ

بُخاری ونقوی سادات کے اکابرین کا ذکرِ خیر

مُؤلّف

علامہ صفدر رضا قادری

نام کتاب: تذکرہ سادات بخاریہ

نام مصنف: علامہ صفدر رضا قادری

بحسن اہتمام: حاجی نصر اقبال

تعداد: ۱۰۰۰

سن اشاعت: ۲۰۱۶

کمپوزنگ: اردو گرافکس (غلام عباس بھٹہ)

سرورق: احتشام دھامہ

زرِتعاون:

ملنے کا پتہ: فاطمیہ اسلامک سنٹر

جی ٹی روڈ علی چک (لالہ موسیٰ)

ضلع گجرات و تحصیل کھاریاں

رابطہ نمبرز: 0333-8511350 ، 0304-3045348

انتساب

سیّدہ زہرا سلام اللہ علیہا کے عالیشان بُستان

مبلّغینِ اسلام کے پہلے

قافلۂ سادات

کے

نام

جو مختار ثقفی کے دورِ حکومت میں بحکم حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سنہ ۶۵ھ میں مدینہ منورہ سے کوفہ اور کوفہ سے ساحل مکران سندھ کی سرزمین پر تشریف لایا

گر قبول اُفتد زہے عزّ و شرف

مریدِ آلِ محمدؐ

صفدر رضا قادری

نعت

سیّد المرسلینؐ بذبان امام زین العابدینؑ

اِنْ نِلْتَ یَا رِیْحَ الصَّبَا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

اے بادِ صبا اگر تیرا گزر سرزمین حرم کی طرف ہو تو میرا سلام اس روضہ تک پہنچا جسمیں نبی محترمؐ تشریف فرما ہیں

مَنْ وَجْھُہٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّہٗ بَدْرُ الدُّجٰی

مَنْ ذَاتُہٗ نُوْرُ الْھُدٰی مَنْ کَفُّہٗ بَحْرُ الْھِمَمْ

جنکا چہرہ مہر نیم روز اور رخسار ماہِ کامل کی طرح ہیں جن کی ذات نور ہدایت اور جن کی ہتھیلی سخاوت میں دریا ہے

قُرْآنُہٗ بُرْھَانُنَا فَسْخًا لِاَدْیَانٍ مَّضَتْ

اِذْ جَاءَنَا اَحْکَامُہٗ کُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

اُن کا قرآن ہمارے لئے برہان ہے جس نے تمام ادیان کو منسوخ کیا جب اس کے احکام ہمارے پاس پہنچے تو سارے صحیفے معدوم ہو گئے

اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَۃٌ مِّنْ سَیْفِ ھِجْرِا لْمُصْطَفٰی

طُوْبٰی لِاَھْلِ بَلْدَۃٍ فِیْھَا النَّبِیُّ الْمُحْتَشَمْ

ہمارے جگر زخمی ہیں، فراق مصطفیٰ ﷺ کی تلوار سے خوش نصیب اُس شہر کے لوگ ہیں جس میں نبی محتشم ہیں

یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ کَمَنْ یَّتْبِعُ نَبِیًّا عَالِمًا

یَوْمًا وَلَیْلاً دَائِمًا وَارْزُقْ کَذَالِیْ بِالْکَرَمْ

کاش میں اس طرح کا ہوتا جو نبی ﷺ کی پیروی علم کیساتھ کرتا ہے، اے خدا شب و روز یہی صورت اپنے کرم سے عطا کر

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اَنْتَ شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ

اَکْرِمْ لَنَا یَوْمَ الْحَزِیْنَ فَضْلاً وَ جُوْدَ الْکَرَمْ

اے رحمت للعالمین آپ گناہ گاروں کے شفیع ہیں، ہمیں فضل وسخاوت اور کرم سے عزت بخشیے

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ

مَحْبُوْسْ اَیْدِی الظَّالِمِیْنَ فِی الْمَوْکَبِ وَ الْمُزْدَحَمْ

اے رحمت للعالمین زین العابدین کو سنبھالیے وہ ظالموں کے ہاتھوں میں حیرانی و پریشانی میں گرفتار ہے

منقبتِ آلِ رسولؐ

بلند تر ہے ازل سے مقامِ آلِ رسولؐ
رہے گا تا بہ ابد احتشامِ آلِ رسولؐ

فرشتے اس کا محبت سے ذکر کرتے ہیں
لیتا ہے جو بھی عقیدت سے نامِ آلِ رسولؐ

خدا کی اور فرشتوں کی اس پر لعنت ہو
نہ جس نے دل سے کیا احترامِ آلِ رسولؐ

اسی کو حشر میں کوثر پلایا جائے گا
پیا ہے جس نے محبت سے جامِ آلِ رسولؐ

(سید خضر حسین چشتی)

فہرست

تاثرات

پیر سیّد فیض الحسن شاہ بخاری

سجادہ نشیں بہاری شریف ڈڈیال کشمیر

زیر نظر کتاب ''وفیات السادۃ البخاریہ'' یعنی تذکرہ سادات بخاریہ کے نام سے موسوم ہے۔اس میں بخاری ونقوی سادات کے اکابرین کا تذکرہ مع الشجرات تحریر کیا گیا ہے جو نہایت اعلی تحقیق پر مبنی ہے۔ایک سو سے زائد بزرگانِ سادات کا یہ حسین اور خوبصورت مجموعہ اپنی مثال آپ ہے میری نظر میں اِتنا بڑا کام اس سے پہلے نہیں ہوا یہ کتاب بخاری ونقوی سادات کی نسل نو کے لئے ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔بالخصوص ایسے سادات کرام کیلئے جن کے پاس اپنے آباءِ کرام کے شجرات تو محفوظ ہیں لیکن تذکرے محفوظ نہیں ہیں اس کتاب میں اہل بیتِ رسول کی مودّت و تعظیم وتکریم اور نسب کی اہمیت پر نہایت پُر مغز و بہترین مواد موجود ہے اِس سے پہلے جتنے تذکرے لکھے گئے ہیں وہ اپنی اپنی جگہ و مقام پر اہمیت کے حامل

ہیں لیکن اُن میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی چند کرامات تحریر ہوئی ہیں مگر اس کتاب میں حضرت امام علی نقیؑ کے فضائل احادیثِ نبویہؐ سے استنباط کیے گیئے ہیں جس نے اس کتاب کی امتیازی حیثیت و اہمیت کو اور بڑھا دیا ہے آئمہ طاہرین کا تعارفی خاکہ اور اُن کی اولادوں کی تعداد و اسماءِ مبارکہ جس کی اَشد ضرورت تھی اِس کتاب میں تحریر ہیں اکابرین سادات کی تاریخ اور عرب سے ہندوستان میں آمد کی ترتیب اس کتاب کا طرۂ امتیاز ہے حالات و واقعات کے ساتھ ساتھ ان مصدقہ کرامات کا ذکر ہے۔ جن کی وجہ سے حلقۂ اسلام بہت وسیع ہوا اور غیر مسلم اقوام پر دین اسلام کی حقانیت آشکار ہوئی اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے محبانِ اہلبیت اور بالخصوص سادات بخاریہ و نقویہ کیلیئے یہ کتاب ایک عظیم تحفہ ہے جو نہایت قابل قدر ہے۔

اِن جواہرات کو متفرق مقامات سے تحقیق کر کے ایک مقام پر جمع کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا بلکہ اس کیلیئے وسیع معلومات، اعلیٰ بصیرت اور تحقیق انیق درکار تھی، ان سب باتوں سے پہلے مودّت اہلبیت عشقِ آل رسولؐ اور وابستگی سادات کی ضرورت تھی جو ہر کسی کا نصیب نہیں ہے کاتبِ تقدیر نے یہ کار عظیم حضرت علامہ صفدر رضا قادری کے نصیب و حصہ میں لکھا تھا۔ اس لئے کہ اُن کے باطن میں مودّت اہل بیت اور تعظیم سادات کا ایک تلاطم خیز سمندر موجزن ہے اُن کا لمحہ لمحہ ذکرِ اہل بیت اور حرمتِ سادات کے

تحفظ میں گزرتا ہے ۔اُن کی خطابت رسمی اور روایتی نہیں ہوتی بلکہ قرآن و
سنت کی روشنی میں نہایت پرُ مغز نکتہ دانی اور دلائل پر مبنی ہوتی ہے اُن کی قلم
ہمیشہ حق کی تائید میں اُٹھتی ہے مجھے خوب یاد ہے کہ چند سال قبل ایک ناصبی
نے QTV پر حضرت مولائے کائنات علی ابن ابیطالب کے متعلق تہمت پر
مبنی روایت کوٹ (qoute) کی تھی جس کو سن کر پورے ملک میں محبان
اہل بیت بالخصوص سادات کرام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی تھی اور اس دوران
لاہور میں ایک میرج ہال میں شاندار سادات کنونشن کا اہتمام کیا گیا تھا جس
میں پاکستان کے تقریباً ہر علاقے کی نمائندگی تھی اِس سادات کنونشن کیلئے
صاحبزادہ پیر سیّد عبدالقادر شاہ نور اللہ مدقدہ حویلیاں ایبٹ آباد اور حضرت
علامہ صفدر رضا قادری نے دعوت دینے میں رات دن ایک کر دیا تھا اور
مختلف علاقوں میں سفر کر کے سادات کرام کو دعوت و پیغام دیا حتیٰ کہ ایک
رات کی فجر اُنہوں نے میرے پاس بہاری شریف میں ادا فرمائی اور مجھے
دعوت و پیغام دیا بالآخر اِس بھرپور اور کامیاب سادات کنونشن میں ناصبی آف
لاہور کی بیان کردہ روایت پر علمی و تحقیقی بیانات ہوئے اور روایت کے راوی
کی بغض مولا علی علیہ السلام میں کذب بیانی سے سادات کرام و محبینِ اہل
بیت کو آگاہ کیا گیا اور ناصبی کو اِس روایت پر علمی و فنی گفتگو کا چیلنج کیا گیا مگر
ناصبی خوفزدہ ہو کر برطانیہ فرار ہو گیا گوجر خان میں سادات حسینیاں کی عظیم

درگاہ پر سادات کنونشن میں علامہ صاحب نے اپنے رفقاء سمیت بھرپور شرکت فرمائی اور عظمتِ اہل بیت وحُرمتِ سادات کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ ۲۰۰۷ء میں اہانتِ سادات پر ایک تحریک چلی جسکی روک تھام کیلئے صیح النسب سادات نے بخاری سادات کے چشم و چراغ جناب سیّد دلشاد حسین شاہ بخاری کی قیادت میں تحریک تحفظ ناموس سادات تشکیل دی علامہ صفدر رضا قادری نے تادم آخر اس تحریک کا ساتھ دیا اور تقریری وتحریری طور پر حق کا ساتھ دیا متعدد مقامات پر عظمتِ اہل بیت، نسبِ سادات وحُرمتِ سادات پر بے لوث خطاب فرمائے اور لیکچر دیئے متسیدین کی مالی پیشکش کو ٹھکرا کر ثابت کیا کہ اس گھرانے کے سچے غلام بِکنے اور جھکنے والے نہیں ہوتے آپ خدمتِ دین میں رواں دواں ہیں اور مختلف موضوعات پر لکھ رہے ہیں میں نے آپ کی دیگر کتابیں بھی دیکھی ہیں جو اہم موضوعات پر مبنی ہیں اِس تذکرہ سے چند سال پہلے ایک مرد قلندر کے عرس کے موقع پر آپ کو ”محققِ گجرات“ کا لقب عطا ہوا تھا یہ تذکرہ علامہ صفدر رضا قادری کی بہترین کاوش ہے میں اُن کو اس موقع پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور دُعا گوہوں کہ پروردگار عالم اُنکے معاونین کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور اُنکے علم وعمل میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔

علامہ محمد ظفر اقبال فاروقی

محلّہ شفقت آباد منڈی بہاؤالدین

قرآن پاک کی تعلیمات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ قبیلے اور خاندان انسانوں کی پہچان کا ذریعہ ہیں چونکہ انسان کو تمام مخلوقات میں سے اعلیٰ واشرف مقام حاصل ہے اس لئے اس کی رہنمائی ورہبری کی خاطر اپنی اعلیٰ ترین مخلوق انبیاء ومرسلین کا انتخاب فرمایا ہے اور پھر ان تمام کی سرداری و سروری اور سلطانی وتاجوری کا منصب خداوند متعال نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمایا ہے ہمارے ایمان ویقین کی بنیاد اسی عقیدہ پر ہے

خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل
ہے رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہی ختم نبوت کے تاج اور آپکی اُمت کو خیر امت کے لقب سے سرفراز وممتاز کیا گیا اس اُمت کیلئے یہ شرف و سعادت اپنے ذاتی اعمال کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ نسبتِ محمدی کی وجہ سے ہے جو کہ گزشتہ تمام اُمم پر اس کی فضیلت کا باعث بن گئی جس سے یہ

حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ جس محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی فقط ایک نسبت سے پوری اُمت کو اتنے بڑے اعزاز و اکرام سے نواز دیا گیا ہے پھر خود اُن کے اپنے نسب پاک کی فضیلت و عظمت اور شرافت و طہارت کے ساتھ ان کے خونِ اقدس کی تاثیر کس قدر بے مثل و باکمال ہو گی اُنکے حرم پاک میں مہکنے والے پورے گلستان میں بہاروں کا عالم کیا ہو گا، بالیقین اس چمنستانِ کرم کا ہر غنچہ، ہر پھول اور ہر کلی اپنے بانکپن نزاکت و دلکشی میں عظیم تر بھی ہے اور حسین تر بھی ہے فاضل بریلوی علیہ الرحمہ یوں اِظہار محبت فرماتے ہیں:

کیا بات رضا اُس چمنستان کرم کی
زہرا ہے جس میں کلی حسین و حسن پھول

زیر نظر کتاب ''وفیات السادہ البخاریہ'' یعنی تذکرہ ساداتِ بخاریہ بخاری سادات کے نسبی تذکرہ کی صورت میں ایک عظیم تحقیقی دستاویز ہے میرے برادر مکرم فاضل محتشم، دانشور اور محقق علامہ صفدر رضا قادری صاحب ایک بلند پایہ شستہ زباں خطیب ہیں اور بے مثل ادیب ہونے کے ساتھ عظمتِ اہل بیت کے نقیب بھی ہیں خداوند تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں اور خوبیوں سے نوازا ہے کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں ان کا مثبت انداز تحریر اور تقریر دلوں میں اُتر جانے والے الفاظ محبت کی چاشنی

اور ہدایت کا نور رکھتے ہیں علامہ صاحب کے خونِ خمیر میں اہل بیت کی محبت اور عشق کا جذبہ شامل ہے مجھے اس بات کا بخوبی علم ہے کہ انہوں نے اپنی تصنیفات کا آغاز ''نجوم ہدایت'' جیسی عظیم اور معروف کتاب سے کیا تھا جو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں لکھی گئی تھی صاحبانِ ذوق کیلئے عرض کرتا چلوں، نجوم جمع ہے نجم کی جس کے معانی ہیں ستارے، نجوم ہدایت یعنی ہدایت کے ستارے، ستاروں کے ذکر سے بلندی ذہن میں آتی ہے کیونکہ یہ زمین سے بلند ہوتے ہیں جس نے اپنی فکر کا آغاز ہی ستاروں کے مقام سے کیا ہے اب اس کی سوچ کی پرواز کہاں تک پہنچے گی کیونکہ یہ اس حقیقت سے آشنا ہیں بقول علامہ اقبال کہ

؎ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں

توصیف و تعریف میں نجوم ہدایت کے مقام و مرتبت سے آگے بڑھے اور آئمہ اہل بیت کے مناقب میں ''بارہ امام بزبان خیر الانام'' کتاب تحریر فرما کر اُن پاک ہستیوں کے حضور اپنی قلبی عقیدت کا ثبوت فراہم کیا۔ ''شہزادی کونین'' کی بارگاہ میں اقرار مودت کیلئے اسی نام سے خوبصورت ترین کتاب تصنیف فرما چکے ہیں میلاد و سیرت پر ''قول الجلی'' کتاب منظر عام پر آچکی ہے جو کتاب اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اِس کا موضوع انتہائی اہم بھی ہے اور نازک بھی ہے اس میں نسبِ رسول ﷺ کی اہمیت و عظمت

اور معرفت و کرامت کو بیان کیا گیا ہے۔ بالخصوص یہ تذکرہ سیّدنا امام علی نقی ہادی علیہ السلام اور انکی ذریتِ طاہرہ پر ہے جو صدیوں پہلے عرب سے عجم پہنچے، بخارا بھی انکا مسکن بنا، بدلتے حالات کے ساتھ اولادِ امام علی نقیؑ کا سفر جاری رہا، آہستہ آہستہ ترکِ وطن فرما کر برصغیر سے علاقہ اُوچ شریف ضلع بہاولپور میں پہنچے پھر اس مرکز سادات سے مختلف اوقات میں برصغیر کے مختلف علاقوں کو آباد کیا۔ اُن کی آمد سے پہلے یہاں پر اسلام اور اسکی ثقافت کو فروغ حاصل ہوا چھوٹی چھوٹی اسلامی تحریکوں کا آغاز ہوتا گیا، خانقاہوں اور مساجد کی تعمیرات کا سلسلہ شروع ہوا کیونکہ صدیوں پر پھیلی یہ اک وسیع تاریخ ہے جس سے آگاہی خاندانِ سادات کیلئے بالخصوص ضروری ہے اور بالعموم اہلِ اسلام کیلئے دلچسپ بھی ہے۔ آل رسولؐ میں سے کون آئے، کب آئے، کیسے آئے، کیوں آئے، کہاں ٹھہرے، کیوں ٹھہرے، کب تک ٹھہرے آگے ان کی اولاد کا جو سلسلہ چلا انہوں نے کہاں کا سفر کیا، کیسے کیا اور کس خانوادے کی اولاد کہاں گئی کن کی خانقاہ اور مزار کہاں واقع ہے، ولادت، سیرت، خدمات، تعلیمات وافکار، ہجرت، شہادت و وصال مستند تاریخی ماخذ کے ساتھ بڑی عرق ریزی سے علامہ صفدر رضا قادری نے معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا ہے اور سادات کرام اور عوام الناس کیلئے اِس کو لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ علامہ صفدر رضا قادری صاحب کی اس کاوش کو اپنی

بارگاہ میں قبول فرمائے اور انکے ذوق وشوق میں مزید اضافہ فرمائے۔

آمین بحرمت سید المرسلین

عرض پرداز

محمد ظفر اقبال فاروقی
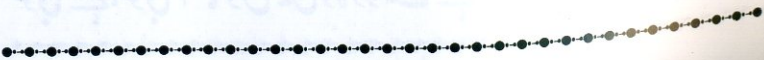
علامہ محمد سراج احمد قادری سعیدی

ایم۔اے۔عربی واسلامیات
رئیس دارالافتاناظم عزیز العلوم
اوچشریف ضلع بہاولپور

بعد از حمد باری تعالیٰ ونعت مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء منعم حقیقی کی نعمات کا شمار وحصر ایک ناممکن بلکہ امر محال ہے۔تاہم نعمت پر شکر کا بجالانا ایک ضروری امر ہے،انفس ہو یا آفاق ان لامتناہی ولامحدود نعمات کا انحصار و دار و مدار نعمتِ کبریٰ یعنی ذاتِ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ہے جن کو تاجِ ختمِ نبوت سے نوازا گیا،اور جن کی خاطر اس کائنات کو نعمتِ وجود بخشا گیا۔پروردگارِ عالم نے انساب عالم میں سے اپنا خصوصی فضل و احسان اس نسبِ اطہر و مطہر پر کیا ہے جن میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد ہوئی اس پاکیزہ نسب کو خلاق عالم نے اول سے لیکر آخر تک ہر قسم کے سفاح سے پاک رکھا،اور ذریتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے شمار فضیلتوں کے ساتھ نعمتِ ولایت کیلئے منتخب کیا جس کا تاج حضرت مولائے کائنات علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ کے سر پر سجایا گیا جنکی ولایت مثلِ شجرِ طوبیٰ ہے،طوبیٰ آسمانوں میں وہ درخت ہے جس کی شاخیں تمام آسمانوں

میں پھیلی ہوئی ہیں اسطرح ساری زمین میں ولایت علیؑ کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں ازروئے قرآن وسنت آل رسولؐ اولاد بتولؑ کی محبت ہر مسلمان پر فرض ہے امام شافعی فرماتے ہیں:

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفا کم من عظیم القدر انکم
من لم یصل علیکم لا صلوۃ لہ

اے اہل بیت نبوت تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض کر دی ہے تمہارے مقام ومرتبہ کے فخر وعظمت کیلئے یہی کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ پڑھے اُس کی نماز نہیں ہوتی۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے کیا خوب توسل کیا ہے فرماتے ہیں:

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ
گر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسولؐ

اے اللہ تیری بارگاہ میں اولاد فاطمہ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میرا خاتمہ ایمان پر کرنا اے بے نیاز تو میری دعا کو رڈ کرے یا قبول کرے میرے

ہاتھ میں آل رسولؐ کا دامن ہے۔

اس کتاب میں آلِ رسولؐ کے آبدار موتیوں کا ذکر ہے جن کی وجہ سے آج روئے زمین کا چپہ چپہ چمک دمک رہا ہے سر زمین اُوچ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے ذرّوں نے سیّد السادات حضرت جلال الدین سرخ پوش رحمۃ اللہ علیہ و دیگر سادات اولیاء کے قدموں کو بوسہ دیا ہے اس سر زمین کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے وجود مسعود کی وجہ سے ''اُوچ متبرکہ'' لکھا جاتا تھا اس گراں مایہ سرمایہ کو علامہ صفدر رضا قادری فاضل علوم اسلامیہ شرقیہ جو ایک بالغ النظر و محتاط اہل قلم سے ہیں نے شب و روز محنت سے تالیف کیا ہے اور اس کو ''وفیات السادہ البخاریہ'' یعنی تذکرہ ساداتِ بخاریہ کے نام سے موسوم کیا ہے یہ جملہ سادات کرام بالخصوص بخاری ونقوی خاندان اور ان کے متوسلین کیلئے ایک نفع بخش تذکرہ ہے اور اہل دل کیلئے چراغِ راہ ہے جس پر میں علامہ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ رب العلمین بحرمتِ سیّد المرسلین اُن کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ محبت آلِ رسولؐ پر کرے۔

آمین فقیر پر تقصیر

سراج احمد سعیدی قادری

پیر سیّد کامران علی شاہ بخاری قادری سہروردی

چیف ایڈیٹر مجلہ مذہبِ امن پشاور

حامداو مصلیاو مسلما امابعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آدم سادات بخاریہ، جلال الدین والملّت جلال اللہ حضرت جلال الدین سُرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والاصفات ہی سادات بخاریہ کی منبع ومرکز ہے آپ کی شرافت، عظمت اور مقامِ ولایت کسی سے چھپا ہوانہیں تبلیغِ دین کے سلسلہ میں اولیاء اللہ کے جو کارنامے ہیں اِنکا ایک اجمالی ذکر کرنا بھی بہت لمبی تفصیل بن جائے گی ان سے صرفِ نظر یہاں اسقدر بتا دینا کافی ہوگا کہ مغربی پاکستان میں یوں تو تمام خانوادوں کے بزرگوں کی کوششیں بارآور ثابت ہوئیں تاہم سادات بخاریہ کا اثر سب سے زیادہ نمایاں رہا سادات بخاریہ کے بزرگوں نے برّصغیر پاکستان کے مختلف حصوں کے ساتھ جو اعتناء برتا اور یہاں دین کی تبلیغ واشاعت کی جو کوششیں کیں وہ ہرگز ناقابل فراموش ہیں ان نفوس قدسیہ کے ان کارناموں کو

دیکھتے ہوئے یہ لازم اور ضروری تھا کہ نہ صرف ان کی مستند حالاتِ زندگی اور شجرہ جات تحقیق کے ساتھ مرتب کئے جائیں بلکہ ایک تفصیلی اور تحقیقی کتاب مرتب کی جائے آج تک زمانہ اس مردِ درویش کا منتظر ہی رہا جو اس موضوع پر قلم اُٹھانے کی جرات کر سکے کیونکہ معاملات اتنے آسان نہیں تھے جتنے سوچے جا سکتے ہیں۔ پورے پاکستان کے کونے کونے میں جا کر حقیقی معنوں میں تحقیق کرنے کے بعد حقائق کو یکجا کرنا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہمیشہ حقیقت وہی ہو جو کہ صاحبان سجادہ کے پاس ہیں ایسے میں یہ کام سرانجام دینا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا، لیکن فخر العلماء حضرت علامہ صفدر رضا قادری صاحب نے یہ بیڑا اپنے سر اٹھایا اور خوب نبھایا یہاں تک کہ انکی یہ تصنیف انشاء اللہ ایک حوالہ جاتی کتاب کی حیثیت سے تاریخ میں مانی جائے گی اولیاء اللہ کی جملہ مساعی کو اِس انداز اور تفصیل سے لکھا کہ تاریخ کے سنہری ابواب میں ان کے درخشاں کارنامے پوری طرح اُجاگر ہو کر سامنے لائے گئے، اور غیر ضروری مبالغہ الفاظ سے بھی پرہیز کیا گیا بلاشبہ حضرت علامہ صفدر رضا صاحب نے خادم اولیاء اور محبِ آلِ نبیؐ ہونے کا حق ادا کر دیا صفدر رضا صاحب کا نام صاحبان علم و کتاب دوست حضرات کے لئے کوئی نیا نہیں آپ کی متعدد کتب منظر عام پر محققین اور متلاشیان علم کی تشنگی بجھا چکی ہیں جن میں قابل ذکر کُتب نجوم ہدایت، شہزادیءِ کونین، بارہ امام بذبان خیر

الانام، القول الجلی فی ذکر مولدِ النبیؐ اور مردِ قلندر ہیں ان کے علاوہ حضرت علامہ صاحب مزید بہت ہی اہم موضوعات پر کام کر رہے ہیں جن میں سب سے زیادہ جس کتاب کا مجھ ناچیز کو انتظار ہے وہ فرائد السمطین کا اُردو ترجمہ ہے جو ان کے اولین چند کتب میں سے ایک ہے جن میں اہل بیت اطہار سلام اللہ علیہم اجمعین کی شان بیان کی گئی ہے یہ پکا اور صوفیانہ رنگ جو کہ حضرات صحابہءِ کرام سے لیکر آئمہ کرام سے ہوتا ہوا صرف صوفیہ کرام کی جھولی میں پایا جاتا ہے کہ رفض وخروج سے بچتے ہوئے کھل کر اہل بیت اطہار علیہم السلام اجمعین کی شان بیان کی جائے جیسا کہ حضرت امام شافعی، حضرت امام نسائی وغیرہم کا مسلک اور مشرب رہا اور کیوں نہ ہو حضرت علامہ صاحب کو حضرت محدث ہزاروی حویلیاں ایبٹ آباد کے عرس میں انکے سجادہ نشین حضرت پیر سید محی الدین محبوب سے سلاسل مقدسہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ، عطاریہ اور شاذلیہ میں خلافت نصیب ہوئی اور پیر سید چراغ حسین شاہ چشتی کے عرس کے موقع پر عالمی مبلغِ اسلام محقق مصنف شاعر جناب حضرت علامہ پیر سیّد خضر حسین شاہ چشتی سیالوی نے آپ کو چشتی سیالوی دستار باندھی الغرض حضرت علامہ صفدر رضا صاحب کا یہ عظیم کارنامہ جس میں بخاری ونقوی سادات کے اکابرین کے واقعات روایات، شجرات ملفوظات اور کرامات مع کتابیات رقم کئے گئے ہیں بلاشبہ ''وفیات السادۃ

البخاریہ''یعنی تذکرہ ساداتِ بخاریہ آپکی دنیاوی اور آخروی سر بلندی کا سبب بنے گی انشاءاللہ

علم کی اک کرن ہے صفدر رضا
تحریر کا ایک پھبن ہے صفدر رضا
مودتِ اھلِ بیت کے باب میں
اسلاف کا چلن ہے صفدر رضا

وماتوفیقی الاباللہ علیہ توکلت والیہ منیب

حقیر

سیّد کامران علی شاہ بخاری قادری سہروردی

آستانہ عالیہ تاجور مشائخ قطب الاقطاب حضرت
سیّد فتح محمد شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ وڈپگہ شریف پشاور

پیر سیّد اجلال الحسنین نقوی بخاری

زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت شاہ ولایت
خانپور شریف ضلع چکوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت علامہ صفدر رضا قادری صاحب نے زیرِ نظر کتاب لکھ کر ایک بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے اس موضوع کے بارے میں ایک مدت سے ایسی کتاب کا انتظار تھا جس میں اھل سنت کے خاص و عام اہل بیت علیہم السلام کے ادب و تعارف سے فائدہ اٹھا سکیں یہ کتاب ان تمام خوبیوں کی حامل ہے حضرت علامہ صفدر رضا قادری نے اس کتاب کے خاص خاص موضوعات سے مجھے آگاہ فرمایا سن کر دل بہت خوش ہوا اور دلی طور پر حضرت علامہ صفدر رضا قادری کیلئے دُعا گو ہوں کہ اللہ پاک علامہ صاحب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دنیا و آخرت میں غلامی نصیب فرمائے یقیناً بخاری سادات اور بالخصوص حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد پاک حضرت علامہ صفدر رضا قادری کیلئے دُعاؤں کا سبب بنے گی انشاءاللہ

خدایا بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ
گر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامان آل رسولؐ

اظہار تشکر

جناب سیّد ریاض حسین شاہ بخاری سہروردی (پرسچہ مظفرآباد)

جناب سیّد لقمان علی بخاری المعروف سیّد جان پیر (چیف ایڈیٹر خاص بات اسلام آباد)

جناب سیّد وسیم احمد بخاری (سیکٹر ۸/۱۱ اسلام آباد)

خلیفہ شمیم عباس شجرہ نویس دربار حضرت سُرخ پوش (اُوچ شریف)

جناب سیّد کامران علی شاہ بخاری (چیف ایڈیٹر مذہب امن پشاور)

جناب سیّد عتیق ہاشم کاظمی نقشبندی (مہمند چک گجرات)

جناب سیّد ظہور حسین شاہ کاظمی (خطیب اعظم دینہ)

جناب سیّد توقیر حسین شاہ بخاری (چک شیر محمد منڈی بہاؤالدین)

جناب سیّد دلشاد حسین بخاری (شکر یلہ شریف)

جناب سیّد اجلال الحسنین شاہ بخاری (چکوال)

جناب سیّد علی عابد شاہ الحسینی (رسولپور سیداں سرائے عالمگیر)

جناب سیّد ذوالقرنین شاہ بخاری (کھیپڑانوالہ گجرات)

جناب سیّد ذوالفقار شاہ بخاری المعروف آغا جی (اسلام آباد)

جناب سیّد محمد انور شاہ بخاری (خطیب حضرت کیلیانوالہ شریف گوجرانوالہ)

جناب سیّد حکیم شاہ بخاری قادری (خطیب جامع مسجد حیدر کرار پشاور)

جناب سیّد توقیر حسین شاہ بخاری نقشبندی (بڑالہ شریف جہلم)

نسب کی اہمیت

قارئین کرام! دین اسلام میں نسب وہ بنیاد ہے جسکی معرفت و پہچان ہر شخص کیلیئے فرض اور ضروری ہے اسلیئے کہ بہت سارے اسلامی احکامات نسب سے وابستہ ہیں من باب مثال نکاح، وراثت، صلہ رحمی، نفقہ وغیرہ نسب کی عدم واقفیت متعدد فرائض وواجبات ضائع کرسکتی ہے اس لئے نسب کی حقیقت و حیثیت کو بیان کرتے ہوئے پروردگار عالم نے اپنی لاریب کتاب میں ارشاد فرمایا "وجعلنا کم شعوبا وقبائل" اور ہم نے تمہارے قبیلے وخاندان بنائے "لتعارفوا" تا کہ تمہاری پہچان ہو۔ "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" بے شک تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔ نسب اور تقویٰ میں کسی قسم کا کوئی تعارض وتخالف نہیں ہے کہ ایک کی اہمیت وحیثیت ماننے سے دوسرے کی نفی لازم آئے اور نہ ہی یہ منشائے خداوندی ہے نسب ایک الگ امر ہے اور تقویٰ ایک الگ امر، دونوں کی اپنی اپنی جگہ اہمیت وحیثیت مسلم ہے مگر جہاں تک پہچان کا تعلق ہے وہ نسب سے ہوتی ہے نہ کہ تقویٰ سے نسب کی اگر کوئی حقیقت وحیثیت نہ ہوتی تو اللہ تعالےٰ انسانوں کو خاندانوں

اور قبائل میں تقسیم نہ کرتا۔ باقی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہے اس میں بھی عزت و اکرام محمدی کی جھلک نظر آتی ہے جو اہل بصیرت پر عیاں ہے مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا اُس کا حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہیں جیسا کہ حدیث ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہوں۔ سورۃ احزاب میں نسب کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''ادعوھم لابائھم'' اُن کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو جن سے وہ پیدا ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے اگر نسب کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تو نسب بدلنے والوں کیلئے احادیث مبارکہ میں اتنی شدید وعید وارد نہ ہوتی فرمانِ رسولؐ ہے۔

''من انتسب الی غیر ابیه فعیله لعنت الله والملائكة والناس اجمعین''

کہ جو اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف نسبت کرتا ہے اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو دوسرے مقام پر فرمایا:

''من الدعی الی غیر ابیه وهو یعلمه فالجنتة علیه حرام''

کہ جس نے اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف نسبت کیا جبکہ وہ جانتا ہے تو

اس پر جنت حرام ہے تیسرے مقام پر فرمایا:

"لا ترغبوا عن ابائکم فمن رغب عن ابیه فقد کفر"

کہ تم اپنے آباء سے منہ نہ پھیرو جس نے اپنے باپ سے منہ پھیرا اُس نے کفر کیا۔

نسب کی تعلیم اگر دین نہ ہوتا تو آپؐ یہ ارشاد نہ فرماتے:

"تعلمو انسابکم تصلوا ارحامکم"

کہ تم اپنے نسبوں کو سیکھو تا کہ صلہ رحمی کر سکو

ایام جاہلیت میں بھی نسب کا اعتبار تھا وہ نسب جاننے کیلئے تیروں اور پانسوں کی طرف رجوع کرتے تھے اسلام میں اس کی واقفیت حاصل کرنے کیلئے کتب اور شجرات ہیں۔

نسبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

صاحب روض النظیف فرماتے ہیں:

اَکُرِمْ بِہٖ نَسَباً طَابَتْ عَنَاصِرُہٗ

اَصْلاً وَ فَرْعاً وَ قَدْ سَادَتْ بِہِ الْبَشَرُ

آپ کا نسب کیسا با کرامت ہے کہ اس کے عناصر پاکیزہ ہیں اصل سے بھی اور فرع سے بھی اور آپؐ کے سبب سے جنسِ بشر کو شرف حاصل ہو گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پدری شجرہ و مادری شجرہ کے

جملہ نفوس قدسیہ چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین سب اعلیٰ اخلاق اور عمدہ صفات کے حامل تھے اور اپنے اپنے زمانہ میں سردار اور قائد تھے۔ شجاعت بہادری جودوسخا، عفت وعصمت میں ان کا کوئی مثل و سہیم نہیں تھا آپؐ کے آباؤ اجداد کی مائیں نہایت پاک و پاکیزہ، عفت و عصمت کا مجسمہ اور رفیع القدر خواتین تھیں۔

اللہ تبارک وتعالےٰ نے ہر نبی و رسول کو ہر زمانہ میں اعلیٰ ترین خاندان میں مبعوث فرمایا اور آخر میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کائنات کے اعلیٰ ترین خاندان میں پیدا فرمایا قرآن مجید میں شجر محمدی کو اُمت مسلمہ اور ساجدین کے اعلیٰ ترین القاب سے تعبیر کیا گیا خود آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: مجھے اصلاب طاہرہ سے ارحام مطہرہ میں منتقل کیا گیا جس میں سرکارؐ کے پدری و مادری شجرہ کی طہارت و پاکیزگی کا ثبوت موجود ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالےٰ نے اولاد ابراہیمؑ سے اسماعیلؑ کو پسند فرمایا اور اولاد اسماعیلؑ سے بنو کنانہ کو اور بنو کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم سے مجھ کو پسند و منتخب کیا۔

نسبِ رسول کو تمام انساب عالم پر فوقیت اور برتری حاصل ہے یہ نسب ہر قسم کے سفاح سے منزہ ومبرہ ہے سادات کا نسب وہی ہے جو حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب ہے لہذا یہ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور آپؐ سے لیکر حضرت مہدی علیہ السلام تک طیب وطاہر ہے۔اس نسب شریف کے احکامات عام انساب سے الگ ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نسب مطہر کی عظمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اُن کے بہترین گروہ میں رکھا اور دو گرہوں میں سے بہتر قبیلے میں رکھا پھر گھروں کو شرافت میں منتخب کیا تو مجھے سب سے بہتر گھر میں رکھا پس میں ذات اور گھر کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں''

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: میں نے زمین کے مشرق و مغرب کو چھان مارا پس مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل کوئی بھی دکھائی نہیں دیا اور نہ ہی بنی ہاشم سے افضل کسی کی اولاد کو دیکھا۔

نسب رسولؐ کی تعریف اور خلاصیِ قرض

مولوی روح اللہ نقشبندی غفوری نے زیارت المکۃ المکرّمہ و مدینہ المنورہ کے صفحہ ۳۸۱ پر مجلس القلادۃ کے نام سے باب میں بحوالہ تاریخ

المدینہ المنورہ میں واقعہ رقم کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک بزرگ محمد بن عبداللہ بن ابوعتیق محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق جوابن ابوعتیق کی کنیت سے مشہور تھے ان کے ذمہ ایک تاجر کا چھ ہزار درہم قرضہ تھا تاجر نے تقاضا کیا تو ابن ابوعتیق نے اس سے کہا کہ فی الحال انتظام ادائیگی قرض نہیں البتہ تمہیں ایک ترکیب بتاتا ہوں جس کے سبب میں قرض سے سکبدوش ہو سکتا ہوں جب میں مجلس قلادہ میں جا بیٹھوں تو تم آکر مجھ سے بنوعبد مناف کے بارے میں سوال کرنا اس گفتگو کے بعد ابن ابوعتیق رات کو مجلس قلادہ میں جا کر حضرت امام حسن علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھ گئے وہ تاجر بھی طے شدہ بات کے مطابق وہاں آکر بیٹھ گیا اور ابن ابوعتیق سے کہا اے ابومحمد آپ مجھے خاندان بنوعبد مناف کے بارے میں کچھ بتایئے انہوں نے بتایا بنوعبد مناف کی شاخ اہل حرب نے شرک کیا تو دوسرے لوگوں نے بھی شرک کیا اور جب اہل حرب والوں نے اسلام قبول کیا تو دوسرے لوگ بھی مسلمان ہو گئے تاجر نے پوچھا اس کے بعد اس خاندان کے دیگر افراد کیسے ہیں ابن ابوعتیق نے کہا کہ بنوعاص میں شہداء واشراف سب سے زیادہ ہیں تاجر نے یہ سن کر کہا ''سبحان اللہ'' اس صورت میں آپ بنوعبدالمطلب کو کس درجہ پر رکھیں گے ابن ابوعتیق نے غصہ کے انداز میں تاجر سے کہا:

یا احمق انما سالتنی عن بیوت الادمیین ولو سالتنی

عن وجوہ الملائکۃ لا خبر تک عن بنی عبد المطلب فیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم وفیھم اسد اللہ و فیھم الطیار فی الجنۃ

اے احمق تو نے آدمیوں کے گھرانوں کے متعلق پوچھا تھا اگر معزز و مقرب ملائکہ کے متعلق مجھ سے دریافت کرتا تو میں تم کو خاندان عبد المطلب کے بارے میں بتاتا اس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور حضرت امیر حمزہ اسد اللہ ہیں اور جعفر طیار فی الجنۃ ہیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ابن ابوعتیق کی زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی فرمایا کہ کہ اے ابو محمد تم کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ کوئی حاجت ہو تو مجھ سے بیان کرو ابن ابوعتیق نے کہا کہ ہاں اس شخص کا چھ ہزار درہم میرے ذمہ باقی ہے حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

قد قضاہ اللہ عنک ھی علینا دونک

اللہ تعالیٰ نے یہ قرضہ تمہاری طرف سے ادا کر دیا وہ ہمارے ذمہ ہے

بیٹے سے نسب قائم نہ ہونے کی حکمت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تین صُلبی بیٹے تھے سب سے پہلے حضرت قاسم علیہ السلام پیدا ہوئے ،آپ کی ولادت اعلان نبوت سے پہلے ہوئی اور دو سال کی عمر میں فوت ہو گئے حضرت قاسم علیہ السلام کے نام

سے ہی سرکار علیہ اسلام کی کنیت ابو القاسمؐ مشہور ہوئی اس کے بعد حضرت عبد اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے اور طیب و طاہر لقب سے ملقب ہوئے وہ بھی بچپن میں دنیا سے رحلت فرما گئے تیسرے بیٹے حضرت ابراھیم علیہ السلام جو ۸ھ میں حضرت ماریہ کے بطن سے پیدا ہوئے وہ بھی بچپن ہی میں دار البقا کی طرف کوچ کر گئے۔ آپؐ کے بیٹوں کا بچپن میں ہی فوت ہو جانا اس میں حکمت الہٰی یہ تھی کہ اگر محبوبؐ کے بیٹوں کو زندہ رکھوں اور نبوت عطا نہ کروں تو یہود و نصاریٰ طعنہ دیں گے کہ ہمارے نبیوں کے بیٹوں کو نبوت سے نوازا گیا مگر مسلمانوں کے نبیؐ کے بیٹوں کو نبوت نہیں ملی اور اگر زندہ رکھ کر نبوت دوں تو یہ امر شانِ ختم نبوت کے منافی ہے کیونکہ روزِ ازل سے ختم نبوت کا تاج سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر پر رکھا گیا اور ختم نبوت کی فضیلت صرف آپؐ ہی کیلئے رکھی گئی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹوں کو بچپن ہی میں اپنے پاس بلا لیا اب دوسرا معاملہ نسب کا تھا کہ اپنے محبوب کا نسب قائم نہ رہے تو دشمن طعنہ زنی کریں گے جیسا کہ حضرت قاسم علیہ السلام کے فوت ہونے پر ایک کافر جس کا نام عاص بن وائل تھا نے کہا کہ (نعوذ باللہ) آج محمد کی نسل ختم ہوگئی ہے اور نسب بیٹے سے قائم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے "ان شانئک ھو لابتر" کہہ کر جواب دیا کہ بے شک تمہارا دشمن ابتر رہے گا یعنی بے نام ونشان رہے گا اس

حکمت کے پیشِ نظر قانون کو بدل دیا گیا جس کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوں بیان فرمایا:

"ان اللہ جعل ذریۃ کل نبی فی صلبہ و جعل زریتی فی صلب علی"

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت کو اُس نبی کے صلب میں رکھا اور میری ذریت کو اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے صلب میں رکھا۔

لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نسب آپکی لختِ جگر حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے قائم ہوا۔

ذریتِ مصطفےٰؐ علیؑ کے صلب میں

قانون اور قدرت دو الگ چیزیں ہیں۔ جبکہ اللہ تعالےٰ کا قانون بھی برحق ہے اور قدرت بھی برحق ہے کسی ایک کا انکار حقیقت میں ذاتِ باری تعالےٰ کا انکار ہے انسانی وجود کیلئے ماں اور باپ کا وجود ضروری ہوتا ہے، یہ قانون ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت یہ ہے کہ اگر چاہے تو انسان کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کرسکتا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا فرمایا قانون یہ ہے کہ انسانی وجود کیلئے ماں اور باپ دونوں کا ہونا ضروری ہے مگر اُس کی قدرت یہ ہے کے چاہے تو بغیر باپ کے پیدا

کردے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا قانون یہ ہے کہ نسب بیٹے سے قائم ہوتا ہے بیٹی سے نہیں۔ مگر قدرت یہ ہے کہ نسب بیٹی سے قائم کردے۔ جیسے ہمارے آقا مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب آپ کی لخت جگر حضرت سیّدہ کائنات بی بی فاطمہ الزاہرا اسلام اللہ علیھا سے قائم ہوا قانون یہ ہے کہ ہر نبی کی ذریت کو اللہ تعالیٰ نے اُس نبی کے صلب میں رکھا مگر قدرت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی آخرالزمان ؐ کی ذرّیت کو حضرت مولائے کائنات علی ابن ابیطالب کے صلب میں رکھا۔ اور مولائے کائنات وسیّدہ کائنات کی اولاد اولاد رسولؐ قرار پائی۔ جناب حسنین کریمین ابنائے مصطفیٰؐ ہیں جب نجران کے عیسائیوں سے مباہلہ ہوا تو اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب سے فرمایا "فقل تعالو ابناء ناو ابناء کم" ان سے کہہ دیجئے کہ تم اپنے بیٹے لے آؤ ہم اپنے بیٹے لے آتے ہیں۔

جملہ مفسرین کا اتفاق ہے کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لیکر گئے۔ جس سے امامین کریمین کا نبی کریم ؐ کا بیٹا ہونا ثابت ہوا۔

ایک مرتبہ خلفیہ ہارون الرشید اور امام ہفتم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام میں باہمی مکالمہ ہوا ہارون الرشید نے امام موسیٰ کاظم سے کہا کہ تم

کس بنا پر اپنے آپ کو اولادِ رسولؐ کہتے ہو تم تو اولادِ علیؑ ہو کیونکہ نسب باپ سے چلتا ہے تو حضرت امام موسیٰ کاظم نے جواب دیا جس طرح عیسیٰ علیہ السلام کے نسب کو اُن کی والدہ معظّمہ حضرت مریمؑ کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ملا دیا گیا ہے اسی طرح ہمارا نسب ہماری والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ الزہراؑ کی جانب سے نبی کریمؐ تک ملتا ہے۔

جُز کل کے حکم میں

نبی کریم کا ارشاد گرامی ہے کہ

"فاطمة بضعة منی"

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا اور حصہ ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ اولاد اپنے باپ کا جز ہوتی ہے جسطرح سیّدہ کائنات اپنے بابا کریمؐ کا جز اور ٹکڑا ہیں اسیطرح سادات کرام سیّدہ کائنات کا جز اور ٹکڑا ہیں جو بالواسطہ حضور علیہ السلام کے جسم کا ٹکڑا اور حصہ ہیں حضورؐ کے چچا جان حضرت عباس کی زوجہ حضرت ام الفضل نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہؐ کے جسم کا ٹکڑا اُن کے وجود سے الگ ہو کر حضرت ام الفضل کی گود میں آ گرا ہے اس خواب کے بعد حضرت ام الفضل پریشان ہو گئیں جب حضورؐ کی بارگاہ میں گئیں اور خواب سنایا تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا۔ چچی جان آپ پریشان نہ ہوں اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب اللہ تعالےٰ میری بیٹی فاطمہ کو ایک

بیٹا عطا فرمائے گا۔ اس کے بعد حضرت امام حسین کی پیدائش ہوئی اللہ تعالےٰ اپنے محبوب سے فرماتا ہے

"قل ان کان للرحمن ولد فانااول العابدین"

کہ فرمادیجئے کہ "اگر اللہ کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اُسکی عبادت کرتا" یعنی اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالےٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو جو حق اللہ کا ہے وہی حق اُسکے بیٹے کو دیا جاتا۔ اصول الشاشی میں ہے

"جزء المرء فی معنی نفسه"

کہ انسان کا جز اُس کی ذات کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جو حکم کُل کا ہوگا وہی حکم اس کے جُز کا ہوگا مثلاً اگر خدانخواستہ قرآن مجید سے ایک ورق زمین پر، گر جائے تو وہ ورق قرآن کے حکم میں ہوگا کیونکہ یہ اس کا ٹکڑا ہے اگر کسی نے اُس ٹکڑے کی عزت کی تو اُس نے قرآن کی عزت کی اگر کسی نے اس ٹکرے کی توہین کی تو اس نے قرآن کی توہین کی معلوم ہوا کہ جو تعظیم و تکریم جناب مصطفےٰ ﷺ کی ہے وہی تعظیم و تکریم اُن کی اولاد کیلئے ہوگی جو حق مصطفےٰ کریم ﷺ کا ہے وہی حق آپ ﷺ کی اولاد کا ہے۔ یہ وہ فضیلت ہے جو کائنات میں کسی کو حاصل نہیں

سادات کا کوئی کفو نہیں

اولادِ رسول ﷺ کا ذاتی نسبی فضیلت کے اعتبار سے کوئی کفو و ہمسر

نہیں سوائے اولادِ رسولؐ کے اس ذاتی فضیلت میں کوئی دوسرا نسب سادات کا کفو و ہمسر نہیں، اسلام میں انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے نکاح میں کفو کا اعتبار کیا گیا ہے، جس کے بغیر اصلاً نکاح کا انعقاد نہیں ہوتا، اس لئے عدم کفو کی بناء پر سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے منعقد نہیں ہوگا۔ فقہائے کرام فرماتے ہیں:

"وان لم یکن کفوا لایجوز النکاح اصلاً"

کہ اگر کفو نہ ہو تو نکاح بالکل جائز نہیں ہے، یہ حسن بن زیاد کی روایت ہے اور یہی مختار اور قابل فتویٰ ہے شمس الآئمہ سرخسی فرماتے ہیں کہ حسن بن زیاد کی روایت ہی احتیاط کے بہت قریب ہے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ نے یہی فرمایا کہ یہ نکاح ہرگز نہیں ہوتا آپ نے متن کا ذکر کر کے بتایا کہ فتویٰ متن پر ہوا کرتا ہے اور اصحاب متون نے حسن بن زیاد کی روایت پر فتویٰ دیتے ہوئے کہا ہے کہ یہ نکاح اصلاً نہیں ہوتا اس میں رضا یا عدم رضا کا کوئی اعتبار نہیں اس مسئلہ کی تفصیل کیلئے بالخصوص سادات کرام کو مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے (۱) شرافتِ سادات (۲) مقامع السدیہ (۳) حسب ونسب

شرف سیادت شرف علم سے افضل ہے

شرف سیادت شرف علم سے افضل ہے اس لئے کہ سیادت جوہر ہے اور علم عرض ہے جوہر ذاتی چیز ہے اور علم عارضی چیز ہے اور اگر علم پر عمل نہ ہو تو

علم کی وقعت و قیمت بالکل ختم ہو جاتی ہے خدانخواستہ اگر عالم پاگل ہو جائے تو شرف علم کی فضلیت ختم ہو جاتی ہے مگر سیّد مجنون ہو جائے تو سیادت کی فضلیت ختم نہیں ہوتی عالم پیدا ہوتے ہی عالم نہیں ہوتا مگر سیّد پیدا ہوتے ہی سیّد ہوتا ہے سادات کا خمیر گوشت و پوست رسول کریمؐ کے خمیر و گوشت و پوست مبارک سے ہے سادات کرام کے علاوہ یہ شرف اُمت کے کسی فرد کو حاصل نہیں ہے۔

ایک مرتبہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے پاس ایک بہت بڑے عالمِ دین ملاقات کے لئے تشریف لائے تو آپ نے ان سے مصافحہ کیا اور اپنے برابر بٹھایا گفتگو شروع ہوئی اسی اثناء میں ایک نوعمر بچہ آیا جو بوسیدہ کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھا اُس کو دیکھ کر شیخ عبدالحق احتراماً کھڑے ہو گئے اور جب تک وہ بچہ چلا نہ گیا آپ کھڑے رہے آپ کا اس طرح احتراماً کھڑے ہونا مولانا کو کچھ ناگوار سا گزرا پوچھا یہ بچہ کون تھا؟ آپ نے کہا آلِ رسولؐ سے ہے، مولانا نے پوچھا کہ ایک عالم دین افضل ہے یا ایک آلِ رسولؐ شیخ محدث نے فرمایا مولانا میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں کہ آپ نے اب تک کتنے عالم بنائے؟ مولانا نے جواب دیا تقریباً ستر علماء میرے شاگرد رہ کر فارغ ہوئے ہیں۔ شیخ محدث نے کہا سیّد کتنے بنائے ہیں؟ یہ سن کر مولانا خاموش ہو گئے۔ شیخ محدث نے کہا آپ اسی سے اندازہ

کر لیں عالم بنایا جا سکتا ہے اور سیّد صرف وہی بن سکتا ہے جسے اللہ بنائے
مولانا نے پھر ایک سوال کیا اگر کوئی سیّد بے عمل ہو جائے تو کیا اس کا احترام
واجب ہے؟ حضرت شیخ نے جواب دیا کہ قرآن مجید میں کتنی آیات ایسی ہیں
جن پر عمل نہیں کیا جا سکتا یا آیات متروکہ ہیں۔ مولانا نے کہا کئی آیات منسوخ
ہیں۔ حضرت شیخ نے کہا کیا ان آیات کو کلام پاک سے خارج کیا جا سکتا ہے
مولانا نے کہا نہیں بلکہ قرآن مجید میں شامل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے
اور ان آیات کا احترام بھی فرض ہے، ہم سب ان کو چومتے ہیں آنکھوں سے
لگاتے ہیں، حضرت محدث نے فرمایا ایسے ہی بے عمل سادات کو بھی آل
رسول سمجھ کر احترام کرو، باقی رہا ان کا عمل تو وہ انکا اپنا معاملہ ہے، اسی طرح
ایک مرتبہ حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گیلانی ایک مرتبہ بھارت میں سہارنپور
تشریف لے گئے۔ وہاں علماء کرام میں یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ اُمتی عالم ہو
اور سیّد جاہل ہو تو دونوں میں افضل کون ہوگا علماء کی اکثریت کا کہنا تھا کہ
اُمتی عالم بوجہ علم کے جاہل سیّد سے افضل ہوگا جب پیر مہر علی شاہؒ سے اس
مسئلہ کا استفسار ہوا تو آپ نے فرمایا سیّد جاہل اُمتی عالم سے افضل
ہوگا۔ علماء کرام نے دلیل طلب کی تو آپ نے فرمایا تم دو بچے لے آؤ۔ ایک
اُمتی ہو اور ایک سیّد ہو سیّد مجھے دے دو اور اُمتی تم لے لو۔ میں نے اتنے
عرصہ میں سیّد کو عالم بنانا ہے اور تم نے اُس عرصہ میں اُس اُمتی کو سیّد بنانا ہے

یہ بات سن کر علماء کرام نے کہا سیّد عالم تو بن جائے گا مگر امتی سیّد نہیں بن سکتا آپ نے فرمایا یہی دلیل ہے کہ جاہل سیّد اُمتی عالم سے افضل ہے۔

فضیلتِ سیادت علم سے حاصل نہیں ہوتی

علامہ ابن حجر مکی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ عراق کا ایک امیر سادات کرام سے بہت محبت رکھتا تھا اور ان کی انتہائی تعظیم و عزت کرتا، اسکی مجلس میں جب کوئی سیّد موجود ہوتا تو ان کو سب سے آگے بٹھاتا ایک مرتبہ ایک سیّد اس امیر شخص کی مجلس میں آیا اس وقت وہاں ایک بہت بڑا عالم موجود تھا، سیّد کو بیٹھنے کیلئے جو جگہ ملی وہ اس عالم کی جگہ سے اونچی تھی وہ اس جگہ بیٹھ گئے مگر اس عالم کے چہرے پر عار اور نا گواری کے آثار ظاہر ہوئے اور اس عالم نے نامناسب گفتگو شروع کر دی۔ امیر شخص نے اس بات پر توجہ نہ دی اور دوسری بات شروع کر دی کچھ دیر بعد امیر شخص نے اس عالم سے اُس کے بیٹے کے متعلق دریافت کیا جو تحصیل علوم میں مصروف تھا، اس عالم نے کہا کہ وہ متون یاد کرتا ہے اسباق پڑھتا ہے اس نے یہ پڑھا ہے وہ پڑھا ہے اس کا ایک سبق صبح کے وقت مقرر ہے اور ایک سبق دوسرے وقت مقرر ہے اسی طرح اس کے دیگر حالات بیان کرتا رہا پس امیر شخص نے اس عالم کو کہا کیا تو نے اس کیلئے ایسا نسب بھی مہیا کیا ہے اور اسے ایسی شرافت بھی سکھائی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہو جائے عالم نے کہا یہ فضیلت

فراہم کرنے اور سکھانے سے حاصل نہیں ہو سکتی یہ تو اللہ تعالیٰ کی عنایت ہے اس میں کسب کو دخل نہیں ہے پس اُس امیر شخص نے زور سے کہا خبیث جب تجھے یہ بات معلوم ہے تو تو نے سیّد کے اونچی جگہ بیٹھنے کو کیوں ناگوار محسوس کیا، بخدا آئندہ تم میری مجلس میں نہیں آؤ گے پھر حکم دیا اور اُسے وہاں سے نکلوا دیا۔

لفظ اشراف کا اطلاق

اہل بیتِ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ صدرِ اوّل کی اصطلاح میں لفظ اشراف کا اطلاق جمیع اہل بیت پر ہوتا تھا بعد ازاں یہ لفظ ان میں سے صرف حسنی و حسینی سادات کے لئے مخصوص ہو گیا حضرت جلال الدین سیوطی نے رسالہ زینبیہ میں تحریر فرمایا ہے قرنِ اوّل میں اہل بیت کے ہر فرد کیلئے شریف کا لفظ استعمال ہوتا تھا اور اس میں سب برابر تھے ،خواہ حسنی ہوں یا حسینی ہوں، خواہ علوی ہوں یا جعفری، عقیلی ہوں یا عباسی جب مصر میں فاطمیین کی حکومت قائم ہوئی تو شریف کا لفظ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کی اولاد تک محدود ہو گیا اور مصر میں اب تک یہی صورت ہے امام یوسف نبھانی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں مشرق و مغرب کے تمام بلاد اسلامیہ میں اس وقت بھی عام اصطلاح یہی ہے اور عربی زبان میں جب بھی شریف کا لفظ کہا جائے گا اس سے مراد حسنی یا حسینی ہوں گے، سوائے حجاز

کے اکثر ملکوں میں حسنیوں اور حسینیوں پر بطور خاص لفظ سیّد استعمال ہوتا ہے اور جب بھی لفظ سیّد کہا جاتا ہے تو اولاد حسنؑ و حسینؑ کے سوا دوسرا کوئی مراد نہیں ہوتا جبکہ اہل حجاز حسنیوں اور حسینیوں کے امتیاز کیلئے حسنی کیلئے لفظ شریف کا استعمال کرتے ہیں اور حسینی پر سیّد کا اطلاق کرتے ہیں، ابن حجر مکی کہتے ہیں اشراف کے حق میں وقف و وصیت کی جائے گی تو اس میں سوائے حسنین کریمین کی اولاد کے کوئی دوسرا داخل نہیں ہوگا اس لئے کہ وقف اور وصیت کا مدار شہر کی عرفیت پر رکھا جائے گا، جبکہ مصر وغیرہ میں لفظ شریف کا اطلاق صرف اور صرف جناب حسنین کریمین کی اولاد پر ہی ہوتا ہے۔

نقیب الاشراف کے فرائض

سادات کرام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ان پر ان میں سے ہی نقیب بنائے جاتے ہیں دراصل ان کیلئے اس نقابت کا اہتمام اس لئے ہے کہ کوئی ایسا شخص ان پر سردار مقرر نہ ہو جو نسبی طور پر ان کا کفو نہ ہو اور نہ ہی بزرگی میں ان کے برابر ہو نقیب ایسے خاندان سے چنا جاتا ہے جو زیادہ بزرگی والا اور صائب الرائے ہوتا کہ اُس میں ریاست و سیاست کی شرائط مجتمع ہوں اور لوگ اس کی ریاست کی وجہ سے اُس کی اطاعت کریں اور سیاست کی وجہ سے ان کے اُمور سیدھے رہیں، چنانچہ نقیب یعنی سردار کیلئے سترہ فرائض لازم ہیں۔

(۱) اُن لوگوں کے انساب کو معلوم کرنا جو سیّد نہیں مگر سادات میں شامل ہو گئے یا وہ لوگ جو سادات سے نکل چکے ہیں مگر سادات ہیں

(۲) سادات کے انساب اور خانوادوں کی پہچان رکھنا اور ان کے نام وغیرہ امتیازی نشان کے ساتھ رجسٹر میں درج کرنا

(۳) سادات کرام کو وہ آداب سکھانا جو ان کے شرف و کرم کے لائق ہوں تا کہ لوگوں میں اُن کا جاہ وحشم قائم رہے اور حضور رسالتِ ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حُرمت محفوظ رہے

(۴) سادات کرام کے بچوں کی ولادت اور تاریخ وفات رجسٹر میں درج کرنا

(۵) سادات کرام کو بُری باتوں اور گھٹیا کاموں سے منع کرنا یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص بھی ایسی باتوں میں ملوث نہ پایا جائے

(۶) سادات کرام کو ارتکاب گناہ اور حرام کو حلال کرنے سے باز رکھنا اس لئے کہ جس دین کے وہ مددگار ہیں اس میں غیرت مند رہیں اور

جن برائیوں کو انہوں نے مٹایا ہے انہیں برا سمجھیں تا کہ کوئی شخص ان پر زبان طعن وذم دراز نہ کرے

(۷) سادات کرام کو لوگوں پر مسلط ہونے سے روکے تا کہ وہ اپنے

شرفِ نسب کی بنا پر لوگوں پر ظلم نہ کریں جو دُوری اور بغض کا باعث ہوتا ہے بلکہ لوگوں کے دل اپنی طرف مائل کرنے اور تالیفِ قلبی کے طریقے سکھائے تاکہ وہ اُن کی طرف متوجہ رہیں اور اُن کے دل صاف رہیں

(۸) سادات کرام کے حقوق کا تحفظ کرے تاکہ وہ کمزور نہ ہو جائیں ایسے ہی سادات کرام سے سختی کے ساتھ دوسروں کے حقوق دلائے تا کہ ان سے مستحقین کے حقوق پامال نہ ہوں ایسے ہی دونوں اطراف کا خیال رکھے تاکہ لوگ اُن کے ساتھ انصاف کریں اور یہ لوگوں کے ساتھ انصاف کریں

(۹) مسلمانوں کے بیت اعمال سے سادات کرام کے حقوق کی نیابت کرے

(۱۰) سادات گھرانے کی خواتین کو غیر کفو کے ساتھ مناکحت سے روکے اس لئے کہ یہ تمام عورتوں سے افضل ہیں لہذا ان کی بقائے نسب اور حُرمت و عظمت کی حفاظت ضروری ہے

(۱۱) ان میں سے جو لوگ مائل ہفوات ہوں انہیں منع کرے اور اگر ان میں سے کسی صاحب عزت سے لغزش ہو جائے تو اسے سمجھا بجھا کر معاف کر دے

(۱۲) سادات کرام کے بزرگوں کی حفاظت وصیانت اوران کے بچوں کی تربیت وپرورش کرےاورشرائط واوصاف کی بناپرانہیں حصہ دے

(۱۳) سادات کرام کے آپس میں ہونے والے تنازعات کوڈُور کرے

(۱۴) سادات کرام کے یتیموں کی ملکیت کا تحفظ کرے

(۱۵) ارتکابِ جرائم پر حدودشرعی نافذ کرے

(۱۶) اُن خواتین کے نکاح کا انتظام کرے جن کے ولی نہ ہوں اور اگرہوں توانہوں نے انہیں چھوڑ دیا ہو

(۱۷) سادات کرام سے اگرکوئی شخص مجنون وغیرعاقل ہوتو اس کے مال کی حفاظت کرےتاوقتیکہ وہ تندروست اوردرست ہوجائے

امام یوسف نبھانی فرماتے ہیں کہ متذکرہ اموراِمام ماوردی کی کتاب احکام سلطانیہ کا خلاصہ ہیں۔ ادوارِسابقہ میں سادات کرام کے نقباءاورسردار صرف وہ لوگ ہوا کرتے تھے جو مندرجہ بالا اوصاف کے حامل ہوں اوران ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہوسکتے ہوں اب اس وقت جو کچھ ہورہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔

امتیازی نشان سبز عمامہ

بادشاہ مصر اشرف شعبان بن حسین نے ۷۷۳ھ میں حسنی اور حسینی سادات کو دوسرے لوگوں سے ممیّز کرنے کیلئے سبز دستار مقرر کر دی تھی، علامہ صبان مصری فرماتے ہیں کہ اشراف کو سبز دستار پہننا مستحب ہے اور یہ امران کی شان کے لائق ہے کہ جبکہ دوسروں کو اس سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ اس سے دوسرے نسب سے منسوب ہونے کا گمان ہوتا ہے اور کسی شخص کو کسی دوسرے نسب سے نسبت جوڑنا نا جائز ہے اس سے بچنا چاہیے تاہم اس زمانے میں سادات کے لئے یہ نشانی مخصوص نہیں رہ سکی بلکہ تمام لوگ سبز عمامہ باندھتے ہیں اس لئے ان کا حکم بھی ان کے عماموں جیسا ہوگا البتہ سبز عماموں کا سادات کرام کیلئے مخصوص ہونا اب بھی بعض شہروں میں موجود ہے اور وہاں کے لوگوں نے انہیں اشراف کیلئے خاص سمجھ رکھا ہے جیسا کہ مصر میں ہے مگر دوسرے ممالک قسطنطنیہ وغیرہ میں سبز عمامہ سادات کیلئے مخصوص نہیں بلکہ علماء وطلباء اور دوسرے سب لوگ سبز عمامہ پہنتے ہیں اس بنا پر اشراف حجاز نے سبز عمامہ پہننا ترک کر دیا ہے کیونکہ امتیاز باقی نہ رہنے پر پیتل سونے میں خلط ملط ہو رہا ہے اشراف کا نسب مضبوط ہے اور یہ القاب و لباس کی بجائے حسب سے پہچانے جاتے ہیں وہ لوگ شدید غلطی پر ہیں جو

سیّد کیلئے رنگوں کو بزرگی کا سبب قرار دیتے ہیں۔

ذریت رسولؐ پر آگ حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے ذریت رسولؐ پر آگ کو حرام کر دیا ہے جیسا کہ امام طبری نے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ خاتون جنت کو فرمایا: اے فاطمہ کیا تم جانتی ہو کہ تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا حضرت علیؑ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ فاطمہ نام کیوں رکھا ہے تو رسول اللہؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اور انکی ذریت کو قیامت کے دن آگ سے دور فرما دیا ہے۔ ظہیر الدین بابر مغل حکمران کے عہد میں چند مغل مخدوم شیخ صفی کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور سیادت کی صحت کے متعلق بات چھڑ گئی مغل اس بات پر اصرار کرنے لگے کے ھندوستان میں کوئی سیّد نہیں ہے مخدوم صاحب نے انہیں بہت سمجھانے اور قائل کرنے کی کوشش کی مگر وہ نہ مانے آخر مخدوم صاحب نے کہا کہ ہمارے ملک کے سادات ثابت النسب و پرہیز گار و عابد و زاہد موجود ہیں اور انکی سیادت کی صحت کی علامت یہ ہے کہ انکے بال لوگ جلتی ہوئی آگ میں رکھتے ہیں اور وہ نہیں جلتے مغلوں کو بڑی حیرانگی ہوئی کہنے لگے ان سادات میں سے کسی ایک سیّد کو بُلایئے چنانچے حضرت سیّد میر عبدالواحد بلگرامی مولف ''سبع سنابل'' کے چچا سیّد طاہر کو بلایا گیا، انکا ایک بال

لے کر دیر تک آگ میں رکھا مگر اسے آگ نہ لگی اور جب اسے آگ سے باہر نکالا گیا تو پہلے کی طرح ٹھنڈا تھا آخر مغل پشیمان اور شرمندہ ہوئے۔

حضرت بسطامیؒ کا اندازِ ادب

حضرت بایزید بسطامیؒ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر پانی بھرتے تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت بسطامی کو ارشاد فرمایا بسطامی کتاب لے آؤ حضرت بسطامی نے عرض کیا حضور کتاب کہاں ہے امام نے فرمایا کتاب طاق میں ہے حضرت بسطامی نے عرض کیا سرکار طاق کہاں ہے امام جعفر صادقؑ نے فرمایا آپ کو اس گھر میں خدمت کرتے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے اور ابھی تک آپ نے طاق نہیں دیکھا حضرت بسطامی نے عرض کیا حضور سچ پوچھیں تو میں نے از راہ ادب آج تک سر اٹھا کر آپ کا چہرہ تک نہیں دیکھا اس انداز ادب کو دیکھ کر امام جعفر صادقؑ نے فرمایا بسطامی کندھے سے مشق اتار دو اب تم مکمل ہو چکے ہو تم بسطام واپس چلے جاؤ اب تم بسطام کے قطب ہو۔

امام شافعیؒ کا حسن عقیدت

حضرت امام شافعیؒ اکثر جمعرات کو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے مزار اقدس پر حاضری دیتے اور دو رکعت نماز نفل ادا فرماتے آپ فرماتے

تھے جو بھی حاجت ہوتو میں حضرت امام موسیٰ کاظم کے مزار اقدس پر حاضری دے کر دو رکعت نماز نفل ادا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میری حاجت کو پورا فرماتا ہے۔امام شافعیؒ نے اپنے اشعار میں جس عقیدت و محبتِ اہلبیت کا اظہار کیا ہے۔وہ عام و خاص سے پوشیدہ نہیں ۔آپ نے محبت اہل بیت میں فرمایا:

یَارَاکِباً قِفْ بِالْمُحَصَّبِ مِنْ منیٰ

وَ اھتِفْ بِسَاکِنِ خَیْفِھَا وَالنَّاھِضِ

اِنْ کَانَ رِفْضاً حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ

فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّیْ رَافِض

اے جانے والے راکب وادی محصب میں مقام منیٰ ٹھہرنا اور مقام حیف کے ساکن اور ناھض سب کو پکار کر کہہ دینا اگر آل محمد کی محبت رفض ہے تو جن وانس سب گواہ رہیں میں بھی رافضی ہوں۔

مزید فرماتے ہیں:

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ

فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِیْ الْقُرآنِ اَنْزَلَہ‘

یَکْفِیْ لِعَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ

مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَہ‘

اے اہل بیتِ رسول تمہاری محبت کی فرضیت اللہ نے قرآن پاک

میں نازل فرمائی ہے آپ ؐ کی فضیلت وشرافت معلوم کرنے کیلئے یہی کافی ہے کہ جو آپ ؐ پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں۔

امام ابوحنیفہ ؒ کی تعظیم سادات

حضرت امام ابو حنیفہ ایک مرتبہ درس حدیث دے رہے تھے کے اچانک آپ کھڑے ہو گئے پھر بیٹھ گئے آپ نے چودہ مرتبہ ایسا کیا، تلامذہ کے استفسار پر آپ نے فرمایا میں درس حدیث پڑھا رہا تھا تو میرے سامنے کچھ بچے کھیل رہے تھے ان بچوں میں ایک سیّد زادہ بھی تھا وہ دوڑتا ہوا میری جانب آیا تو میں اس کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو گیا، حتیٰ کہ چودہ مرتبہ وہ سیّد زادہ میری طرف دوڑتا ہوا آیا تو میں چودہ مرتبہ ہی اس کی تعظیم کیلئے کھڑا ہو گیا حضرت امام ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادقؑ کے شاگرد تھے اور انہی کے دست حق پر بیعت تھے، امام ابو حنیفہ کا مشہور قول ہے

لو لا اثنتان لهلك النعمان۔

اگر امام جعفر صادقؑ کی دو سال کی صحبت مجھے نہ ملتی تو نعمان ہلاک ہو گیا ہوتا

حضرت امام مالک ؒ کی تعظیم سادات

حضرت امام مالک سادات کی توقیر واکرام اور محبت میں یدِ طولیٰ رکھتے

تھے۔ایک مرتبہ دورانِ درس حدیث بچھو نے کئی مرتبہ آپکی کمر پر ڈنگ مارا مگر آپ نے حدیث کے ادب میں درس حدیث کو جاری رکھا۔بعد میں دیکھا گیا کہ بچھو کے ڈنگ مارنے سے آپ کی کمر نیلی ہوگئی ہے۔مگر ایک مرتبہ دورانِ درس حدیث ایک سیّد زادے کی آمد کی تعظیم میں آپ کھڑے ہوگئے اور درسِ حدیث منقطع کردیا تلامذہ نے پوچھا کہ آپ تو درسِ حدیث دیتے وقت حدیث کے ادب میں حدیث منقطع نہیں کرتے جب تک حدیث کا پورا بیان نہ ہوجائے۔حتیٰ کہ آپ کو ایک مرتبہ ایک بچھو نے کئی مرتبہ کاٹا لیکن آپ نے اُس کی تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے حدیث کو جاری رکھا۔اور آج آپ اس سیّد زادے کیلئے کھڑے ہوگئے اور حدیث ابھی تمام نہیں ہوئی اس پر حضرت امام مالک نے فرمایا وہ کلام رسولؐ تھا اور یہ اولاد رسولؐ ہے

امام احمد بن حنبلؒ کی تعظیم سادات

امام احمد بن حنبلؒ سادات کا بہت احترام اور شدید محبت و تعظیم کرتے تھے مصلیٰ امامت پر کھڑے ہو کر پوچھتے تھے کہ جماعت میں کوئی سیّد تو نہیں ہے، اگر ہوتا تو مصلیٰ امامت چھوڑ دیتے اور امامت کیلئے سیّد کو آگے کھڑا کرتے اور مسجد سے اُس وقت تک نہ نکلتے جب تک سیّد مسجد سے باہر نہ چلا جاتا ایسا آپ اس لئے کرتے کہ کہیں سیّد کی طرف پیٹھ نہ ہوجائے ایک

دفعہ حضرت امام احمد بن حنبل جامع مسجد کے دروازے پر بنو ہاشم کے ایک صغیر السن سے ملے جو دروازے سے باہر جانا چاہتا تھا مگر اُس نے آپ کو نکلتے دیکھا تو تعظیماً کھڑا ہو گیا تا کہ آپ پہلے نکل جائیں امام احمد نے جو اُسے کھڑا دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اور ہاشمی بچے کو پکڑ کر بوسہ دیا اور کھڑے ہو گئے حتیٰ کہ وہ ہاشمی مسجد میں باہر چلا گیا پھر فرمایا یہ بچہ اہل بیت سے ہے اللہ نے انکا احترام واجب کیا ہے۔

امام شعرانیؒ کی تعظیم سادات

عارف باللہ حضرت عبدالوہاب شعرانیؒ نے اپنے عہدوں میں تصریح کی ہے کہ مشائخ طریقت کو زیب نہیں دیتا کہ وہ سادات سے عہد لیں جو اہل شرف سیادت ہیں اور نہ انہیں شاگرد بنانا اچھا لگتا ہے۔ کیونکہ شیخ خواہ کتنا ہی بلند رتبہ ہو جائے اور غیب کے حجابات اس کے لئے کھل جائیں اور وہ نور بصیرت سے اسرار کائنات کا مشاہدہ کرنے لگے وہ اس مقام تک نہیں پہنچ سکتا جو بلا مشقت اللہ نے سیّد کو عطا فرمایا ہے حضرت شیخ محی الدین ابن العربیؒ کے پاس ایک سیّد زادہ تحصیل علم کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے اُنہیں بلند جگہ پر بٹھایا اور خود نیچے بیٹھے اور رونے لگے اور کہا آپ کے نانا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی تعظیم سادات

ایک مرتبہ حضرت امام حسن علیہ السلام کے پوتے سیّد عبداللہ بن سیّد حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام خلیفۂ وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تشریف لائے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت عبداللہ بن حسن مثنیٰ کو بلند جگہ پر بیٹھایا اور اُن کی حاجت کو پورا کیا اور کہا شفاعت کرتے وقت مجھے یاد رکھنا۔ لوگوں نے یہ معاملہ دیکھ کر عمر بن عبدالعزیز کو ملامت کیا تو آپ نے کہا میں نے ایک ثقہ آدمی سے یہ حدیث سنی ہے جیسے میں رسول اللہؐ کے لب مبارک سے سن رہا ہوں کہ آپؐ نے فرمایا فاطمہ میری جگر گوشہ ہے جو چیز اس کو خوش کرتی ہے وہ مجھے خوش کرتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ حضرت فاطمہ میرے اس فعل سے خوش ہونگی اور بنو ھاشم میں ہر ایک کو حق شفاعت ہے میں اُمید کرتا ہوں کہ میں اِن کی شفاعت میں ہونگا۔

اعلیٰ حضرتؒ اور تعظیم سادات

ایک بار مولانا احمد رضا بریلوی پالکی میں رونق افروز ہوتے ہیں کہار پالکی اُٹھا کر تھوڑی ہی دور چلتے ہیں کہ حکم ملتا ہے، ٹھہرو پالکی رکھ دو، باہر تشریف لاتے ہیں، چہرے پر خوف و غم کے ملے جلے اثرات ہیں، کہاروں

سے بھرائی آواز میں پوچھتے ہیں آپ میں سے کوئی آل رسولؐ تو نہیں ہے اپنے جد اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے کہاروں میں سے ایک شخص کا رنگ فق ہو گیا دیر تک خاموش رہنے کے بعد دبی آواز میں کہا مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات نہیں پوچھی جاتی آپ نے میرے جد اعلیٰؑ کا واسطہ دے کر میرا راز فاش کر دیا ابھی اس سیّد کی بات پوری بھی نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے دیکھا کہ مولانا نے دستار اس سیّد کے قدموں پر رکھی ہوئی ہے اور وہ روتے ہوئے سیّد سے التجا کر رہے ہیں شہزادے میری گستاخی معاف کر دیجیے لاعلمی میں یہ گستاخی ہوئی روز قیامت اگر آقا علیہ السلامؑ نے سوال کر لیا کہ کیا میرے فرزند کا دوش ناز نین اس لئے تھا کہ وہ تیرے سواری کا بوجھ اُٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا، اس وقت بھرے میدان عشق میں غلام کی کیسی رسوائی ہو گی دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر اپنے روٹھے محبوب کو مناتا ہے اسی انداز سے مولانا سیّد کی منت سماجت کر رہا ہے اور لوگ حیرت زدہ آنکھوں سے عشق و محبت کی ناز برداریوں کا یہ رقت آمیز منظر دیکھ رہے ہیں کئی بار سیّد سے معافی کا اقرار کرا لینے کے بعد مولانا نے ایک التجا پیش کی۔ حضور اب مجھے اس تقصیر کا کفارہ ادا کرنے کا موقع بھی فراہم کیجئے اس طرح آپ پالکی میں رونق افروز ہوں اور میں اسے اُٹھاؤں لاکھ انکار کے باوجود سیّد کو عاشق کی بات ماننا پڑی اب ایک عجیب منظر تھا کہ

مولانا صاحب کہاروں کے ساتھ مل کر ایک گمنام سیّد کی پالکی اُٹھائے چلے جا رہے ہیں اور چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ بریلی شریف کے جس محلّہ میں قیام پذیر تھے اسی محلّہ میں ایک سیّد بھی رہتے تھے جو شراب نوشی کرتے تھے اعلیٰ حضرت ان کے اس عمل سے سخت متنفر تھے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت نے اپنے گھر کوئی تقریب منعقد کی اور اس تقریب میں محلے کے تمام لوگوں کو مدعو کیا لیکن اس سیّد کو مدعو نہیں کیا تقریب ختم ہوگئی اور تمام مہمان اپنے گھروں کو چلے گئے اسی رات اعلیٰ حضرت نے خواب دیکھا کہ ایک دریا کے کنارے پر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ نجاست آلود کپڑے دھو رہے ہیں اعلیٰ حضرت نے چاہا کہ وہ نجاست آلود کپڑے خود دھوئیں مگر سرکار علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: احمد رضا تم نے میری اولاد سے کنارہ کشی کر لی ہے اور اس کی طرف منہ تک نہیں کرتے جہاں وہ قیام پذیر ہیں لہٰذا میں اس کے گندے کپڑوں سے خود غلاظت دُور کر رہا ہوں بس اسی وقت اعلیٰ حضرتؒ کی آنکھ کھل گئی اور بات سمجھ میں آگئی کہ یہ اشارہ کس کی طرف ہے چنانچہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اعلیٰ حضرتؒ اسی وقت اپنے گھر سے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل چل کر اس سیّد کے دروازے پر تشریف لائے اور اس سیّد کے پاؤں پکڑ لئے اور معافی کے طلبگار ہوئے سیّد نے اعلیٰ حضرتؒ کو اس

حال میں دیکھا تو متعجب ہوئے اور کہا مولانا یہ کیا حال ہے آپ کا اور کیوں مجھ گنہگار کو شرمندہ کرتے ہیں اعلیٰ حضرتؒ نے آپ کو خواب کی تفصیل بتائی اور کہا ہمارے اعتقاد اور ایمان کی بنیاد ہی یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فدایانہ ووالہانہ محبت کی جائے اور اگر کوئی بد بخت محبت رسولؐ سے عاری یا انکاری ہے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ سے محبت کرنے کا حکم دیتا ہے اور جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کرے وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور جب میں نے مرکز ایمان واعتقاد کو اس طرح دیکھا اور فرماتے سنا تو مجھے اپنی معافی مانگنے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرکار میں سرخرو ہونے کی یہی ایک صورت نظر آئی کہ آپ کی خدمت میں اپنی سمجھ کی غلطی کی معافی مانگوں اس طرح حاضر ہوں کہ آپ کو معاف کرنے میں کوئی عذر مانع نہ ہو جب سیّد نے اعلیٰ حضرت سے خواب کا حال سُنا اور انکی پُر اثر گفتگو سنی تو فوراً گھر کے اندر گئے اور شراب کی تمام بوتلیں لاکر گلی میں پھینک دیں اور کہا جب ہمارے نانا جان نے ہماری غلاظت صاف فرمادی ہے تو اب کوئی وجہ نہیں کہ یہ ام الخبائث اس گھر میں رہے اسی وقت شراب نوشی سے توبہ کرلی اور اعلیٰ حضرتؒ کو اٹھایا اور ایک طویل معانقہ کیا بیٹھک میں بٹھایا اور حسبِ توفیق خاطر مدارت کی۔

سیّد کے سامنے نیچے بیٹھنے میں عار محسوس نہ کرو

علامہ تقی الدین مقریزیؒ نے کہا کہ مجھ سے شمس الدین محمد عبداللہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ میں ایک دن قاضی جمال الدین محمود کے پاس گیا جو قاہرہ کے محتسب یعنی گورنر تھے تو مجھے قاضی نے کہا کہ ایک دن بادشاہ ملک ظاہر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا تو سیّد عبدالرحمٰن طباطبائی تشریف لے آئے اور مجھ سے بلند جگہ پر بیٹھ گئے، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ کی مجلس میں مجھ سے بلند جگہ پر کیوں بیٹھے ہیں رات کو میں سویا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجھے زیارت ہوئی تو آپؐ نے فرمایا قاضی محمود تو اس بات کو عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے۔ جب صبح ہوئی قاضی اُٹھے تو اپنے نائبوں اور خادموں کو ساتھ لے کر سیّد عبدالرحمٰن طباطبائی کے گھر گئے اور مجھے بھی ساتھ لے گئے ان سے اجازت طلب کی وہ اپنے گھر سے باہر آئے تو ان کو قاضی محمود کے آنے پر حیرت ہوئی سیّد طباطبائی ان کو اندر لے گئے اور ہم بھی اندر چلے گئے جب بیٹھ گئے تو قاضی نے کہا کہ حضور مجھے معاف فرمایئے سیّد طباطبائی نے پوچھا جناب کیوں معاف کروں، تو قاضی نے کہا کہ جناب کل آپ بادشاہ کے پاس تشریف لے گئے تھے میں بھی وہاں تھا اور آپ بلند جگہ پر بیٹھے تھے تو میں نے عار محسوس کی رات کو میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا محمود تم اس بات کو عار محسوس کرتے ہو کہ میری اولاد بلند جگہ پر بیٹھے اور تم نیچے بیٹھو اس لئے معافی کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ سن کر سیّد طباطبائی رو پڑے اور کہا میں کون ہوں کہ رسول پاکؐ مجھے یاد کریں یہاں تک کہ اہل مجلس کے آنسو نکل آئے پھر قاضی نے واپس آنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت فرمائی۔

سید کی گستاخی مت کرو

ایک سیّد جو اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر نہ چلتا تھا اور فسق و فجور سے پرہیز نہ کرتا تھا اکثر شراب پیتا ایک دن اُن سے ایک آدمی کا جھگڑا پڑا سخت کلامی ہوئی سیّد نے اس آدمی کو کہا خدا کی قسم تمہاری شکایت میں اپنی والدہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سے کروں گا اس آدمی نے کہا جاؤ میری شکایت کرو تم جیسے کی مجھے کیا پرواہ ہے رات ہوئی اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ سیّدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جا رہی ہیں یہ شخص آپ کو ملنا چاہتا ہے مگر سیّدہ منہ مبارک ایک طرف کر کے نکل جاتی ہیں اور اس سے منہ ایک طرف کر لیتی ہیں اس شخص نے دوڑ کر سیّدہ کی تواضع اور سلام کرنا چاہا مگر آپ اس سے دور ہٹ گئیں اور فرمایا ہٹ جاؤ تم وہی ہو جس نے میرے بیٹے کو برا بھلا کہا تھا اس شخص نے کہا میں توبہ کرتا ہوں آج کے بعد کسی سیّد سے گستاخی سے

پیش نہیں آؤں گا خواب سے بیدار ہوا ادھر سیّد زادے نے بھی خواب میں سیّدہ فاطمہ کو دیکھا اور آگے بڑھ کر ہاتھ چومنا چاہا تو اضع کیلئے آگے جھکا مگر سیّدہ نے کہا دور ہو جاؤ اس نے عرض کی میں آپ کا بیٹا نہیں ہوں سیّدہ نے فرمایا تم میرے بیٹے ہو مگر تم نے مجھے بدنام کر دیا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بدنام کر دیا ہے اپنے اعمال بد کی وجہ سے گالی گلوچ کی وجہ سے تم مجھ سے نہیں ہو سیّد نے عرض کی میں توبہ کرتا ہوں اسکے بعد آپ کو مجھ سے برے کاموں کی شکایت نہ ہوگی وہ خواب سے اٹھا گھر سے شراب اور ناچ گانے کے تمام آلات توڑ ڈالے گھر سے نکلا اس آدمی سے معافی مانگنے کیلئے وہ اس کی تلاش میں نکلا راستے میں دونوں کی ملاقات ہوئی ایک دوسرے سے معذرت طلب کر لی۔

خاتون جنت نے پُل صراط پر روک لیا

علامہ شبلنجیؒ ''نور الابصار فی مناقب اہل بیت النبی المختار'' میں تحریر فرماتے ہیں اہل مغرب میں سے ایک شخص نے حج کا قصد کیا ایک امیر نے اُس کو سو دینار دیے اور کہا کہ جب تم مدینہ منورہ میں جاؤ تو وہاں کسی صحیح النسب سیّد کو دے دینا جب وہ شخص مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے سادات کے بارے میں استفسار کیا تو لوگوں نے بتایا کہ یہاں سادات تو ہیں مگر اکثر شیعہ ہیں اور حضرت ابوبکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں اچھی گفتگو

نہیں کرتے اس شخص نے دینار دینے مناسب نہ سمجھے ایک دن اُس کے پاس ایک شخص آیا اس نے پوچھا کیا تم سیّد ہو اُس نے کہا ہاں میں سیّد ہوں اس شخص نے کہا تمہارا عقیدہ کیا ہے اس سیّد نے کہا میں تو شیعہ ہوں اس شخص نے اس سیّد کو دنیار دینے سے ہاتھ روک لیا۔ مغربی نے کہا کہ جب میں رات کو سویا تو میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور لوگ پل صراط سے گزر رہے ہیں میں نے پل صراط سے گزرنے کا ارادہ کیا تو مجھے سیّد خاتونِ جنت سلام اللہ علیھا نے روک لیا تو سامنے رسول کائناتؐ آ گئے میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھے حضرت سیّدہ کائنات نے پل صراط سے گزرنے سے روک دیا ہے سیّد عالمؐ نے حضرت فاطمہ الزہرا کو فرمایا بیٹی اس کو کیوں روکا ہے۔ تو حضرت فاطمہ الزہرا نے فرمایا اس شخص نے میرے بیٹے کا رزق روک رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے رزق اس لئے روک رکھا ہے کہ وہ ابوبکر و عمر کے بارے میں اچھی گفتگو نہیں کرتے مغربی نے کہا اس کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا نے حضرت ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا تم میرے بیٹے پر گرفت کرتے ہو حضرات شیخین رضوان اللہ علیھما نے کہا نہیں ہم درگزر کرتے ہیں مغربی کہتا ہے اس کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا میری طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا تم میرے بیٹے اور ابوبکر و عمر کے درمیان مداخلت کرنے

والے کون ہو مغربی کہتا ہے میں گھبراہٹ کی حالت میں بیدار ہوا اور سو دینار لے کر اس سیّدزادے کے پاس آیا، جب اُن کو سو دینار پیش کیے تو وہ حیران ہوئے میں نے خواب کا سارا واقعہ اُن کے گوش گزار کیا وہ سیّد زادہ میری خواب کا واقعہ سن کر کہنے لگا اب اس کے بعد میں کبھی حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے متعلق غلط گفتگو نہیں کروں گا۔ اس واقعہ کا ذکر علامہ شہاب الدین مصری نے بھی اپنی کتاب رشفۃ الصادی میں کیا ہے۔

آقا علیہ السلام نے رخ پھیرلیا

امام سمھودی فرماتے ہیں کہ حضرت علی بن عیسیٰ الوزیر نے بیان کیا کہ میں علویہ حضرات کی خدمت کرتا تھا اور ہر سال مدینۃ العلم (بغداد) میں اُن کیلئے طعام اور لباس جاری کر رکھا تھا اور اُنکے بچوں کی کفالت کیا کرتا تھا اور میں یہ سب کچھ آغاز رمضان سے لیکر اختتام رمضان تک کرتا تھا۔ جو لوگ میرے ہاں تشریف لاتے تھے اُن میں سے ایک شخص امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا اس سیّدزادے کو میں ہر سال پانچ سو دینار پیش کرتا تھا ایک دفعہ مجھے کہیں گزرنے کا اتفاق ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ سیّدزادہ سخت سردی کے موسم میں نشہ میں دُھت پڑا ہوا تھا منہ سے جھاگ نکل رہی تھی قے کر رکھی تھی کیچڑ میں لت پت تھا اور قبیح ترین حالت میں راستے کے وسط میں پڑا ہوا تھا میں نے دل میں کہا افسوس میں ایسے فاسق

شخص کو ہر سال پانچ ہزار درہم دیتا ہوں اور یہ اُن پیسوں کو معصیت الٰہی میں اُڑاتا ہے اب اس مرتبہ اسکو نہیں دوں گا کہتے ہیں پھر جب ماہ رمضان جلوہ گر ہوا تو وہی سیّد موصوف آ گئے اور دروازے پر رُک گئے میں اُنکی طرف بڑھا تو اُنہوں نے مجھے سلام کیا اور سالانہ وظیفہ طلب کیا میں نے کہا نہیں ہے اور نہ ہی یہاں تمہارے لئے کوئی عزت ہے کیا میں اس لئے تمہیں مال دوں کہ تم معصیت الٰہی میں اُڑاؤ میں نے تمہیں سخت سردی کے موسم میں شارع عام پر نشہ میں دُھت دیکھا ہے لوٹ جاؤ، دوبارہ اِدھر مت آنا پس جب میں رات کو سویا تو حالت خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی آپؐ کے اردگرد لوگوں کا ہجوم تھا میں آگے بڑھا تو آپؐ نے مجھ سے رُخ انور پھیر لیا مجھے اس سے پریشانی ہوئی اور صدمہ پہنچا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ غلام بکثرت آپکی اولاد کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور اُنکی خدمت کرتا ہے، اور آپکی بارگاہ میں ہدیہ درود و سلام پیش کرتا ہے تو پھر اس اعراض کا کیا سبب ہے نبی کریمؐ نے فرمایا کیا تم نے میرے فلاں بچے کو بُرے طریقے سے اپنے دروازے سے دُھتکار نہیں دیا اِسے رسوا نہیں کیا اور اُسکا سالانہ وظیفہ منقطع نہیں کیا۔ میں نے عرض کیا میں نے اُس کو بُری حالت میں دیکھا اور اسکا پورا منظر پیش کیا اور عرض کیا میں نے اُسکا وظیفہ اس لئے روکا ہے تاکہ دوبارہ معصیت الٰہی میں مبتلا نہ ہو

آپؑ نے فرمایا تم اُس کو وظیفہ میری خاطر دیتے تھے یا اُس کی خاطر؟ میں نے عرض کیا آپؐ کی خاطر آپؐ نے فرمایا تو پھر تم میری خاطر اُس کا عیب چھپاتے کیونکہ وہ میری اولاد سے ہے میں نے عرض کیا بڑی کرم نوازی اور شکریہ۔ پھر میری آنکھ کھلی اور جب صبح ہوئی تو میں نے اس سیّد کی تلاش میں ایک آدمی بھیجا جب میں اپنے دیوان سے گھر آیا تو اُس سیّد زادے کو دروازے پر دیکھا تو میں نے انہیں اندر آنے کو کہا اور اپنے لڑکے کو کہا ان کی خدمت میں دو تھیلیوں میں دس ہزار درہم پیش کرو، میں نے ان کو قریب کیا انکی عزت کی اور کہا اگر ضرورت ہو تو مجھے حکم فرمانا اور خوشی خوشی انہیں رخصت کیا وہ دروازہ تک جا کر واپس مڑ آئے اور کہنے لگے وزیر صاحب کل مجھے دھتکارنے اور آج مجھے تلاش کر کے نذرانہ دوگنا کرنے کا سبب کیا ہے میں نے کہا آپ بے فکر تشریف لے جائیں سیّد صاحب کہنے لگے خدا کی قسم میں نہیں جاؤں گا جب تک سبب معلوم نہ کرلوں اس پر میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا بتا دیا یہ سب کچھ سن کر سیّد کی آنکھیں چھلک پڑیں اور کہنے لگے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ عہد کرتا ہوں کہ کبھی اس حالت میں نہیں پلٹوں گا جس پر آپ نے مجھے دیکھا تھا اور کبھی معصیت الٰہی کا ارتکاب نہیں کروں گا میرے نانا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے ساتھ اس مکالمہ کی ضرورت پیش آئی پھر اُنہوں نے توبہ کی اور اچھی توبہ کی۔

بوعلی قلندرؒ کی علاؤالدین خلجی کو نصیحت

حضرت شرف الدین بوعلی قلندر نے ایک سیّد زادی کی شکایت پر سلطان علاؤالدین خلجی کو فقط یہ رباعی تحریر فرمائی۔

سادات افضل اندبود و صف شانِ جلی
اولاد مرتضیٰ و جگر گوشۂ نبی
برفعل ایشان نظر مکن اے خرزِ جاہلی
الصلحون للہ ـــ و الطالحون لی

کہ ساداتِ کرام وصف اور شان کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں کیونکہ وہ جگر گوشۂ مصطفیٰؐ اور اولاد مرتضیٰؑ ہیں۔اے جاہل خراُنکے فعل پر نظر نہ کر کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"اکرموا اولادی الصلحون للہ و الطالحون لی"

کہ میری اولاد کا ادب واحترام کرو جو صالح نیک ہیں اُن کا خدا کے واسطے اور جو طالح و گنہگار ہیں اُن کا میرے واسطے۔

جنید اٹھو میں تمہارے لئے دستار لایا ہوں

حضرت جنید بغدادیؒ کے متعلق صاحب زلف وزنجیر رقمطراز ہیں کہ جنید نامی بغداد کے بادشاہ وقت کے درباری پہلوان تھے وقت کے بڑے سورما

اس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے ایک روز دربار لگا ہوا تھا، اراکین سلطنت اپنی اپنی کرسیوں پر فروکش تھے جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینت دربار تھے، کہ ایک چوکیدار نے آکر اطلاع دی صحن کے دروازے پر ایک لاغر و نیم جان شخص کھڑا ہے صورت و شکل کی پراگندگی اور لباس و پیراہن کی شکستگی سے وہ ایک فقیر معلوم ہوتا ہے ضعف و نقاہت سے قدم ڈگمگاتے ہیں زمین پر کھڑا رہنا مشکل ہے لیکن اس کی آواز کے تیور اور پیشانی کی شکن سے فاتحانہ کردار کی شان ٹپکتی ہے آج صبح سے وہ برابر اصرار کر رہا ہے میرا چیلنج جنید تک پہنچا دو میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں قلعہ کے پاسبان ہر چند اسے سمجھاتے ہیں لیکن وہ بضد ہے کہ اس کا پیغام دربار شاہی تک پہنچا دیا جائے۔ کشتی کے مقابلے کے لئے دربار شاہی سے تاریخ اور جگہ متعین کر دی گئی، نشر و اشاعت کے اہل کاروں کو حکم صادر ہوا کہ ساری مملکت میں اس کا اعلان کر دیا جائے اب وہ شام آگئی جس کی صبح تاریخ کا ایک اہم فیصلہ ہونے والا تھا، آفتاب ڈوبتے کئی لاکھ آدمیوں کا ہجوم بغداد شریف میں ہر طرف سے منڈلا رہا تھا، صبح ہوتے ہی شہر کے سب سے وسیع میدان میں نمایاں جگہوں پر قبضہ کرنے کیلئے تماشائیوں کا ہجوم آہستہ آہستہ جمع ہونے لگا خدام و حشم کے ساتھ جنید بھی بادشاہ کے ہمراہ تشریف لائے سب آچکے تھے اب اس اجنبی شخص کا انتظار تھا جس نے چیلنج دے کر سارے علاقے میں

تہلکہ مچا دیا تھا چند ہی لمحے کے بعد جب گرد صاف ہوئی تو دیکھا گیا کہ ایک نحیف ولاغر انسان پسینے میں شرابور ہانپتے ہانپتے چلا آرہا ہے مجمع کے قریب ہونے کے بعد آثار وقرائن سے لوگوں نے پہچان لیا یہ وہی اجنبی شخص ہے جسکا انتظار ہو رہا تھا دنگل کا وقت آچکا تھا اعلان ہوتے ہی جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اتر گئے وہ اجنبی شخص بھی کمر کس کر ایک کنارے کھڑا ہو گیا لاکھوں تماشائیوں کیلئے بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا، پھٹی آنکھوں سے سارا مجمع دونوں کی نقل وحرکت دیکھ رہا تھا جنید نے خم ٹھونک کر زور آزمائی کیلئے پنجہ بڑھایا اس اجنبی شخص نے دبی زبان سے کہا جنید کان قریب لایئے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے میں کوئی پہلوان نہیں ہوں زمانے کا ستایا ہوا ایک سیّد آل رسول ہوں سیدہ فاطمہ کا ایک چھوٹا سا کنبہ کئی ہفتوں سے جنگل میں پڑا فاقوں سے نیم جاں ہے سیّدانیوں کے بدن پر کپڑے بھی سلامت نہیں ہیں کہ وہ گھنی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں چھوٹے چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہو چکے ہیں ہر روز صبح کو یہ کہہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کر کے واپس لوٹوں گا لیکن خاندانی غیرت کسی کے آگے منہ کھولنے نہیں دیتی گرتے پڑتے بڑی مشکل سے آج یہاں تک پہنچا ہوں چلنے کی سکت باقی نہیں ہے میں نے تمہیں صرف اس امید پر چیلنج دیا تھا کہ آلِ رسول ؐ کی جو عقیدت تمہارے دل میں ہے آج اس کی آبرو رکھ لو وعدہ کرتا ہوں کل

قیامت کے میدان میں نانا جانؐ سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا اجنبی سیّد کے یہ چند جملے نشتر کی طرح جنید کے جگر میں پیوست ہو گئے پلکیں آنسوؤں کے طوفان سے بوجھل ہو گئیں عشق و ایمان کا ساگر موجوں کے تلاطم سے زیر و زبر ہونے لگا آج کونین کا سرمدی اعزاز سر چڑھ کر جنید کو آواز دے رہا تھا عالمگیر شہرت و ناموس کی پامالی کیلئے دل کی پیشکش میں ایک لمحے بھی تاخیر نہیں ہوئی بڑی مشکل سے جنید نے جذبات کی طغیانی پر قابو حاصل کرتے ہوئے کہا کشور عقیدت کے تاجدار میری عزت و ناموس کا اس سے بہترین مصرف اور کیا ہو سکتا ہے کہ اِسے تمہارے قدموں کی اُڑتی ہوئی خاک پر نثار کر دوں۔۔۔ چمنستان قدس کی پژمردہ کلیوں کی شادابی کیلئے اگر میرے جگر کا خون کام آ سکے تو اس کا آخری قطرہ بھی تمہارے نقش پا میں جذب کرنے کیلئے تیار ہوں بس اس آس پر کہ کل میدانِ محشر میں سرکارؐ اپنے نواسوں کے زرخرید غلاموں کی قطار میں کھڑے ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں اتنا کہنے کے بعد حضرت جنید خم ٹھونک کر للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور سیّد سے پنجہ ملا کر گتھ گئے سچ مچ کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر پینترا بدلتے رہے سارا مجمع نتیجے کے انتظار میں ساکت و خاموش نظریں جمائے دیکھتا رہا چند ہی لمحے کے بعد حضرت جنید نے بجلی کی تیزی کے ساتھ ایک داؤ چلایا دوسرے ہی لمحے جنید

چاروں شانے چت تھے اور سینے پر سیّدہ کا ایک نحیف و ناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا حیرت کا طلسم ٹوٹتے ہی مجمع نے نحیف و ناتواں سیّد کو گود میں اٹھالیا، میدان کا فاتح اب سروں سے گزر رہا تھا اور ہر طرف سے انعام و اکرام کی بارش ہو رہی تھی تحسین و آفرین کے نعروں میں سے کان پڑی سنائی نہیں دیتی تھی، شام تک فتح کا جلوس سارے شہر میں گشت کرتا رہا، رات ہونے سے پہلے پہلے ایک گمنام سیّد خلعت و انعامات کا بیش بہا ذخیرہ لیکر جنگل میں اپنی پناہ گاہ کی طرف لوٹ چکا تھا حضرت جنید اکھاڑے میں اسی شان سے چت لیٹے ہوئے تھے، کہ اب کسی کو ان کی ذات سے کوئی ہمدردی نہیں رہ گئی ہر شخص انہیں پائے حقارت سے ٹھکراتا اور ملامت کرتا ہوا گزر رہا تھا عمر بھر مدح وستائش کا خراج وصول کرنے والا آج زہر میں بجھے طعنوں اور توہین آمیز کلمات سے مسرور وشاد ہو رہا تھا، ہجوم ختم ہونے کے بعد خود ہی اُٹھے شاہراہ عام سے گزرتے ہوئے اپنے دولت خانے پر تشریف لے گئے آج کی شکست نما ذلتوں کا سرور ان کی روح پر ایک خمار کی طرح چھا گیا تھا، عمر بھر کی فاتحانہ مسرتیں وہ اپنی ننگی پیٹھ کے نشانات پر بکھیر آئے تھے حضرت جنید کی پرنم آنکھوں پر نیند کا ایک ہلکا سا جھونکا آیا اور وہ خاکدانِ گیتی سے بہت دور ایک دوسری دنیا میں پہنچ گئے، عالم بے خودی میں حضرت جنید سلطانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں سے لپٹ گئے، سرکار

نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا: جنید اٹھو قیامت سے پہلے اپنے نصیب کی سرفرازیوں کا نظارہ کرلو، نبی زادوں کے ناموس کیلئے شکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا جائے گا، سر اُٹھاؤ تمہارے لئے فتح وکرامت کی دستار لے کر آیا ہوں آج سے تمہیں عرفان وتقرب کی سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا، تجلیات کی بارش میں اپنی ننگی پیٹھ کو غبار اور چہرے کی گرد کا نشان دھوڈالو اب تمہارے رُخ تاباں میں خاکدانِ گیتی ہی نہیں عالمِ قدس کے رہنے والے بھی اپنا منہ دیکھیں گے دربار یزدانی سے گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز تمہیں مبارک ہو، ان کلمات سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکارؐ نے حضرت جنید کو سینے سے لگایا اس عالمِ کیف بار میں اپنے شہزادوں کے جان نثار پروانے کو کیا عطا فرمایا اس کی تفصیل نہیں معلوم ہوسکی، جاننے والے بس اتنا ہی جان سکے کہ صبح کو جب حضرت جنید کی آنکھ کھلی تو پیشانی کی موجوں میں نور کی کرن لہرا رہی تھی آنکھوں سے عشق و عرفان کی شراب کے پیمانے چھلک رہے تھے دل کی انجمن تجلیات کا گہوارہ بن چکی تھی لبوں کی جنبش پر کارکنانِ قضاوقدر کے پہرے بٹھادیے گئے تھے غیب وشہود کی ساری کائنات شفاف آئینے کی طرح تارنظر کی گرفت میں آگئی تھی نفس نفس میں عشق ویقین کی دہکتی ہوئی چنگاری پھوٹ رہی تھی نظر نظر میں دلوں کی تسخیر کا سحرِ حلال انگڑائی لے رہا تھا خواب کی بات بادصبا نے گھر گھر

پہنچا دی تھی جونہی باہر تشریف لائے خراجِ عقیدت کیلئے ہزاروں گردنیں جھک گئیں بادشاہِ بغداد نے اپنے سر کا تاج اتار کر قدموں میں ڈال دیا سارا شہر حیرت و پشیمانی کی عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا مسکراتے ہوئے ایک بار نظر اُٹھائی اور ہیبت سے لرزتے ہوئے دلوں کو سکون بخش دیا پاس ہی کسی گوشے سے آواز آئی گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز مبارک ہو منہ پھیر کر دیکھا تو وہی نحیف و نزار آلِ رسول فرطِ خوشی سے مسکرا رہا تھا ساری فضا ''سیّد الطائفہ'' صوفیہ کی جماعت کی سرداری کی مبارک باد سے گونج اُٹھی

معزز قارئین کرام نسب سادات کی عظمت و تعظیم سادات پر چند اہم امور و واقعات کا بطور تقدیم ذکر ہوا تاکہ دل و دماغ کو طہارت حاصل ہو جائے خطباء واعظین کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ان واقعات کو اپنی تقاریر کا حصہ بنائیں تاکہ عوام کی ذہنی سمت درست رہے اہل علم کی خدمت میں عرض ہے کہ زیر نظر کتاب کیلئے میں نے جن چھوٹی و بڑی کتب سے اکتساب کیا ان مراجعات کا ذکر کتاب کے آخر میں مع مصنفین کر دیا گیا ہے اب قارئین کرام کی معلومات کیلئے سب سے پہلے آئمہ اہل بیت کے متعلق ابتدائی اور نہایت اہم تعارفی خاکہ پیش کیا جاتا ہے

آئمہ اہل البیت

عرب کا مشہور پھل کھجور ہے محققین نے اس کی ایک سو پینتالیس

اقسام تحریر کی ہیں ،ان میں ایک صیحانی کھجور ہے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ولایت پناہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر مدینہ کے بعض باغوں میں تشریف لئے گئے کہ یکا یک ایک درخت سے آواز آئی

" ھذا محمد سیّد الانبیا ء و ھذا علی سیّد الاولیاء ابو الآئمۃ الطاھرین"

یہ محمد انبیاء کے سردار ہیں اور یہ علی اولیاء کے سردار اور آئمہ طاہرین یعنی پاک اماموں کے باپ ہیں اس کے بعد دوسرے درخت کے پاس گزر ہوا تو آواز آئی

"ھذا محمد رسول اللہ و ھذا علی سیف اللہ"

یہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور یہ علی سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار ہیں

لغت میں صیحانی کا معنی آواز ہے ، کیونکہ اس کجھور میں آواز پیدا ہوئی جس کی وجہ سے اس کھجور کو صیحانی کہا جاتا ہے جس طرح مسجد نبوی کے ستون میں عشق و محبتِ نبی ؐ کی وجہ سے آواز پیدا ہوئی ، آواز کو جنابِ مصطفےٰؐ و مرتضیٰؑ نے سنا گویا اس درخت اور اسکی کھجوروں نے آقا علیہ الصلوٰۃ السلام کی نبوت و رسالت کی گواہی دی اور مولائے کائنات علی ابن ابیطالب کی

ولایت اوران کی سرداری کی شہادت دی اوراس بات کی گواہی وشہادت دی کہ مولائے کائنات آئمہ طاہرین کے باپ ہیں یعنی آپ کی اولاد میں جناب حسنین کریمین سے لیکر امام مہدی علیہ السلام تک گیارہ امام ہیں جو پاک پاکیزہ ہیں اس کے علاوہ آئمہ اہل بیت کی امامت پر قرآن واحادیث رسول گواہ ہیں جن کو محدثین کرام نے اپنی کتابوں میں نقل فرمایا، انشاءاللہ کسی دوسرے مقام پر ذکر ہوگا فی الحال اتنا ہی کافی ہے مگر تعجب وحیرانگی ہے ایسے افراد پر جنہوں نے بے شمار لوگوں کو امام تسلیم کیا لیکن جب ان آئمہ کرام کی امامت برحق کا ذکر ہوتا ہے جس کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے تو وہ ہچکچاہٹ کا شکار نظر آتے ہیں اور غیض وغضب سے ان کا سانس پھولنے لگ جاتا ہے اور بے سروپا بہتان سے کام لیتے ہیں بہر حال ہمیں ان سے کیا لینا دینا، دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب کرے حضرت خواجہ فرید الدین عطار علیہ الرحمہ ان پاک اماموں کی امامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

از مشرق تا مغرب گر امام است

علی و یازدہ پسرش تمام است

کہ مشرق سے لیکر مغرب تک اگر کسی کی امامت ہے تو وہ علیؑ اور ان کے گیارہ بیٹوں کی ہے۔

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

نام: علیؑ

والد کا نام: حضرت ابو طالب بن حضرت عبد المطلب

والدہ کا نام: حضرت فاطمہ بنتِ اسد

کنیت: ابوالحسن ابوتراب

القابات: اسد اللہ الغالب، سیّد العرب، نفس رسول، مرتضیٰ یعسوب الدین، حیدر کرار، بیضۃ البلد، مطلوب کل طالب، امیر النحل، خلیفۃ الرسول، مولی المومنین، امام المسلمین، امام البررہ، قاتل الفجرہ، ولی اللہ، امام الاولیاء۔

تاریخ ولادت: ۱۳ رجب المرجب بروز جمعۃ المبارک

جائے ولادت: بیت اللہ شریف (مکہ مکرمہ)

تاریخ شہادت: ۲۱ رمضان المبارک سن ۴۰ ہجری

جائے شہادت: مسجد کوفہ

وجہ شہادت: عبد الرحمٰن ابن ملجم کی تلوار

مزار اقدس: نجف اشرف (عراق)

بیٹے

آپ کے اٹھارہ بیٹے تھے جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	حضرت امام حسن علیہ السلام	۲	حضرت امام حسین علیہ السلام
۳	حضرت محسن علیہ السلام	۴	حضرت عباس علمدار رضی اللہ عنہ
۵	حضرت عمر اطراف رضی اللہ عنہ	۶	حضرت جعفر رضی اللہ عنہ
۷	حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ	۸	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
۹	حضرت محمد عبد اللہ رضی اللہ عنہ	۱۰	حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
۱۱	حضرت عون رضی اللہ عنہ	۱۲	حضرت یحییٰ رضی اللہ عنہ
۱۳	حضرت محمد اوسط رضی اللہ عنہ	۱۴	حضرت محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ
۱۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ	۱۶	حضرت محمد اکبر رضی اللہ عنہ
۱۷	حضرت عمران رضی اللہ عنہ	۱۸	حضرت محمد اصغر رضی اللہ عنہ

آپ کے پانچ بیٹوں سے نسل جاری ہوئی حضرت امام حسن حضرت امام حسین، حضرت عباس علمدار، حضرت عمر اطراف حضرت محمد حنیفہ، حضرت امام حسن وحضرت امام حسین کی اولاد سیّد ہے موخر الذکر بیٹوں کی اولاد علوی کہلاتی ہے

بیٹیاں

آپ کی اٹھارہ بیٹیاں تھیں۔ جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	سیّدہ زینب سلام اللہ علیہا	۲	سیّدہ اُم کلثوم سلام اللہ علیہا
۳	رملہ صغریٰ رضی اللہ عنہا	۴	اُم الحسن رضی اللہ عنہا
۵	امامہ رضی اللہ عنہا	۶	فاطمہ رضی اللہ عنہا
۷	خدیجہ رضی اللہ عنہا	۸	رقیہ صغریٰ رضی اللہ عنہا
۹	میمونہ رضی اللہ عنہا	۱۰	زینب صغریٰ رضی اللہ عنہا
۱۱	اُم ہانی فاختہ رضی اللہ عنہا	۱۲	لفیہ رضی اللہ عنہا
۱۳	اُم جعفر رضی اللہ عنہا	۱۴	رملہ کبریٰ رضی اللہ عنہا
۱۵	اُم الکرام رضی اللہ عنہا	۱۶	ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۱۷	جمانہ رضی اللہ عنہا	۱۸	حارثہ نصیر رضی اللہ عنہا

حضرت امام حسن علیہ السلام

نام: حسن

والد کا نام: حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

والدہ کا نام: حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کنیت: ابو محمد

القابات: تقی، ذکی، شبیہ رسول

تاریخ ولادت: ۱۵ رمضان المبارک ۳ھ

جائے ولادت: مدینہ منورہ

وجہ شہادت: جعدہ بنت اشعث نے یزید بن معاویہ کے کہنے پر زہر دیا

مزار اقدس: جنت البقیع (مدینہ منورہ)

بیٹے

آپ کے بیٹوں کی تعداد بارہ ہے جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	حضرت زید رضی اللہ عنہ	۲	حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ
۳	حضرت حسین رضی اللہ عنہ	۴	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
۵	حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ	۶	حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ
۷	حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	۸	حضرت یعقوب رضی اللہ عنہ
۹	حضرت عبد الرحمان رضی اللہ عنہ	۱۰	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
۱۱	حضرت قاسم رضی اللہ عنہ	۱۲	حضرت عمر رضی اللہ عنہ

آپ کے چار بیٹوں سے نسل چلی زید۔ حسن مثنیٰ۔ حسین الاثرم۔ عمر۔ آپکے بیٹوں میں عبد اللہ۔ قاسم۔ ابوبکر میدانِ کربلا

میں شہید ہوئے جبکہ اسماعیل ،حمزہ ،یعقوب ،عبدالرحمٰن کی آگے کوئی اولاد نہیں اب صرف زید اور حسن مثنیٰ کی اولاد باقی ہے۔

بیٹیاں

آپکی پانچ بیٹیاں تھیں جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	فاطمہ رضی اللہ عنہا	۲	ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۳	اُم عبداللہ رضی اللہ عنہا	۴	اُم الحسین رملہ رضی اللہ عنہا
۵	اُم الحسن رضی اللہ عنہا		

بعض نے چھ بیٹیوں کا ذکر کیا ہے اور چھٹی بیٹی کا نام رقیہ لکھا ہے

حضرت امام حسین علیہ السلام

نام: حسین

والد کا نام: حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ

والدہ کا نام: حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کنیت: ابو عبداللہ

القابات: طیب ،ذکی ،وفی ،سیّد ،مبارک ،رشید ، ریحانیۃ الرسول ،سبط الرسول ،التابع المرضات اللہ

تاریخ ولادت: ۵ شعبان المعظم سن ۴ھ

جائے ولادت: مدینہ منورہ

تاریخ شہادت: ۱۰ محرم الحرام سن ۶۱ھ

جائے شہادت: میدان کربلا (عراق)

وجہ شہادت: شمر ذی الجوشن کا خنجر

شاعر: یحییٰ بن حکم

چوکیدار : اسعد الہجری

انگوٹھی کا نقش: لِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ

مزار اقدس: کربلا معلیٰ (عراق)

بیٹے

آپکے تین بیٹے تھے جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	امام زین العابدین علیہ السلام
۲	شہزادہ علی اکبر علیہ السلام
۳	شہزادہ علی اصغر علیہ السلام

شہزادہ علی اکبر و شہزادہ علی اصغر کی شہادت میدان کربلا میں ہوئی آپکی نسل حضرت امام زین العابدین سے چلی۔

بیٹیاں

آپکی دو بیٹیاں تھیں

۱	سیّدہ سکینہ سلام اللہ علیہا	۲	سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا

حضرت امام زین العابدینؑ

نام: علی

والد کا نام: حضرت امام حسین علیہ السلام

والدہ کا نام: حضرت شہر بانو بنت یزدجرد بن شہریار بن خسرو پرویز بن ہرمز بن کسریٰ بن نوشیرواں عادل

کنیت: ابو محمد، ابوالحسین

القابات: ذکی، امین، سجاد، زین العابدین، ذوالنفقات

تاریخ ولادت: ۲۵ جمادی الاوّل سن ۳۸ھ

جائے ولادت: مدینہ منورہ

تاریخ شہادت: ۱۸ محرم الحرام سن ۹۶ھ بقول بعض ۲۵ محرم

جائے شہادت: مدینہ منورہ

وجہ شہادت: ولید بن عبدالملک کے زہر دینے سے

شاعر: فرزدق

چوکیدار: ابوحیلہ

انگوٹھی کا نشان: ''وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ'' جو بطور مہر استعمال کی جاتی تھی

مزار اقدس: جنت البقیع (مدینہ منورہ)

بیٹے

آپکے گیارہ بیٹے تھے جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	امام محمد باقر علیہ السلام	۲	زید شہید
۳	عمر الاشراف	۴	عبداللہ الباہر
۵	حسن	۶	حسین الاکبر
۷	حسین الاصغر	۸	عبدالرحمان
۹	قاسم	۱۰	سلیمان
۱۱	علی		رضوان اللہ علیہم اجمعین

بیٹیاں

آپکی نو بیٹیاں تھیں جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	خدیجہ	۲	فاطمہ

۳	علیہ	۴	اُم کلثوم
۵	اُم الحسن	٦	اُم موسیٰ
۷	عبدہ	۸	ملیکہ
۹	سکینہ		سلام اللہ علیہن

حضرت امام باقر علیہ السلام

نام: محمد

والد کا نام: حضرت امام زین العابدین

والدہ کا نام: اُم عبداللہ فاطمہ بنت امام حسن مجتبیٰ

کنیت: ابوجعفر

القابات: باقر، شاکر، ہادی

تاریخ ولادت: ۳ صفر المظفر بروز جمعتہ المبارک سن ۵۷ھ

جائے ولادت: مدینہ منورہ

تاریخ شہادت: سن ۱۱۵ھ

جائے شہادت: مدینہ منورہ

وجہ شہادت: ہشام بن عبدالملک کے زہر دینے سے

شاعر: کمیت، حمیری

چوکیدار: جعفرالجعفی

انگوٹھی کا نقش: رَبِّ لَا تَزَرْنِيْ فَذْرًا

معاصر: ولید اور اسکا لڑکا یزید اور ابراہیم

مزار اقدس: جنت البقیع (مدینہ منورہ)

اولاد امجاد

آپکی چھ اولادیں تھیں اور ایک قول کے مطابق سات تھیں جنکے اسماء درج ذیل ہیں

بیٹے

۱	امام جعفر صادق علیہ السلام	۲	عبداللہ افطح
۳	ابراہیم	۴	عبداللہ
۵	علی		رضوان اللہ علیہم اجمعین

بیٹیاں

۱	زینب رضی اللہ عنہا	۲	اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا

حضرت امام جعفر صادق اور عبداللہ افطح حضرت اُم فروہ بنت قاسم

بن محمد بن ابی بکر صدیق سے تھے ابراہیم اور عبداللہ اُم حکیم بنت اسد بن مغیرہ الثقفیہ سے تھے، علی و زینب اُم ولد لیلیٰ سے تھے۔ سات اولاد کی روایت بھی انہی سے ہے زینب سے ایک اور لڑکی کی روایت ہے جنکا نام اُم سلمیٰ تھا حضرت امام باقر علیہ السلام کی نسل صرف امام جعفر صادقؑ سے آگے چلی

ارشاداتِ امام باقر علیہ السلام

حضرت امام باقر علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا:

☆ جب تجھے اللہ تعالےٰ نعمت عطا فرمائے تو ''الحمد اللہ'' کہو اور جب کوئی تکلیف پہنچے تو ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کہو اور جب روزی تنگ ہو تو ''استغفر اللہ'' پڑھا کرو۔

☆ تین چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں میں مخفی رکھا ہے

(۱) اپنی رضا کو اپنی اطاعت میں (۲) اپنی نارضگی کو اپنی معصیت میں (۳) اپنے ولی کو اپنی مخلوق میں

☆ آسمانی بجلی مومن اور کافر دونوں پر گر سکتی ہے لیکن جو اللہ کا ذکر کرنے والا ہے وہ اس سے محفوظ رہتا ہے۔

☆ دنیا ایک خواب ہے جو سراب کی مانند دیکھی جب جاگ اُٹھے تو کچھ نہیں یعنی خواب میں ہاتھ میں پانی کا کاسہ دیکھا جب جاگے تو ہاتھ میں کچھ نہیں اسی طرح دنیا ہے۔

☆ تین عمل بہت بڑے ہیں

(۱) ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرنا

(۲) اپنے نفس سے انصاف کرنا

(۳) اپنے مال سے بھائی کی مدد کرنا

☆ دنیا کی حقیقت صرف یہ ہے کہ وہ چھوڑی ہوئی سواری اور اُتارا ہوا کپڑا ہے۔

☆ جو شخص خوشحالی میں تمہارا ساتھ دے اور تنگ دستی میں دُور رہے وہ نہ تمہارا بھائی ہے اور نہ تمہارا دوست۔

☆ بدترین عیب یہ ہے کہ انسان کو اپنی آنکھ کا شہتیر دکھائی نہ دے اور دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آجائے۔

☆ جس آدمی کے رخسار پر آنسو جاری ہوں وہ ذلیل نہیں ہوتا

☆ ایک ہزار عابد سے وہ عالم بہتر ہے جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع پہنچائے۔

☆ تکبر بُری چیز ہے یہ جس قدر انسان میں ہوگا اس قدر اسکی عقل کم ہوگی۔

☆ میرے ماننے والے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں

☆ مسلمان وہ بہتر ہے جس سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ

پہنچے۔

☆ مومن کامل وہ ہے جس کے اخلاق بہتر ہوں

☆ جہاد وہ بہتر ہے جس میں خون بہہ جائے

☆ نماز وہ بہتر ہے جسکا قیام طویل ہو

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

نام: جعفر

والد کا نام: حضرت امام محمد باقر

والدہ کا نام: اُم فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ

کنیت: ابوعبداللہ، ابواسماعیل

القابات: صادق، فاضل، طاہر

تاریخ ولادت: ۱۷ ربیع الاوّل بروز سوموار سن ۸۲ھ

جائے ولادت: مدینہ منورہ

تاریخ شہادت: ۱۴۸ھ

جائے شہادت: مدینہ منورہ

وجہ شہادت: منصور عباسی حکمران کے زہر دینے سے ہوئی

شاعر: سیّد حمیری

چوکیدار: مفضل بن عمرو

انگوٹھی کا نشان: مَاشَاء اللہ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ اَسْتَغْفِرُ اللہَ

معاصر: ابوجعفر منصور

مزارِ اقدس: جنت البقیع (مدینہ منورہ)

اولادِ امجاد

آپکے پانچ بیٹے تھے جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۲	اسماعیل
۳	علی العریضی	۴	محمد المامون
۵	اسحاق		رضوان اللہ علیہم اجمعین

اسماعیل آپکی حیات ہی میں ۱۳۸ھ میں فوت ہوگئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے اسماعیلی فرقہ اُنہی سے منسوب ہے۔

ارشادات امام جعفر صادق علیہ السلام

☆ چار چیزیں تھوڑی بھی زیادہ ہیں

(۱) آگ (۲) دشمنی (۳) غربت (۴) مرض

☆ چار چیزوں سے شریف آدمی کو شرم و عار نہیں ہونی چاہیے

(۱) اپنے والد کی تعظیم کیلئے کھڑا ہونا

(۲) اپنے مہمان کی خدمت کرنا

(۳) اپنے جانوروں کی خبر لینا خواہ اس کے سو غلام ہی کیوں نہ ہوں

(۴) پنے استاد کی خدمت کرنا

☆ نیکی تین خصلتوں کے بغیر کامل نہیں

(۱) اسے جلدی کرنا (۲) اسے چھوٹا سمجھنا (۳) اسے چھپانا

☆ جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے استغفار زیادہ کرنا چاہیے

☆ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو چار چیزوں میں مبتلا ہو اور وہ چار چیزوں سے غافل کیوں ہے

(۱) تعجب ہے اس پر جو غم میں مبتلا ہو وہ یہ کیوں نہیں کہتا "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"فا ستجبنا له نجيناه من الغم"

(۲) تعجب ہے اس پر جو کسی آفت سے ڈرتا ہے وہ یہ کیوں نہیں کہتا "حسبنا الله و نعم الوكيل" کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"فانقلبوا بنعمه من الله و فضل لم يمسسهم"

(۳) تعجب ہے اس پر جو لوگوں کے مکر سے ڈرتا ہے وہ یہ کیوں نہیں کہتا "وافوض امرى الى الله ان الله بصير با العباد" کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فوته الله سيات مامكروا"

(۴) تعجب ہے اس پر جو جنت کی رغبت کرتا ہے وہ یہ کیوں نہیں کہتا "ماشاء الله لا قوة الا با الله" کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فعسیٰ ربی ان یوتین خیر امن جنتک"

☆ عبادت توبہ کے بغیر درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے، چنانچہ فرمایا "التائبون العابدون"

☆ جب تجھے اپنے بھائی سے کوئی ایسی چیز پہنچے جس کو تو ناپسند کرتا ہے تو اس کیلئے ایک عذر سے ستر عذر تلاش کر اگر تجھے اس کیلئے عذر نہ ملے تو یوں کہہ کہ شاید اس کے اس کیلئے کوئی عذر ہوگا جو مجھے معلوم نہیں ہے

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

نام: موسیٰ

والد کا نام: حضرت امام جعفر صادقؑ

والدہ کا نام: حمیدہ مغربیہ

کنیت: ابوالحسن

القابات: کاظم، صابر، صالح، امین

تاریخ ولادت: ۷ صفر المظفر سن ۱۲۸ھ

جائے ولادت: مقام ابواء مکہ ومدینہ کے درمیان

تاریخ شہادت: ۲۵ رجب المرجب سن ۱۸۳ھ

جائے شہادت: قید خانہ بغداد (عراق)

وجہ شہادت: ہارون الرشید عباسی کے زہر دینے سے ہوئی

شاعر: سید حمیری

چوکیدار: محمد بن فضل

انگوٹھی کا نقش: ''اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ وحْدَہٗ''

مزارِ اقدس: کاظمین (عراق)

اولاد امجاد

آپکے تیئس بیٹے تھے جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	امام علی رضا علیہ السلام	۲	عبد الرحمٰن
۳	عقیل	۴	القاسم
۵	یحییٰ	۶	داؤد
۷	سلیمان	۸	فضل
۹	احمد	۱۰	حسین
۱۱	ابراہیم الاکبر	۱۲	ہارون

۱۳	زید	۱۴	الحسن
۱۵	ابراہیم الااصغر	۱۶	العباس
۱۷	اسماعیل	۱۸	محمد عابد (الطیب)
۱۹	اسحاق	۲۰	حمزہ
۲۱	عبیداللہ	۲۲	جعفر
۲۳	عبداللہ		رضوان اللہ علیہم اجمعین

آپکی اولاد دس بیٹوں سے آگے چلی

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

نام: علی

والد کا نام: حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

والدہ کا نام: نجمہ خاتون

کنیت: ابوالحسن

القابات: رضا، صابر، ذکی، ولی، مامون الرشید نے آپ کو "الرضا من آل محمد" کا لقب دیا

تاریخ ولادت: ۱۱ ربیع الاوّل بروز جمعرات سن ۱۵۳ھ

جائے ولادت: مدینہ منورہ

تاریخ شہادت: ماہ صفر سن ۲۰۳ھ

وجہ شہادت: مامون الرشید عباسی کے زہر سے

شاعر: دِعبل خزاعی

چوکیدار: محمد بن فرات

انگوٹھی کا نقش: "حَسْبِیَ اللہ"

معاصر: امین اور مامون

مزارِ اقدس: مشہد مقدس قدیمی نام طُوس (ایران)

اولاد امجاد

آپکے پانچ بیٹے تھے جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

۱	امام محمد تقی علیہ السلام	۲	حسن
۳	جعفر	۴	ابراہیم
۵	حسین		رضوان اللہ علیہم اجمعین

ارشادات امام علی رضا علیہ السلام

☆ قضا و قدر کے متعلق فرمایا انسان نہ بالکل مجبور محض ہے اور نہ بالکل آزاد بالوں کی سفیدی کا سر کے اگلے حصے سے شروع ہونا سلامتی اور اقبال

مندی کی دلیل ہے اور رخساروں یعنی داڑھی کے اطراف سے شروع ہونا شجاعت کی علامت ہے اور گدی سے شروع ہونا نحوست کی علامت ہے

☆ جو کسی عورت کا مہر نہ دے یا مزدور کی اجرت نہ دے وہ بخشا نہیں جائے گا

☆ قرآن پاک پڑھنے، شہد کھانے اور دودھ پینے سے حافظہ بڑھتا ہے

☆ جس نے پہلی رجب کو روزہ رکھا اس کیلئے جنت واجب ہے اور جس نے درمیانی رجب کا روزہ رکھا وہ لوگوں کی شفاعت کرے گا۔

☆ صدقہ دے کر خدا سے روزی مانگو

☆ صلہ رحمی اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھے سلوک کرنے سے مال میں زیادتی ہوتی ہے

☆ شہد میں شفا ہے اگر کوئی شہد ہدیہ دے تو اس کو واپس نہ کرنا چاہیے

☆ اپنے بچوں کا ساتویں دن ختنہ کیا کرو اس سے ان کی صحت ٹھیک رہتی ہے

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

نام: محمد

والد کا نام: حضرت امام علی رضاؑ

والدہ کا نام: خیزران المعروف سکینہ۔ آپ حضرت ماریہ

قبطیہ کے خاندان سے تھیں

کنیت: ابو جعفر

القابات: مرتضیٰ، تقی، جواد، قانع

تاریخ ولادت: ۱۹ رمضان المبارک بروز جمعۃ المبارک سن ۱۹۵ھ

تاریخ شہادت: ۲۶ ذی الحجہ بروز بدھ سن ۲۲۰ھ

وجہ شہادت: معتصم باللہ عباسی کے زہر سے

شاعر: حماد

چوکیدار: عمر بن فرات

انگوٹھی کا نقش: ''نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہ''

معاصر: مامون، معتصم باللہ

مزارِ اقدس: کاظمین (عراق)

اولاد امجاد

امام محمد تقی کے دو بیٹے تھے جنکے درج ذیل اسماء ہیں

۱	امام علی نقی علیہ السلام	۲	موسیٰ المبرقع رضی اللہ عنہ

دونوں بیٹوں سے اولاد چلی اور امام علی نقی کی اولاد نقوی اور موسیٰ المبرقع کی اولاد رضوی کہلاتے ہیں موسیٰ المبرقع پہلے شخص ہیں جنہوں نے ساداتِ رضویہ سے قم شہر (ایران) میں مستقل قیام کیا۔

ارشادات امام تقی علیہ السلام

☆ تین باتوں سے انسان عزیز ہو جاتا ہے

(۱) معاشرے میں انصاف (۲) مصیبت میں ہمدردی (۳) پریشانی میں تسلی دینا

☆ ظالم اور ظالم کا مددگار اور ظلم پر راضی ہونے والا تینوں برابر ہیں

☆ اللہ تعالیٰ جب کسی کو نعمت دیتا ہے تو ہمیشہ کیلئے دیتا ہے لیکن جب وہ مستحقین کو دینا بند کر دیتا ہے تو اس وقت نعمت اس سے زائل ہو جاتی ہے

☆ بری موت وہ ہے جو گناہ کے ذریعے سے ہو

☆ فقر کی زینت عفت ہے اور خدائی امتحان کی زینت شکر ہے حسب کی زینت تواضع ہے، کلام کی زینت فصاحت ہے، روایت کی زینت حافظہ ہے علم کی زینت انکساری ہے تقوی کی زینت حسن ادب ہے، قناعت کی زینت خندہ پیشانی ہے پرہیز گاری کی زینت بے فائدہ کاموں سے کنارہ کشی ہے

☆ خدا کی رضا کیلئے تین چیزیں ضروری ہیں

(۱) استغفار (۲) نرمی (۳) کثرت صدقہ

☆ انسان کی تمام خوبیوں کا مرکز زبان ہے

☆ جو خدا پر توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ہر برائی اور تکلیف سے بچاتا ہے اور دشمنوں سے اسے محفوظ رکھتا ہے

☆ دین عزت ہے، علم خزانہ ہے اور خاموشی نور ہے

☆ انسان کو برباد کرنے والی چیز لالچ ہے

☆ انسان کے کمالات کا دارومدار عقل کے کمال پر ہے

☆ زہد کی انتہا تقوی ہے

☆ دین کو تباہ کر دینے والی چیز بدعت ہے

☆ دعا کے ذریعہ سے ہر بلا اور مصیبت ٹل جاتی ہے

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

نام: علی

والد کا نام: امام محمد تقیؑ

والدہ کا نام: سمانۃ المغربیہ

کنیت: ابوالحسن

القابات: نقی، ہادی، مرتضیٰ، ناصح، فقیہ، امین، طیب

تاریخ ولادت: ۵ رجب المرجب سن ۲۱۴ھ

تاریخ شہادت: ۲۶ جمادی الآخر سن ۲۵۶ھ

وجہ شہادت: معتز بن متوکل عباسی کے زہر سے

شاعر: عوضی، دیلمی

چوکیدار: عثمان بن سعید

انگوٹھی کا نقش: "اَللهُ رَبِّیْ وَهُوَ عِصْمَتِیْ مِنْ خَلْقِهٖ"

معاصر: واثق، متوکل، مستنصر، مستعین

مزارِ اقدس: سامرہ (عراق)

آئندہ صفحات میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا تفصیل کے ساتھ ذکر آئے گا اور آپکے بیٹے حضرت جعفر ذکی کی اولاد جو برصغیر میں پھیلی کا ذکر بھی آئندہ صفحات میں ملاخطہ فرمائیں گے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

نام: حسن

والد کا نام: حضرت امام علی نقی علیہ السلام

والدہ کا نام: حدیثہ، سلیل

کنیت: ابو محمد

القابات: عسکری، خالص، سراج

تاریخ ولادت: ۱۰ ربیع الثانی سن ۲۳۲ھ

تاریخ شہادت: ۸ ربیع الاوّل سن ۲۶۰ھ بروز جمعتہ المبارک

وجہ شہادت: معتمد عباسی کے زہر سے

شاعر: ابن رومی

چوکیدار: عثمان بن سعید

انگوٹھی کا نقش: ''سُبْحَانَ مَنْ لَّهُ مَقَالِیْدُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ''

معاصر: معتز، مہدی، معتمد

مزارِ اقدس: سامرہ (عراق)

اولاد

حضرت امام حسن عسکری کے ہاں صرف حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کا تولد ہوا

ارشادات امام حسن عسکری علیہ السلام

☆ جو دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور دنیا میں اندھا وہ

ہے جو ہماری مودّت سے غافل ہے

☆ بے وقوف کا دل اس کے منہ میں ہے اور عقل مند کا منہ اس کے دل میں ہے

☆ جو حق کو چھوڑ دیتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور جس کے ساتھ حق ہے وہ عزت والا ہے خواہ کوئی معمولی آدمی ہو۔

☆ حسد کرنے اور کینہ رکھنے والے کو کبھی سکون قلب نصیب نہیں ہوتا

☆ بدترین شخص وہ ہے جو ذو جہتین یعنی دو منہ رکھتا ہو جب اس کا کوئی دوست سامنے آئے تو اس کو زبان سے خوش کر دے اور جب وہ چلا جائے تو اس کو کھانے کی تدبیر سوچے جب اس کے دوست کو کچھ ملے تو حسد کرے اور جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو یہ اس کے قریب نہ جائے۔

☆ بہترین عبادت گزار وہ ہے جو فرائض ادا کرے

☆ بہترین متقی وہ ہے جو بالکل گناہ چھوڑ دے

☆ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو وصیت فرمائی کہ وہ اللہ سے ڈریں دین کے بارے میں پرہیز گاری کو شعار بنائیں خدا کے احکامات کی تابعداری کریں، سچ بولیں، امانتیں خواہ مومن کی ہوں یا کافر کی ہوں ان کو ادا کریں اپنے سجدوں کو لمبا کریں اور سوالات کے شیریں جواب دیں اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کریں اور خدا کے ذکر سے کبھی غافل

نہ ہوں۔

☆ بلاوجہ ہنسنا جہالت کی دلیل ہے۔

☆ دنیا کی تلاش میں خدا کے فرائض ضائع نہیں کرنا چاہییں

امام محمد مہدی علیہ السلام

نام: محمد

کنیت: ابوالقاسم

القابات: المہدی۔ المنتظر۔ الامام الحجۃ۔ صاحبِ زماں

والد کا نام: حضرت امام حسن عسکری

والدہ کا نام: اُم ولد، نرجس خاتون

تاریخ ولادت: س ۲۵۸ھ تیئس رمضان المبارک

جائے ولادت: سرمن رائے (عراق)

حالات خلافتِ امام مہدی علیہ السلام

احادیث مبارکہ میں وارد ہوا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا رنگ عربی، جسمانی ساخت بنی اسرائیل کی طرح ہوگی۔ دائیں رخسار پر تل کا نشان اور چہرہ نورانی چمکدار ہوگا۔ آپ اکثر قطوانی عبا زیب تن فرمائیں گے اخلاق و کردار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہونگے آپکا نزول بیت المقدس میں ہوگا بوقت ظہور آپ کی عمر چالیس سال ہوگی آپ ملک شام میں نماز فجر

ادا فرمائیں گے تو اُس وقت اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے آپ پیچھے ہٹیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام آپکے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے آگے بڑھیئے چنانچہ آپ امامت فرمائیں گے مکہ میں آپ کی بحیثیت مہدی پہچان ہو گی اور آپ حجرِ اسود و مقام ابراہیم کے درمیان بیعت فرمائیں گے۔ آپ کے خاص الخاص رفقاء کی تعداد اصحاب بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ ہو گی جو خریف کے پتوں کی طرح دنیا میں بکھر جائیں گے جو رات کو راہبوں کی طرح ہونگے اور دن کو شیروں کی طرح ہونگے آپ بنی ہاشم کے نوجوانوں کو اپنے ساتھ لے کر جہاد کیلئے نکلیں گے وہ ہاشمی جوان سیاہ جھنڈوں کے ساتھ سرزمین کوفہ میں اُتریں گے ملک شام سے ایک لشکر آپ سے جنگ کرنے کیلئے روانہ ہو گا لیکن مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے درمیان چٹیل میدان میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائیگا اس عبرتناک ہلاکت کے بعد شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء حضرت مہدی علیہ السلام کی بیعت کریں گے آپ پوری دنیا میں اپنے لشکر پھیلا دیں گے جو ظلم و ستم کو ختم کر دیں گے حتی کہ تمام ممالک امام مہدی علیہ السلام کے زیر سایہ ہو جائیں گے آپ لوگوں کو سنت کے مطابق چلائیں گے پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو گا امام مہدی علیہ السلام کے دور خلافت میں ایسی خوشحالی ہو گی کہ زمین اپنی ہر قسم کی پیداوار آپ کیلئے اُگل دے گی آسمان سے خوب بارش ہو گی مویشی

کثرت سے ہونگے مال کھلیان میں اناج کے ڈھیر کی طرح پڑا ہوگا حتیٰ کہ ایک شخص کھڑے ہوکر کہے گا اے مہدی ہمیں کچھ دیجئے آپ فرمائیں گے جتنا مرضی اُٹھالے ایک شخص آپ سے سوال کرے گا کہ مجھے کچھ دیجئے امام مہدی علیہ السلام ہتھیلیاں بھر بھر کے اُسے اتنے دیں گے جتنا وہ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہوگا گویا اللہ تعالےٰ آپکی ولایت میں اہل زمین کو اسقدر نعمتیں عطا فرمائے گا کہ اس سے پہلے کبھی اتنی نعمتوں سے نہیں نواز گیا ہوگا۔ فتنے اور فساد محبت والفت میں بدل جائیں گے لوگ آپس میں بھائی بھائی بن جائیں گے آپ کی مدت خلافت سات یا نو سال قائم رہے گی آپکی خلافت میں زندہ لوگ تمنا کریں گے کہ کاش مرنے والے آج زندہ ہوتے آپکی سلطنت میں اہل زمین و آسمان سب خوش ہونگے حتیٰ کہ فضا میں اُڑنے والے پرندے بھی خوش ہونگے مدت خلافت کے بعد آپ کا وصال ہوگا اور مسلمان آپ کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

زیارت آئمہ طاہرین

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رقیم ہیں:

"در فصل الخطاب از امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوہ می آرد فرمود من زار واحد من الا آئمہ کان کمن زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"، فصل الخطاب میں امام جعفر صادق علیہ وعلی جدہ السلام سے

روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص آئمہ طاہرین سے کسی امام کی زیارت کرے تو وہ اُس کی طرح ہوگا جس نے رسول اللہ کی زیارت کی۔

مزارات آئمہ پر حاضری کا طریقہ

حضرت شیخ عبدالحقؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت موسیٰ الرضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ مجھے ایسی بلیغ و کامل بات تعلیم فرمائیں کہ جب میں آپ میں سے کسی کی زیارت کروں تو وہ پڑھوں حضرت موسیٰ الرضاؑ نے فرمایا کہ جب تم دروازے پر پہنچو تو ٹھہر جاؤ اور کلمہ شہادت پڑھو اس حالت میں کہ تم غسل کیے ہوئے ہو اور جب دروازے سے اندر داخل ہو کر قبر دیکھو تو ٹھہر جاؤ اور تیس مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہو پھر نہایت سکون اور وقار کے ساتھ تھوڑا سا چل کر نزدیک قدم رکھ کر ٹھہر جاؤ اور تیس مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہو اسکے بعد قبر کے قریب ہو کر چالیس مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہو کہ سو مرتبہ ہو جائے اس کے بعد کہو

السلام علیکم یا اھل بیت الرسالۃ و مختلف الملائکۃ و مھبط الوحی و خزان العلم و منتھی الحکم و معدن الرحمۃ واصول الکرم وقادۃ الامم و عناصر الابرار و دعائم الاخیار و ابواب الایمان و امناء الرحمٰن و سلالۃ خاتم النبیین و عترۃ المرسلین و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ السلام علی

لدعاة الی حکم اللّٰہ و الا دلاء علی مرضات اللّٰہ و المظهرین لامر اللّٰہ و نهیة و المخلصین فی تو حید اللّٰہ و رحمة اللّٰہ و بر کاته اننی مشفع بکم و مقدمکم امام طلبتی و ارادتی و مسئلتی و حاجتی و اشهد اللّٰہ اننی مومن بسر کم و علاینتکم والی ابرء الی اللّٰہ من عدو محمد و آل محمد من الجن ولانس صلی الله علی محمد و آلہٖ الطیبین الطاهرین وسلم تسلیماً کثیرا کثیرا.

اے اہل بیت رسالت ،فرشتوں کی آمدورفت کے محل مھبط وحی اورعلم کے خزانہ داروا ے حکمتوں کے منتہیٰ معدن رحمت کرم کی اصل اور اُمت کے سردار وا ے نیکیوں کے عناصر صاحبان خیر کے ستونو ایمان کے دروازو اور رحمٰن کے امانت دار وا ے خاتم النبیین کے فرزندو اور صفوۃ المرسلین کی عترت آپ پر سلام اور اللہ تعالےٰ کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوں سلام ہو آئمہ ہدیٰ ،تاریکی کے چراغوں اور تقویٰ کے نشانوں اور صاحبان عقل وزیر کی پر اور اللہ تعالےٰ کی ان پر رحمتیں و برکتیں نازل ہوں سلام ہواُن پر جو حکم الٰہی کی طرف دعوت دینے والے ،رضائے الٰہی کی طرف رہبری کرنے والے امر و نہی الٰہی کو ظاہر کرنے والے اور توحید میں مخلص ہیں اور اللہ تعالےٰ کی اُن پر رحمتیں و برکتیں نازل ہوں میں آپ لوگوں کے وسیلہ سے شفاعت

طلب کرتا ہوں اور اپنی طلب، ارادہ، سوال اور حاجت میں آپکو آگے رکھتا ہوں اور میں اللہ تعالےٰ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں آپکے پوشیدہ اور ظاہر پر ایمان رکھتا ہوں اور میں اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں محمدؐ و آل محمدؐ کے دشمن سے برائت چاہتا ہوں چاہے جن ہوں یا انسان، اللہ تعالےٰ حضرت محمدؐ اور اُنکی طیب وطاہر آل پر درود اور کثرت کے ساتھ سلام کا نزول فرمائے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

نام: علی

والد کا نام: امام محمد تقیؑ

والدہ کا نام: سمانہ مغربیہ

کنیت: ابوالحسن

القابات: نقی۔ ناصح۔ مرتضیٰ۔ ہادی۔ فقیہ۔ طیب۔ امین عسکری

شجرہ نسب: علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن فاطمہ الزہرا بنت محمدؐ

ولادت باسعادت: آپ کی ولادت باسعادت ۵ رجب المرجب

عسکری کی وجہ تسمیہ

یہ لقب آپکے بیٹے حضرت امام حسن عسکری کے ساتھ مشہور ہے اور آپ کے القابات میں بھی اسکا ذکر ملتا ہے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ معتصم باللہ کے بیٹے جعفر ملقب متوکل عباسی کے پاس آپ کی غیبتیں زیادہ ہونے لگیں اور خلیفہ کا قرب حاصل کرنے کیلئے آپ کے بارے میں اُس کے کان بھرنے لگے تو متوکل عباسی نے آپ کو مدینہ بلوایا اور سر من رائے میں جلاوطن کر دیا سر من رائے کو عسکر بھی کہا جاتا ہے کیونکہ معتصم نے جب سر من رائے کی بنیاد رکھی تو اپنا لشکر لے کر وہاں منتقل ہو گیا اس لئے اس جگہ کو عسکر کہا جانے لگا چونکہ حضرت امام علی نقیؑ کو عسکر میں قید رکھا گیا جس کی وجہ سے عسکری لقب پڑا۔

سر من رائے

سر من رائے اصل میں سامرا تھا یہ دریا کے مشرقی جانب تکریت اور بغداد کے درمیان بہت بڑا شہر تھا اس شہر کی بنیاد معتصم نے ۲۲۱ھ میں رکھی اور اپنا سارا لشکر لے کر اس میں سکونت پذیر ہوا حتیٰ کہ یہ ایک بڑا شہر بن گیا چونکہ لشکر کو عربی زبان میں عسکر کہا جاتا ہے اس لئے حضرت امام علی نقی کے وہاں قید میں رہنے سے آپکا لقب عسکری پڑ گیا۔

امام نقیؑ اوصیائے رسولؐ سے ہیں

مفتی قسطنطنیہ امام قندوزی ینابیع المودۃ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن جندل بن جنادہ بن جبیر نامی یہودی نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمدؐ مجھے بتلایئے کہ وہ کیا ہے جو اللہ کیلئے نہیں ہے اور وہ کیا ہے جو اللہ کے پاس نہیں ہے اور وہ کیا ہے جسے اللہ نہیں جانتا رسول کریمؐ نے فرمایا وہ چیز جو اللہ کیلئے نہیں ہے وہ یہ کہ اللہ کیلئے کوئی شریک نہیں ہے اور وہ چیز جو اللہ کے پاس نہیں ہے وہ بندوں پر ظلم ہے اور وہ چیز جو اللہ کے علم میں نہیں وہ یہ ہے کہ تم یہودی کہتے ہو کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اللہ کا کوئی فرزند اللہ کے علم میں نہیں بلکہ اُس کے علم میں یہ ہے کہ عزیر اُسکی مخلوق اور اُسکے بندے ہیں اس پر یہودی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ حق کے ساتھ اللہ کے رسولؐ ہیں اس کے بعد اُس نے کہا میں نے کل رات موسیٰ بن عمران کو خواب میں دیکھا اُنہوں نے مجھے فرمایا کہ اے جندل: محمد جو کہ اللہ کے آخری نبی ہیں اُنکے ہاتھ پر اسلام لے آؤ اور اُنکے بعد انکے اوصیاء کے ساتھ تمسک اختیار کرو میں نے کہا اسلام لاؤں گا اور خدا کا شکر ہے کہ میں اسلام لے آیا اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ میری ہدایت فرمائی اس کے بعد کہا یا رسول اللہؐ

آپکے بعد جو آپ کے اوصیاء ہونگے مجھے ان کے بارے میں بتلائیے تا کہ میں انکے ساتھ تمسک اختیار کروں آپؐ نے فرمایا میرے اوصیاء کی تعداد بارہ ہے جندل نے کہا میں نے تورات میں ایسا ہی پایا ہے

یارسول اللہ آپ انکے نام بتلا دیجئے آپؐ نے فرمایا کہ اُن میں پہلے علی ہیں جو اوصیاء کے سردار اور آئمہ کے والد ہیں پھر اُنکے دو بیٹے حسن اور حسین ہیں پس تم ان کے ساتھ متمسک رہنا خبردار تمہیں جاہلوں کا جہل دھوکہ نہ دیدے۔ پھر جب علی بن الحسین زین العابدین پیدا ہونگے تو تم پر قضائے الٰہی وارد ہوگی اور دنیا سے تمہاری آخری غذا دودھ ہوگا جو تم پیو گے جندل نے کہا میں نے تورات میں اور انبیاء کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایلیاء شبر اور شبیر کے نام ہیں تو شبیر یعنی حسین کے بعد کون ہوگا رسول کریمؐ نے فرمایا جب حسین کا دور ختم ہوگا تو اُنکے بیٹے علی امام ہونگے انکا لقب زین العابدین ہوگا اُنکے بعد اُنکے بیٹے محمد ہونگے انکا لقب باقر ہوگا اُنکے بعد اُن کے بیٹے جعفر امام ہونگے انہیں صادق کہا جائے گا ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ ہونگے جنہیں کاظم کہا جائے گا اُن کے بعد اُنکے بیٹے علی ہونگے جنہیں رضا کہا جائے گا ان کے بعد ان کے بیٹے محمد ہونگے انہیں تقی اور ذکی کہا جائے گا ان کے بعد ان کے بیٹے علی ہونگے انہیں نقی اور ہادی کہا جائے گا ان کے بعد انکے بیٹے حسن ہونگے انہیں عسکری کہا جائے گا ان کے بعد اُن

کے بیٹے محمد ہونگے انہیں مہدی قائم اور حجت کہا جائے گا پھر مہدی غیبت اختیار کریں گے پھر ظہور فرمائیں گے اور جب ظاہر ہونگے تو زمین کو عدل و انصاف سے اسطرح بھر دیں گے جسطرح وہ ظلم وستم سے بھری ہوگی ان کیلئے بشارت ہے جو غیبت میں صبر کریں گے اور ان کیلئے بشارت ہے جو ان کی محبت میں ثابت قدم رہیں گے یہ وہ متقین ہیں جن کیلئے اللہ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے۔ "ھدی للمتقین یومنون بالغیب" جن کیلئے اللہ نے فرمایا:

"اُولئک حزب اللّٰہ الاان حزب اللّٰہ ھم الغالبون"

جندل نے کہا خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے ان اوصیاء کی معرفت حاصل کرنے کی توفیق دی جندل امام زین العابدین کے متولد ہونے تک زندہ رہے پھر طائف میں مریض ہو گئے پھر جب دودھ پیا تو کہا رسول خداؐ نے مجھے بتایا تھا کہ دنیا میں میری آخری خوراک دودھ ہوگی پھر انکا انتقال ہو گیا اور وہ طائف کے ایک مقام کوزارہ میں مدفون ہوئے

مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام ودیگر آئمہ اہل بیت حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے فرمان کے مطابق امام برحق ہیں اور اوصیائے رسولؐ سے ہیں۔ طوالت کی وجہ سے عربی سے گریز کیا گیا ہے جو عربی میں دیکھنا چاہے وہ اصل کتاب ینابیع المودۃ عربی میں

ملاحظہ کر سکتا ہے اسی طرح حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی امامت اور وصایت پر محدث کبیر ابراھیم الجوینی الخراسانی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں حضرت عبداللہ ابن عباس کی روایت نعشل یہودی کے حوالہ سے نقل کی ہے

امام ابونعیم اصفہانی محدث نے حلیتہ الاولیاء جلد نمبر ا میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام و دیگر آئمہ اہل بیت کی ولایت و امامت پر حدیث نبوی نقل فرمائی ہے موفق بن احمد مکی نے ''مقتل خوارزمی'' میں امام نقیؑ و دیگر آئمہ اہل بیت کی امامت و صایت پر حدیث نقل فرمائی ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''جذب القلوب الی دیار المحبوب'' میں امام علی نقی دیگر آئمہ اہل بیت کی امامت پر حدیث رسول تحریر فرمائی ہے۔

محدث سرینگر امیر کبیر سیدؒ علی ہمدانی نے اپنی کتاب مودۃ القربیٰ میں امام علی نقی و دیگر آئمہ اہل بیت کی امامت و وصایت پر احادیث نقل فرمائی ہیں ملا صالح کشفیؒ نے ''مناقب مرتضوی'' میں امام علی نقی علیہ السلام و دیگر آئمہ اہل بیت کی امامت و وصایت پر روایات نقل فرمائی ہیں حضرت امام علی نقی و دیگر آئمہ اہل بیت عترت رسولؐ کے وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے اسماء مبارکہ اور القابات تک حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ذکر فرمائے ہیں لہذا حضرت امام علی نقیؑ ویگر آئمہ اہل بیت اُمت محمدیہ کے امام ہیں اور رسول اللہؐ

کے اوصیاء ہیں اِنکی ولایت سے ساری دنیا روشن ہے۔

امام علی نقی آیت مصطفےٰ ہیں

حضرت محدث سرینگر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصارِ مدینہ سے بیعت لی توراۃ کا وقت تھا پس سرکارؐ نے ارشاد فرمایا میں نے تم سے بیعت لی جس طرح اللہ تعالےٰ نے مجھ سے پہلے پیغمبروں سے بیعت لی تھی کہ تم میری حفاظت رکھو اور مجھ کو اُن چیزوں سے بچاؤ جن سے اپنی جانوں کو بچاتے ہو اور علی کو محفوظ رکھو اور اُن چیزوں سے جن سے اپنی جانوں کو محفوظ رکھتے ہو کیونکہ علی صدیق اکبر ہیں اللہ تعالےٰ علی کے ذریعہ سے تمہارے دین کو بڑھاتا اور زیادہ کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا عطا فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سرد آگ اور عیسیٰ علیہ السلام کو کلمات عطا فرمائے جن سے مردوں کو زندہ کیا جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ یعنی علی عطا فرمائے اور ہر ایک نبی کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آیت ہے اور میری آیتیں علی کی اولاد سے ہونے والے آئمہ طاہرین ہیں اور زمین ایمان سے خالی نہ ہوگی جب تک اس کی یعنی علی کی اولاد سے ایک شخص باقی ہے اور اس کی یعنی علی کی ذریت پر قیامت قائم ہوگی۔

مذکورہ بالا حدیث میں مولائے کائنات اور اُنکی اولاد سے گیارہ

آئمہ طاہرین کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی آیات کہا جن میں دسویں آیت مصطفیٰؐ کا نام حضرت امام علی نقی علیہ السلام ہے آیت کا معنی نشانی ہے کسی ذات کی پہچان اس کی نشانی ہوتی ہے چنانچہ امام حضرت علی نقی علیہ السلام و یگر آئمہ اہل بیت آیات مصطفیٰؐ ہیں جن کی تخلیق طینتِ مصطفیٰؐ سے ہے ان آئمہ طاہرین کے صرف عمل کو دیکھ کر مصطفیٰ کریمؐ یاد نہیں آتے تھے بلکہ ان کے چہروں میں والضحیٰ کا چہرہ نظر آتا تھا مگر افسوس سے کہنا پڑھتا ہے کہ اُمت نے مصطفیٰ کریم کی نشانیوں کی قدر نہ کی قابل تحسین وہ لوگ ہیں جو ان آیات مصطفیٰ کے قدردان ہیں اور ان کی مودّت سے لبریز ہیں ان ذوات مقدس سے وابستہ ہیں جسطرح آیت انفس و آیات آفاق ذات حق کی معرفت کا ذریعہ ہے اسی طرح آئمہ طاہرین وہ آیات ہیں جن کے ذریعہ سے معرفت توحید و معرفت رسالت نصیب ہوتی ہے جسطرح آیات قرآنیہ کا انکار توحید کا انکار ہے اسی طرح اِن آیات مصطفیٰؐ کا انکار حقیقت میں ذات مصطفیٰؐ کا انکار ہے پھر ان آیات مصطفیٰؐ یعنی آئمہ طاہرین کی اولادیں اپنے آباء کرام کی آیات یعنی نشانیاں ہیں جن کی ارادت اور وابستگی سے معرفت نصیب ہوتی ہے اور مقام ولایت حاصل ہوتا ہے ان آیات کے قاطع خود نیست و نابود ہو گئے لیکن ان آیات کا محافظ خود خدا ہے اور پشت پناہ مصطفیٰؐ ہیں۔

بشروطھا میں ایک شرط امام علی نقی ہیں

مفتی غلام رسول جماعتی حضرت احمد رضا بریلوی کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ جب امام علی رضا علیہ السلام نیشاپور میں تشریف لائے تو چہرہ مبارک کے سامنے ایک پردہ تھا حافظان حدیث ابوذرعہ رازی محمد بن اسلم طوسی اوران کے ساتھ بے شمار طالبان علم حدیث حاضر خدمت انور ہوئے اور گڑگڑا کر عرض کی اپنا جمال مبارک ہمیں دکھایئے اور اپنے آبائے کرام کی ایک حدیث ہمارے سامنے روایت فرمایئے امام نے سواری روکی اور غلاموں کو حکم دیا کہ پردہ ہٹالیں، خلق کی آنکھیں جمال مبارک سے دیدار سے ٹھنڈی ہوئیں دو گیسو شانہ پر لٹک رہے تھے پردہ ہٹتے ہی خلق کی یہ حالت ہوئی کہ کوئی چلاتا ہے کوئی روتا ہے کوئی خاک پر لوٹتا ہے کوئی سواری مقدس کے سُم چومتا ہے اتنے میں علماء نے آواز دی خاموش سب لوگ خاموش ہو گئے دونوں امام مذکور نے امام علی رضا علیہ السلام سے کوئی حدیث روایت کرنے کی عرض کی امام نے فرمایا: میں علی امام موسیٰ کاظم وہ امام جعفر صادق وہ امام محمد باقر وہ امام زین العابدین وہ امام حسین وہ علی مرتضٰی سے روایت فرماتے ہیں کہ میرے پیارے میری آنکھوں کی ٹھنڈک رسول ﷺ نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی کہ اُن سے جبرئیل نے عرض کی میں نے اللہ عزوجل

کو فرماتے سنا کہ ''لا الہ الا اللہ'' میرا قلعہ ہے تو جس نے اسے پڑھا وہ میرے قلعہ میں داخل ہوا اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا میرے عذاب سے امان میں رہا یہ روایت فرما کر حضور رواں ہوئے اور پردہ چھوڑ دیا گیا دوا توں والے جو ارشاد مبارک لکھ رہے تھے شمار کیے گئے بیس ہزار سے زائد تھے امام احمد بن احنبل نے فرمایا یہ مبارک سند اگر مجنوں پر پڑھو تو ضرور اُسے جنون سے شفا ہو سیّد السند ابراہیم قندوزی لکھتے ہیں کہ امام علی رضا علیہ السلام نے جب یہ حدیث بیان فرمائی تو اس کے آخر میں فرمایا:

''بشروطھا وانا من شروطھا''

یعنی لا الہ الا اللہ پڑھنے سے عذاب سے محفوظ رہنا مشروط ہے اور اُن شرائط میں سے میں بھی شرط ہوں اس حدیث میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے لا الہ لا اللہ کی شرطوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا اُن شرطوں میں سے میں بھی ایک شرط ہوں شرطوں کا اشارہ دیگر آئمہ اہل بیت کی طرف ہے جن میں ایک شرط امام علی نقی علیہ السلام ہیں یعنی امام علی نقی علیہ السلام و دیگر آئمہ اہل بیت اس قلعہ کی شروط ہیں جن کی محبت ومودّت کے بغیر لا الہ الا اللہ مسلمان کو عذاب سے نہیں بچا سکتا اس کی تائید مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ قول کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا'' لا الہ الا اللہ'' کے شرائط ہیں ان شرائط سے میں اور میری اولاد ہے۔

امام علی نقیؑ حجت ہیں

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوا تو دیکھا حسین ابن علی نبی کریمؐ کے زانوں مبارک پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کبھی حسین کی آنکھیں چومتے ہیں اور کبھی منہ چومتے ہیں اور فرماتے ہیں تم سیّد ہو سیّد کے بیٹے ہو سیّد کے بھائی ہو اور تم امام ہو امام کے بیٹے ہو امام کے بھائی ہو، تم حُجت ہو حُجت کے بیٹے ہو حُجت کے بھائی ہو۔

"وانت ابو حجج تسعة تا سعهم قائمهم"

اور تم نو حجتوں کے باپ ہو اُن میں ناواں قائم ہے

امام عالیٰ مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں نو حجتیں ہیں جن سے مراد بالترتیب آئمہ اہل بیت ہیں اور ناویں حجت سے مراد حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔

ان نو حجتوں میں ساتویں حجت کا نام امام علی نقی علیہ السلام ہے۔

حجت برہان اور دلیل کو کہتے ہیں، یعنی امام علی نقی علیہ السلام و دیگر آئمہ اہل بیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کی دلیل اور کمالات نبوت کی برھان ہیں۔

امام علی نقیؑ حبل اللہ ہیں

ابن حجر مکی اپنی کتاب "الصواعق المحرقہ" میں تحریر کرتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ کے اس قول

"واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا."

اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور الگ الگ نہ ہو جاؤ میں حبل اللہ سے مراد اہل بیت ہیں، امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا

"نحن حبل اللہ"

کہ ہم اللہ کی رسی ہیں حبل عام رسی کو نہیں کہا جاتا بلکہ دو رسیوں سے بٹی ہوئی رسی کو حبل کہتے ہیں مفتیِ قسطنطنیہ امام قندوزی نے ینابیع المودۃ میں تحریر فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حبل میں ایک رسی سے مراد قرآن مجید ہے اور دوسری رسی سے مراد میری اہل بیت ہیں اور اس رسی کی لمبائی زمین سے آسمانوں تک ہے۔

قول امام جعفر صادق علیہ السلام میں ہم کا مشار الیہ دیگر آئمہ اہل بیت ہیں جن میں دسویں امام علی نقی علیہ السلام ہیں جیسا کہ حدیث ثقلین میں بھی آئمہ اہل بیت کے ساتھ تمسّک کا حکم ہے اسی طرح اس رسی کو پکڑنے کا حکم ہے کیونکہ رستہ میں پھسلنے کا خطرہ ہے اور اس تنگ اور خطرناک رستہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک مضبوط رسی لٹکا دی ہے جس کو پکڑ کر اس رستے کو عبور کیا جا سکتا ہے یعنی اہل بیت کے دامن کو پکڑے بغیر انسان منزل مقصود نہیں پا سکتا اور ان کا دامن چھوڑنے والا نہ ہدایت پا سکتا ہے اور نہ ہی نجات پا سکتا ہے

ثابت ہوا کہ امام علی نقیؑ حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی ہیں۔

عصمت امام علی نقیؑ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "تفہیمات الٰہیہ" جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے وارث جنہوں نے آپؐ سے حکمت، عصمت اور باطنی قطبیت اخذ کی ہے وہ آپؐ کے اہل بیت اور مخصوص قرابت دار ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ مزید فرماتے ہیں کہ جب عصمت کامل ہو جاتی ہے تو اس کے سارے افعال حق ہوتے ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ حق کے مطابق ہوتے ہیں، بلکہ یہ افعال بعینہ حق ہوتے ہیں، بلکہ حق ایسا امر ہے جو ان افعال سے اس طرح منعکس ہوتا ہے جیسے سورج سے روشنی اور اسی بات کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے جب اللہ سے علی کیلئے دعا کی تھی کہ یا اللہ حق کو ادھر گھما دے جدھر علی جائیں اور یہ نہیں فرمایا کہ جدھر حق جائے اُدھر علی کو گھما دے۔

مندرجہ بالا عبارت سے یہ پتہ چلا کہ حکمت عصمت اور باطنی قطبیت یہ مخصوص ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اہل بیت اور مخصوص قرابت داروں سے اُن وارثین اور قرابت داران سے ایک ہستی حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی ہے جنہوں نے یہ حکمت وعصمت اور باطنی قطبیت

وراثت میں حاصل فرمائی، جس طرح دیگر آئمہ اہل بیت کو یہ حکمت، عصمت وباطنی قطبیت حاصل تھی۔

اس بات پر آیت تطہیر و حدیث ثقلین شاہد ہیں اس عصمت پر ملا معین کاشفی نے دراسات اللبیت میں ص ۲۰۸ پر رقم فرمایا کہ جس کے دل میں ذرا سا بھی انصاف ہے اسے اس بات میں شک کرنے کا کوئی سبب نہیں ہے کہ جن لوگوں پر یہ حدیث ثقلین اور آیت تطہیر صادق آتی ہے وہ کسی شک و شبہ کے بغیر یہی بارہ امام ہیں اور زنان عالم کی سردار بضعة الرسول زہراطاہرہ ہیں اور ان کے والد اور اُن سب پر سلام ہو۔

"لا شائبة فی کونهم معصومین کالمهدی منهم علیهم السلام"

ان حضرات کے معصوم ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، مثل امام مہدی علیہ السلام کہ وہ انہیں میں سے ہیں۔

اس عصمت سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کو ہر گناہ اور ہر برائی سے پاک رکھا ہے اور ان کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے یہی وہ مخصوص افرادِ اہل بیت ہیں جو از روئے حدیث قیامت کے دن سب سے پہلے حوضِ کوثر پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کریں گے اور یہی وہ زواتِ مقدسہ ہیں جو قرآن سے اور قرآن اِن سے جُدا نہیں ہے۔

لوح فاطمہؑ پر امام نقیؑ کا اسم مبارک

حضرت شیخ محمد صالح ترمذی کشفی ''مناقبِ مرتضوی'' ص ۲۵ پر صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت نقل فرماتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ میں سیدہ النساء حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیھا کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے اُن کے دست مبارک میں ایک لوح دیکھی جس میں اوصیاء کے نام رقم تھے میں نے اُن ناموں کو گِنا تو وہ بارہ اسماء تھے اُن بارہ اوصیاء میں آخری قائم تھا ان بارہ میں تین کے نام محمد تھے اور تین کے نام علی تھے

مذکورہ بالا روایت میں لوح پر جن اوصیاء کے نام رقم تھے وہ آئمہ اہل بیت کے اسماء مبارکہ تھے، تین محمد کا اشارہ آئمہ اہل بیت میں سے حضرت امام محمد باقرؑ وحضرت امام محمد تقیؑ وحضرت امام محمد مہدیؑ کی طرف ہے اور تین علی کا اشارہ آئمہ اہل بیت میں سے حضرت علی المرتضیٰؑ وحضرت امام علی رضاؑ وحضرت امام علی نقیؑ کی طرف ہے۔

امام نقی تاریکی کا چراغ ہیں

موفق بن احمد مکی خوارزمی اپنی کتاب '' المناقب الخوارزمی'' ص ۷۵ پر رقیم ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ

نے فرمایا کہ میرے نانا رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص میری زندگی کی مانند زندگی اور میری موت کی مانند موت کو پسند کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا جسکا کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پس تم علیؑ اور اُسکی ذریت سے آئمہ ھدٰی یعنی ہدایت کے اماموں جوان کے بعد تاریکی کا چراغ ہیں سے محبت کرو گے تو وہ تمہیں ہدایت کے دروازہ سے گمراہی کے دروازہ کی طرف ہرگز نہ نکلنے دیں گے۔

مندرجہ بالا روایت میں آئمہ اہل بیت کو رسول کریمؐ نے آئمہ ھدٰی یعنی ہدایت کے امام اور تاریکی کا چراغ کہہ کر یہ سند عطا فرمائی کہ اگر تم ان سے محبت وتمسک رکھو گے تو وہ تمہیں گمراہ نہیں ہونے دیں گے، ان ہدایت کے اماموں اور تاریکی کے چراغوں میں دسویں امامِ ہدایت اور تاریکی کا چراغ حضرت امام علی نقی علیہ السلام ہیں جن کی اولاد نے برصغیر پاک وہند کے گوشے گوشے میں اس چراغ کی روشنی کو پھیلایا اور گمراہوں کو راہِ ہدایت عطا فرمائی۔

امام نقیؑ تابندہ ستارہ ہیں

حضرت سعید بن جبیرؓ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

اے علیؑ میں حکمت کا شہر ہوں اور تم اسکا دروازہ ہو اور شہر میں دروازہ کے ذریعہ سے داخل ہوا جاتا ہے اور جو شخص مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور تم سے بغض رکھتا ہے وہ جھوٹا ہے، کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں، تیرا گوشت میرے گوشت سے تیرا خون میرے خون سے اور تیری روح میری روح سے ہے، تیرا باطن میرے باطن سے اور تیرا ظاہر میرے ظاہر سے ہے تو میری امت کا امام اور میرا وصی ہے، جس نے نافرمانی کی وہ بد بخت ہے۔

وہ نفع میں رہا جس نے تمہارے ساتھ دوستی کی اور تم سے دشمنی رکھنے والا گھاٹے میں رہا اور جو تیرے ساتھ رہا وہ کامیاب ہوا اور جو تجھ سے علیحدہ ہوگیا وہ تباہ ہوگیا اے علیؑ تو اور تیری اولاد سے آئمہ کی مثال کشتیءنوح کی مانند ہے جو اسمیں سوار ہوگیا وہ نجات پا گیا اور جس نے روگردانی کی وہ ہلاک ہوگیا اور تمہاری اولاد سے اماموں کی مثال ستاروں جیسی ہے، جب ایک ستارہ غروب ہوگا تو دوسرا ستارہ طلوع ہو جائے گا یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

مندرجہ بالا روایت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولائے کائنات اور انکی اولاد سے آئمہ ھدیٰ کی مثال کشتیءنوح سے دی ان آئمہ طاہرین سے دسویں امام علی نقی علیہ السلام ہیں اور وہ کشتی

نوح کی مثل ہیں جس طرح کشتیٔ نوح امت نوحؑ کیلئے ذریعہ نجات ہے اسطرح آئمہ اہل بیت بھی امت محمدیہ کیلئے ذریعہ نجات ہیں، اس کے بعد سرکار دو جہاںؐ نے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور انکی اولاد سے یکے بعد دیگرے ہونے والے اماموں کو نجوم یعنی ستاروں سے تشبیہ دی ہے ان تابندہ ستاروں میں دسویں تابندہ ستارے کا نام مبارک حضرت امام علی نقی علیہ السلام ہے، جس طرح آسمان کے ستارے طلوع سے لیکر غروب تک مقرر رفتار سے اور معین راستے پر چلتے ہیں اسی طرح آئمہ اہل بیت قرآن اور تعلیمات نبویہؐ کے مقرر و معین کردہ رستوں پر چلے جس طرح آسمان کے ستارے اپنی روشنی سے دنیا کی راہنمائی کرتے ہیں اسطرح آئمہ اہل بیت نے ہمیشہ امت کی رہبری وراہنمائی فرمائی، جس طرح لق ودق صحرا میں لوگ ستاروں سے اپنی منزل وسمت کا تعین کرتے ہیں اسطرح سالکان سیر وسلوک آئمہ اہل بیت کے توسل سے اپنی اصلی منزل پا لیتے ہیں جس طرح ستارے تاریکی اور اندھیرے کو ختم کردیتے ہیں اور فضا میں اک حسن پیدا کرتے ہیں اسی طرح آئمہ طاہرین نے اپنی تعلیمات وسیرت وکردار سے گمراہی کی تاریکی اور اندھیرے کو ختم کیا اور نور ولایت سے اس کائنات کو حسن بخشا۔

اولاد حسین اور درندے

متوکل عباسی حاکم کے سامنے ایک عورت نے سید زادی ہونے کا دعویٰ کیا تو متوکل نے دریافت کیا کہ کوئی ایسی صورت ہے کہ جس سے اس عورت کے اس دعویٰ کی آزمائش کی جاسکے، لوگوں نے کہا اس بارے میں امام علی نقیؑ سے دریافت کیا جائے چنانچہ متوکل عباسی نے امام علی نقی علیہ السلام کو بلا کر تخت پر بٹھایا اور اس عورت کے دعویٰ سیادت میں امتحان کی صورت پوچھی حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے درندوں پر امام حسین علیہ السلام کی اولاد کا گوشت حرام کیا ہے تم اس عورت کو درندوں کے سامنے ڈال دو۔ یہ بات سن کر اس عورت نے اپنے جھوٹ کا اقرار کر لیا تب لوگوں نے متوکل سے کہا تم امام علی نقیؑ کا بھی امتحان لو، متوکل نے تین درندے محل کے صحن میں چھوڑے اس کے بعد امام علی نقیؑ کو محل میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا اور خود چھت پر چڑھ کر تماشہ دیکھنے لگا جب درندوں نے دروازہ کھولنے کی آواز سنی تو خاموش ہو گئے اور جب حضرت امام صحن میں تشریف لائے تو درندے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے آپ نے ان کے سروں اور پشتوں پر ہاتھ پھیرا۔

آمد سے پرندے خاموش ہو گئے

متوکل عباسی حکمران کے گھر میں بہت سے پرندے تھے جن کی چہچہاہٹ سے کسی کو کسی کی بات کی سمجھ نہ آتی تھی لیکن حضرت امام علی نقی جس وقت بھی اس کے ہاں تشریف لاتے تو پرندے خاموش ہو جاتے اور آپؑ جب گھر سے باہر آتے تو اسی وقت بولنا شروع کر دیتے۔

بیماری سے نجات

ایک دفعہ خلیفہ متوکل بیماری میں مبتلا ہو گیا اس کے جسم پر پھوڑا نکل آیا جس کا علاج کرنے سے اطباء نے جواب دے دیا خلیفہ موت کا انتظار کرنے لگا، ایک دن فتح بن خاقان جو خلیفہ کے اقرباء سے تھا کہنے لگا کسی شخص کو حضرت علی نقی ہادیؑ کی خدمت میں بھیجو شاید ان سے کوئی منفعت بخش چیز حاصل ہو جائے، ایک آدمی کو آپ کی خدمت میں بھیجا گیا تو حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: فلاں چیز کو اس کے پھوڑے پر رکھ دو انشاءاللہ مفید ثابت ہو گی جو چیز آپ نے تجویز فرمائی جب وہ خلیفہ کے پاس پیش کی گئی تو حاضرین نے مذاق کرنا شروع کر دیا فتح بن خاقان نے کہا کہ تجربہ کرنے میں کیا حرج ہے وہ چیز ضرور لاؤ خادموں نے آپکی تجویز کردہ دوا کو پھوڑے پر رکھا تو پھوڑا رسنے لگا اور تمام بوسیدہ مادہ خارج ہو گیا

متوکل کے تندرست ہونے کا علم اسکی والدہ کو ہوا تو اسنے دس ہزار دینار ایک همیانی پر اپنی مہر لگائی اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں بطور نذرانہ رسید کر دی متوکل کو صحت کاملہ ملنے کے بعد متوکل سے کسی نے شکایت کی کہ حضرت امام نقیؑ اپنے پاس بہت سا مال اور اسلحہ رکھتے ہیں متوکل نے اپنے دربان سعید سے کہا کہ تم نے آج رات دو تین بجے حضرت ہادی کے گھر کی تلاشی لینی ہے اور جو مال و منال اور اسلحہ ہاتھ آئے قبضہ میں کر کے یہاں میرے پاس لے آنا سعید نے کہا کہ میں آدھی رات کے وقت بمعہ سیڑھی گیا اور جب نیچے اترا تو آپؑ کے گھر میں بہت سخت اندھیرا تھا اور مجھے دکھائی نہ دیا کہ کہاں اور کس طرف جاؤں اچانک اندر سے آواز آئی اے سعید اپنی جگہ پر قائم رہو میں دیا لے کر آتا ہوں کچھ دیر کے بعد دیا لایا گیا تو میں آپکے پاس پہنچا دیکھا کہ آپ پشم کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں اور سر پر اُون کی ٹوپی ہے اور آپ ٹاٹ کے مصلیٰ پر قبلہ جانب بیٹھے ہوئے ہیں آپؑ نے فرمایا: اے سعید جو کچھ ہے تم سے پوشیدہ نہیں ہے سعید گھر میں ادھر اُدھر پھرتا رہا لیکن جن چیزوں کی خبر دی گئی تھی ان میں سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہوئی اور صرف متوکل کی ماں کی بھیجی ہوئی همیانی موجود پائی اور اس پر اسی طرح مہر لگی ہوئی تھی پھر حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: یہ مصلیٰ بھی پیش خدمت ہے سعید نے مصلیٰ اٹھایا تو نیچے ایک تلوار دیکھی جو میان میں بند تھی سعید ان

چیزوں کو لے کر متوکل کے پاس گیا متوکل نے ہمیانی دیکھی تو تمام حالات دیکھ کر حاضرین نے کہا اے متوکل یہ ہمیانی تیری والدہ نے تمہاری بیماری کے دوران منت مانی تھی متوکل نے کہا کہ اسی طرح ایک اور ہمیانی لو اور ایک تھیلی اور تلوار کے ساتھ آپؑ کو دے کر آؤ سعید کا بیان ہے جب میں یہ چیزیں لے کر حضرت امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ پر شرمندگی کی حد نہ رہی میں نے عرض کیا میرے آقا میرے لئے بہت مشکل تھی کی میں آپ کے دولت کدہ میں بلا اجازت گھس جاؤں لیکن مجبور تھا مجھے حکم ہی ایسا ملا تھا آپؑ نے فرمایا:

"وَسَیَعْلَمُوْنَ الَّذِیْنَ اَیَّ مُنقَلِبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ."

اور وہ عنقریب جان لیں گے کہ کونسا انقلاب آنے والا ہے

غریب پروری

امام علی نقی علیہ السلام ایک دن سر من رائے سے ایک گاؤں میں کسی کام کیلئے تشریف لے گئے ایک غریب دیہاتی آپکو ملنے آپ کے گھر آیا اور آپ کو نہ پایا کسی نے کہا آپ فلاں جگہ تشریف لے گئے ہیں وہ وہاں روانہ ہو گیا جب وہاں پہنچا تو حضرت ہادیؑ نے فرمایا کیا کام ہے اسنے کہا کہ میں کوفہ کے اعراب سے آیا ہوں جو آپکے جدّ امجد سیّدی علی بن ابی طالب کے عطایا سے گزارہ کیا کرتے تھے میں بہت مقروض ہوں اسکے بوجھ سے

نڈھال ہو چکا ہوں اب قرض ادا کرنے کیلئے کوئی شخص نظر نہیں آتا جسے کہوں حضرت امام علی نقیؑ نے فرمایا! تمہارا کتنا قرض ہے اس نے کہا دس ہزار درہم فرمایا، خوش رہو غم نہ کرو انشاء اللہ تمہارا قرض ادا ہو جائے گا اور اپنے پاس ٹھہر جانے کو کہا جب صبح ہوئی تو فرمایا: اے عربی میں تم سے ایک کام کا ارادہ رکھتا ہوں اس میں میری نافرمانی نہ کرنا جو میں تمہیں کہوں ضرور کرنا انشاء اللہ تمہاری مراد پوری ہوگی عربی نے کہا آپ جو بھی حکم فرمائیں میں اسکی نافرمانی نہیں کروں گا حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے کاغذ لیا اور اس پر اپنے قلم سے اپنے ذمہ عربی کا قرض لکھ دیا اور اسے فرمایا یہ کاغذ اپنے پاس رکھو جب میں سر من رائے جاؤں اور مجھے عام مجلس میں بیٹھے دیکھے اور لوگ وہاں موجود ہوں تو یہ رقعہ میرے پاس لے کر آنا اور مجھ سے قرض طلب کرنا اور مطالبے میں سختی کلام کرنا ہرگز نہ ڈرنا تمہیں کچھ نہ کہا جائے گا جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں میری مخالفت نہ کرنا جب حضرت امام علی نقی علیہ السلام سر من رائے پہنچے اور عام مجلس قائم کی اور اکابر کی ایک جماعت اور خلیفہ کے درباری وہاں حاضر ہوئے تو اُس شخص نے رُقعہ نکال کر دس ہزار درہم کا مطالبہ کیا اور مطالبہ میں سخت کلام کیا حضرت امام علی نقیؑ اس شخص سے معذرت کرنے لگے اور اُس کے ساتھ نرمی سے اُسے خوش کرنا چاہا اور قرض ادا کرنے کا اس سے وعدہ کیا اس طرح خاص لوگ بھی اعرابی سے معذرت

کرنے لگے آپ نے اُس سے تین دن کی مہلت لی جب مجلس ختم ہوئی تو اس واقعہ کی خلیفہ متوکل کو خبر پہنچی تو فوراً تیس ہزار درہم حضرت ابوالحسن کو دینے کا حُکم دیا جب آپ کے پاس تیس ہزار درہم آئے تو اُن کو جُوں کا توں رہنے دیا حتیٰ کہ وہ اعرابی آیا اور اسے فرمایا ساری رقم اٹھا لو اعرابی نے کہا اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا مقصد یہ تھا کہ میرا قرض اتر جائے امام پاکؑ نے فرمایا یہ سارا لے جاؤ اللہ تعالیٰ نے یہ تجھے دیا ہے اگر اس سے بھی زیادہ ہوتے تو اس سے ایک درہم بھی کم نہ کرتے اعرابی تیس ہزار درہم لے کر یہ کہتا ہوا چلا گیا:

"اللہ اعلم حیث یجعل رسالته"

اللہ رسالتؐ کے مقام کو خوب جانتا ہے کہ کہاں رکھنا ہے

ہمیں وحشت نہیں ہوتی

جب متوّکل عباسی نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو مدینہ سے عراق طلب کیا تو راستے میں ایک جگہ ٹھہرے جہاں ویران جگہ تھی ایک دن صالح ابن سعید کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی حضرت امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے ابن رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان، نامراد عراقیوں کا لشکر ہمیشہ آپکی مخالفت کرتا رہا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آپ کو یہاں ٹھہرایا ہے امامؑ نے فرمایا! اے ابن سعید تم

بھی اِسی مقام پر ہو چنانچہ آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا نظر اٹھا کر چاروں طرف دیکھو ابن سعید نے دیکھا کے دور دور تک خوبصورت باغ نظر آئے اور بہترین محلّات نظر آئے ابن سعید کہتا ہے میرے لئے یہ منظر بہشت سے کم نہ تھا میں بڑا حیران ہوا آپؑ نے فرمایا حیران ہونے کی کوئی بات نہیں ہم جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں اسی طرح گلُ گلزار باغ و بہار مہک اٹھتے ہیں ان وحشت ناک مقامات سے ہمیں کوئی وحشت نہیں ہوتی

اس دشمنِ اہل بیت کو پکڑ لو

ہندوستان کا ایک شعبدہ باز متوکّل کے دربار میں آیا اور عجیب و غریب شعبدے دکھانے لگا ایک دن متوکّل نے شعبدہ باز سے کہا اگر تم علی نقیؑ کو شرمندہ کر دو تو میں تمھیں ایک ہزار دینار دوں گا اس شعبدہ باز نے کہا مجھے امام کے قریب بٹھا دینا میں انہیں شرمندہ کر دوں گا جس دن مجلس لگی تو امام علی نقی علیہ السلام کو اس شعبدہ باز کے ساتھ بٹھا دیا اور کھانا کھانے کو کہا جب اہل مجلس نے کھانا کھانا شروع کیا تو امامؑ نے روٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو وہ اُڑ کر دوسری طرف چلی گئی اہل مجلس شعبدہ باز سے بڑے خوش ہوئے اور امامؑ پر ہنسنے لگے، امام علی نقی علیہ السلام نے سر اُٹھا کر دیکھا تو مکان کی دیوار پر شیر کی ایک تصویر نظر آئی آپؑ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس دشمن اہل بیت کو پکڑ لو یہ سنتے ہی اس تصویر سے اصلی شیر اٹھا اور شعبدہ باز کا لقمہ بنا

کر پھر دیوار پر شیر نقش ہو گیا، آپؑ غصے میں اُٹھے اور چلے گئے۔

جو فرمایا وہ صحیح ہے

امام شبلنجیؒ رقمطراز ہیں کہ اسباطی جو کہ واثق باللہ کے حاشیہ نشینوں میں سے تھا وہ امام علی نقی علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا واثق باللہ بادشاہ کا کیا حال ہے اسباطی نے کہا جب سے عراق سے آیا ہوں تو وہ ٹھیک ٹھاک تھا، آپؑ نے فرمایا لوگ کہتے ہیں کہ واثق فوت ہو گیا ہے اسباطی کہتا ہے کہ میں خاموش ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ امام علی نقی علیہ السلام نے جو فرمایا وہ صحیح ہے پھر آپ نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ کہ اس وقت محمد بن عبد الملک الزیات کا کیا حال ہے اسباطی نے کہا **"الناس معه ولا مرامره"** کہ لوگ اسکے ساتھ ہیں اور اس وقت اُس کا حکم چل رہا ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اسباطی اللہ کی تقدیر کو کوئی نہیں ٹال سکتا اور حکم اس کا جاری ہے:

"مات الواثق و جلس جعفر المتوکل و قتل ابن الزيات"

کہ واثق مر گیا ہے اور اسکی جگہ جعفر متوکّل بادشاہ بن گیا ہے اور ابنِ زیات کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اسباطی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یہ واقعہ کب ہوا تو امامؑ نے فرمایا تمہارے عراق سے نکلنے کے چھ دن بعد ہوا ہے اسباطی کہتا ہے کہ چند دن گزرے کہ مدینہ منورہ میں قاصد آیا کہ واثق فوت

ہو گیا ہے اور اسکی جگہ جعفر متوکّل بادشاہ بنا ہے اور ابنِ زیات کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔

تعلیمات امام نقی علیہ السلام

☆ جو خالق کی اطاعت کرے وہ مخلوق کے ناراض ہونے کی پرواہ نہ کرے اور جو خالق کو ناراض کرے وہ یقین رکھے کے خالق مخلوق کی ناراضگی سے اس کو دوچار کرے گا خالق کی تعریف وتوصیف نہیں کی جا سکتی بجز اس طرح جیسے اس نے خود اپنی توصیف کی ہے اُس خالق کی کس طرح توصیف کی جا سکتی ہے جس کے ادراک سے حواس عاجز ہیں اُس کو پانے سے اذہان اور اسکی حد بندی سے دل میں اترنے والی چیزیں اور اس کے احاطہ کرنے سے انسان کی آنکھیں عاجز ہیں وہ اس سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے کہ وصف بیان کرنے والے اسکی توصیف کر سکیں وہ اس سے کہیں بلند ہے کہ اس کی حمد وتعریف کرنے والے اس کی تعریف کریں وہ اپنے قرب کے باوجود دُور ہے اور بُعد کے باوجود قریب ہے وہ اپنی دُوری میں قریب اور قرب میں بعید ہے اسی نے کیفیت کو کیفیت بنایا ہے چنانچہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس کیفیت میں ہے، اس نے کہاں کو کہاں بنایا ہے چنانچہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کہاں ہے وہ کیفیت اور اینیت کو منقطع کرنے والا ہے وہ ایک اکیلا ہے وہ بے نیاز ہے نہ کسی کو اس نے جنا ہے اور نہ کسی سے وہ پیدا ہوا ہے کوئی

اس کا کفو اور ہم پلہ نہیں ہے اس کا جلال و عظمت جلیل و عظیم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کس طرح بیان ہو سکتی ہے جب کہ خداوند عالم نے آپ کو اپنے نام کے ساتھ قریب کیا ہے اور اپنی عطا میں ان کو شریک کیا ہے جو ان کی اطاعت کرے اس کیلئے اپنی اطاعت کی جزا واجب قرار دی ہے۔

☆ حسد حسنات اور نیکیوں کو مٹاڈالتا ہے اور بغض و نفرت کو اپناتا ہے

☆ انسان کا اترانا اس کو طلب علم سے روک دیتا ہے اور پستی و جہالت کی طرف لے جاتا ہے

☆ طمع ولالچ بُری عادت ہے، مذاق اور تمسخر بے وقوفوں کی خوش طبعی اور جاہلوں کا ہنر ہے عقوق یعنی والدین کی نافرمانی اپنے پیچھے قلت اسباب لاتی ہے اور ذلت تک پہنچاتی ہے

☆ بُرے لوگوں سے میل جول رکھنے والوں کی بُرائی کی دلیل ہے، نعمتوں کا کفران اور ناشکری اترانے اور بہک جانے کی علامت ہے اور سبب ہے تغیر نعمت کا۔

☆ ہٹ دھرمی سلامتی کو چھین لیتی ہے اور پشیمانی اور ندامت تک پہنچاتی ہے

☆ غیبت کرنا بے وقوفوں کی خوش طبعی اور جاہلوں کا ہنر ہے۔

شہادت و مزار اقدس

آپکی شہادت زہر سے ہوئی، تاریخ شہادت ۲۶ جمادی الآخر سن ۲۵۴ھ ہے سامرہ (عراق) میں آپکا روضہ پاک مرجع انام ہے آپ کے روضہ اقدس پر دنیا کا سب سے بڑا سونے کا قبہ ہے اور اس کی تعمیر میں بہتر ہزار سونے کی اینٹیں استعمال ہوئی ہیں۔

اولاد

آپکے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی جن کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) امام حسن عسکری علیہ السلام

(۲) حضرت سیّد محمدؒ

(۳) حضرت سیّد جعفر ثانیؒ

(۴) سیّدہ عائشہؒ

علامہ عباس قمی منتھی الامال میں لکھتے ہیں اور سیّد ضامن نے تحفہ میں فرمایا ہے کہ سیّد محمد کی اولاد میں سے شمس الدین جو کہ میر سلطان بخاری کے نام سے مشہور ہیں ان کی ولادت اور نشو نما بخارا میں ہوئی اور انکی اولاد کو بخاریوں کہتے ہیں اور یہ شمس الدین سیّد با ورع، عابد، صالح اور زاہد دنیا تھے بڑے بڑے علماء کے ساتھ رہے اور ان سے فضائل کا اکتساب کیا اور انکی

صدر مجلس میں بیٹھے پھر بخارا سے بلادِ روم کی طرف متوجہ ہوئے اور وہاں شہر بروسا میں قیام کیا اور ان سے بہت ساری کرامات نقل ہوئی ہیں اور اسی شہر میں ۸۳۲ھ میں وفات پائی ہے اور انکی قبر اسی جگہ مشہور ہے اور وہ زیارت گاہ ہے لوگ زیارت کیلئے جاتے ہیں اور ان کے لئے نذریں لے جاتے ہیں اور سیّد حسن براتی نے کہا ہے کہ امام زادہ سیّد محمد بن علی نقی کی اولاد آگے چل کر شمس الدین سے چلی ہے اور ان کی اولاد اطراف عالم میں منتشر ہے اور انہی کی اولاد سے علاؤ الدین ابراہیم اور انکا بیٹا علی اور انکا بیٹا یوسف اور انکا بیٹا حمزہ اور انکا بیٹا سیّد محمد یعاج ہے۔

حضرت سیّد جعفر ثانیؒ

حضرت سیّد جعفر ثانی حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے بیٹے ہیں آپ کا نام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا اور ثانی اس لئے کہا گیا تا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نام کے ساتھ التباس نہ ہو، آپ کی ولادت ۲۲۶ھ سامرہ عراق میں ہوئی آپ عرفانِ حق کی دولت سے مالا مال تھے، آپکی شخصیت میں زہد و تقویٰ کمال درجہ کا تھا۔

کنیت: ابو کرین

القابات: (۱) الذکی (۲) توّاب (۳) مرتضیٰ

ابوکرین کی وجہ تسمیہ

آپکی کنیت ابوکرین ہے کرساٹھ قفیز کو کہتے ہیں اور قفیز ایک پیمانہ ہے چونکہ آپ ایک سوبیس بچوں کے والد تھے اس لئے ابوکرین کنیت سے مشہور ہوئے لیکن بعض کا کہنا ہے کہ آپ کی اولاد آپکی حیات طیبہ میں شادی شدہ ہوئی۔اس کے بعد آپ کے پوتے ،پوتیوں،نواسے اور نواسیوں کی شادیاں بھی آپ کی حیات میں ہوئیں۔خاندان اسقدر پھیلا کہ آپ کی حیات میں آپکے بیٹوں، پوتے، پوتیوں،نواسے اورنواسیوں کی تعداد ایک سو بیس تک پہنچ گئی ،اس وجہ سے آپکوابوکرین کہاجانے لگا یہی بات معقول بھی ہے۔

توّاب

آپ کامشہور لقب توّاب ہے جسکے معنی بہت زیادہ توبہ کرنے والا کے ہیں یہ لقب آپکی شخصیت میں تقویٰ وورع ہونے پر دلیل ہے کہ آپ اعلیٰ درجہ کے صاحب تقویٰ بزرگ تھے کثرتِ توبہ واستغفار کی وجہ سے توّاب مشہور ہوئے۔

ایک شبہ کا ازالہ

حضرت سیّد جعفر ثانی کی ہستی مبارک سے بہت بڑا ستم و زیادتی ہوئی کہ آپ کو بعض لوگوں نے تواب کی بجائے کذاب کہا جو ایک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے اس سے توبہ کرنی چاہیے ہم کتابوں کی روایتوں میں الجھنا نہیں چاہتے نہ ہی ہمارا یہ موضوع ہے ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اُموی اور عباسی دور میں جس قسم کا ماحول پیدا کیا گیا تھا اور جو ظلم و ستم اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر روا رکھا گیا وہ تاریخ کی ورق گردانی کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے ایسے ماحول میں بعض اُمور کا تعلق راز داری سے تھا اور خاندانی راز ہمیشہ اخص لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں عام افراد کو اس کی خبر نہیں ہوتی جس کی وجہ سے بعض لوگ بغیر سوچے سمجھے قیاس آرائیاں شروع کر دیتے ہیں جس سے مختلف شبہات پیدا ہو جاتے ہیں اُن شبہات اور مبنی بر قیاس باتوں کا جب اظہار ہوتا ہے تو وہ ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور غلط خیال پھیل جاتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا چونکہ راز کا ایک مقصد ہوتا ہے لیکن جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے اور حالات بدلتے جاتے ہیں تو وہ راز مناسب وقت میں لوگوں پر منکشف ہو جاتے ہیں اور شبہات میں مبتلا لوگوں کے شبہات رفع ہو جاتے ہیں۔

امام زادہ حضرت سیّد جعفر ثانی نے ہر گز امامت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ انہوں نے امام حسن عسکری کے وصال کے بعد وراثت کا دعویٰ کیا تھا اِس دعویٰ سے مقصد حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام کے وجود کی بقا اور تحفظ مقصود تھا اس دعویٰ وراثت میں یہی راز مخفی تھا لیکن اس کے بعد بھی کوئی شخص بضد ہو کہ نہیں حضرت سیّد جعفر ثانی نے امامت ہی کا دعویٰ کیا تھا تو اس کیلئے ہم آیت اللہ سید شہاب الدین نجفی مرعشی کا فتویٰ اُردو میں نقل کرتے ہیں جسکو محترم سید شفیق حسین بخاری نے اپنی تصنیف قافلہء نور میں ریاض الانساب المعروف گلزار نقی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

فتویٰ

بسمہٖ تعالیٰ

اطلاعاً عرض ہے شرع انور اور خاندانِ عصمت وطہارت کی خدمت کے سلسلے میں آپکی سلامتی اور مزید توفیقات کیلئے دُعا کی جاتی ہے آپ نے امام ہادی علیہ السلام کے فرزند جناب جعفر زکی کے بارے میں سوال فرمایا تھا ان سیّد جلیل نے امامت کا دعویٰ نہیں کیا تھا اور کچھ دشمنان آل رسولؐ نے تفرقہ اور اختلاف پیدا کرنے کی خاطر ضعیف الاعتقاد شیعوں کے مابین یہ افواہیں پھیلا دی تھیں اور ناحیہ مقدسہ سے صادر ہونے والی توقیعات میں سے ایک توقیع میں خود ولی العصر فرماتے ہیں کہ میرے چچا جعفر کے سلسلے میں اپنی زبانوں کو لگام دو کہ وہ تائب مرے ہیں اور رعیت کو حق نہیں ہے کہ وہ

معصومینؑ کے فرزندوں کے سلسلہ میں جسارت کرے کیونکہ متکلمین کے عقیدے کے مطابق یہ بزرگوار دو پہلوؤں کے حامل ہیں ایک بشری اور دوسرا الٰہی اور اپنے بشری پہلو میں سے کوئی بھی اپنی اولاد کے سلسلہ میں راضی نہیں ہے کہ انکی کی اولاد کی توہین کی جائے نیز ان کی اولاد کی توہین خود ان حضرات کی توہین ہوتی ہے آخر میں دُعا کا طلبگار رہوں اور میری گزارش ہے کہ لاہور میں موجود تمام علمائے اعلام امامیہ کے حضور میرا سلام پہنچا دیں

والسلام علی من التبع الھدی۔ ۹ شعبان ۱۴۰۱ھ

وصال

حضرت سیّد جعفر ثانیؒ کا وصال ۴ ربیع الاوّل ۱۷۲ھ میں مستنصر باللہ کے عہد حکومت میں ہوا، اور سامرہ (عراق) میں مدفون ہوئے۔

اولاد

آپ کی نسل چھ صاحبزادگان سے چلی جن کے مندرجہ ذیل اسماء گرامی ہیں:

(۱) سیّد اسماعیل حریفؒ (۲) سیّد یحییٰ صوفیؒ (۳) سیّد ہارونؒ
(۴) سیّد علی اصغرؒ (۵) سیّد ادریسؒ (۷) سیّد طاہرؒ

سیّد اسماعیلؒ اور سیّد یحییٰؒ کی اولاد مِصر میں پائی جاتی ہے۔ سیّد

ہارونؒ کی اولاد میں سادات امروہہ بہت مشہور ہیں۔سیّد ادریسؒ کی نسل ان کے بیٹے سے نسبت کی وجہ سے قواسم کہلاتی ہے۔حضرت قطب الدین خواجہ بختیار کاکیؒ سیّد ادریسؒ کی اولاد سے ہیں جن کا ذکر آئندہ صفحات پر آئے گا حضرت سیّد یحییٰ صوفیؒ کی جو اولاد قم (ایران) میں پھیلی وہ صوفیہ کے لقب سے مشہور ہوئی۔

حضرت سیّد علی اصغرؒ

ولادت

حضرت سیّد علی اصغرؒ کی ولادت ۱۱شوّال بروز جمعتہ المبارک ۲۵۷ھ میں ہوئی۔مختلف تذکروں میں آپکے اشقر اور المختار القاب بھی ملتے ہیں۔

والدہ کا خواب

آپکی ولادت سے قبل آپکی والدہ ماجدہ حضرت بی بی خدیجہؓ نے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک صاحبِ کمال کشف وکرامات فرزند عطا فرمائے گا جس کا نام علی اصغر رکھنا جس دن تمہارے گھر پر پانچ رنگوں کا پرچم دِکھائی دے گا اُس دن وہ بچہ پیدا ہوگا چنانچہ جس دن حضرت سیّد علی اصغرؒ نے پیدا ہونا تھا تو اُسی

دن اذان فجر کے وقت گھر کی چھت پر پانچ رنگوں والا پرچم دکھائی دیا۔ حضرت بی بی خدیجہؓ نے اپنا خواب اپنے شوہر سیّد جعفر ثانی کو سنایا اسی دن پھر آپ کی ولادت ہوئی۔

نقاب پوش کی آمد

جس دن حضرت سیّد علی اصغرؒ کی ولادت ہوئی اُسی دن ایک نقاب پوش نے دروازے پر دستک دی اور ایک خوبصورت لباس حضرت سیّد جعفر ثانی کو دیتے ہوئے کہا میں اسے مدینہ سے لایا ہوں۔

بیعت

حضرت سیّد علی اصغر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام گیارویں امام کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔

دستار مبارک

حضرت سیّد علی اصغرؒ کے سر پر آپکے والد حضرت سیّد جعفر ثانیؒ نے اپنی دستار رکھی وہ دستار مبارک آج بھی بسندھ شریف ضلع مانسہرہ کے سادات بخاریہ کے پاس موجود ہے یہ دستار مبارک حضرت جعفر ثانیؒ کو آپ کے والد گرامی حضرت امام علی نقیؑ نے عطا فرمائی تھی۔

پیدل سفر فرماتے

حضرت سیّد علی اصغر حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی قبر مبارک سے لیکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک تک پابرہنہ سفر فرماتے اور تمام مزارات پر چالیس دن تک مراقب رہتے پھر جہاں حُکم ملتا وہاں جاتے آپ مستجاب الدعوات تھے آپ جس علاقہ میں قدم رکھتے آپکے قدموں کی برکت سے وہاں ہریالی وخوشحالی آجاتی۔

آزما کر سودا نہیں ہوتا

ایک دفعہ حضرت سیّد علی اصغر کوفہ تشریف لے گئے وہاں پر ایک شخص نے آپ کو کچھ کھجوریں، گندم، گوشت اور درہم پیش کیے اور کہا یہ مال کیسا ہے آپ نے فرمایا یہ مال تمھیں خود بتائے گا کہ میں کیسا ہوں۔ ان کھجوروں گندم گوشت اور درہموں کی تھیلی سے الگ الگ آواز آئی کہ ہم صدقہ ہیں درہموں کی تھیلی سے آواز آئی ہمیں زکوۃ کیلئے رکھا گیا ہے اُس شخص نے یہ سب کچھ دیکھ کر آپ سے معافی مانگی اور بیعت کا طلبگار ہوا آپ نے فرمایا آزما کر یہ سودا نہیں ہوتا۔

وصال

مشہور قول کے مطابق آپ نے ۵ صفر ۲۹۱ھ میں مستکفی باللہ کے

دورِ حکومت میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزارِ اقدس سامرہ (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

اولاد: آپ کا عقد خدایاد خاں کی بیٹی بی بی صفور پاکدامن سے ہوا جن سے دو بیٹے پیدا ہوئے (۱) حضرت سیّد عبداللہؒ (۲) حضرت سیّد اسماعیلؒ

بخاری سیّد و نقوی سیّد

برصغیر پاک و ہند میں حضرت سیّد عبداللہؒ کی اولاد بخاری کہلاتی ہے اور حضرت سیّد اسماعیلؒ کی اولاد نقوی کہلاتی ہے بعض علاقوں میں باکھری مشہور ہے جبکہ ان دونوں کا دادا ایک ہے، ایک بات اہل علم کیلئے یاد رکھنے کی ہے کہ اس زمانہ میں جو بھی بخارا سے برصغیر آیا اس نے اپنے نام کے ساتھ بخاری لکھا لہذا ضروری نہیں کہ جو اپنے نام کے ساتھ بخاری لکھے وہ سیّد بھی ہو۔

حضرت سیّد عبداللہؒ

ولادت: ۹ جمادی الثانی ۲۹۱ھ بروز ہفتہ

حضرت سیّد عبداللہؒ ساداتِ نقویہ کے جدِّ اعلیٰ ہیں چار ماہ کی عمر میں آپ کے سر سے والد کا سایہ اُٹھ گیا آپ نے ظاہری و باطنی علوم اپنے دادا

جان حضرت سیّد جعفر ثانیؒ سے حاصل کیے اور خرقہِ خلافت و دستار حاصل کی

یہ کشتی ڈوب نہیں سکتی

ایک دفعہ حضرت سیّد عبداللہ نقوی ایک کشتی میں سوار تھے کشتی یکا یک طوفان میں پھنس گئی پانی کشتی کے اندر آنا شروع ہو گیا لوگ گبھرا اُٹھے اِس کشتی میں حضرت سیّد عبداللہؒ کے مریدِ خاص مقرب علی بھی سوار تھے اُنہوں نے لوگوں کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا کہ اس کشتی میں خانوادہِ رسولؐ سوار ہیں یہ کشتی کبھی بھی ڈوب نہیں سکتی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اہل بیت کشتیِ نوح کی مانند ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے رُو گرداں ہوا وہ غرق اور ہلاک ہو گیا ہمارے دلوں میں محبتِ اہل بیتِ رسول ہے۔ اس کشتی میں عترتِ رسول خود موجود ہیں طوفان فوراً تھم گیا۔ تمام لوگ حضرت سیّد عبداللہ کے قدموں میں بیٹھ گئے اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

سونے کا فرش

ایک دفعہ حضرت سیّد عبداللہؒ کے خلیفہ مقرب علی نے اپنے مُرشد کے گھر میں فاقہ کا عالم دیکھا تو اپنے گھر سے سونے کا ایک کنگن اُٹھا لائے جب خلیفہ آپ کے حجرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حجرے میں بوریے کے

بجائے سونے کا فرش بچھا ہوا ہے یہ دیکھ کر اُس پر رقت طاری ہوگئی یہ سوچ کر واپس چلے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور اُنکی عترت کیلئے بنائی ہے۔

نوے ہزار مسلمان

حضرت سیّد عبداللہ کی ولایت کے چرچے جب عام ہونے لگے۔تو سامرہ میں آپکی مخالفت بڑھ گئی دشمنانِ اھل بیت آپکے قتل کے درپے ہو گئے تو آپ سامرہ سے مدینہ منورہ چلے گئے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مراقب ہوئے مراقبہ میں حکم ملا سامرہ کو خیر باد کہہ کر بغداد چلے جاؤ چنانچہ آپ نے بغداد شریف میں سکونت اختیار کرلی اور تعلیمات دین کی تبلیغ و تشہیر کیلئے بغداد کو توجہ کا مرکز بنا لیا آپکی مساعیِ جمیلہ سے بغداد میں نوے ہزار غیر مسلموں نے اسلام کو قبول کیا۔

وصال مبارک

آپکا وصال ٦ ربیع الاول ۳۴۰ھ کو راضی باللہ عباسی کے دورِ حکومت میں ہوا آپکا مزارِ اقدس بغداد شریف میں مرجعِ خلائق ہے۔

اولاد: حضرت سیّد عبداللہ نقوی کے عقد میں دو مستورات تھیں۔

حضرت بی بی رحمت بنتِ ابوتراب رحؒ

حضرت بی بی جنتؒ

حضرت بی بی رحمت سے حضرت سیّد احمد پیدا ہوے

حضرت بی بی جنت سے حضرت سیّد محمد شاہ اور سیّد شہاب الدین پیدا ہوئے

حضرت سیّد احمدؒ

ولادت ۲۱ جمادی الاوّل ۹۳۹ھ بروز سوموار

بیعت حضرت سیّد احمد اپنے چچا حضرت سیّد اسماعیلؒ کے دستِ حق پر بیعت تھے

حضرت سیّد احمدؒ نو ماہ کی عمر میں یتیم ہو گئے آپ نرم مزاج، نرم گفتار اور بلند کردار کے حامل تھے ہمہ وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتے جذب اور استغراق کی حالت آپ پر غالب تھی آپ نے تبلیغِ دین کیلئے کئی ممالک کا سفر کیا اور ہزاروں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔

فقر و فاقہ

ایک دفعہ پانچ دن گزر گئے اور آپ اور آپکے اہل خانہ فاقے سے تھے چنانچہ حضرت خضر علیہ اسلام آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ کو سنگِ پارس پیش کیا یہ سنگِ پارس ایسا پتھر ہے جسے لوہے سے مَس کیا جائے تو

وہ سونا بن جاتا ہے حضرت سیّد احمدؒ نے مٹی کا ڈھیلا اُٹھا کر زمین پر مارا تو وہ سونا بن گیا چنانچہ آپ نے فرمایا فاقہ کشی کی وجہ سُنّتِ رسول ﷺ کا ادا کرنا مقصود ہے

وصال مبارک

حضرت سیّد احمدؒ نے ۵ صفر ۳۸۰ھ میں مطیع باللہ عباسی کے دورِ حکومت میں وصال فرمایا اور بغداد شریف میں مدفون ہوئے۔

اولاد

آپ نے دو عقد فرمائے آپ کی ازواج کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت بی بی بنتِ عبدالوہاب

(۲) حضرت بی بی ہاجرہ بنتِ عبداللہ قریشی

حضرت بی بی بنتِ عبدالوہاب سے حضرت سیّد عبداللہ اور حضرت سیّد محمد پیدا ہوئے اور حضرت بی بی ہاجرہ سے حضرت سیّد محمودؒ پیدا ہوئے۔

حضرت سیّد محمود بخاریؒ

ولادت ۲۹ جمادی الثانی ۳۰۷ھ بروز اتوار

پہلا بخاری سیّد

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد سے جس فرزند عظیم نے سب

سے پہلے سرزمین بخارا کو اپنے قدموں سے زینت بخشی وہ حضرت سیّد محمود بخاریؒ ہیں۔آپؒ علوم متداولہ ،صرف ونحو،حدیث،فقہ وتفسیر میں اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے اور مختلف زبانوں پر عبور حاصل تھا آپ کے ہاتھ پر پینتالیس ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔

کشتی برآمد ہوگئی

ایک روز حضرت سیّد محمود بخاریؒ دریا کے کنارے پر مراقبہ میں مشغول تھے تو آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ ایک سوداگر کی کشتی دریا میں ڈوب گئی ہے جس میں بہت قیمتی سامان تھا۔حضرت سیّد محمود بخاریؒ نے ایک رُقعہ لکھا جس میں تحریر تھا

اے دریا تم میرے نانا رسولؐ کا کلمہ پڑھتے ہو میں انکی عترت سے ہوں میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ کشتی واپس کرو، رقعہ ڈالتے ہی کشتی برآمد ہوگئی۔

وصال

حضرت سیّد محمود بخاریؒ نے ۲۱ جمادی الاوّل ۷۰۸ھ میں وصال فرمایا اور شہر بخارا میں مدفون ہوئے

اولاد

حضرت سیّد محمود بخاری کے عقد میں حضرت مستور بی بی خدابندیؒ

تھیں جن سے حضرت سیّد محمد بخاریؒ پیدا ہوئے۔

حضرت سیّد محمد بخاریؒ

ولادت ۲۵ رمضان المبارک ۴۶۵ھ بروز منگل

والدہ کا خواب

سیّد جان علی بخاریؒ رقیم ہیں کہ حضرت سیّد محمد بخاریؒ کی ولادت سے پہلے آپکی والدہ ماجدہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو سرکارؐ نے آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت دی کہ تمہارے گھر میں جو بیٹا پیدا ہوگا وہ دین محمدی کو زندہ کرے گا اُس کا نام میرے نام پر ''محمد'' رکھنا، اُس کی زبان پر کلمہ طیبہ لکھا ہوگا چنانچہ حضرت سیّد محمد بخاری جب پیدا ہوئے تو آپ کی زبان پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا، آپ کی زبان پر ہمیشہ کلمہ طیبہ کا وردرہتا آپؒ نے بچپن میں جنگل میں بکریاں چرائیں آپؒ کے تزکیہ نفس کا عالم یہ تھا کہ روزانہ آپؒ کی خوراک صرف ایک کھجور تھی آپؒ نے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کروائی جس میں ظاہری و باطنی علوم کا درس دیتے۔

وصال واولاد

حضرت سیّد محمد بخاریؒ نے ۱۹ شوال ۵۴۷ھ میں وصال فرمایا آپؒ کا مزار بخارا میں ہے آپ کے عقد میں حضرت اللہ بندی تھیں جس سے

حضرت سیّد جعفر اور حضرت سیّد محمدؒ پیدا ہوئے۔

حضرت سیّد جعفر ثالثؒ

ولادت

یکم ذیقعد ۵۳۲ھ بروز اتوار

ثالث کی وجہ تسمیہ

حضرت سیّد جعفر کو جعفر ثالث کہا جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نسب میں اسم جعفر دو مرتبہ آیا ہے۔

(۱) چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔

(۲) حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے بیٹے حضرت جعفر ثانیؒ۔

تیسرا نام آپکا ہے ثالث تیسرے کو کہتے ہیں اس لئے آپکو جعفر ثالث کہا جاتا ہے

بیعت: آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے دادا حضرت سیّد محمود بخاریؒ سے حاصل کی اور انہی کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔ آپؒ کی تبلیغ سے ساٹھ ہزار غیر مسلم مسلمان ہوئے آپ علمِ جفر، علمِ نجوم، علمِ رَمل، علمِ فلکیات اور سائنس کے ماہر تھے آپؒ جامع علومِ ظاہری و باطنی تھے اور سنتِ رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پابند تھے۔

دستر خوان

آپکا دستر خوان بہت مشہور تھا آپکی مہمان نوازی کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی سائل آدھی رات کو بھی آتا تو اُس کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑتے آپ کے اخلاق کی وجہ سے لوگ دُور دراز سے اپنے مسائل لے کر آتے آپؒ بڑی محبت اور لگن سے انہیں حل فرماتے آپؒ کی کرامت مشہور تھی کہ سائل کے سوال کرنے سے پہلے ہی اسکا جواب دے دیتے۔

جنات بھی مرید تھے

ایک دفعہ محمد قاسم تاشقندی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہمارے گھر میں جنات نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں انہوں نے ہمارا جینا حرام کر دیا ہے، حضرت سیّد جعفر ثالثؒ نے ایک رقعہ لکھا کہ اے قوم جنات میں خانوادہِ رسولؐ سے ہوں، آپ کو پتہ ہے کہ جنوں اور انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت و معرفت کیلئے بنایا ہے نہ کہ کسی کو تکلیف دینے کیلئے جاؤ اس غریب کو تنگ نہ کرو۔

محمد قاسم تاشقندی نے جب وہ رقعہ اپنے گھر چسپاں کیا تو جنات وہ گھر چھوڑ گئے اور سینکڑوں جنات آپ کے مرید ہو گئے۔

وصال

حضرت جعفر ثالثؒ نے ۱۹ ذیقعد ۵۹۰ھ میں وصال فرمایا آپکا مزار بخارا میں ہے۔

اولاد

آپ کے عقد میں حضرت بی بی نور بانوؒ تھیں جن سے چار فرزند پیدا ہوئے جنکے مندرجہ ذیل نام ہیں

(۱) حضرت سیّد علی ابوالموید ؒ (۲) حضرت سیّد محمد اکبرؒ
(۳) حضرت سیّد علی اصغرؒ (۴) حضرت سیّد عبدالقادرؒ

موخر الذکر تینوں کی وفات ایام طفولیت میں ہوگئی اور آپکی اولاد حضرت سیّد علی ابوالمویدؒ سے جاری ہوئی۔

حضرت سیّد علی ابوالمویّدؒ بخاری

ولادت

۷ محرم ۵۵۲ھ بروز منگل

بیعت

حضرت سیّد علی ابوالمویدؒ بخاری اپنے دادا حضرت سیّد محمد بخاریؒ کے

دست حق پر بیعت تھے ، اڑتیس سال کی عمر میں والد دنیا سے رخصت ہوئے حضرت سیّد علی بخاریؒ بہت خوبصورت تھے جو بھی آپ کو دیکھ لیتا بے اختیار اُس کی زبان سے ''سبحان اللہ'' نکل جاتا۔

فضل وکمال

حضرت سیّد علی ابوالمویّد بخاریؒ کے فضل وکمال کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ نے بخارا میں حاضر ہو کر آپؒ سے ظاہری و باطنی علوم و معارف کا اکتساب کیا، حضرت بہاؤالدین ذکریا آٹھ سال آپ کی خدمت میں رہے حضرت سیّد علی ابوالمویدؒ بخاری عبادت وریاضت، مجاہدہ، فقر، اور ترک وتجرید میں بے نظیر تھے آپ شہرت کو ناپسند کرتے۔

شاہِ توران کی مصیبت ٹل گئی

شاہِ توران سلطان محمد ایک مصیبت میں مبتلا ہوا اُس نے درباری نجومی بُلائے اور پوچھا یہ پریشانی کیسے ٹل سکتی ہے نجومی نے بتایا کہ اگر کوئی سیّد آپ کے سر پر ہاتھ رکھے اور آپ کے حق میں دعا کرے تو آپ کو ہر میدان میں فتح ہوگی چنانچہ سیّد کی تلاش شروع ہوگئی۔ ایک رات سلطان سو رہا تھا کہ خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا

بخارا میں جاؤ اور سیّد علی المویّد سے دعا کراؤ۔صبح سلطان حضرت سیّد علی المویّدؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپؒ نے سلطان کو اپنی چادر عنایت فرمائی اور فرمایا، سلطان محمد جب بھی تمہیں کوئی مصیبت آئے تو اس چادر کو سامنے رکھ کر دعا کرنا قبول ہوگی۔سلطان نے اس پر عمل کیا تو اسکی مصیبت ٹل گئی اس طرح سلطان محمد کی عقیدت میں اضافہ ہوگیا اُس نے جاگیر آپ کے نام کی اور نسبتِ رسولیؐ کے لئے اپنی بیٹی مستور بی بی عُرف شہر بانو حضرت سیّد علی المویّدؒ کے نکاح میں دی جن سے حضرت جلال الدین سُرخ پوش پیدا ہوئے

وصال

حضرت سیّد علی ابو المویّد بخاریؒ نے ۶ ذوالحجہ ۶۰۰ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک بخارا میں ہے۔

اولاد

حضرت سیّد علی ابو المویّد بخاریؒ نے چار خواتین سے نکاح کیا جن سے مختلف اولادیں متولد ہوئیں ایک زوجہ سے حضرت سیّد دُرِ جمالؒ، حضرت سیّد دُرِ کمالؒ، حضرت سیّد دُرِ ہلالؒ، حضرت سیّد دُرِ نوالؒ اور حضرت سیّد دُرِ نہالؒ پیدا ہوئے دوسری زوجہ سے حضرت سیّد مقصود علیؒ اور حضرت سیّد مہر علیؒ پیدا ہوئے تیسری زوجہ سے حضرت سیّد احمدؒ، حضرت سیّد حاجی

حلیمؒ اور حضرت سیّد عبد الوہابؒ پیدا ہوئے۔ چوتھی زوجہ سے حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ پیدا ہوئے جن کا ذکر آئندہ صفات پر آئے گا۔

ہندوستان میں پہلا قافلۂ سادات

کتاب کی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت سیّد علی ابوالمویدّ بخاریؒ کے ذکر کے بعد ان کے بیٹے حضرت قطب الاقطاب سیّد جلال الدین حیدر سُرخ پوشؒ کا تذکرہ کیا جاتا لیکن یہاں پر ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان میں سادات کی آمد کس سن ہجری میں ہوئی اس لئے مناسب سمجھا کہ قارئین کی معلومات کیلئے سادات کی ہندوستان میں آمد کی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت جلال الدین سرخ پوشؒ کا ذکر کیا جائے جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ سادات کی ہندوستان میں آمد کب ہوئی تو یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ سادات کی ہندوستان میں آمد پہلی صدی ہجری میں ہوئی کیونکہ واقعہ کربلا کے بعد مسلسل اہلبیت وسادات کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا اور ان کے ساتھ ان کی حمایت کرنے والوں کو بھی ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا

عرب سے ہندوستان سندھ میں اولاد اہل بیت سے پہلا قافلہ سادات ۶۵ھ میں تشریف لایا ۶۵ھ میں مختار ثقفی کی حکومت کوفہ پر قائم ہوئی تو اس نے چن چن کر قاتلین امام حسینؑ کو انجام تک پہنچایا، اسکے بعد

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کو کوفہ میں آنے کی دعوت دی امام زین العابدینؑ نے جواباً فرمایا کہ میں اب کوفہ کو دیکھنے کا حوصلہ نہیں رکھتا البتہ میں اپنے کچھ اہل بیت کو کوفہ بھیج رہا ہوں تاکہ وہ اپنے اقرباء کی قبور کی زیارت کر سکیں ان کے ساتھ میرا بیٹا زید ہے جب یہ لوگ کوفہ اور کربلا میں اپنے عزیزوں کی زیارت کر لیں تو انہیں براستہ ھراز ہندوستان سندھ ساحل مکران پہنچا دیا جائے کیونکہ میرے جد امجد کا فرمان ہے اہل ہند عورت کا بڑا احترام کرتے ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں بنو امیہ کے ہاتھوں اشراف کی عزتیں محفوظ نہیں رہیں گی یہ خواتین اور افرادِ بنی ہاشم ہندوستان میں دین اسلام کی اشاعت کریں گے۔ المقالات فی اصول دینیہ امام المورخین ابو الحسن بن حسین بن علی المسعودی کے مطابق ابراہیم بن مالک اشترؓ اور قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ اس قافلے کو جس میں یحیٰی بن زید شہیدؒ بھی شامل تھے کو ساحل مکران تک چھوڑ کر چلے گئے تھے اس قافلے میں بنی ہاشم کی مستورات کے علاوہ حضرت حُرؓ کی دو بیٹیاں اور حبیب ابن مظاہرؓ اسدی کے افراد خانہ بھی تھے حبیب ابن مظاہرؓ اور جناب حُرؓ کے فرزند، محمد حنفیہؒ کے بیٹے جعفر اکبرؓ، عبد اللہ ابو ہاشمؓ، حمزہ علیؓ، جعفرؓ، اصغرؓ و عونؓ بھی شامل تھے اس قافلے میں تین سو سے زیادہ مرد و خواتین شامل تھے المسعودی نے اپنی کتاب ''اخبار الزمان'' حصہ اوّل میں لکھا جب سب افراد ساحل مکران پر اکٹھے ہو گئے تو دریائے سندھ

کے ساتھ ساتھ اندرون سندھ روانہ ہوئے کچھ دن سیون شریف کے قریب بھکر (سندھ) کے پاس پہنچے اس طرح سادات کرام کا پہلا قافلہ پہلی صدی ہجری میں تشریف لایا۔

المسعودی نے اپنی کتاب "اثبات الوصیة" میں تحریر کیا ہے کہ وہ ۳۲۶ھ میں ہندوستان میں داخل ہوئے تو ملتان سے کشمیر تک کے راستے ایک شہر میں جسے انہوں نے الدارا کے نام سے درج کیا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیٹی حضرت رقیہ خاتون اور زوجہ حضرت امیر مسلم اور انکی ساتھی خواتین کی قبروں پر حاضری دی اس وقت اُس علاقہ میں اولادِ علی اور ساداتِ بنی فاطمہ کے قریباً دس ہزار افراد یہاں آباد تھے۔

یہ وہی حضرت رقیہ ہیں جن کا مزار لاہور میں ہے اور بی بی پاک دامن کے نام سے مشہور ہیں

حضرت سیّد عبداللہ شاہ غازیؒ

نام: سیّد عبداللہؒ

کنیت: ابومحمد

شجرہ نسب

آپ حسنی و حسینی سیّد ہیں آپ کا شجرہ نسب یوں ہے سیّد عبداللہ

الاشتر بن سیّد محمد نفس ذکیہ بن سیّد عبد اللہ المحض بن سیّد حسن مثنیٰ بن امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بن خاتون جنت سیّدہ فاطمہ الزہرا السلام اللہ علیہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

تاریخ ولادت:

آپ کی ولادت سن ۹۷ھ مدینہ منورہ میں ہوئی، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت کے وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سولہ سال چھوٹے تھے اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے تیں سال بڑے تھے۔

القابات:

(۱) الاشتر (۲) غازی

عرب میں آپ الاشتر کے لقب سے ملقب تھے اور سندھ برصغیر میں آپ لقب غازی اور کلفٹن والے بابا مشہور ہوئے۔

الاشتر کی وجہ تسمیہ

الاشتر بروزن الاکبر ہے، الاشتر ایسے شخص کو کہتے ہیں کی جسکی آنکھوں کے پپوٹے اس کی آنکھوں پر جھکے ہوئے ہوں، حضرت سیّد عبد اللہ کی آنکھوں کے پپوٹے آپ کی آنکھوں پر جھکے ہوئے تھے جس کی وجہ سے

آپ کو الاشتر کہا جاتا ہے۔

حصول تعلیم

آپ نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے استفادہ کیا اسی طرح حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور اپنے دادا حضرت سیّد عبداللہ المحض اور اپنے والد حضرت سیّد محمد نفس ذکیہ اور اپنے چچا حضرت سیّد ابراہیمؑ سے حدیث، تفسیر فقہ و روحانی علوم حاصل کئے آپ کا شمار مدینہ منورہ کے جید علماء میں ہوتا تھا۔

عرب سے سندھ میں آمد

حضرت سید عبداللہ شاہ غازی بقول ابن کثیر کہ سندھ میں آپ کی آمد سن ۱۴۵ھ میں ہوئی اس روایت کے مطابق سندھ میں آپ کا قیام چھ سال رہا، مگر جن تذکرہ نگاروں نے سندھ میں آپکا قیام بارہ سال لکھا ہے ان کیمطابق آپ کی سندھ میں آمد ۱۳۹ھ میں ہوئی بہر حال جس دور میں آپ نے عرب چھوڑا اُس وقت عباسی حکومت اور سادات کے درمیان شدید کشمکش ہو رہی تھی۔ حضرت سیّد عبداللہ الاشتر کے والد حضرت سیّد محمد نفس ذکیہ جو پاکیزگیِ نفس کی وجہ سے ذوالنفس الذکیہ مشہور ہوئے نے عباسی حکومت کے خلاف خروج کیا اور علم جہاد بلند کیا، امام مالک اور امام ابو حنیفہ

نے اِن کی حمایت میں فتویٰ دیا، حضرت سیّد محمد نفس ذکیہ نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا اور والی مدینہ کو گرفتار کر لیا تھوڑے ہی عرصہ میں حجاز و یمن میں حضرت سید محمد نفس ذکیہ کو خلیفہ تسلیم کر لیا گیا منصور عباسی نے اپنے بھتیجے عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو چار ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا حضرت سیّد محمد نفس ذکیہ نے مدینہ کے دفاع کیلئے وہی خندق دوبارہ صاف کروائی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جنگ خندق کے موقع پر کھدوائی تھی ۔ جب عباسی حکومت نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تو نفس ذکیہ نے اعلان کیا کہ جو آدمی ان کا ساتھ چھوڑنا چاہے انہیں اجازت ہے بہت سارے لوگ شہر مدینہ سے نکل گئے بالآخر پندرہ رمضان سن ۱۴۵ھ میں دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا سیّد محمد نفس ذکیہ بڑی بہادری سے لڑے آخر میں آپکی فوج میں صرف تین سو مجاہد باقی رہ گئے جو سب کے سب حق کی سر بلندی کیلئے شہید ہو گئے حضرت سیّد محمد نفس ذکیہ محمد بن قحطہ کے ہاتھوں بھوکے پیاسے روزہ کی حالت میں شہید ہو گئے آپ کا سر قلم کر کے منصور کے پاس بغداد بھیج دیا گیا دوسری طرف آپ کے بھائی حضرت سیّد ابراہیم نے بصرہ میں علم جہاد بلند کیا امام ابوحنیفہ نے اس جنگ کو بدر والی جنگ کا درجہ دیا تھا، اور قاضی شعبہ نے اس جنگ کو بدرِ صغریٰ کا درجہ دیا تھا آخر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا جس میں حضرت سیّد ابراہیم کی شہادت ہوئی حضرت سیّد ابراہیم

کی شہادت کے بعد آپ کا سر کاٹ کر منصور کے پاس بھیج دیا گیا ایسے حالات میں حضرت سیّد عبداللہ شاہ غازی نے سوچا کہ اگر میں صرف تبلیغ دین کیلئے سندھ میں داخل ہوا تو ہوسکتا ہے عباسی حکومت اسے کوئی اور رنگ دے کر میرے خلاف قدم نہ اٹھالے اس لئے آپ نے اپنے ساتھ بیس مریدوں کو لیا اور کوفہ سے اعلیٰ نسل کے کچھ گھوڑے خرید لئے اور بحیثیت ایک تاجر کے سندھ میں داخل ہوئے اہل سندھ اور بالخصوص حکمران طبقے نے آپ کو تاجر سمجھا اور کسی نے کوئی مزاحمت نہ کی آپ نے جیسے ہی سندھ میں قدم رکھا تو لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کو آنے لگے آپ نے اپنے حسن خلق اور پاکیزہ کردار سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا بے شمار ہندوؤں نے آپ کے دست حق پر اسلام قبول کرلیا دن بدن آپ کی شہرت وعزت میں اضافہ ہوتا رہا یہ سب کچھ دیکھ کر بعض حاسدین گورنر سندھ عمر بن حفص کے پاس پہنچے جس کو منصور نے مقرر کیا تھا، حاسدین نے کہا سادات علویہ میں سے عبداللہ شاہ غازی سندھ میں گھوڑوں کی تجارت کے بہانے آئے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ ان کو ان کے والد نے سندھ میں دعوت خلافت کیلئے مقرر کیا ہے اور یہ عباسیوں کے خلاف لوگوں کو اُکسا کر بغاوت پر مجبور کر رہے ہیں گورنر سندھ نے حاسدین کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی کیونکہ وہ سادات بالخصوص حضرت سیّد عبداللہ شاہ غازی سے بڑی عقیدت رکھتا تھا جب حاسدین کی

گورنر تک شنوائی نہ ہوئی تو انہوں نے منصور عباسی تک یہ پیغام پہنچایا، منصور نے گورنر سندھ کو حضرت عبداللہ شاہ غازی کی گرفتاری کا حکم دیا تو گورنر سندھ نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ میری حدود میں نہیں ہیں جب آپکے والد سیّد محمد نفس ذکیہ اور عم محترم سیّد ابراھیم کی شہادت ہوئی تو اُس وقت حضرت سیّد عبداللہ شاہ غازی سندھ میں تھے اس شہادت کے بعد پھر منصور کو سید عبداللہ شاہ غازی کا خیال آیا اس نے پھر گورنر سندھ کو آپ کی گرفتاری کا حکم نامہ بھیجا گورنر سندھ نے پھر ٹالنے کی کوشش کی حاسدین مسلسل منصور سے شکایت کرتے رہے آخر گورنر سندھ نے آپ کو ایک ساحلی علاقے میں بھیج دیا جہاں کا راجہ اہل بیت سے بڑی محبت کرتا تھا اور راجہ کو آپ کی حفاظت اور تبلیغ دین مین معاونت کی تلقین کی چنانچہ یہاں تبلیغِ دین کا کام بڑے زور وشور سے شروع ہو گیا اسی دوران چار سو آدمی آپ کے ساتھ ہو گئے آپ اس ریاست میں چار سال رہے جس میں بے شمار غیر مسلم مسلمان ہو گئے جس سے آپ کے ساتھ ایک پوری فوج تیار ہو گئی منصور عباسی کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی اور وہ سندھ کو عباسی حکومت کیلئے ایک خطرہ محسوس کرنے لگا آخر کار گورنر سندھ عمر بن حفص کو سندھ سے ہٹا کر افریقہ بھیج دیا اور اس کی جگہ ہشام بن عمر التغلبی کو سندھ کا نیا گورنر مقرر کر دیا اور اس کو کہا کہ جتنی جلدی ہو سکے۔۔ عبداللہ شاہ غازی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دے اس گورنر نے بھی

سابق گورنر کی طرح حضرت عبداللہ کو گرفتار کرنا مناسب نہ سمجھا انہی دنوں گورنر ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو بھیجا جب سفیح دریائے سندھ کے کنارے پہنچا تو غبار اُڑتا ہوا نظر آیا یہ حضرت سیّد عبداللہ شاہ غازی تھے جو اپنے ساتھیوں سمیت سیر و شکار کیلئے نکلے تھے سفیح نے انہیں اپنا باغی دشمن سمجھ کر لڑائی شروع کر دی حضرت غازی کا نہ تو کوئی جنگ کا ارادہ تھا اور نہ ہی وہ مسلمانوں کی آپس میں خونریزی چاہتے تھے لیکن جب سفیح نے حملہ کیا تو آپ بھی اپنے ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں شیروں کی طرح کود پڑے آپ کے ساتھی بڑی جرات اور بہادری سے لڑے حتیٰ کہ دشمن کے پاؤں میدان سے اُکھڑنے لگے اسی دوران ایک بد بخت نے حضرت عبداللہ شاہ غازی کے سر انور پر تلوار کا وار کیا اور آپ زمین پر گر پڑے اللہ تعالیٰ نے دشمنوں پر ایسی ہیبت طاری کی کہ وہ سب میدان چھوڑ کر بھاگ گئے آپ کے مرید جب آپ کے جسم کے پاس پہنچے تو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی سب پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے جب دل کا غبار نکل گیا تو آپ کے جسد اطہر کو اٹھایا اور جنگلوں اور وادیوں سے ہوتے ہوئے ساحل سمندر پر واقع ایک چھوٹے سے گاؤں میں آئے وہاں قریب ہی ایک پہاڑ تھا اس پہاڑ پر آپ کے مریدوں نے قبر کھودی اور آپ کو سپرد خاک کیا اور یہ سندھ کو روشنی دینے والا سورج سن ۱۵۱ھ کو غروب ہو گیا جس پہاڑ پر آپ کو

دفن کیا گیا یہ وہی پہاڑ ہے جو آج کلفٹن کے نام سے مشہور ہے۔

میٹھے پانی کا چشمہ

حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے مرید آپ کو چھوڑ کر کسی قیمت پر نہ جانا چاہتے تھے مگر میٹھا پانی نہ ہونے کی وجہ سے یہاں پر رہنا دشوار ہو گیا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اس پہاڑ کے نیچے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا جو آج تک جاری و ساری ہے اور پہاڑ کے اوپر آپ کا عظیم الشان مزار مبارک ہے۔

عرس مبارک

آپ کا عرس مبارک ہر سال ۲۰، ۲۱، ۲۲ ذوالحجہ کو بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے اور دور دراز سے لوگ عرس کی تقریب میں شامل ہوتے ہیں۔

حضرت سید صفی الدین گاذرونیؒ

حضرت امام علی نقی کی اولاد سے چوتھی صدی ہجری میں حضرت سیّد صفی الدین گاذرونی تبلیغِ اسلام کیلئے ہندوستان میں تشریف لائے آپ چونکہ سلسلہ روحانیہ گاذرونیہ کے سلطان حضرت شیخ ابو اسحاق کے دستِ حق پر بیعت تھے اور انکے خلیفہ ء اعظم تھے جس وجہ سے روحانی نسبت سے

گاذرونی مشہور ہوئے آپ سات سال کی عمر میں بیعت ہوئے اور شیخ ابو اسحاقؒ نے آپ کو دو رکعت نماز نفل شکرانہ ادا کرنے کا حکم فرمایا اور فرمایا آپ کو پیرِ حاجات مستجاب الدعوات ملا ہے آپ کی اولاد میں جو بھی تابع شریعت ہوگا وہ مستجاب الدعوات ہوگا آپکی والدہ بی بی شہر بانو بنتِ شہریار بادشاہِ گاذرونی کی تھیں۔

شجرہ نسب

سید صفی الدین بن سیّد محمد بن سیّد علی بن سیّد جعفر بن سیّد علی بن سیّد شمس الدین بن سیّد ہارون بن سیّد عقیل بن سیّد اسماعیل بن سیّد علی اصغر بن سیّد جعفر ثانی بن امام علی نقیؑ

خلیفہ محمد منظور نے گلزارِ محمدی میں اس شجرہ سے پانچ نام ترک کئے ہیں جو درج ذیل ہیں

(۱) سیّد محمدؒ (۲) سیّد علیؒ (۳) سیّد جعفرؒ
(۴) سیّد علیؒ (۵) سیّد جعفر ثانیؒ

خلیفہ محمد منظور لنگاہوں کے دور کے بہت اچھے تذکرہ نگار ہیں مگر شجرات کے حوالہ سے نہایت غیر محتاط ہیں جس کی وجہ سے انکے بیان کردہ اکثر شجرات درست نہیں۔

تبرکات مرشد

حضرت شیخ ابواسحاقؒ نے حضرت سیّد صفی الدینؒ کو چار تبرکات سے نوازا

(۱) ناقہ (۲) عصا چوبی (۳) خرقہ (۴) رکاب آہنی

حضرت ابواسحاقؒ نے فرمایا ناقہ آپ کی سواری کیلئے ہے یہ ناقہ مقررہ وطن کے سوا کسی جگہ پشت نہ دے گی عصا چوبی ہاتھ میں رکھیے یہ مقام معہود پر پہنچ کر سرسبز ہو جائے گا خرقہ پہننے سے جس کافر پر آپ کی نظر پڑے گی وہ اسلام قبول کرے گا رکاب آہنی زینِ اسپ میں سوائے آپکی اولاد کے کوئی پاؤں نہ ڈال سکے گا چنانچہ حضرت سیّد صفی الدینؒ اپنے مرشد کے حکم پر مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے سرزمین اُوچ پر جب پہنچے تو آپکی ناقہ زمین پر لیٹنے لگی عصا چوبی سبز ہوگئی آپ نے اپنا غلام رئیس قوم کی طرف بھیجا وہ آپ کی زیارت کرتے ہی مسلمان ہو گیا اور اپنی زمین آپکے نذر کر دی جہاں آپ نے مسجد، مدرسہ، حجرہ اور ایک حویلی تعمیر کروائی جہاں پانچ سو درویش تعلیم حاصل کرتے تھے۔

وصال سے پہلے

حضرت سیّد صفی الدینؒ نے اپنے وصال سے پہلے اپنا مقبرہ بنوایا اور اپنی انگشت سے زمین پر لکیر کھینچی کسی ارادت مند نے لکیر کھینچنے کی وجہ

پوچھی تو آپ نے فرمایا یہاں ایک دریا آئے گا لکیر اس لئے کھینچی ہے تا کہ
دریا آگے نہ بڑھنے پائے اور مقبرہ کو ضرر نہ پہنچائے آپ کی یہ پیشین گوئی
۹۴۰ھ میں پوری ہوئی جب آپ کے سجادہ نشین سیّد شمس الدین بن شیخ
ابوالفتح تھے جب دریا مقبرہ کے قریب آ گیا اور مقبرہ گرنے کا خدشہ پیدا ہوا تو
آپکی قبر سے صندوق نکالا گیا تو آپ کی میت غائب تھی چنانچہ ساداتِ
گیلانیہ کے عظیم بزرگ شیخ عبدالقادر بن سیّد محمد غوث بندگی نے دو رکعت
نماز نفل استغفار پڑھی اور معافی کے طلبگار رہوئے آپ کی دُعا کے بعد حضرت
سید صفی الدین کی نعش ظاہر ہوئی اس وقت آپ کی پیشانی پر کافور و عنبر نمودار
تھا رخسار پر سفید بال ضوفشاں تھے پھر صندوق کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا آپ
کے فرزند شیخ فخر الدین زر بخشؒ کا صندوق بھی نکال کر زیارت کے بعد دفن کیا
گیا اسی طرح آپکی مستور بی بی تیمور خاتون کا صندوق بھی نکالا گیا اور کئی
مستورات نے زیارت کی جو بوقت حملہ پرتھوی راج حاکم دہلی عید الاضحیٰ کے
دن عید گاہ میں شہید ہو جانے پر بے پردگی کے خوف سے مصلیٰ پر سر بسجدہ
داعی اجل کو لبیک کہہ کر بمعہ مصلیٰ زمین میں غائب ہو گئی تھیں آپ سن
۳۹۸ھ میں اُوچ شریف میں تشریف لائے اور ۴۲۱ھ میں وصال فرمایا
آپ کی والدہ کی قبر اوچ شریف کے قریب کوٹلہ باقر شاہ میں ہے آپکی
اولاد علاقہ کہروڑ پکا، داجل اور بھاگ ناڑی سندھ میں پھیلی۔

حضرت سیّد محمد محمود مکیؒ

حضرت سیّد محمد محمود مکی حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی اولاد سے ہیں تاریخی اعتبار سے حضرت سیّد صفی الدینؒ کے بعد آپ ہندوستان کی سرزمین پر بھکر میں سب سے پہلے تشریف لائے اور برصغیر میں نقوی سادات آپ کی اولاد سے ہیں۔

شجرہ نسب

سیّد محمد محمود مکی بن سیّد محمد شجاع بن سید ابراہیم بن سیّد قاسم بن سیّد حمزہ بن سیّد ہارون بن سیّد عقیل بن سیّد اسماعیل بن سیّد علی اصغر بن سیّد جعفر ذکی بن حضرت امام علی نقیؑ۔

ولادت

حضرت سیّد محمد محمود مکی کے والد حضرت سیّد محمد شجاع مشہد مقدس ایران میں رہتے تھے دوران سفر بغداد میں آپکی ملاقات حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے ہوئی حضرت شہاب الدین سہروردی نے آپ کے روحانی اور نسبی مرتبے کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا اور آپ کو روحانی فیض سے نواز کر خلافت عطا فرمائی کچھ عرصہ کے بعد حضرت سیّد محمد شجاع اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے مکہ میں قیام کے

دوران حضرت سیّد محمد محمودؒ کی ۵۴۰ھ میں ولادت ہوئی ۔مکہ مکرمہ کی نسبت سے آپ مکی مشہور ہوئے مکہ سے واپسی پر مع اپنے اہل وعیال مشہد مقدس آ گئے کچھ عرصہ بعد حضرت سیّد محمد شجاعؒ کا وصال ہو گیا اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مقبرے میں مشہد مقدس دفن ہوئے۔

بکھر کی وجہ تسمیہ

حضرت سیّد محمد محمود مکیؒ ہندوستان میں بکھر کی سرزمین پر تشریف لائے تو یہاں لق ودق صحرا تھا آپ نے یہاں گائے ذبح کی گائے کو عربی زبان میں بقر کہتے ہیں بعد میں تبدیل ہو کر بکھر ہو گیا دوسری وجہ کتابوں میں یوں تحریر ہے کہ حضرت سیّد محمد محمود مکیؒ صبح کے وقت اس مقام پر پہنچے صبح کو عربی میں بُکرہ کہتے ہیں اس نسبت سے بُکر سے بعد میں بکھر ہو گیا۔

وصال ومزار

آپکا وصال ۶۴۶ھ میں ہوا اور مزار بکھر میں اس مقام پر ہے جہاں ساتوں دریا کا سنگم ہے۔

سلطان صدرالدین محمد خطیبؒ

سلطان صدرالدین محمد خطیبؒ حضرت سیّد محمد محمود مکیؒ کے فرزند ہیں آپ کو علمی وروحانی جلالت کی بنا پر سلطان اور خطیب کہا جاتا ہے آپ اپنے

دور کے متبحر عالم دین اور خطیب بے بدل تھے آپ نے دینی و روحانی فیض اپنے والد گرامی حضرت سیّد محمد محمود مکیؒ سے حاصل کیا آپکا شمار اکابر اولیاء کرام میں ہوتا ہے۔

وصال ومزار

آپکا وصال ۲۱ محرم الحرام ۶۶۹ھ کو ہوا آپکا مزار قلعہ بھکر میں ہے۔

اولاد

صاحب ریاض الانساب جناب سیّد مقصود نقوی نے آپکے سترہ بیٹے تحریر کیے ہیں جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں

(۱) سیّد قطب الدینؒ (۲) سیّد تاج الدینؒ (۳) سیّد علیؒ
(۴) سیّد نصر اللہؒ (۵) سیّد جمال الدینؒ (۶) سیّد مہدیؒ
(۷) سیّد بدالدینؒ (۸) سیّد عبداللہؒ (۹) سیّد محمدؒ
(۱۰) سیّد علاؤالدینؒ (۱۱) سیّد مرتضیٰؒ (۱۲) سیّد اسماعیلؒ
(۱۳) سیّد اسحاقؒ (۱۴) سیّد کمال الدینؒ (۱۵) سیّد امام الدینؒ
(۱۶) سیّد نظام الدینؒ (۱۷) سیّد دولت علیؒ

دیگر حالات

حضرت سیّد جلال الدین سرخ پوشؒ کی آمد سے پہلے سادات نقوی

بکھری کی سیادت حضرت سید صدرالدین محمد خطیبؒ کے خاندان کے پاس تھی اور سندھ میں آنے والے سادات کرام کے سید ہونے یا نہ ہونے کی تصدیق بھی انہی سے کروائی جاتی تھی لیکن جب حضرت سیّد جلال الدین سرخ پوشؒ کا نکاح سیّد بدر الدینؒ کی دو صاحبزادیوں سیّدہ زہراؒ اور سیّدہ فاطمہؒ سے ہوا تو سیّد سلطان محمد خطیبؒ کے بیٹوں نے اپنی اولادیں حضرت سرخ پوش کے دست حق پر بیعت کروائیں اور جب حضرت سرخ پوشؒ بھکر سے اُوچ شریف میں تشریف لائے تو سیّد سلطان صدرالدینؒ کی اکثر اولاد نقل مکانی کر کے اُوچ شریف میں منتقل ہوگئی ان میں سیّد بدرالدینؒ کے علاوہ سیّد علاؤ الدینؒ کے تین بیٹے سیّد محمد موسیٰؒ، سیّد فخر الدینؒ اور عماد الملکؒ شامل ہیں ان کے مزارات اُوچ شریف میں ہیں اس طرح سادات نقوی و بخاری کے شجروں کی تصدیق و تکمیل کا کام حضرت سرخ پوشؒ کے پاس آگیا جو آج تک اُن کے سجادگان کے ذمہ ہے جو بحسن خوبی اس کار عظیم کو سرانجام دے رہے ہیں بخارا شریف سے حضرت سُرخ پوشؒ کے ساتھ شجرہ نویس خلفیہ اللہ داد حضوری کلاں سدوزئی پٹھان آئے تھے اور ان کا خاندان بخاری سادات کے ساتھ نسل در نسل چلا آرہا ہے اب اس خاندان کے فرزند خلیفہ نذیر احمد کے بیٹے خلیفہ شمیم عباس مستند خلیفہ اور شجرہ نویس ہیں۔ خلیفہ منظور حسین اور انکا بیٹا خلیفہ غلام محمد شجروں کو غلط ملط کر کے شائع کرتے ہیں

اور دُور دراز علاقوں میں اپنے آپ کو خلیفہ ظاہر کرتے ہیں جو کہ غلط ہے یہی حکم نامہ حالاً سجادہ نشین مخدوم سیّد حامد محمد نوبہار المعروف مخدوم سیّد زمرد حسین بخاری نے جاری کیا ہے۔

دیگر اولاد

سیّد سلطان صدرالدین محمد خطیبؒ کی اولاد سیّد سرخ پوشؒ کے زیر سرپرستی مختلف علاقوں میں پھیلی اور تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دیا اُن علاقوں میں شورکوٹ، جھنگ، کمالیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں حضرت سیّد سلطان صدرالدینؒ کی اولاد سے سیّد مبارک شاہؒ شورکوٹی، حضرت سیّد اللہ داد شاہؒ اور حضرت سیّد فتح اللہ شاہؒ اسلاف کا نمونہ تھے۔

حضرت سیّد مبارک شاہؒ کا مزار شورکوٹ شہر کے محلّہ میدان والا میں واقع ہے جھنگ، شورکوٹ اور کمالیہ کے گردونواح میں سیّد مبارک شاہؒ کی اولاد کثیر تعداد میں آباد ہے حضرت شاہ اللہ دادؒ کا مزار جھنگ سرگودھا روڈ سے تقریباً اُنتیس کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع پیروالا میں ہے۔ حضرت سیّد فتح اللہ شاہؒ کا مزار کمالیہ شہر سے باہر موضع شیخ برہان میں ہے۔ حضرت سیّد فتح اللہ شاہؒ نقوی بخاری کے دوسرے بیٹے شاہ عبدالطیفؒ کی اولاد جھنگ میں سادات شاہ لطیف کے نام سے مشہور ہے۔

خواجہ بختیار کاکیؒ

ولادت

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ماوراء النہر کے قصبہ اُوش میں ۵۰۵ھ کو پیدا ہوئے آپ صحیح النسل حسینی سیّد ہیں اور حضرت سید جعفر ذکی بن حضرت امام علی نقی کے بیٹے حضرت سیّد ادریس کی اولاد سے ہیں

شجرہ نسب

خواجہ بختیار بن سیّد موسیٰ بن سیّد کمال الدین بن سیّد محمد بن سیّد احمد بن سیّد اسحاق بن سیّد معروف بن سیّد احمد بن سیّد رضی الدین بن سیّد حسّام الدین بن سیّد ادریس بن سیّد جعفر ذکی بن حضرت امام علی نقیؑ۔

قطب الدین

آپکے والدین نے آپکا نام بختیار رکھا اور ذات حق کی طرف سے آپ کو قطب الدین کا خطاب عطا ہوا جیسا کہ صاحب سیر الاقطاب نے رقم کیا ”آنحضرت را اوّل بختیار نام کردہ بودند از حق قطب الدین خطاب یافتند“ کہ آپ کا نام بختیار رکھا گیا تو حق تعالےٰ نے آپ کو قطب الدین

کے خطاب سے نوازا۔

کاکی

آپ کا مشہور لقب کاکی ہے افغانی زبان میں کاک روٹی کو کہتے ہیں اور کاکی روٹیاں والے کو کہتے ہیں اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ ایک بنیا سے قرض لے کر بسر اوقات فرماتے تھے ایک دن نماز سے فارغ ہو کر خیال آیا کہ قرض کسی سے بھی نہیں لینا چاہیے اور کوئی نذر بھی قبول نہیں کرنا چاہیے چنانچہ اس کے بعد آپ نے ایسا ہی کیا، اللہ تعالیٰ کی شان کریمی کا اظہار یوں ہوا کہ روزانہ آپ کی جائے نماز سے روغنی روٹی نکلتی جس کی وجہ سے آپ کاکی مشہور ہو گئے۔

مکتب میں روانگی

چونکہ آپ کے والد محترم آپکی پیدائش کے ڈیڑھ سال بعد انتقال فرما گئے اور آپ کی پرورش آپکی والدہ معظّمہ نے کی جو ایک باعصمت و عفت اور نہایت متقی و پرہیز گار خاتون تھیں جب حضرت قطب الدین کی عمر چار سے پانچ سال ہوئی تو آپکی والدہ معظّمہ نے اپنے محلّہ کے بزرگ حسن احمد عثمانی کو بلوایا اور کہا میں اس بچے کو اسلامی تعلیمات دلوانا چاہتی ہوں اس لئے اس کو کسی بہترین معلم کے سپرد کر آئیں حسن احمد عثمانی آپ کو قصبہ اُوش

کے ایک مکتب جس کے معلّم حضرت ابو حفص تھے کے سپرد کر آئے ادھر نا گور میں حضرت قاضی حمید الدین نا گوری کو بشارت ہوئی کہ جلدی کرو قطب الدین کو تم تعلیم دو قاضی حمید الدین نے حیران ہو کر پوچھا: قطب الدین کہاں ہیں؟ آواز آئی قصبہ اُوش میں قاضی حمید الدین طی مکانی سے فوراً اُوش پہنچے جب آپ حضرت ابو حفص کے مدرسہ میں پہنچے تو حضرت قطب الدین اکیلے بیٹھے قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے حضرت نا گوری ایک طرف بیٹھ گئے حضرت قطب الدین تلاوت سے فارغ ہو کر مشق کیلئے تختی لے کر بیٹھ گئے حضرت نا گوری نے قریب آ کر سلام کیا حضرت قطب الدین اُن کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے حضرت نا گوری نے آپ سے تختی لی اور کہا اس پر کیا لکھوں خواجہ قطب الدین نے فرمایا لکھو۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ

پھر پوری آیت پڑھ دی قاضی صاحب نے کہا یہ تو سولھویں پارہ کی آیت ہے حضرت قطب الدین نے کہا کہ میری والدہ کو صرف پندرہ پارے حفظ ہیں جب میں پیٹ میں تھا تو وہ رات کو قرآن پڑھا کرتی تھیں تو میں ان سے سن کر یاد کر لیتا تھا آپ نے باقی پندرہ پارے چار یوم میں یاد کر لئے

اُوش سے روانگی

دینی علوم سے فارغ ہو کر آپ نے وطن مالوف کو خیر باد کہا اور طلبِ

راہِ حقیقت میں بغداد شہر پہنچے اُن دنوں حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ بھی بغداد شریف میں تھے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو خواب میں چالیس مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی جس میں آپؐ نے حضرت خواجہ کو ارشاد فرمایا:

"اے معین الدین قطب ہمارا دوست ہے، تمہارا خلیفہ اور سجادہ نشین ہے تمہیں جو نعمتیں سینہ بہ سینہ اپنے بزرگوں سے ملی ہیں اسے دے دو اس سے بہتر تمہیں کوئی قائم مقام نہیں مل سکتا"

جب حضرت قطب الدین بغداد میں امام ابولیث کی مسجد میں پہنچے تو دیکھا حضرت خواجہ معین الدین مسجد میں رونق افروز ہیں اور آپ کی صحبت میں شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ اوحدالدین کرمانی، شیخ برہان الدین چشتی اور شیخ محمد اصفہانی تشریف فرما ہیں آپ نے تمام بزرگوں سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور روحانی فیض سے بہرہ مندہ ہونے کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی پابوسی کا شرف حاصل کرنے کے بعد آپ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے اس وقت آپ کی عمرہ سترہ سے بیس سال تھی اس کے بعد خواجہ قطب الدین مجاہدات وریاضات میں مشغول ہوگئے اور مراتب سلوک کی تکمیل کے بعد جب معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہندوستان تشریف لے گئے ہیں تو حضرت خواجہ قطب ہندوستان روانہ

ہو گئے۔

ہندوستان میں آمد

بغداد میں خواجہ قطب کی ملاقات شیخ جلال الدین تبریزی سے ہوئی جو خراسان سے آئے ہوئے تھے چنانچہ یہ دونوں بزرگ ایک ساتھ ہندوستان میں سب سے پہلے ملتان پہنچے، ملتان میں جب آپ کی آمد کی خبر حضرت بہاؤ الدین ذکریا کو ہوئی تو وہ آپ کے استقبال کیلئے تشریف لائے اور بڑی تعظیم کے ساتھ اپنے ہاں ٹھہرایا ایک دن حضرت قطب جلال الدین تبریزی اور شیخ بہاؤ الدین ذکریا تینوں بزرگ باہمی محو گفتگو تھے کہ ان کے پاس حاکم الدین قباچہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مغلوں کا لشکر پریشان کرتا ہے آپ دُعا فرمائیں کہ وہ بھاگ جائے ان تینوں بزرگوں نے دُعا فرمائی دُعا کے بعد دشمن میں ایسا خوف پیدا ہوا کہ وہ سب بھاگ گئے چنانچہ ملتان کے سردار ناصر الدین قباچہ نے حضرت قطب الدین کو ملتان میں رہنے کیلئے اصرار کیا مگر آپ نے جواب دیا کہ یہ جگہ شیخ ذکریا ملتانی کیلئے مقرر ہوئی ہے اس کے علاوہ میں اپنے شیخ طریقت حضرت معین الدین چشتی کی اجازت کے بغیر کسی جگہ سکونت اختیار نہیں کرسکتا۔

دلی کی طرف روانگی

حضرت قطب الدین نے اپنے مرشد خواجہ غریب نواز کی طرف

ایک عریضہ تحریر کر کے ارسال کیا جس میں رقم تھا میرا دل زیارت حضور کیلئے بے تاب ہے اگر ارشاد ہو تو حاضر خدمت ہو کر شرف قدم بوسی حاصل کروں حضرت خواجہ غریب نواز نے اس عریضہ کے جواب میں تحریر فرمایا تم دہلی میں قیام کرو حق تعالےٰ نے تمہیں دہلی کی ولایت عطا فرمائی ہے روحانی ملاقات تو ہر وقت ہے ہی انشاء اللہ میں چند روز کے بعد تمہارے پاس آؤں گا ملاقاتِ ظاہری بھی ہو جائے گی مرشد کے اس حکم نامہ کے بعد حضرت قطب الدین مستقل طور پر دہلی میں قیام پذیر ہو گئے جب آپ دلی تشریف لائے تو اس وقت سلطان شمس الدین التمش جو حضرت خواجہ غریب نواز کے خلیفہ و مرید تھے ایک فوجی دستہ کے ساتھ حضرت قطب الدین کے استقبال کیلئے شہر سے باہر نکلے سلطان شمس الدین نے عرض کیا کہ آپ شہر میں قیام فرمائیں لیکن آپ نے منظور نہ کیا بلکہ موضع کیلوکھڑی جو جمنا کے کنارے پر واقع تھا پسند فرمایا اس دور میں کیلوکھڑے اس مقام پر آباد تھا جہاں ہمایوں بادشاہ کا مقبرہ ہے اس وقت دہلی کے شیخ الاسلام حضرت شیخ جمال الدین محمد بسطامیؒ تھے جو آپ کے بڑے معتقد تھے رفتہ رفتہ شہر کے خواص و عوام آپ کے معتقد ہو گئے سلطان شمس الدین التمش کا محل دلی میں تھا اس دور میں دلی اسی مقام پر واقع تھا جہاں مہرولی واقع ہے مہرولی کیلوکھڑی کا فاصلہ پانچ کوس تھا بادشاہ کو آنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی اس لئے اُس نے بڑی عجز و انکساری کے ساتھ

عرض کیا کہ خادم کو اتنی دور آنے جانے میں تکلیف ہوتی ہے اس لئے ازراہ کرم آپ شہر میں تشریف لے آئیں حضرت قطب الدین نے سلطان موصوف کی درخواست کو قبول فرما کہ شہر میں مسجد اعزاز الدین کے قریب رہائش اختیار فرمائی انہی ایام میں حضرت مولانا بدرالدین غزنوی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور خرقہ وخلافت سے سرفراز ہوئے۔

حوضِ شمسی

شہر دہلی میں پانی کی قلت کی وجہ سے سلطان شمس الدین التمش کی آرزو تھی کہ شہر کے قریب پانی کا ایک حوض تیار کرایا جائے چنانچہ ایک رات سلطان شمس الدین نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی دیکھا کہ سرکار گھوڑے پر سوار ہیں اور فرما رہے ہیں اے شمس الدین اس مقام پر حوض تعمیر کرو سلطان نے صبح فوراً ایک خادم حضرت قطب الدین کی خدمت میں بھیجا حضرت قطب الدین نے فرمایا کہ سلطان سے کہہ دینا کہ سرور کائناتؐ نے جس جگہ حوض تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے میں اس جگہ جا رہا ہوں تم بھی آجاؤ جب سلطان گھوڑے پر سوار ہو کر اس جگہ پہنچا تو حضرت قطب الدین نماز میں مشغول تھے نماز سے فراغت کے بعد جب اس جگہ کو دیکھا تو وہاں گھوڑے کے سُم کے نشان موجود تھے اور پانی جاری تھا سلطان

نے اس جگہ پر حوض تعمیر کروایا جو آج تک موجود ہے وہاں گنبد تیار کروایا اور اس حوض کے کنارے کئی اولیاء اللہ مدفون ہیں حضرت قطب الدین اس حوض کے کنارے اکثر اوقات عبادت میں مشغول رہتے اسی حوض کے کنارے رجال الغیب حضرت قطب الدین کی ملاقات کیلئے تشریف لاتے چنانچہ ایک دن ایک شتر سوار نیلے رنگ کے لباس میں ملبوس اس حوض پر آیا غسل کے بعد دوگانہ ادا کیا اس وقت حوض کے قریب مسجد میں حضرت قطب الدین اور اُنکے ساتھ قاضی حمید الدین ناگوری، خواجہ محمود، شیخ بدر الدین غزنوی اور شیخ تاج الدین منور موجود تھے وہ بزرگ مسجد میں آئے اور دریافت کیا کہ مسجد میں کون کون ہے شیخ تاج الدین منورؒ نے جواب دیا یہ چند فقراء یاد الٰہی میں بیٹھے ہیں اس بزرگ نے کہا میرا ''سلام'' خواجہ قطب الدین اور شیخ محمد عطا، قاضی حمید الدین ناگوری کو پہنچا دو اور ان سے کہہ دو کہ خادم خاص ابوسعید دمشقی نے سلام عرض کیا ہے جس وقت حضرت قطب الدین نے ابوسعید دمشقی کا نام سنا تو دوڑتے ہوئے اس جگہ پر پہنچے تو وہ بزرگ غائب تھے حضرت قطب الدین نے فرمایا ابوسعید دمشقی رجال الغیب میں سے ہیں چنانچہ اس جگہ پر آج بھی دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔

شرابی ولی بن گیا

قاضی حمید الدین ناگوری اور حضرت قطب الدین کے درمیان

دو رشتے تھے ایک اُستادی شاگردی کا دوسرا باہمی دوستی کا حضرت قطب الدین فرماتے ہیں ایک دن میں اور قاضی حمید الدین سفر پر تھے ایک دریا کے کنارے پر پہنچے تو ہم دونوں کو بھوک کا احساس ہوا برجستہ ایک بکری نمودار ہوئی جس کے منہ میں دو روٹیاں تھیں وہ روٹی ہمارے سامنے رکھ کر چلی گئی ہم نے روٹی کھائی اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر اس کا شکر بجالائے ہم نے ایک بڑا بچھو دریا کی طرف جاتے دیکھا اس نے دریا میں چھلانگ لگائی اور پانی پر تیرتا ہوا دوسرے کنارے پر چلا گیا یہ دیکھ کر ہمیں تجسس ہوا ہم اس کے پیچھے ہولیے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے دریا میں رستہ بن گیا جب دوسرے کنارے پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے ایک آدمی سویا ہوا ہے اور ایک سانپ اس کے قریب بیٹھا ہوا ہے سانپ ابھی ڈسنا ہی چاہتا تھا کہ بچھو نے سانپ کو ڈنگ مار کر ہلاک کر دیا ہمیں خیال آیا شاید یہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے جس کی حفاظت کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا لیکن حقیقت حال دیکھ کر ہم حیرت میں ڈوب گئے کہ وہ آدمی شراب کے نشہ میں دھت ہے اور اس کے منہ کے آگے قے پڑی ہوئی ہے ہمیں خیال آیا عجیب بات ہے ایسے فاسق کی حفاظت کیلئے اتنا اہتمام ہاتف غیبی آئی اگر ہم صرف صالحین ہی کی حفاظت کریں تو فاسقین کی حفاظت کون کرے گا اسی دوران وہ آدمی ہوش میں آ گیا ہم نے اس کو سارا ماجرہ سنایا تو وہ سن کر بہت شرمندہ ہوا

اور سچے دل سے تائب ہوا اور حضرت قطب الدین کی نگاہ تصرف سے وہ شرابی اللہ کا ولی اور عارف کامل بن گیا۔

بارگاہ رسالت سے سلام آیا

حضرت قطب الدین بختیار کا کیؒ کا معمول تھا کہ آپ سونے سے پہلے تین ہزار مرتبہ دورد شریف پڑھا کرتے اُوش میں آپکی والدہ معظّمہ نے آپکا نکاح ایک خاتون سے کردیا جسکی وجہ سے آپ سے تین دن درود شریف قضا ہوگیا تیسرے دن آپ کو ایک بزرگ رئیس احمد نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالی شان محل ہے جسکے اردگرد بہت ساری مخلوق جمع ہے ایک نورانی شخصیت اس محل میں آجارہی ہے رئیس احمد نے ایک شخص سے دریافت کیا یہ نورانی شخصیت کون ہیں اور یہ عالی شان محل کس کا ہے اُس شخص نے کہا کہ اس محل میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر ہیں اور یہ نورانی شخصیت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں رئیس احمد نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے عرض کیا کہ میرا پیغام بھی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دیجیے وہ یہ کہ فلاں شخص آپ کے دیدار کا متمنی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود محل میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد محل سے باہر آئے اور فرمانے لگے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابھی اس شخص میں میرے دیدار کی قوت استعداد پیدا نہیں ہوئی

اور تو میرا ''سلام'' قطب الدین اُوشی کو پہنچا اور کہنا تو ہر روز رات کو میری طرف تحفہ بھیجتا ہے مگر تین روز سے نہیں آیا رئیس احمد نے جب یہ خواب حضرت قطب الدین کو سنایا تو حضرت قطب الدین نے بیوی کو بلا کر مہر ادا کر کے طلاق دے دی پھر اُس کے بعد دہلی میں جا کر دوسرا نکاح کیا جن سے دو فرزند پیدا ہوئے ایک بیٹا شیخ محمد جو بچپن ہی میں انتقال کر گئے اور دوسرا بیٹا خواجہ احمد جو اعلیٰ درجے کے بزرگ تھے اُن کا مزار بھی حضرت خواجہ قطب الدین کے پہلو میں ہے۔

مرشد کی بارگاہ میں آخری حاضری

حضرت قطب الدین اپنے مرشد حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں وقتاً فوقتاً حاضری دیتے تھے۔ لیکن آخری مرتبہ حاضری سے پہلے خواجہ غریب نواز کی طرف ایک عریضہ تحریر کیا جس میں اشتیاق پابوسی کا اظہار کیا خواجہ غریب نواز نے جواب تحریر فرمایا مجھے بھی تم سے ملنے کا اشتیاق ہے اب تم مجھ سے ملنے کے لئے جلد آؤ یہ ھماری آخری ملاقات ہوگی حضرت قطب الدین فوراً اجمیر کی طرف روانہ ہو گئے ایک دن خواجہ غریب نواز نے فرمایا اللہ کے دوستوں میں ان تین صفات کی موجودگی ضروری ہے۔

(۱) خوف (۲) رضا (۳) محبت

اس کے بعد فرمایا اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کے صفحہ ہستی پر بقائے جاوید تحریر نہیں کیا نقاش صورت ازل نے تمام ممکنات کے صفحہ ہستی پر

"کل شی ھالک اِلا وجھہ"

تحریر فرمایا ہے۔ اس لئے ہر شخص کو سفرِ آخرت درپیش ہے ایک روز اس دنیا کو چھوڑ کر دوسری دنیا میں جانا ہے اب میرے سفرِ آخرت کا وقت بھی آگیا ہے احباب مجھ سے جدا ہو جائیں گے میرا دفن اجمیر میں ہوگا۔ اس کے بعد خواجہ غریب نواز نے وثیقہ خلافت وسجادگی لکھ کر عطا فرمایا کلاہ چار ترکی سر پر رکھ کر دستار خلافت باندھی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا عصا، قرآن شریف مصلیٰ وخرقہ عطا فرماتے ہوئے فرمایا یہ امانت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمارے خواجگان کو ملی تھی میں نے اس امانت کا حق ادا کیا اب تمہارا کام ہے اس کا حق ادا کرو، اس کے بعد حضرت قطب الدینؒ کے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا منزل گاہ کے قریب پہنچایا جہاں رہو مرد اور خدا شناس بن کر رہو اسکے بعد دعا فرمائی آنکھیں آبدیدہ ہوئیں اور فرمایا اب تم دلی چلے جاؤ۔

حیرت انگیز کرامت

قاضی صادق اور قاضی عماد نے بادشاہ کے دربار میں شکایت کی کہ

خواجہ وقطب الدینؒ اور قاضی حمید الدین ناگوری شب و روز سماع سنتے رہتے ہیں شریعت کا حکم ہے کہ سماع سننا حرام ہے اور خواجہ قطب کی تو ابھی داڑھی بھی نہیں نکلی بادشاہ نے کہا میں تو منع نہیں کرسکتا مگر تمہیں اختیار ہے قاضی صادق اور قاضی عماد دونوں خانقاہ پہنچے اس وقت محفل سماع ہو رہی تھی خواجہ قطب الدینؒ دست بستہ کھڑے تھے قاضی عماد نے حضرت قطب الدینؒ سے کہا آپکا محفل سماع میں حاضر ہونا مناسب نہیں یہ بات اس لئے کہی کہ اسوقت خواجہ قطب الدینؒ بے ریش تھے حضرت قطب الدینؒ نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھ کر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرے تو داڑھی نکل آئی فرمایا ہاں بے ریش کو محفل سماع میں نہ آنا چاہیے تمام حاضرین اس حیرت انگیز کرامت کو دیکھ کر حیران رہ گئے قاضی صاحبان ڈر کے مارے قریب نہ آئے اور واپس چلے گئے۔

قاضی اور مفتی کو زمین نے پکڑ لیا

دلی شہر کے قاضی اور مفتی قاضی صادق اور قاضی عماد نے سرکاری عہدہ منصب قضاوت پر فائز ہونے کے بعد حضرت قطب الدین اور قاضی حمید الدین کی طرف پیغام بھیجا کے عدالت میں حاضر ہوں اور سماع کے مشروع اور جواز پر دلیل پیش کریں یا سماع سننے سے توبہ کرلیں جس وقت

ہرکارہ نے حکم حاضری سنایا تو حضرت قطب الدین نے فرمایا کیا زیر زمین جانے کا ارادہ ہے قاضی حمید الدین نے حضرت قطب الدین کے منہ پر ہاتھ رکھا لیکن آپ نے فرمایا اب کچھ نہیں ہوتا تیر کمان سے نکل چکا آخر صاحبان نے کہلا بھیجا کے کل ہمارے پیر کا عرس ہے کل ہم سماع سن لیں پرسوں عدالت میں حاضر ہونگے چنانچہ عدالت سے حکم ہوا کے سماع کی اجازت اس شرط پر ہے کے سننے والوں میں آپ دو کے سوا کوئی تیسرا نہ ہو چنانچہ قلعہ کے دونوں دروازوں پر سرکاری آدمی بیٹھا دیئے گئے تا کہ کوئی آدمی اندداخل نہ ہو سکے خادم نے حضرت قطب الدین سے عرض کیا سرکار کھانا پکاؤں یا نہ پکاؤں قاضی حمید الدین نے فرمایا آج کھانا زیادہ پکانا کسی کی کیا مجال جو آنے والوں کو روک سکے حضرت قطب الدینؒ نے فرمایا قاضی صادق اور عماد اپنی جان سے عاجز آچکے ہیں اب وہ جلد دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں تھوڑی دیر کے بعد حضرت قطب الدینؒ نے فرمایا میرے بھائی شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتان سے تشریف لا رہے ہیں جب حضرت بہاؤالدین ذکریا تشریف لائے تو پہرادارو ں کو پتہ نہ چل سکا اس کے بعد فرمایا میرے بھائی جلال الدین تبریزی بھی آرہے ہیں وہ بھی آگئے اور پہرے داروں کو. پتہ نہ چل سکا جب محفل سماع گرم ہوئی اور نعرے بلند ہوئے تو قاضی صادق

وعماد کے کانوں میں آواز گونجی تو دریافت حال کیلئے ایک آدمی کو بھیجا اس نے واپس آ کر کہا کے آج اس قدر مجمع ہے کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں قاضی و مفتی پولیس کا ایک دستہ لے کر خانقاہ پہنچ گئے حضرت قطب الدینؒ محفل سماع سن رہے تھے اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری دست بستہ کھڑے تھے جب قاضی صاحبان سامنے آ کھڑے ہوئے تو حضرت ناگوری نے فرمایا تم جہاں کھڑے ہو وہیں کے وہیں کھڑے رہو قاضی اور مفتی نے حرکت کرنا چاہی لیکن زمین نے انکے پاؤں جکڑ لئے اور وہ اس وقت تک ہل جھل نہ سکے جب تک محفل سماع ختم نہ ہوئی حضرت خواجہ قطب الدینؒ نے فرمایا آؤ آج آخری بار مل لو تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا سماع کیا چیز ہے یہ سن کر وہ دونوں رونے لگے اور حضرت قطب الدین کے قدموں میں گر کر معافی کے طلب گار ہوئے حضرت قطب الدینؒ نے فرمایا اب کیا فائدہ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا چنانچہ قاضی اور مفتی ندامت اور مایوسی میں واپس لوٹے۔ بادشاہ نے دونوں کو کہا کہ میرے سامنے سے دور ہو جاؤ اور آئندہ اپنی صورت نہ دکھانا بالآخر قاضی اور مفتی اپنے گھر واپس لوٹے اور اسی دن دنیا سے کوچ کر گئے۔

سفر آخرت کی تیاری

سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ

جمعہ کا دن تھا حضرت قطب الدین عید کی نماز پڑھ کر اس مقام پر تشریف لائے جہاں آپ کا روضہ انور ہے آپ نے اس جگہ پر کچھ دیر قیام فرمایا اور کھڑے ہو کر سوچتے رہے ساتھیوں نے عرض کیا آج عید کا دن ہے لوگ آپ کے منتظر ہیں یہاں ٹھہرنے کا کیا سبب ہے حضرت قطب الدین نے فرمایا اس زمین کے مالک کو بلاؤ حضرت قطب الدینؒ نے وہ جگہ خرید کر فرمایا یہ جگہ میرا دفن ہوگی۔

بابا فریدؒ کی آخری حاضری

شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں پیر و مرشد حضرت قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ کے خدمت میں حاضر تھا میرے دل میں ہانسی جانے کا قصد اٹھا حضرت قطب الدینؒ نے میری طرف آبدیدہ ہو کر فرمایا فرید الدین میں جانتا ہوں تم ہانسی جاؤ گے میں نے عرض کیا میں تابع فرمان ہوں آپ نے فرمایا جاؤ قلم قدرت یونہی چل چکا ہے تم میرے سفر آخرت کے وقت میرے پاس موجود نہ ہوگے اس کے بعد حاضرین مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا آؤ ہم سب مل کر اس فقیر کی نعمت دین و دنیا میں اضافہ کیلئے دعا کریں اس کے بعد مصلیٰ اور عصا عنایت کرتے ہوئے فرمایا تمہاری امانت سجادہ، خرقہ، دستار اور نعلین قاضی حمید الدین

ناگوری کو دے جاؤں گا تم میری وفات کے پانچویں روز یہاں آؤ گے تمہاری امانتیں تمہیں مل جائیں گی میں نے تمہیں اپنا سجادہ نشین اور قائم مقام مقرر کیا ہے تم ان تبرکات کو نہایت ادب سے رکھنا اور جس کو اس کا اہل سمجھو اس کو دے دینا، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ فرماتے ہیں اسکے بعد آپ نے مجھے اپنی آغوش میں لے کر فرمایا۔

"هَذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ"

یہ ہماری آخری ملاقات ہے جاؤ میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا

وصال مبارک

حضرت شیخ علی سنجری، حضرت خواجہ غریب نواز کے عزیز اور خواجہ بختیار کاکیؒ کے ہمسایہ تھے ایک دن انکی خانقاہ میں محفل سماع تھی حضرت قطب الدینؒ بھی محفل میں شریک تھے، قوال نے جب شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا یہ شعر پڑھا:

کُشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جان دیگر است

تسلیم ورضا کے خنجر کے شہیدوں کو ہر گھڑی غیب سے ایک نئی زندگی عنایت ہوتی ہے

اس شعر سے خواجہ قطب الدینؒ پر وجدانی کیفیت طاری ہوگئی قاضی حمید الدین ناگوری ودیگر بزرگ قوالوں سمیت آپکو مکان پر لے آئے قوالی پھر شروع ہوئی تین روز آپ مرغ بسمل کی طرح تڑپتے رہے نماز کے اوقات میں اس حالت سے باہر نکل آتے پہلے مصرعہ پر بے دم ہو جاتے دوسرے مصرعہ پر جسم میں حرکت پیدا ہو جاتی آخر اسی حالت میں آپ نے باختلاف روایات ۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ میں وصال فرمایا۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ میں سینکڑوں اولیاء، علماء، فضلا اور عباد وزہاد موجود تھے مولانا سعید نے اعلان کیا کہ ھمارے خواجہ کی وصیت ہے کہ میری نماز جنازہ وہ آدمی پڑھائے جس نے کبھی حرام نہ کیا ہو اور تکبیر اولی ترک نہ کی ہو آخر سلطان التمش سامنے آئے اور کہا میں نہیں چاہتا تھا کہ میرے حال کی اطلاع ہو لیکن اب اس کے سوا چارہ بھی نہیں چنانچہ سلطان شمس الدین التمش نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

قبر میں نکیرین کی آمد

حضرت حمید الدین ناگوری فرماتے ہیں تدفین کے بعد میں حضرت قطب الدین کی قبر مبارک پر حاضر تھا منکر اور نکیر قبر کے پاس آئے اور

مئودب ہو کر بیٹھ گئے اس دوران دو فرشتے آسمان سے اترے انہوں نے حق سبحانہ کا سلام حضرت قطب الدین کی خدمت میں پیش کیا اور ایک کاغذ عنبر سے لکھا ہوا پیش کیا جس میں تحریر تھا اے قطب الدین میں تم سے خوش ہوں آج تمہاری برکت سے اُمتِ محمدی کے تمام گنہگاروں کی قبروں سے عذاب اُٹھا دیا گیا زندہ آدمیوں نے تم سے فائدہ حاصل کیا تھا مُردے تمہارے فیض سے کیوں محروم رہیں اس کے بعد یہ دونوں فرشتے واپس چلے گئے دو فرشتے اور آئے اور انہوں نے منکر اور نکیر سے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قطب سے کوئی سوال نہ کرنا میں خود ان سے سوال کر چکا ہوں انہوں نے سوال کا صحیح صحیح جواب دیا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

آپکا خاندانی نام سیّد محمد بخاری ہے والد گرامی کا نام سیّد احمد بخاری ہے آپ نظام الدین اور محبوب الٰہی کے القابات سے مشہور ہیں آپ امام علی نقی علیہ اسلام کے بیٹے سید جعفر تواب کی اولاد سے ہیں۔

شجرہ نسب

سیّد محمد بن سیّد احمد بن سیّد علی بن سیّد عبداللہ بن سیّد حسین بن سیّد علی نیشاپوری بن سیّد احمد بن سیّد عبداللہ بن سیّد علی اصغر بن سیّد جعفر ثانی بن امام

علی نقی علیہ اسلام۔

دادا و نانا جان

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے دادا جان حضرت سیّد علی بخاری اور نانا جان حضرت خواجہ سیّد عرب بخاری بخارا شہر سے ہندوستان میں سب سے پہلے لاہور تشریف لائے کچھ عرصہ قیام کے بعد بدایوں میں مستقل اقامت اختیار فرمائی حضرت خواجہ سیّد عرب اور حضرت سیّد علی باہمی چچازاد بھائی تھے چنانچہ ایک دن حضرت خواجہ عرب نے اپنی بیٹی حضرت بی بی زلیخا کے رشتہ کے متعلق حضرت سیّد علی کے بیٹے حضرت سیّد احمد بخاری کیلئے اظہار فرمایا تو حضرت سیّد علی نے اپنے فقر و فاقہ کا ذکر کیا کیونکہ حضرت خواجہ عرب اُن کے مقابلہ میں بہت امیر تھے اور اُن کا پیشہ تجارت تھا حضرت خواجہ عرب نے فرمایا علی تم نہیں جانتے کہ میں نے کثرت مال کے باوجود اپنی اولاد کو فقر و قناعت کی تعلیم دی ہے اور میں اپنی بیٹی کا ہاتھ ایسے شخص کے ہاتھ میں دے رہا ہوں جو زہد و تقویٰ اور علم کی دولت سے مالا مال ہے بالآخر حضرت سیّد احمد بخاری اور حضرت بی بی زلیخا کا عقد طے پایا اس عقد مبارک کے ایک سال بعد ۶۱۶ھ میں حضرت سیّد خواجہ عرب کا وصال ہوا آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے دستِ حق پر بیعت تھے اور اُن کے خُلفاء میں سے تھے حضرت سیّد علی کا مزار بدایوں میں ایک بڑے تالاب ساگر تال کے

کنارے پر ہے جس پر کافی عرصہ کے بعد روہیل کھنڈ کے حکمران حافظ رحمت خان نے گنبد تعمیر کروایا اور ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔

تاریخ ولادت

حضرت نظام الدین اولیاء کی ولادت ۶۳۶ھ میں بدایوں میں ہوئی

بچپن میں محبت الٰہی

حضرت خواجہ نظام الدین ابھی بچپنے میں تھے کے سر سے پدر گرامی حضرت سیّد احمد کا سایہ اٹھ گیا تاہم آپ کی والدہ حضرت بی بی زلیخا نے آپ کو بڑی محنت اور مشقت سے پالا حضرت بی بی زلیخا اپنے ہاتھ سے سوت کاتتیں اور اس سے جو معاوضہ حاصل ہوتا اس سے گزر اوقات کرتیں کئی دن ایسے بھی آجاتے جن میں آپ کو اور خواجہ نظام الدین کو فاقہ کرنا پڑتا ایک دن حضرت خواجہ نظام الدین نے مادرِ گرامی سے کھانا طلب کیا تو ماں نے کہا نظام آج ہم سب اللہ کے مہمان ہیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور سارا دن کھانا طلب نہ کیا جس دن کھانے کا اہتمام ہو جاتا اُس دن خواجہ محبوب الٰہی ماں کی خدمت میں عرض کرتے اَمی جان اب ہم کس دن اللہ کے مہمان بنیں گے تو ماں فرماتیں کے نظام یہ تو اللہ کی مرضی ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے دنیا کی ہر شے اسی کی دستِ نگر ہے وہ جب چاہے گا تمہیں اپنا مہمان بنا

لے گا۔

تعلیم

چھ سات سال کی عمر میں آپ کی مادرِ گرامی نے آپ کو مولانا شادی مقریؒ کے مکتب میں داخل کروایا مولانا مقریؒ بدایوں کے ایک صاحب کرامت بزرگ تھے حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ خود فرماتے ہیں کے مولانا شادی مقری کی ایک کرامت یہ تھی کہ اگر کوئی اُن سے قرآن مجید کی ایک صورت بھی پڑھ لیتا تو اس کی برکت سے اُس کو پورا قرآن مجید حفظ ہو جاتا میں نے بھی انسے ایک پارہ پڑھا تھا پھر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرا ذہن روشن ہو گیا ہے جو آیت بھی تلاوت کرتا وہ ذہن میں منقش ہو جاتی ابتدائی کتب قدوری شریف وغیرہ آپ نے مولانا علاؤ الدین اصولیؒ سے پڑھیں مشہور روایت ہے مولانا علاؤ الدین اصولیؒ ایک دن بدایوں کی گلیوں میں پھر رہے تھے کہ اچانک حضرت جلال الدین تبریزیؒ کی ان پر نظر پڑی آپ نے انکو اپنے پاس بلا کر کہا تمہارے جسم پر یہ لباس مناسب نہیں لگتا مولانا نے عرض کیا پھر کیا کروں فرمایا آؤ میں تمہیں نیا لباس پہناتا ہوں چنانچہ آپ نے مولانا اصولیؒ کو اپنا پیراہن اتار کر دے دیا اور فرمایا اب تم پر اللہ کا فضل ہوگا جب مولانا اصولیؒ نے فقیر کا پیراہن پہنا تو لوگ اکثر ان کا مذاق اڑاتے تھے بزرگانِ دین فرماتے ہیں مولانا علاؤ الدین اصولیؒ میں جو کرامت و

استقامت نظر آتی ہے یہ سب حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ کے لباس کی برکت ہے۔

دلی کا سفر

۶۴۱ھ باختلاف روایت ۶۵۱ھ میں خواجہ محبوب الٰہیؒ نے مزید اکتساب وحصول علم کے لئے دلی کا سفر کیا اس سفر میں آپ کے ساتھ آپ کی مادرِ گرامی آپکی چھوٹی ہمشیرہ اور ایک عزیز ترین بزرگ مولانا عوضؒ بھی شامل تھے رستے میں ایک جنگل سے گزر ہوا بہت کوشش کے باوجود اجالے میں جنگل کا سفر ختم نہ ہوا مجبوراً تھکاوٹ کی وجہ سے رات جنگل میں گزاری رات کو اگر کسی درندے کی آواز آتی تو مولانا عوض پکار اٹھتے او میرے پیر تشریف لائے صبح کے وقت خواجہ محبوب الٰہی نے پوچھا یہ کون پیر ہیں جن کو آپ ساری رات پکارتے رہے مولانا عوضؒ نے کہا کہ میں شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کو پکارتا تھا اللہ تعالیٰ نے انکے صدقے ہمارا سفر آسان فرما دیا حضرت خواجہ محبوب الٰہی فرماتے ہیں کے اس دن حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کے ذکر کا میرے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا دلی میں پہنچ کر آپ نے مختلف علماء اکرام کی صحبت حاصل کی لیکن اطمینان قلب نہ ہوا آخر مولانا شمس الدین خوارزمیؒ کی بارگاہ میں پہنچے تو آپؒ نے محسوس کیا کہ شوق طلب نے صحیح مقام پر پہنچا دیا

ہے مولانا شمس الدین خوارزمیؒ کو سلطان غیاث الدین بلبن نے شمس الملک کا خطاب دیا غیاث الدین بلبن کو مولانا شمس الدینؒ سے بے پناہ عقیدت تھی خواجہ محبوب الٰہی کے حافظے کا عالم یہ تھا کہ آپ نے مقالات حریری کے چالیس مقالات حفظ کیئے اٹھارہ سال کی عمر میں خواجہ محبوب الٰہی کو محفل شکن کا لقب ملا آپ نے علم حدیث مولانا کمال الدین زاہدؒ سے حاصل کیا مولانا کمال الدینؒ ایک گوشہ نشین بزرگ تھے ایک مرتبہ غیاث الدین بلبن نے آپ کے کردار کی خوشبو دیکھ کر آپ کو امامت کی دعوت دی مولانا کمال الدین زاہدؒ نے کہا کہ غور سے دیکھیے یہاں کچھ نہیں دامن بھی خالی ہے ہاتھ بھی خالی ہے سلطان غیاث الدین بلبن نے دوبارہ پیش کش کی انہوں نے کہا سلطان چاہتے ہیں کہ مجھ سے نماز بھی چھین لیں۔

والدہ کا وصال

حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کے نیا چاند دیکھ کر مادرِ گرامی کی قدم بوسی کیلئے حاضر ہوتے تھے ایک دن ایسا آیا کہ خواجہ محبوب الٰہی مادرِ گرامی کی زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوئے تو مادرِ گرامی فرمانے لگیں

''سیّد محمد'' آئندہ ماہ رویت ہلال کے موقع پر کس کی قدم بوسی کرو

گے خواجہ محبوب الٰہی مادرِ گرامی کی جدائی کے تصور سے لرز اٹھے آنکھیں آبدیدہ ہو گئیں عرض کیا آپ مجھ غریب کو کس کے سپرد کر رہی ہیں۔

مادر نے کہا کہ اس کا جواب کل دوں گی آج رات تم شیخ مجیب الدین کے ہاں رہو، رات گزارنے کے بعد صبح جب گھر واپس لوٹے تو مادرِ گرامی نے فرمایا آج میں تمہارے سوال کا جواب دیتی ہوں اپنا دایاں ہاتھ میرے ہاتھ میں دو ہاتھ میں ہاتھ لے کر نہایت پُرسوز لہجے میں فرمایا اے اللہ میں سیّد محمد کو تیرے سپرد کرتی ہوں تیری ہی ذات پرستش کے لائق ہے اور تو ہی اپنے بندوں کا کفیل ہے ماں کا ہاتھ بیٹے کے ہاتھ سے چھوٹ گیا دیکھا کہ آپ کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

شیخ نجیب الدین متوکلؒ

حضرت نجیب الدین متوکل حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے مرید اور چھوٹے بھائی تھے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیض نے شیخ نجیب الدین کو متوکل بنا دیا تھا ایک دن استاد نے پوچھا نجیب الدین متوکل تم ہو آپ نے جواب دیا نجیب الدین متاکل یعنی (کھانے والا) ہے استاد نے پوچھا تم شیخ الاسلام فرید الدین کے چھوٹے بھائی ہو آپ نے جواب دیا میں

شیخ کا برادر صوری ہوں برادر معنوی اللہ جانے کون ہوگا۔

ذکر فریدؒ کا اثر

حضرت خواجہ نظام الدین اکثر اپنی خلوتوں میں بابا فریدؒ کو یاد کیا کرتے تھے ایک دفعہ ابوبکر غزلخواں حضرت نظام الدینؒ کے پاس حاضر ہوا اور اپنے سفر کی روداد سنانے لگا کہ میں نے حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ کے سامنے مجلس سماع میں یہ شعر پڑھا۔

"لقدلسعت حیّة الھوی کبدی"

کہ محبت کے سانپ نے میرے دل کو ڈس لیا ہے

اس کے بعد دوسرا مصرعہ بھول گیا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے فوراً دوسرا مصرعہ پڑھا

"لَا طَبِیبَ لَھَا وَلَا مِرَاقِیِ"

کہ اس کیلئے نہ کوئی طبیب ہے اور نہ کوئی منتری ہے۔

اس کے بعد غزلخواں نے کہا کے شیخ بہاؤالدین ذکریاؒ کے ہاں چکی پیسنے والے مرد اور عورتیں بھی ذکر میں مشغول رہتے تھے اس کے بعد کہنے لگا میں اجودھن یعنی پاک پتن پہنچا وہاں میں نے طریقت کا ایک بادشاہ دیکھا جونہی اس نے بابا فرید گنج شکرؒ کا نام لیا تو خواجہ نظام الدین اولیاؒ کی طبیعت

میں ایک کیف اور مستی طاری ہوگئی اور دیدارِ فرید کی طلب نے شدت اختیار کرلی

سفر پاکپتن

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے دلی سے پاکپتن سفر فرمایا اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی خواجہ نظام الدینؒ فرماتے ہیں جس وقت مجھے بابا فریدؒ کی پابوسی کا شرف حاصل ہوا تو اس وقت بابا فرید نے یہ شعر پڑا:

اے آتش فراقت دلہا کباب کردہ
سیلاب اشتیاقت جانہا خراب کردہ

تیری جدائی کی آگ نے کئی دلوں کو کباب کر دیا اور تیرے شوق کی آگ نے کئی جانیں خراب کر دیں اس کے بعد میں نے چاہا کے میں حاضری کے شوق کو ظاہر کروں لیکن آپؒ کا خوف مجھ پر اس طرح غالب آیا کے صرف اتنا ہی کہہ سکا کے ملاقات کا شوق بے انتہا غالب تھا بابا فریدؒ نے فرمایا ہر نئے آنے والے کو دہشت ہوتی ہے اس دن میں بابا فریدؒ کے دست حق پر بیعت ہوا حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے پاکپتن میں قرآن مجید کے چھ پارے تجوید کے ساتھ پڑے اور عوارف کے چھ باب کا درس حاصل کیا اسکے علاوہ بعض کتب پڑھنے کا شرف حاصل کیا خواجہ نظام الدینؒ فرماتے ہیں میں

نے بیعت کے بعد بابا فریدؒ سے پوچھا کیا میں پڑھنے کا سلسلہ ختم کر کے درود وظائف میں مشغول ہو جاؤں بابا فریدؒ نے فرمایا: ہم کسی کو حصول تعلیم سے نہیں روکتے وہ بھی کرو یہ بھی کرو اور پھر دیکھو غالب کون آتا ہے درویش کو اتنا علم ضرور ہونا چاہیے کہ وہ شریعت سے باخبر رہے ورنہ اس کے بھٹک جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ اپنے پیرو مرشد سے نعمتِ خلافت حاصل کر کے واپس دلی لوٹے۔

اک خاص بات

حضرت بابا فریدؒ کے تمام مرید فرش پر سوتے تھے مگر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کیلئے چارپائی کا انتظام کیا گیا جب رات آتی تو خواجہ نظام الدین اولیاءؒ باقی ساتھیوں کی طرح زمین پر لیٹ جاتے ایک دن خادم نے دیکھا تو کہنے لگا نظام الدین تم چارپائی پر کیوں نہیں لیٹتے خواجہ نے فرمایا یہاں کیسے کیسے بزرگ حافظانِ قرآن زمین پر سو رہے ہیں ان محترم ہستیوں کی موجودگی میں مجھے چارپائی پر سوتے ہوئے شرم آتی ہے جب اس بات کی خبر مولانا بدر الدین اسحاقؒ جو بابا فریدؒ کے داماد اور خلیفہ تھے کو پہنچی تو انہوں نے حضرت نظام الدینؒ کو کہا کہ آپ اپنی من مانی کریں گے یا شیخ کے حکم پر عمل کریں گے تو خواجہ صاحب نے عقیدت مندانہ لہجے میں کہا: مرشد کا

فرمان ہی میری زندگی ہے حضرت بدرالدین اسحاقؒ نے فرمایا پھر اٹھیں اور چارپائی پر آرام کریں حضرت خواجہ نظام الدین چارپائی پر لیٹ گئے۔

پاکپتن سے واپسی

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ساڑھے سات ماہ کے قیام کے بعد جب پاک پتن سے دلی واپس لوٹے تو راستے میں ایک گھنا اور تاریک جنگل پڑتا تھا اتفاق سے بارش بھی ہو رہی تھی خواجہ نظام الدین اولیاءؒ بارش سے محفوظ ہونے کیلئے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے کہ اچانک پانچ یا چھ قزاق ہاتھوں میں تلواریں لئے ہوئے آپ کی طرف بڑھے آپ نے اپنے مرشد کا پیراہن زیب تن کیا ہوا تھا اور کمبل اوڑھا ہوا تھا آپ کو خیال آیا کے اگر قزاقوں نے عطیاتِ مرشد مجھ سے چھین لئے تو میں ہرگز آبادی میں نہیں جاؤں گا قزاق چند قدم کے فاصلے پر ٹھہر گئے اور اچانک اپنا رخ بدلا اور جنگل کی تاریکی میں گم ہو گئے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے خواجہ نظام الدینؒ فرماتے تھے کہ یہ پیرومرشد کے بخشے ہوئے پیراہن اور کمبل کی برکت تھی کے وہ قذاق اندھے ہو گئے یا پھر میں انکو نظر نہیں آیا۔

بارگاہ فرید میں آخری حاضری

حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ نے اپنے مرشد حضرت بابا فرید گنجِ

شکر کی بارگاہ میں رمضان المبارک ۶۶۹ھ میں آخری حاضری دی مرشد پاک نے روحانی ذمہ داریوں کے ساتھ خواجہ محبوب الٰہی کو مستقبل کی شاندار بشارت کے بعد ایک دعا کے متعلق دریافت کیا بعد میں وہ دعا حضرت بدرالدّین اسحاق سے لکھوا کر خلافت نامہ عنایت فرمایا یہ خلافت نامہ ۲۵ رمضان المبارک ۶۶۹ھ کو لکھوایا گیا نماز جمعہ کے بعد حضرت بابا فریدؒ نے اپنا لعابِ دہن خواجہ محبوب الٰہی کے منہ میں لگایا اور فرمایا ''نظام'' قضاء وقدر نے تجھے دین و دنیا کا مالک کر دیا ہے جا اور ملک ہند پر قبضہ کر۔ خدا تعالیٰ تجھے دونوں جہانوں میں نیک بخت کر دے تم ایک ایسا درخت ہو جس کے سایہ میں ایک خلقِ کثیر آسائش اور راحت سے رہے گی جو دعا لکھوائی گی وہ یہ ہے اے مخلوق پر ہمیشہ فضل وکرم کا مینہ برسانے والے، اے بخششوں اور عطیوں کے بخشنے والے، اے بزرگ و بلند عطیات کے مالک اے بلا و آفت کے ٹالنے والے، محمد ﷺ اور اُنکی نیکو کار اولاد پر رحمت فرما، اور ہمیں صبح شام بخشش کا خلعت عنایت کر، خداوندا ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے اور نیک بختوں کے زمرہ میں شامل کر دے اور تمام انبیاء ومرسلین اور مقرب فرشتوں پر بھی رحمت نازل فرما اور اے ارحم الرحمین اپنی رحمت کے ساتھ ان پر بکثرت سلام بھیج اختتام اس حدیث پر کیا تو دنیا میں مسافر یا رستہ چلنے

والے کی طرح رہ اور اپنے نفس کو اصحابِ قبور سے شمار کر۔۔۔۔

اس کے بعد بنگال سے لے کر گجرات تک اور دہلی سے لے کر دیوگیر تک حضرت خواجہ محبوب الٰہی کے خلفاء پھیل گئے آپ کے خلفاء جنہوں نے مختلف شہروں میں چشتیت کے چراغ جلائے اُنکی تعداد سات سو تک ملتی ہے۔

سماع اور اس کی اقسام

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اجتہاد کے قائل تھے اور آپؒ براہ راست قرآن وسنت سے استخراج واستنباط کرتے تھے جس کی وجہ سے علماء کو آپ سے اختلاف تھا ایک دفعہ غیاث الدین تغلق نے سماع کے مسئلے پر علماء کو دعوت دی اور حضرت محبوب الٰہی کو بھی دعوت دی گئی جب آپؒ پر سماع کے جواز پر سوال کیا گیا تو آپؒ نے ایک حدیث نقل کرنا چاہی لیکن علماء میں شور مچ گیا اور کہا یہاں ہمارا عمل امام ابوحنیفہؒ کے قول پر ہے ہم حدیث نہیں سننا چاہتے حضرت خواجہ محبوب الٰہی کو حدیث نہ سننے پر سخت تکلیف ہوئی اور فرمایا ایسے شہر کا قائم رہنا کیسے ممکن ہے جس میں حدیثِ نبوی کو سننے سے انکار کیا جاتا ہو میر خورد کا کہنا ہے کہ ایسا ہی ہوا اور محمد بن تغلق کے دور میں یہ سب علماء دلی سے دیوگیر جلاوطن کیئے گئے حضرت محبوب الٰہیؒ نے سماع کی چار قسمیں قرار دیں۔

(۱) حلال (۲) حرام (۳) مکروہ (۴) مباح

جس کا رجحان بالکل حق کی طرف ہو اس کیلئے حلال جس کا رجحان مکمل طور پر مجاز کی طرف ہو اس کے لئے حرام جس کا میلان زیادہ حق کی طرف ہو اس کیلئے مباح اور جس کا میلان مجاز کی طرف زیادہ ہو اس کے لئے مکروہ حلال سماع کے لئے بھی شرائط تھیں مثلاً گانے والا مرد ہو عورت نہ ہو سننے والا یادِ حق سے خالی نہ ہو جو چیز سنائی جائے وہ فحش یا مسخرہ پن نہ ہو آپؒ اپنے بزرگوں کے عرس پر سماع کا خاص انتظام فرماتے قوالوں میں حسن میمندی اور صامت کا خاص ذکر ملتا ہے دوران سماع جو کپڑا آنسو سے تر ہو جاتا ہے وہ قوال کو عطا کر دیا جاتا۔

ایک دفعہ محفلِ سماع میں حسن میمندی قوال نے حضرت شیخ سعدی شیرازی کا یہ شعر پڑھا۔

سعدی تو کیستی کہ در آئی دریں کمند

چنداں فادہ اندکہ ماصید لاغریم

اے سعدی تیری حیثیت کیا ہے کہ تُو شکال کے جال میں نہ آئے ہم سے پہلے تو بڑے بڑے اس جال میں پھنس چکے ہیں ان کے مقابلے میں ہم بہت کمزور ہیں یہ شعر سن کر حضرت خواجہ محبوب الٰہی پر گریہ طاری ہو گیا اور

باریک دستار چہ کے ٹکڑے جو پھاڑ پھاڑ کر آپ کو پیش کیے جاتے تھے وہ آپ آنسو پونچھ کر حسن میمندی کو دیتے رہے۔

حضرت سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے کہ ایک دن ایک جاہل فقیر جو آپ کے خلاف تھا آپ کی محفل میں آیا جب آپ کی محفل سے باہر آیا تو اس کے باطن کی آنکھ روشن ہوگئی اور وہ ولایت کے بڑے مرتبے کو پہنچا حضرت مخدوم جہانیاں نے فرمایا کہ اس فقیر نے جا کر اس کی زیارت کی۔

لنگر

حضرت محبوب الٰہی خود روزے سے ہوتے لیکن خانقاہ پر لنگر سارا دن جاری رہتا آپ لوگوں کو کھلا کر خوش ہوتے۔ آپ کے دستر خوان پر مذہب مسلک اور عقیدہ کی کوئی قید نہیں تھی لیکن کھانے میں سنت نبوی کا خاص اہتمام کیا جاتا جو فتوح آتے ان کو جمع نہ کیا جاتا بلکہ فوراً تقسیم کر دیا جاتا ہر جمعہ کو خانقاہ کے گوداموں میں جھاڑو دے دیا جاتا کوئی محتاج خانقاہ سے خالی نہ جاتا جس وقت کھانا لگ جاتا تو ہدایت دیتے کہ مہمان سے کوئی بات اس طرح نہ کی جائے کہ اگر اس کا روزہ ہو تو اس کے اظہار پر مجبور ہو جائے اور اگر نہ ہو تو خجالت محسوس کرے۔

سیّد مخدوم جہانیاںؒ کا قول

حضرت سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے سامنے جب کبھی حضرت نظام الدینؒ کا ذکر ہوتا تو فرماتے۔

والله همچو شیخ عبدالقادر گیلانی
وهمچو شیخ نظام الدین محمد بدایونی
قدس الله سر حمادر زهر کبود
آسمان نیا مده است و نخواهد
آمد و مقامی معشوقی مقام غیرت است

(بحرالمعانی)

خدا کی قسم شیخ عبدالقادر گیلانی اور شیخ نظام الدین محمد بدایونی قدس اللہ سرھما کی مانند اِس نیلگوں آسمان کے نیچے نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ کوئی ہوگا اس لیے کے مقام معشوقی مقامِ غیرت ہے۔

فرمودات

☆ اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر انسانی زندگی نامکمل اور ناقص رہتی ہے۔

☆ محبت اور عشق صرف جوہر انسانی ہے فرشتوں کو اسکا حصّہ نہیں دیا گیا وہ

اس کی چاشنی کو نہیں سمجھتے۔

☆ جب تک انسان اپنی باطنی صفائی نہیں کرتا اسکی روحانی ترقی ممکن نہیں

☆ جس دل میں کینہ، بغض، حسد اور انتقام کا جذبہ ہو وہ انوارِ ربّانی کا محل نہیں بن سکتا۔

☆ بُرا کہنا بُرا ہے لیکن کسی کا بُرا چاہنا اس سے بھی بُرا ہے۔

☆ اطاعت دو طرح کی ہوتی ہے لازم اور متعدی۔ لازم طاعت وہ ہے جسکا نفع صرف عبادت کرنے والے کی ذات کو پہنچے مثلاً نماز، روزہ، حج اوراد، تسبیح وغیرہ لیکن طاعت متعدی وہ ہے جس سے دوسروں کو راحت اور نفع پہنچے مثلاً دوسروں کے حق میں مہربانی کرنا طاعتِ متعدی کا ثواب بے حدو بے حساب ہے طاعتِ متعدی کا ثواب ہر حال میں ملتا ہے۔

☆ دولت کو جمع نہیں کرنا چاہیے دولت کا اصل لطف خرچ کرنے میں ہے جمع کرنے میں نہیں جو خود دولت کے پیچھے نہیں دوڑتا جو اس کا طمع نہیں کرتا بلکہ اُسے خرچ کرتا ہے وہ حقیقت میں تارِکینِ دنیا میں شامل ہے۔

☆ ترکِ دنیا یہ نہیں کے کوئی اپنے آپ کو برہنہ کرلے اور لنگوٹ باندھ کر بیٹھ جائے ترکِ دنیا یہ ہے کہ لباس بھی پہنے کھانا بھی کھائے جو کچھ اُسے پہنچے اسے جائز سمجھے لیکن ذخیرہ اندوزی نہ کرے اور اپنی طبیعت کو کسی چیز سے نہ

باندھے۔

☆ کسب حلال سے جو شخص اپنا پیٹ بھرتا ہے اس کے لیے اللہ کا ہر نام اِسم اعظم کی تاثیر رکھتا ہے۔

☆ آدمی کے باطن سے جو سانس باہر نکلتا ہے وہ ایک ایسا نفیس اور بے بہا گوہر ہوتا ہے جسکا بدل قیامت تک میسر نہیں ہوسکتا رات دن سال و ماہ گرمی جاڑہ برسات یوں ہی گزر جاتے ہیں لیکن انسان کو کبھی اس بات کا خیال نہیں ہوتا کہ میں نے رات دن کی ساعتوں میں کتنے اچھے کام کیے اور کس قدر برے کام کیے مناسب آدمی ہمیشہ غور کرے کہ میں نے دن میں کیا کیا اور رات کو کونسی باتیں عمل میں لایا۔

غذا اور لباس

آپ کے تمام اوقات ریاضت و مجاہدہ میں گزرتے سوائے ایّام مکروہہ یعنی جن دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ ہے آپ بارہ مہینے روزہ رکھتے اور تھوڑے سے پانی سے افطار کرتے جب کبھی خادم کہتے سرکار آپ افطاری کے وقت تھوڑا سا پانی چکھتے ہیں اور اگر سحری میں کچھ نہ کھائیں گے تو ضعف و ناتوانی میں اضافہ ہوتا جائے گا تو آپ رو کر فرماتے بہت سے مسکین و درویش مسجدوں اور بازاروں میں بھوکے پڑے فاقے کر رہے ہیں اب بتاؤ

اِن کی یہ حالت دیکھ کر یہ کھانا میرے حلق سے نیچے کیسے اُترے گا تب خادم آپ کے سامنے سے سحری کا کھانا مجبوراً اُٹھا لیتے آپ کی مرغوب غذا گنے تھے لیکن وہ بھی حق نعمت سمجھ کر کھاتے اسی طرح آپ کا لباس بھی بہت سادہ اور معمولی ہوتا تھا جو کپڑے بطور نذرانہ آتے اُن کو تقسیم کر دیتے۔

پیوند بھری گدڑی

حضرت معین الدّین چشتیؒ کی ایک گدڑی تھی جو جگہ جگہ سے پیوند تھی جو بھی پاک کپڑا ملتا اُس کا پیوند لگا لیا جاتا تھا حضرت خواجہ اجمیرؒ نے وہ گدڑی حضرت قطب الدین خواجہ بختیار کاکیؒ کو عطا فرمائی تھی خواجہ بختیارؒ نے وہ گدڑی مع دیگر تبرکات کے حضرت بابا گنج شکرؒ کو عطا فرمائی تھی۔ حضرت بابا فریدؒ نے وہ گدڑی حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاءؒ کو عطا فرمائی خاص مواقع پر آپ اُس گدڑی کو بڑی عقیدت سے پہنتے پھر خواجہ نظام الدینؒ نے وہ گدڑی حضرت چراغ دہلویؒ کو عطا فرمائی مشہور ہے کہ وہ گدڑی حضرت نصیر الدین چراغ کے جسد مبارک کے ساتھ دفن کر دی گئی خواجہ محبوب کی پاپوش عموماً سُرخ رنگ کی ہوتی اور کلاہ مبارک کبھی لال اور کبھی زرد پہنتے۔

زیارتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ وصال سے پہلے نماز میں سجدے زیادہ

کرتے جمعہ کے دن باربار سجدہ کرتے ایک وقت کی نماز دو دو تین تین بار ادا فرماتے تحیر کی کیفیت اور گریہ کا غلبہ رہتا اور زبان سے یہ جملہ ادا فرماتے

می رویم می رویم می رویم

میں جارہاہوں میں جارہاہوں میں جارہاہوں

ایک دن آپ نے اپنے خاص خادم اقبال سے فرمایا جو کچھ ہے سب مساکین میں تقسیم کردو ورنہ کل خدا کے سامنے تمھیں جواب دہ ہونا پڑے گا انہی ایام میں آپ کی عیادت کیلئے حضرت شیخ رکن الدّین ملتانیؒ تشریف لائے اور آپ سے کہا کہ انبیاء کو حیات و موت میں اختیار دیا جاتا ہے علماء و مشائخ بھی وارثین انبیاء ہیں آپ بھی کچھ دن اور دنیا میں رہنے کا ارادہ فرما لیں تو اس سے لوگوں کو بہت نفع پہنچے گا آپ نے فرمایا آج کل ہر شب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ رہاہوں وہ فرماتے ہیں۔

نظام اشتیاق تو مارا بیشتر است ــــــــ زود بیا دور کنف ما بیاسا

نظام تم سے ملنے کا ہمیں اشتیاق ہے جلدی سے آجاؤ اور ہمارے پاس آرام کرو وصال سے چالیس دن پہلے آپ نے مطلق کھانا پینا ترک کر

دیا۔

وصال مبارک

آپکا وصال مبارک ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو بروز بدھ صبح سات بجے کے قریب ہوا اور اُسی دِن دوپہر کو تدفین ہوئی حضرت رکن الدین ملتانیؒ اور حضرت چراغ دہلویؒ نے آپ کو لحد مبارک میں اُتارا اور آپکے ساتھ تبرکات بھی رکھے گئے آپ تمام عمر مجرد رہے جس وجہ سے آپ کی کوئی صلبی اولاد نہیں تھی چنانچہ آپکے روضہ کی تولیت حضرت بابا گنج شکرؒ کی بیٹی یعنی حضرت بدرالدّین اسحاقؒ کی اولاد کے پاس رہی۔

حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ

ہادی راہِ ہدایت حضرت سیّد جلال
والی مُلکِ ولایت حضرت سیّد جلال
وارثِ تاجِ امامت حضرت سیّد جلال
مجمع فضل و کرامت حضرت سیّد جلال
مظہر نورِ الٰہی قطب عالم اولیاء
مخزنِ صدق وصفا معدن علم و حیا
خاتم ازدر تو خجالت ماندہ کرم و عطا

شوق دیدار تو دارم روز مرا گر داں وصال

اے شہنشاہِ دو عالم حضرت سید جلال

عالمِ علمِ لدنی مطلع انوارِ حق

واقف رمز نہانی کاشف اسرارِ حق

منبع برکات ایزد مورد اسرارِ حق

صاف کن لوحِ و قلم از صیقل رنگ وملال

اے شہنشاہِ دو عالم حضرت سیّد جلال

ولادت: آپکی ولادت ۵ ذوالحجہ ۵۹۵ھ بروز جمعۃ المبارک بخارا میں ہوئی

القابات آپ کو درج ذیل القابات سے یاد کیا جاتا ہے

(۱) سُرخ پوش (۲) سُرخ میر (۳) سُرخ بخاری

(۴) قطب کمال (۵) مخدوم اعظم (۶) جلال اکبر

(۷) حیدر (۸) میر بزرگ (۹) شریف اللہ (۱۰) عظیم اللہ

سُرخ پوش کی وجہ تسمیہ

آپ کا لباس سُرخ ہوتا تھا جسکی وجہ سے آپ سُرخ پوش لقب سے

ملقب ہوئے آپ کے چہرے پر سُرخی تھی جسکی وجہ سے آپ کو سُرخ میر کہا جاتا ہے۔

والد کا نام

آپکے والد محترم کا نام حضرت سیّد علی ابو المویدؒ ہے جن کا ذکر گزشتہ صفحات پر گزر چکا ہے آپ برِ صغیر میں تمام بخاری سادات کے جدِ اعلیٰ ہیں۔

علم و عرفان

صاحبِ نزھۃ الخواطر آپکے متعلق رقمطراز ہیں

کان عالما کبیرا، عارفا فقیھا، زاھدا صالحا، منقطعا اِلی اللّٰہ، و کان یدرس، اخز عنہ خلق کثیرا من العلماء والمشائخ وبارک اللہ فی ذرّیتہ الصالحۃ نملا و آفاق الھند

حضرت سُرخ پوش عالم کبیر، عارف باللہ، فقیہ، زاہد و صالح، خلق سے منقطع اور اپنے ربّ کی طرف متوجہ تھے درس و تدریس کا مشغلہ تھا، علماء ومشائخ کی کثیر تعداد نے آپ سے علمی و روحانی استفادہ کیا اللہ تعالےٰ نے آپکی اولاد میں بڑی برکت رکھی پورا بھارت آپکے فیضان سے فیضیاب ہوا۔

بچپن میں کرامت

حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ مادرزادولی تھے ابھی آپ کی عمر چار سال تھی کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے بخارا میں کچھ لوگ ایک میت اُٹھائے پاس سے گزرے حضرت سُرخ پوشؒ نے ہجوم میں ایک شخص سے پوچھا اسے کیوں لے جارہے ہو اُس شخص نے کہا اسے قبر میں اُتارنے کیلئے جارہے ہیں آپ نے مسکرا کر فرمایا کبھی زندہ بھی قبروں میں اُتارے جاتے ہیں وہ شخص یہ سن کر حیرت سے دیکھنے لگا اس نے فوراً آواز دی کہ تمام لوگ ٹھہر جاؤ اور میت کو زمین پر رکھو جب میت کو زمین پر رکھ دیا گیا تو حضرت سُرخ پوشؒ میت کے قریب آئے اور فرمایا ”قم باذن اللّٰہ“ اُٹھو اللہ کا نام لیکر پھر دوسری مرتبہ کہا جب تیسری مرتبہ آپ نے یہ کلمات دہرائے تو مُردے نے آنکھیں کھول دیں، جب یہ خبر آپکے والد گرامی حضرت سیّد ابو المویدؒ کو پہنچی تو اُنہوں نے آپ کو تھپڑ مارا اور کہا

پردہ داری شرح چاک میکنی

تو شریعت کے پردے کو چاک کرتا ہے

حضرت سُرخ پوشؒ نے فرمایا:

گر قبلۂ مِن ناراض نشدے
آئندہ در بخارا کسے را موت نیاید

اگر میرے قبلہ والدِ محترم ناراض نہ ہوتے تو آئندہ بخارا شہر میں موت کا منہ کوئی نہ دیکھتا۔

نجف اشرف کی حاضری

حضرت جلال الدّین بخاری نے اپنے پدرِ گرامی حضرت سیّد علی کے حُکم پر پہلے نجفِ اشرف کی طرف سفر کیا جہاں آپ نے اپنے جدِ امجد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دی اور فرائض خدمت سرانجام دیے اور بابِ مدینۃ العلم سے رُوحانی فیوض و برکات حاصل کیے۔

بیت المقدس کی حاضری

نجفِ اشرف کی حاضری کی بعد آپ نے بیت المقدس کی طرف رختِ سفر باندھا اور سلیمان پیغمبر علیہ السلام اور باقی انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت فرمائی اور فیوض و برکات حاصل کیے۔

مدینہ منورہ کی حاضری

بیت المقدّس کی حاضری کے بعد آپ مدینہ منورہ عازم سفر ہوئے جب مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں آپ نے اپنا تعارف کرایا کہ میں سیّد ہوں خدّام نے سند سیادت طلب کی کچھ بحث کے بعد یہ طے ہوا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس پر تشریف لے جائیں اگر سرکار علیہ السلام نے آپ کے شریف یعنی سیّد ہونے کی تصدیق فرمادی تو پھر کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی چنانچہ آپ مع شرفاء مدینہ روضہ اقدس پر تشریف لے گئے اور روضہ مبارک کے سامنے باادب کھڑے ہو کر عرض کیا۔

"السلام علیک یا جدی"

اے میرے جد آپ پر سلام ہو

روضہ پاک سے آواز آئی:

"وعلیک السلام یا ولدی و قرة عینی وسراج کل اُمتی انت منی ومن اهلبیت منی"

اے میرے بیٹے تجھ پر بھی سلام ہو اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک میری تمام امت کے چراغ، تو مجھ سے ہے اور میرے اہل بیت سے ہے، یہ آواز سنتے ہی مدینہ منورہ کے شرفاء و خدام نے آپکی تعظیم وتکریم کی اور بہت

سے لوگوں نے آپکے دست حق پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

بخارا میں واپسی

جب حضرت سرخ پوشؒ بخارا واپس لوٹے تو ہلاکو خان نے آپ کو طلب کر کے کہا تم کون ہو آپ نے بلا تامل فرمایا میں سید ہوں، ابن رسول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم آخر الزماں ہوں ہلاکو خان نے غصہ میں آکر آپکو بطور امتحان آتش فروزاں چیجہ میں سات روز بٹھائے رکھا لیکن آپ پر آگ کا اثر نہ ہوا یہ کرامت دیکھ کر ہلاکو خان کا لڑکا مسلمان ہو گیا اسی دن آپکو ''قبلۃ السلام'' کا لقب ملا آپ اس وقت مجرّد تھے۔

ہاتفِ غیبی

ایک دن ہاتفِ غیبی نے ندا دی جلال الدّین شادی قبول کر لو کیونکہ آپ کی پشت سے بارہ ہزار قطب پیدا ہوں گے آپ نے عرض کیا کہ میں گناہ گار ہوں اور میری اولاد بھی عاصی ہوگی قیامت کے دن میں شرمسار ہوں گا ندا آئی اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے وہ اپنے فضل و کرم سے تیری اولاد کو بخش دے گا چنانچہ اس کے بعد آپؒ نے سید قاسم بخاری کی لختِ جگر سے شادی کر لی جن کے بطن سے سید علی اور سید جعفر پیدا ہوئے۔

چنگیز خان کو دعوت حق

حضرت سرخ پوشؒ نے چنگیز خان کو اسلام کی دعوت حق دی تو اس نے اسلام قبول کرنے کی بجائے حکم دیا آپکو زندہ جلا دیا جائے چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی تو آگ نے آپؒ پر کوئی اثر نہ کیا اس کرامت کو دیکھ کر چنگیز خان مسلمان ہو گیا اور اپنا نام جہانگیر خان رکھا۔ چنگیز خان نے اپنی بیٹی جس کا نام زینب تھا آپ کے نکاح میں دے دی۔

تاباں جلال سرخ سے ساری زمیں پاک
روشن کیا تھا جس نے بخارا و تاشقند
چنگیز خان کو جس نے کلمہ پڑھایا حق کا
لرزہ تھا جس کی چشم سے خوارزمی فرزند
تاتاریوں کو جس نے درس قرآن دیا
دہشت زدہ تھے جن سے بدخشاں و سمرقند
تیرے ہی جد اعلیٰ نے اونچا کیا ہے اُوچ
آیا تھا جب بخارا سے ذی عزّ فتح مند
اے سومرو کی بستی وہ دن ہے یاد تجھ کو
ڈیرے سجائے بیٹھا تھا جب مرد ہوش مند

افغانستان کا سفر

حضرت سید علیؒ کے وصال کے بعد حضرت سرخ پوشؒ کو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٰ وسلم نے آپ کو تبلیغی سفر کا حکم فرمایا چنانچہ آپ بخارا کو خیر آباد کہتے ہوئے تبلیغی سفر پر نکلے آپ کے ہمراہ آپ کا کمسن بچہ سید علی بھی تھا آپؒ کے پاس ایک پانی کا پیالہ تھا جب آپ بخارا سے نکلے تو بہت رقت آمیز منظر تھا آپکی بغل میں ایک چاند سا بچہ دیکھ کر اہل خاندان و محبین دھاڑیں مار کر رونے لگے بخارا سے رخصت ہو کر آپ افغانستان کے ایک جنگل میں تشریف لائے آپ کا کمسن بچہ سید علی بھوک اور پیاس کی شدت سے بے قرار ہونے لگا جب آپ نے بچے کی حالت دیکھی تو دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد کے طلب گار ہوئے ابھی دست دعا نیچے نہ آئے تھے کہ دیکھا سامنے ایک ہرن کھڑی ہے جس کے تھنوں سے دودھ نکل رہا ہے آپؒ سجدہ شکر بجا لانے کے بعد اُٹھے اور پیالے میں دودھ حاصل کیا وہ ہرن آپ کی خدمت میں آتی اور وقت مقررہ پر دودھ مہیا کرتی اس واقعہ کے بعد بخاری سادات نے ہرن کا شکار ترک کر دیا جب ارد گرد کے لوگ آپکی آمد سے باخبر ہوئے تو لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی یہی جنگل بعد میں آپ کے نام جلال آباد سے مشہور ہوا جو

اب افغانستان کا ایک مشہور شہر ہے۔

ہندوستان میں پہلی کرامت

جب آپ ہندستان آرہے تھے تو رفتہ رفتہ آپکے ساتھ لوگوں کا ایک پورا قافلہ بن گیا دوران سفر ایک شخص نے آپکو اشرفیوں کی تھیلی بطور امانت دی اور کہا جب ہم ہندوستان پہنچے گے تو میں آپ سے اشرفیوں کی تھیلی لے لوں گا دوران سفر ڈاکوؤں نے اشرفیوں کی تھیلی چرالی جب آپ ہندوستان پہنچے تو اپ سے اُس شخص نے اشرفیوں کی تھیلی مانگی حضرت سُرخ پوش دریا پر تشریف لائے اور دریا میں ہاتھ ڈال کر مِن وعن وہی تھیلی نکال کر اپنے ہم سفر ساتھی کو عطا فرمائی وہ آپ کی کرامت کو دیکھ کر آپکا عقیدت مند ہو گیا۔

ملتان میں آمد

حضرت سُرخ پوش پہاڑیوں کا دشوار ترین سفر طے کرتے ہوئے ملتان میں حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ کی بارگاہ میں پہنچے حضرت بہاؤالدین ذکریا کا بخارا میں آنا جانا رہتا تھا حضرت سیّد ابوالمویدؒ نے حضرت سیّد سُرخ پوش کو حکم دیا تھا کہ جب تم ہندوستان جاؤ تو سب سے پہلے بہاؤالدین ذکریا کی خدمت میں حاضری دینا حضرت سُرخ پوش نے حضرت

بہاؤالدین ذکریا سے اکتسابِ فیض وخرقہ خلافت حاصل کیا اور آپ کے پاس ایک عرصہ قیام فرمایا۔

سخت گرمی میں اولے

صاحب تاریخ فرشتہ جناب ابوالقاسم فرشتہ نے تحریر کیا ہے جن ایام میں حضرت سُرخ پوشؒ ملتان پہنچے تھے تو موسم گرما عروج پر تھا دھوپ کی شدت اور حدت سے لوگوں کی جانیں نکل رہیں تھیں گرمی کی شدت کو دیکھ حضرت سرخ پوشؒ کو بخارا یاد آگیا آپ کی زبان سے جملہ نکلا:

آہ یخ بخارا در چنیں حرارت از کجا یابم

اس حرارت میں بخارا کی ٹھنڈک کہاں سے لاؤں یہ کہنا تھا کہ برجستہ دیکھتے ہی دیکھتے آسمان ابرآلود ہو گیا اور گھٹا بن کر خوب برسا اور مرغی کے انڈوں کے برابر اولے گرنے لگے آپ انہیں کھاتے تھے اور الحمد اللہ کہہ کر اپنے معبود حقیقی کا شکر ادا فرماتے تھے۔

بکھر میں آمد

جب آپ ملتان سے بکھر تشریف لائے تو وہاں حضرت سیّد بدر الدین باکھری آپ کو اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کیلئے تیار ہو گئے لیکن ان کے برادر حضرت سیّد تاج الدین معترض ہوئے کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ سیّد ہیں یا

نہیں جب تک ہم تحقیق نہ کرلیں گے ہم رشتہ دینے کیلئے تیار نہیں۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ اس پر حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ نے فرمایا آج رات آپ کو پتہ چل جائے گا کہ میں سیّد ہوں یا نہیں چنانچہ اسی رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سید بدرالدین کو خواب میں ملے اور فرمایا اپنی بیٹی کا رشتہ سیّد جلال الدین کے ساتھ کردو یہ حسبی نسبی سیّد ہیں چنانچہ رشتہ اس طرح طے پایا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اخبار الاخیار میں رقم طراز ہیں کہ اس نکاح کی بشارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے ملی اور خواب میں اِس بشارت سے حضرت سیّد بدرالدین کو نوازا گیا۔

اُوچ اور اُوچ میں آمد

آپ کی اُوچ میں آمد سے پہلے ضروری ہے کہ قارئین کرام کی معلومات کیلئے اُوچ کی تاریخی حیثیت پر کچھ تحریر کیا جائے اوچ زمانہ قدیم میں سندھ کا ایک حصہ تھا اور اس کا وجود قبل از مسیح سینکڑوں سال پہلے کا ہے سکندر اعظم کے حملہ سے قبل اس سرزمین کا نام اُوچ تھا پھر اس کے بعد مختلف ادوار میں اس کے نام بدلتے رہے سکندر اعظم نے ہندوستان کے تیرہ مفتوحہ مقامات کے نام بدل کر انکو سکندریہ کے نام سے موسوم کیا ان مقامات میں ایک اُوچ کا مقام ہے گنگھم صاحب نے اپنے جغرافیہ ہند قدیم میں جو

نقشہ دیا ہے اس میں اِس مقام کا نام اسکالنڈ اُوچ کے نام سے درج کیا ہے میر معصوم نے تاریخی معصومی میں اسکا ایک نام تلواڑا لکھا ہے راجہ ہوڈ کے وزیر چچ نے اُوچ کے قریب ایک تالاب کھدوایا جسکو رانی کا تالاب کہتے ہیں اس کھدائی کے موقعہ پر کچھ کھنڈرات مل گئے وہ آثارِ قدیمہ برآمد کر کے اُن برباد شدہ کھنڈرات کو دوبارہ آباد کیا اور اپنی یادگار کیلئے اس مقام کا نام چچ رکھا بعد میں یہ اُوچ ہو گیا۔ راجہ ہوڈ جو قدیم زمانہ میں اس علاقہ کا حکمران تھا اس نے یہاں ایک قلعہ تعمیر کروایا جس کا نام اپنے نام پر ہوڈ رکھا ہوڈ کا لفظ رفتہ رفتہ ہوچ ہو گیا اور کچھ عرصہ بعد ہوچ سے اُوچ مشہور ہو گیا مورخ ادریسی نے اسکا نام سندر تحریر کیا، بہر حال اُوچ کو انقلاب کے تھپیڑوں سے طرح طرح کے ادوار کا سامنا کرنا پڑا اس سرزمین نے جس قدر تباہیوں اور بربادیوں کے صدمات اُٹھائے ان کا تقاضا یہی تھا کہ یہ مقام کھنڈرات کا ڈھیر بن جاتا اور اس کے ذرات کو ہوا اپنے ساتھ اڑا کر لے جاتی مگر اللہ تعالیٰ نے اس سرزمین کو اپنے محبوب بندوں کیلئے امانت رکھا ہوا تھا اس سرزمین میں ایک لاکھ سے زیادہ خاصانِ خدا و صلحاء مدفون ہیں میر شیر علی قانع اُوچ کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں کہ اس شہر کی سطح زمین سے کافی اُونچی تھی اس لئے اسکو اُوچ کہا جاتا ہے سرائیکی زبان میں اُوچ کے معنی بلندی کے ہیں جغرافیہ نویسوں کا اس امر پر اتفاق ہے کیونکہ اسکی سطح سمندر سے ۳۲۷ فٹ بلند ہے

آفتابِ اسلام طلوع ہونے کے بعد سب سے پہلے اس شہر کو اُموی حکمران ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں محمد بن قاسم نے فتح کیا چند سال کے بعد اس شہر پر ہندوؤں کا قبضہ ہو گیا ہندوؤں کی سرکوبی سلطان شہاب الدین غوری نے کی اس کے بعد قرامطی یا باطنی اس پر مسلط رہے ان کو سلطان شہاب الدین غوری نے ختم کیا اور ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی خاندان غلاماں کے پہلے حکمران قطب الدین ایبک کے داماد ناصر الدین قباچہ نے اُوچ کو دارالحکومت بنایا اسطرح مغلیہ خاندان نے کئی حملوں کے بعد جب ہندوستان کو اپنے قبضہ میں لے لیا تو اُوچ کو اپنا جائے قیام بنایا اُوچ شہر مختلف آبادیوں کا مجموعہ تھا اور یہ شہر چھتیس میل لمبا تھا اور چوبیس میل چوڑا تھا اسکی آبادی کا سلسلہ ایک طرف سیست پور تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ اور دوسری طرف سندے شہید اور کوٹلہ شیخاں تک پھیلا ہوا تھا قدیمی اُوچ کے مقابلہ میں موجودہ اُوچ کی آبادی بہت کم ہے اب اس کے گرد نہایت خوب صورتی کے ساتھ درختوں کے مجموعے لگے ہوئے ہیں علاقہ نہایت سرسبز و شاداب ہے شہر کی آبادی گنجان گلیاں تنگ اور بازار کشادہ ہیں جب اس سرزمین پر حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوش بحکم حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ پہنچے تو اس کا نام راجہ دیو سنگھ نے اپنے نام پر دیو گڑھ رکھا ہوا تھا حضرت سرخ پوش نے دیو گڑھ پہنچ کر بلند آواز سے اذان دی اذان سن کر

کفار جمع ہو گئے اس وقت پانچ سو ہندو مسلمان ہو گئے اور آپ کے ساتھ نماز ادا کی جب یہ خبر راجہ دیو سنگھ تک پہنچی تو وہ بہت غضب ناک ہوا اور آپ کو گرفتار کرنے کیلئے پانچ سو سوار روانہ کئے لیکن جونہی وہ پہنچے آپؒ کی باطنی توجہ اور تصرف سے مسلمان ہو گئے یہ دیکھ کر راجہ دیو سنگھ خوفزدہ ہو گیا اور راتوں رات فرار ہو گیا حضرت سیّد جلال الدین سرخ پوشؒ نے اس سرزمین کا نام دیو گڑھ تبدیل کر کے اس کا پہلا اور قدیمی نام اُوچ رکھا۔ پھر جب یہاں سے آپ کی اولاد تبلیغی مشن کیلئے مختلف مقامات پر پہنچی تو ان حضرات نے ان مقامات کا نام بھی اُوچ رکھا یہی وجہ ہے کہ اس وقت مختلف مقامات کا نام اُوچ ہے مثلاً اُوچ بلوٹ ڈیرہ اسماعیل خان، اُوچ جیکب آباد، اُوچ ضلع پشاور، اُوچ ضلع مظفر گڑھ، اُوچ نوری گل امام جھنگ، اُوچ شاہ جیونہ کروڑی ضلع و تحصیل جھنگ لیکن ان سب کا مرکز اور صدر مقام اُوچ بہاولپور ہی رہا اور اس کو بڑی اُوچ کا نام دیا موجودہ اُوچ تین آبادیوں میں تقسیم ہے۔

(۱) اُوچ بخاری (۲) اُوچ گیلانی (۳) اُوچ موغلہ

اُوچ بخاری

یہ بخاری سادات کے قیام اور مزارات کی وجہ سے اُوچ بخاری کے نام سے موسوم ہے۔

اُوچ گیلانی

یہ آبادی اُوچ گیلانی ۔کے نام سے مشہور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد گیلانی سادات آباد ہوئی حضرت عبدالقادر جیلانی کے بیٹے حضرت سیّد عبدالوہاب کے پوتے حضرت سیّد احمد بن سیّد صفی الدین ہلاکو خان کے ظلم وستم کی وجہ سے بغداد شریف سے روم کی طرف چلے گئے اور وہاں سے شام کے شہر حلب میں سکونت پزیر ہوئے حلب میں حضرت سیّد احمد بن سیّد صفی الدین کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام سیّد محمد غوث بندگی رکھا گیا حضرت سیّد محمد غوث بندگیؒ کو حلبی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ ۸۳۳ھ میں حلب (شام) میں پیدا ہوئے۔ حضرت سیّد محمد غوث بندگیؒ حلب سے برصغیر میں تشریف لائے آپ نے چند ایام لاہور میں اور ناگور میں قیام کیا اس کے بعد چون سال کی عمر میں ۸۸۷ھ میں اُوچ شریف میں مستقل سکونت اختیار فرمائی یہ لنگاہوں کا دور حکومت تھا برصغیر میں حضرت سیّد محمد غوث بندگی گیلانی سادات کے مورثِ اعلیٰ ہیں سلسلہ قادریہ آپ کی مساعی جمیلہ سے ہندوستان میں پھیلا آپ بہت بڑے عالم، شاعر اور مصنف تھے۔جب آپ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانیؒ کے باطنی حکم سے اُوچ تشریف لائے تو آپ نے اپنی مسواک دریا کے نزدیک زمین میں

گاڑھی تو وہ سرسبز ہوگئی اور پھر درخت بن گیا اب تک وہ جال کا درخت مرجع عوام ہے لوگ اس جال کے پتے بیماروں کے لیے لے جاتے ہیں جن کے کھانے سے اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرماتا ہے اسی طرح روایت میں ہے کہ آپ اُوچ گیلانی میں بزرگوں کے اشارے کے مطابق تشریف لائے تو آپ نے ایک جھنڈا گاڑھا تھا پھر وہ جھنڈا اکھڑ نہ سکا اس کے بعد آپ نے یہاں قیام فرمایا گورنر سندھ سلطان غازی حسین اور ملتان کے حاکم قطب الدین لنگاہ نے ان کو جاگیر عطا فرمائی اُوچ گیلانی میں آپکے صاحبزادے سیّد عبد القادر ثانی جو صاحب کمالات وکرامات بزرگ ہیں آپ کے سجادہ نشین ہوئے الغرض اُوچ گیلانی حضرت سید محمد غوث بندگی اور انکی اولاد کی وجہ سے مشہور ہوئی۔

اُوچ موغلہ

یہ آبادی اُوچ موغلہ کے نام سے موسوم ہے اوچ موغلہ کا لفظ لفظِ مغل سے اخذ کیا گیا ہے چونکہ یہاں سلاطینِ مغلیہ کے گورنر مقیم تھے اس لئے اُوچ موغلہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس اوچ کا دوسرا نام اُوچ جمالی بھی ہے اس لئے کہ یہاں حضرت جمال درویش خنداںؒ کا مزار ہے جو حضرت مخدوم جہانیاں گشتؒ کے استاد محترم تھے، حضرت جمال درویش خنداںؒ صحابی رسول کی اولاد سے ہیں۔

کنواں چلنے سے رک گیا

جب حضرت سرخ پوشؒ اُوچ میں ایک کنواں پر پہنچے تو وہاں عورتیں پانی بھرنے کیلئے کھڑی تھیں پانی بھرنے سے پہلے کہتی تھیں:

''بدرالدین نے حکم ڈیتا جواللہ دی اجازت نال چل پو''

اس کے بعد کنواں خود بخود چل پڑتا جب ان کے کہنے پر کنواں چلا تو حضرت سرخ پوشؒ نے یہ دیکھ کر فرمایا رُک جا۔ کنواں چلنے سے رُک گیا عورتیں پریشان ہو کر حضرت بدرالدین کے پاس آئیں اور سارا ماجرا سنایا حضرت بدرالدین نے فرمایا اب اُوچ کا مالک آ گیا ہے اسی کا حکم چلے گا چلو ہم سب اُس کی خدمت میں چلتے ہیں جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت سُرخ پوش نے کنواں کو حکم دیا کہ چل پڑ، تو کنواں چل پڑا۔

خواجہ نظام الدینؒ کا قول

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک شخص بیت اللہ سے فارغ ہو کر اُوچ شریف میں حضرت سیّد جلال الدین سرخ پوش کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے آپ کو بیت اللہ میں حج کرتے دیکھا ہے آپ نے اسے ہدایت فرمائی کہ مردانِ خدا کی باتیں ظاہر نہ کرنا چاہیں کیونکہ جب وہ چاہتے ہیں مشرق و مغرب کی سیر

کرتے ہیں پھر آپ نے اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا آنکھیں بند کرو پھر فرمایا آنکھیں کھولو تو اس شخص نے آنکھیں کھولیں تو وہ کوہ کاف کی سیر کر رہا تھا آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرواسنے آنکھیں بند کیں آپ نے فرمایا اب آنکھیں کھولو تو دیکھا وہ شخص اُوچ شریف میں آپکی خدمت میں موجود ہے۔

بابا فرید گنج شکرؒ کا قول

بابا فرید گنج شکرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّد جلال الدین بخاری سُرخ پوش کو کسی نے نماز کے وقت اُوچ میں نہیں دیکھا نماز کے وقت آپ غائب ہو جاتے تھے آخر معلوم ہوا کہ آپ نماز بیت اللہ میں ادا فرماتے ہیں۔

جلا کر راکھ کر دیا

ایک درویش تغلق افغانی جو ظاہری و باطنی تصرف میں مشہور تھا اُوچ شریف میں آیا اور حضرت سُرخ پوش سے ملنے کا ارادہ کیا آپ اُس وقت اپنے حجرے میں عبادت الٰہی میں مشغول تھے جب ملاقات ہوئی تو اُس نے آپ کو دیکھ کر کہا۔

'بزرگ کامل است لمّا متاھل شدو بسیار اولاد ایشاں فاسق وفاجر نیز خواھد' بزرگ تو کامل ہے شادیوں سے جو اولاد ہو گی اکثر و بیشتر فاسق وفاجر ہونگے آپ نے غضبناک ہو کر اُس پر نگاہ جلال ڈالی تو وہ جل کر راکھ

ہو گیا۔

حضرت شہباز قلندرؒ کی اُوچ میں آمد

جب حضرت سیّد جلال الدین بخاری سُرخ پوشؒ کی شہرت ملک کے کونے کونے میں پہنچی تو اُس وقت کے ولی کامل حضرت عثمان مروندیؒ ملقب حضرت شہباز قلندرؒ کو آپ کی موجودگی کا علم ہوا وہ آپ سے ملنے کیلئے اوچ تشریف لائے دورانِ سفر حضرت شہباز قلندرؒ نے دل میں سوچا کہ ملاقات سے واپسی پر حضرت سُرخ پوشؒ سے اُن کی پیاری چیز طلب کروں گا جب ملاقات ہوئی تو حضرت شہباز قلندرؒ نے دیکھا کہ حضرت سُرخ پوش کو سب سے زیادہ پیارا اپنے بیٹے سیّد علی سے ہے حضرت شہباز قلندرؒ نے آپ کی والہانہ محبت دیکھ کر سیّد علی کو مانگنے کا ارادہ ترک کر دیا کچھ دن کے قیام کے بعد حضرت شہباز قلندر واپس جانے لگے تو حضرت سُرخ پوشؒ نے رُخصت کرتے وقت فرمایا تو دل کی بات زباں پر نہ لا سکا لیکن ہم سرگوشی بخوبی سننے کی طاقت رکھتے ہیں میری سب سے قیمتی چیز میرا بیٹا سیّد علی ہے اسے تو اپنے ساتھ لے جا تم دونوں ایک دوسرے کو ولایت کے درجے عطا کرو گے چنانچہ قلندر بادشاہ کو شہباز بنانے والے سیّد علی تھے اور سیّد علی کو سرمست بنانے والے شہباز قلندر تھے آج تک دونوں مزاریں ایک دوسرے کے ساتھ سیہون شریف سندھ میں موجود ہیں۔

کل شیر تیرے ساتھ جائے گا

اُوچ شریف ضلع بہاولپور میں حضرت سیّد جلال الدین بخاری سُرخ پوشؒ نے اپنے قیام کے لئے ایک خدا ترس ضعیفہ کے گھر کو منتخب کیا جس کا ایک بیٹا تھا جو وہاں کے حاکم راجہ کا ملازم تھا اُس ضعیفہ نے آپ کو ایک حجرہ فراہم کیا جہاں آپ ہر وقت عبادت میں مصروف رہتے تھے ایک دفعہ راجہ تخت پر رونق افروز ہوا تمام وزراء و مشیر دست بستہ کھڑے تھے اچانک راجہ کا بیٹا دوڑتا ہوا باپ کے ساتھ تخت پر آبیٹھا راجہ نے ضعیفہ کے بیٹے کے متعلق دریافت کیا تو جواب ملا کہ وہ ابھی تک حاضر نہیں ہوا حاکم اس تاخیر پر کافی برہم ہوا ابھی گفتگو جاری تھی کہ حاکم کا بیٹا سامنے لگی ہوئی شیر کی تصویر کو دیکھ کر اصرار کرنے لگا کہ مجھے زندہ شیر چاہیے حاکم نے ٹالنے کی کوشش کی لیکن اُس کا اصرار بڑھتا رہا اسی دوران ضعیفہ کا بیٹا داخل دربار ہوا حاکم نے دیکھ کر غصے میں چلا کر کہا کہ اس تاخیر کے جرم میں تم کو حُکم دیا جاتا ہے کہ تین دن کے اندر ایک زندہ شیر پکڑ کر اس کمسن ولی عہد کے سامنے پیش کرو، ورنہ تمھارا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا وہ پریشانی میں دربار سے نکل کر اپنے عزیز و اقارب کے پاس گیا کہ شائد کوئی اسکی مشکل آسان کر دے دن رات سرگرداں رہا مگر کامیابی کی کوئی صورت نہ نکلی آخر تھک ہار کر اپنے گھر واپس لوٹا ماں کو دیکھ

کر زار و قطار رونے لگا ماں نے رونے کی وجہ پوچھی تو اُس نے سارا واقعہ سُنا
یا ماں بیٹے کی اضطراری حالت کمسن مہمان سید علی نے دیکھ لی ۔ جب شام
ہوئی تو ضعیفہ کھانا لے کر حجرے میں داخل ہوئی تو حضرت سُرخ پوش دیکھ کر
مسکرائے اور فرمایا اے مومنہ مائی اگر یہ عتاب میری وجہ سے ٹوٹا ہے تو ہم
اِسے دفع کیے دیتے ہیں اس کے بعد فرمایا میرے بچے سیّد علی کو بلاؤ وہ دعا کر
ے گا ہم سب آمین کہیں گے دعا کے بعد حضرت سُرخ پوش بخاریؒ نے فرمایا
کل صبح اسی حجرے سے شیر تیرے ساتھ جائے گا جب صبح ہوئی اور ضعیفہ نے
حجرے کے اندر جھانکا تو دیکھا کہ ایک ہیبت ناک شیر موجود ہے ضعیفہ کا بیٹا وہ
شیر لے کر دربار میں حاضر ہوا شیر کی ہیبت سے تمام دربار پر سکوت طاری
ہوا ضعیفہ کے بیٹے نے فخریہ انداز میں حکم کی بجا آوری کا اعلان کیا شیر نے
زوردار جنگھاڑ کے ساتھ اپنی موجودگی کا احساس دلایا جنگھاڑ کی آواز اتنی خوفنا
ک تھی کہ حاکم کا بیٹا ڈر کے مارے تخت سے گرا اور بے ہوش ہو گیا حاکم چلایا
کہ اسے واپس لے جا۔

پیالہ بھی ذکر کرتا ہے

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ میرے
دادا حضرت سیّد جلال الدین سُرخ بخاریؒ کے پاس لکڑی کا ایک پیالہ تھا وہ
پیالہ بھی ذکر کرتا تھا کسی شخص نے حضرت مخدوم صدر الدین ملتانی سے پوچھا

کہ حجرے میں حضرت سُرخ پوش کے سوا کوئی نہیں لیکن آواز سے محسوس ہوتا ہے کہ دو آدمی ذکر کررہے ہیں آپ نے فرمایا پیالہ اُنکی موافقت کرتا ہے اس کے بعد حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے تبسم ہو کر فرمایا۔۔کہ وہ پیالہ اب تک بطور تبرک ہمارے پاس موجود ہے۔

مساعیِ جمیلہ

اگرچہ اُوچ میں حضرت صفی الدین گازرونیؒ نے اسلام کی اشاعت میں اپنے فریضہ کو بخوبی سرانجام دیا لیکن ایک مدت کے بعد اسلامی نقوش مدہم پڑگئے ایک عرصہ دراز کے بعد اب اس خطہ کو ایسے ولی کامل کی ضرورت تھی جو اس کو کفر و شرک کی ظلمات سے نکال کر شمعِ اسلام سے منور فرمائے اُوچ کے مضافات میں چولستان کا علاقہ ہندؤں کے قبضہ میں تھا ڈیرادر بھاگلہ اور جیسلمیر کے قلعے راجپوتوں کے تصرف میں تھے۔۔اُن کا طرزِ عمل مسلمانوں سے معاندانہ تھا چنانچہ حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوش بخاریؒ نے اپنے روحانی تصرفات اور ایمان کی تاثیر سے اطراف و اکناف کے بے شمار کفّار کو حلقہ بگوش اسلام قبول کیا، راجپوتوں کے متعدد قبائل آپکی مساعیِ جمیلہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے چولستان کے علاقہ کا ایک راجہ گھلوبھی آپ کے دست حق پر مسلمان ہوا ڈویژن بہاولپور کی بیشتر اقوام مثلاً چدھڑ ڈاہر اور سیال وغیرہ آپ کے دستِ حق پر مشرف بہ اسلام ہوئے

چنانچہ خزینۃ الاصفیاء میں تحریر ہے

"ہزار ہا مخلوق خدارا بہ ہدایت ہادی حقیقی براہ راست آورد شہر جھنگ سیالاں کہ در پنجاب مشہور بنا فرمود۔

حضرت سیّد جلال الدین سُرخ بخاری ہزاروں لوگوں کو ہدایت حق سے راہ راست پر لائے اور شہر جھنگ سیالاں جو کہ پنجاب میں مشہور ہے اس کی بنیاد بھی حضرت سیّد جلال الدین بخاریؒ نے رکھی۔

خانقاہ بخاریہ کی بنیاد

سرزمین اُوچ میں سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں حضرت سیّد صفی الدین گازرونیؒ نے ایک عظیم الشان دینی مدرسہ قائم کیا سلسلہ سہروردیہ میں سب سے پہلے شیخ جمال الدین خنداں روؒ نے خانقاہِ جمالیہ کی بنیاد رکھی اُن کی وفات ۲۵ے ھ میں ہوئی، حضرت سید جلال الدین سُرخ پوشؒ نے سب سے پہلے خانقاہِ بخاریہ کی بنیاد رکھی۔

خانوادہِ بخاریہ کے تبرکات

خانوادہِ بخاریہ کے تبرکات مندرجہ ذیل ہیں

(۱) سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک اور رومال

(۲) حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیھا کی چادر

(۳) حضرت امام حسن علیہ اسلام کی تلوار صمصام

(۴) حضرت امام حسین علیہ اسلام کی تلوار قمقام

(۵) حضرت سلیمان فارسی کی چادر مبارک

(۶) حضرت شیخ عبدر القادر جیلانی کی ٹوپی تسبیح اور قینچی

(۷) حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید

(۸) حضرت مخدوم کی قلمی کتابیں، جامع العلوم، خزانۂ جلالی، مظہر جلالی، جواھر جلالی۔

جہاز کو غرق ہونے سے بچالیا

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ میرے دادا جان حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ سبق پڑھا رہے تھے۔ میں بھی آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر تھا کہ اچانک آپ نے مراقبہ کیا کچھ دیر بعد سر اُٹھایا اور طالبعلم کو فرمایا پڑھ اُس طالبعلم نے کہا میں اُس وقت تک نہ پڑھوں گا جب تک آپ مراقبہ کا حال نہ بیان کریں۔

حضرت جلال الدین سُرخ بخاریؒ نے فرمایا درویشوں کے معاملے میں دخل دینا مناسب نہیں تم اپنے کام میں رہو اُس نے کہا جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں نہیں پڑھوں گا حضرت سُرخ پوش نے فرمایا طالبعلم بھی عجیب ہوتے ہیں اچھا سُن میرے عقیدت مند بحری جہاز میں سفر کر

رہے تھے کہ اچانک جہاز ڈوبنے لگا اُنہوں نے مجھے مدد کیلئے پکارا میں نے جہاز میں ہاتھ ڈال کر جہاز کو بچالیا میرے آستین دریا کے پانی تر ہو گئے ہیں جب دیکھا تو آستین پانی سے تر تھے۔

پنکھا خود بخود چلتا رہا

حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے ہیں کہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ نے بتایا کہ ایک دن علی کھوکھری درویش مریدِ حضرت بہاؤالحق والدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت بہاؤالدینؒ نے فرمایا تم پنکھا ہلاؤ میں آرام کر لوں اُس نے پنکھا ہلانا شروع کر دیا علی کھوکھری نے پنکھے کو اشارہ کیا کہ تو ہلتا رہ اور میں نوافل پڑھ لوں چنانچہ وہ نوافل میں مشغول ہو گئے اور پنکھا خود بخود ہلتا رہا اسی اثنا میں حضرت بہاؤالدینؒ بیدار ہوئے اور دیکھا کہ پنکھا خود بخود چل رہا ہے اور علی کھوکھری عبادت میں مشغول ہیں آپ نے فرمایا۔

یا غفور، یا غفور، یا غفور، انبیاء کرام پر معجزہ کا اظہار واجب ہے اور اولیاء کرام پر کرامت چھپانا واجب ہے کھوکھری صاحب نے واجب کو ترک کیا چنانچہ آپ کھوکھری صاحب سے ناراض ہو گئے اُس ناراضگی کی وجہ سے کھوکھری صاحب پر بھوک مسلّط ہو گئی وہ جو کچھ کھاتے پیتے بھوک اور زیادہ بڑھ جاتی جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہوئے چنانچہ علی کھوکھری حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنی حالت بیان

کی حضرت سیّد جلال الدین نے مراقبہ کیا اور حضرت بہاؤ الدینؒ کا پس خوردہ اُن کے دستر خوان سے اُٹھالیا اُس وقت حضرت بہاؤ الدینؒ ملتان میں تھے اور حضرت جلال الدین اُوچ شریف میں حضرت سُرخ پوش نے فرمایا علی یہ کھالو اُس نے کھالیا تو فوراً ٹھیک ہو گیا۔

بلا مر گئی

میاں مسعود حسن نے خطہ پاک اُوچ میں لکھا ہے کہ جب اُوچ شریف میں حضرت سیّد جلال الدین بخاریؒ کی تشریف آوری ہوئی تو حضرت سیّد جمال الدین خنداں روؒ نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو شہر میں لے آئے ایک شخص نے اپنے گھر ٹھہرنے کی پیشکش کی اور دعوت دی حضرت سُرخ پوشؒ نے اُسکی دعوت کو قبول فرمایا چنانچہ جس کمرے میں آپ نے قیام فرمایا اُس میں آسیب تھا اور ایک بہت بڑی بلا تھی آپ کی برکت سے اُس بلا اور آسیب کا نام ونشان نہ رہا اور وہ کمرہ امن کا گہوارہ بن گیا اور گھر والوں کو اس مصیبت سے نجات مل گئی آپ کی اس کرامت کی خبر پورے شہر میں آگ کی طرح پھیل گئی اور لوگ دھڑا دھڑ آپ کی زیارت کرنے لگے۔

راجے کا بچہ ولی بن گیا

ایک مرتبہ حضرت سُرخ پوشؒ جیسلمیر میں تبلیغ اسلام کیلئے تشریف

لے گئے آپ نے وہاں لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کوئی مسلمان ہے لوگوں نے کہا کہ یہاں کوئی مسلمان نہیں آپ نے فرمایا راجہ کا جو بچہ ہوگا وہ مسلمان ہوگا اور اللہ کا ولی ہوگا جب راجہ کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی تو اُسنے اسلام کی بغض کی وجہ سے بچہ پیدا ہوتے ہی اس کو ڈیرادر کے قریب ریت کے تودے پر پھینکوادیا یہ بچہ اللہ کی قدرت سے زندہ رہا اور بعد میں چنن پیر کے نام سے مشہور ہوا مسعود حسن شہاب نے چنن پیر کے متعلق روایت نقل کی ہے کے راجہ جسکا نام رائے سدبیرن تھا نے اپنی حاملہ بیوی کے ہمراہ ٹیلے پر قیام کیا جب بچہ پیدا ہوا تو اسے صندل کے ایک پنگھوڑا میں ڈال کر یہاں چھوڑ دیا چند دن کے بعد بچے کے متعلق حالات دریافت کرنے کیلئے کچھ لوگوں کو ریگستان میں بھیجا تو اُسے یہ جان کر سخت غصہ آیا کہ بچہ ہنوز زندہ ہے چنانچہ راجہ نے اپنے سپاہیوں کو حُکم دیا کہ وہ جا کر بچے کا کام تمام کر آئیں سپاہی اس ارادہ سے وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پنگھوڑا خودبخود زمین میں دھنس کر نظروں سے غائب ہوگیا ہے اس واقعہ کے بعد ریگستانی علاقہ میں مسلمان باشندوں نے اس مقام پر قبر کا نشان بنادیا چندن کی لکڑی کے پنگھوڑے کی وجہ سے لوگ اسے چنن پیر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

وصال مبارک

آپکا وصال ۱۹ جمادی الاوّل ۶۹۰ھ میں ہوا آپکے وصال کا سن لفظ مخدوم کے اعداد کے برابر ہے۔

م۔خ۔د۔و۔م ۴۰+۶۰۰+۴+۶+۴۰=۶۹۰

پہلی تدفین

حضرت سُرخ پوشؒ کا قیام موجودہ اُچ شریف سے بارہ یا تیرہ میل کے فاصلے پر رسول پور میں تھا جو کہ اس زمانے میں اُوچ شریف کا حصّہ تھا کیونکہ اُس زمانے میں اُوچ شریف کا ایک وسیع قصبہ تھا چنانچہ آپکی پہلی تدفین موضع رسول پور چناب کے کنارے پر ہوئی۔

دوسری تدفین

دریا کی طغیانی کی وجہ سے آپکی قبر زیر آب آ گئی جسکی وجہ سے آپ کو سیونک بیلا میں منتقل کیا گیا۔

تیسری تدفین

تیسری مرتبہ دریا کی طغیانی کی وجہ سے آپ کو سیّد صدر الدین قتالؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا یہ واقعہ ۸۲۷ھ کا ہے۔

چوتھی تدفین

چوتھی مرتبہ مخدوم حامد نوبہار اوّل کے ایما پر سیّد شجاع الملک نے جن کا تعلق نبیرہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی اولاد سے تھا ۱۰۲۶ھ میں سیّد صدرالدین قتالؒ کے مقبرہ سے نکال کر اُوچ کے مشرق میں دفن کر کے ایک عمدہ مقبرہ اور ساتھ مسجد تعمیر کروائی آپکے موجودہ مقبرہ کی عمارت کو ۱۲۶۱ھ میں نواب بہاول خاں ثالث رئیس بہاولپور نے نہایت پائیدار صورت میں تعمیر کروایا مقبرے سے متصل ایک خوبصورت مسجد احاطے میں ایک کنواں اور صحن میں ایک بڑا حوض ہے اس کے بعد ۱۳۰۰ھ میں نواب صادق محمد خان رابع والی بہاولپور نے عمارت کی مرمت و وسعت اور خوبصورتی کا اہتمام کیا۔

اولاد

آپکے پانچ بیٹے تھے جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) سیّد علی سرمستؒ (۲) سیّد جعفرؒ (۳) سیّد محمد غوثؒ

(۴) سیّد سلطان احمد کبیرؒ (۵) سیّد بہاوالدینؒ

سیّد علی حضرت سُرخ پوشؒ کے ساتھ بخارا سے ہندوستان تشریف لائے اور آپکا وصال ۷۰۶ھ میں ہوا آپکے تین بیٹے تھے

(۱) سیّد بہاو الدین (۲) سیّد مبارک شاہ (۳) سیّد موسیٰ

آپکے دوسرے بیٹے سیّد جعفر کا ۸۰۰ ھ میں وصال ہوا

تیسرے بیٹے سیّد محمد غوث ۷۴۳ ھ میں واصل بحق ہوئے آپکا مزار حضرت سُرخ پوش کے مزار کے اندر مشرق کی جانب ہے۔

چوتھے بیٹے سیّد بہاؤ الدین کا وصال بچپن ہی میں ہوگیا تھا۔

سیّد محمد غوث کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی جنکے درج ذیل اسماء ہیں۔

(۱) سیّد عبد الغیث (۲) سیّد سعید اللہ (۳) سیّد شمس الدین

(۴) سیّد عبد الکریم (بیٹی سیّدہ بی بی عائشہ)

حضرت سیّد محمد غوث کی اولاد نے بلوٹ ڈیرہ اسماعیل خاں میں راجہ بل جادوگر کا طلسم توڑا اور لوگوں کو مسلمان کیا اس کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔

حضرت سیّد جلال مجرّد بخاری سلہٹیؒ

حضرت سیّد جلال مجرّد سلہٹیؒ حضرت سیّد سُرخ پوشؒ کے نواسے اور حضرت سید احمد کبیرؒ کے بھانجے ہیں خانقاہِ جلالیہ سے سب سے اول مبلّغین کی جو جماعت تیار ہوئی اُس جماعت کے قائد حضرت سیّد جلال مجرد بخاریؒ تھے۔اُس زمانے میں بنگال کے مسلمانوں کی حالت دگرگوں تھی چنانچہ خانقاہ جلالیہ سے سات سو مبلّغین مجاہدین کی جماعت کو لے کر حضرت سیّد جلال مجرّد

بخاریؒ نے بنگال کی طرف رُخ کیا۔ بنگال پہنچتے پہنچتے اس جماعت کی تعداد تین سو تیرہ رہ گئی کیونکہ آپ نے بنگال پہنچنے سے پہلے مختلف علاقوں میں تبلیغِ دین کیلئے مبلّغین کو پھیلا دیا۔ آپ نے بنگال کے راجہ گوڑ گو کو شکست دی ہندو دھرم کے پنڈتوں، جوگیوں اور مندروں کے بچاریوں کو مباحثہ کی کھلی دعوت دی۔ لیکن آپ کی علمی وجاہت اور روحانی جلالت کے سامنے کوئی نہ ٹھہر سکا آپ کی تبلیغ سے کثیر آبادی مسلمان ہوئی۔ حضرت سیّد جلال مجرّد نے سلہٹ (آسام) میں خانقاہ جلالیہ کی بنیا درکھی جسکی وجہ سے آپ سلہٹی مشہور ہوئے۔ آپکی خانقاہ کی شعاعوں سے مشرقی بنگال اور جنوبی بہار میں ہندو مذہب کا خاتمہ ہوا اور اسلام کو سر فرازی نصیب ہوئی اللہ تعالےٰ آپکی قبر پر کڑوڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

حضرت سیّد سلطان احمد کبیرؒ

حضرت سیّد سلطان احمد کبیرؒ اپنے والدِ گرامی حضرت سُرخ پوش کے دستِ حق پر بیعت تھے۔ تبرکات اور خرقۂ خلافت اپنے والد سے حاصل کیا۔ حضرت سُرخ پوش کے بعد آپ سجادہ نشین ہوئے حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت سیّد احمد کبیرؒ کسی وقت بھی خوف خدا کے بغیر نہ سوتے تھے روزانہ دو قرآن شریف ختم کرتے تھے شیخ جمال الدین فرماتے ہیں جب سیّد احمد کبیرؒ پیدا ہوئے تو اُن کے والد حضرت سُرخ

پوش میرے پاس لائے اور فرمایا میرا یہ لڑکا مجذوب ہوگا آپ اس کی حفاظت فرمائیں۔

شبِ قدر مل گئی

حضرت مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں ایک شب میں بحالتِ خواب تھا کہ مجھے میرے والد حضرت سیّد احمد کبیرؒ نے جگایا اور فرمایا کہ آج شبِ قدر ہے میں نے فوراً تیمّم کیا اور دعا میں مشغول ہو گئے ہمیں شبِ قدر نصیب ہوئی شبِ قدر کی علامت ہے کہ اس میں کتا نہیں بھونکتا قطرات باران رحمت نازل ہوتے ہیں تمام موجودات سجدہ کرتے ہیں شبِ قدر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے لیکر دعا گو تک ہر آباؤ اجداد کو نصیب ہوتی رہی چنانچہ دعا گو کو بھی ہر سال نصیب ہوتی ہے۔ حضرت شیخ فضل الدین فرماتے ہے کہ میرے دادا جان حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے کہ میرے والد سلطان احمد کبیرؒ شبِ وروز وظائف میں مشغول رہتے تھے ایک جگہ پر آرام نہ فرماتے تا کہ خلق کو خبر نہ ہو۔

پتھر سونا بن گیا

حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے ہیں ایک عزیز سوداگر نے میرے پاس ایک صندوق امانت رکھا اس صندوق سے کچھ سونا چوری ہو گیا سوداگر

نے بازار میں سونا فروخت ہوتے دیکھ کر جب آ کر صندوق کھولا تو مال کم تھا چنانچہ مجھ سے تقاضا کیا میں نے اپنے والد حضرت سیّد احمد کبیرؒ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے چار پتھر لے کر دم کیا تو وہ فوراً سونا بن گئے میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اسم ''یا حیی یا قیوم'' پڑھ کر دم کیا ہے اس کی برکت سے سنگ سونا بن گیا۔

وصال

حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے ہیں جس رات کو والدِ گرامی کا وصال ہوا میں حاضر خدمت تھا اسی رات کو نماز عشاء مستحب وقت میں ادا نہ کر سکے آدھی رات کو مجھے پانی لانے کا کہا تا کہ عشاء ادا کر سکیں وضو کر کے نماز ادا فرمائی اور قبلہ رُخ ہو کر واصل بحق ہو گئے۔ آپ کا وصال ۵ محرم ۷۵۰ھ میں ہوا، آپکا مزار حضرت سیّد محمد غوثؒ کے مزار سے متصل شرقی جانب ہے

اولاد آپ نے دو بیبیوں سے عقد کیا۔

(۱) حضرت بی بی مریم بنت سیّد مرتضٰی المعروف دولہ بن سیّد بدر الدین بکھری

(۲) حضرت بی بی صاحب خاتون ملقب تاج الملک

حضرت بی بی مریمؒ سے حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ پیدا ہوئے اور حضرت تاج الملک سے حضرت سیّد صدرالدین راجن قتالؒ پیدا ہوئے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

نام ولقب

نام: سیّد حسین جلال الدین

لقب: مخدوم جہانیاں جہاں گشت

ولادت: ۱۴ شعبان ۷۰۷ھ بروز جمعرات شب برات کو اُوچ میں ہوئی آپکی ولادت کا عدد لفظ خادم نبیؐ سے مستخرج ہے

خ۔ا۔د۔م۔ن۔ب۔ی

۶۰۰+۱+۴+۴۰+۵۰+۲+۱۰=۷۰۷

مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی وجہ تسمیہ

مخدوم جہانیاں کا لقب آپ کو خانقاہ شیخ بہاؤالدین ذکریا سے حاصل ہوا اور کثرتِ سفر کی وجہ سے جہاں گشت مشہور ہوئے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے اخبار الاخیار میں تحریر کیا:

''سیاحت بسیار کردہ واز بسیار اولیاء نعمت و برکت یافتہ''

آپکو جہاں گشت اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے بہت زیادہ سیاحت فرمائی اور بہت سارے اولیاء سے نعمت و برکت حاصل کی۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت اپنے سفر نامہ جو مسافر نامہ فارسی زبان میں لکھا جسکا اُردو ترجمہ خوشہ چین ارباب سخن محمد عباس خلف الصدق سیّد غلام علی چشتی دہلوی نے کیا۔ میں فرماتے ہیں بعد ادا کرنے حج کے سیر کنان واسطے زیارت روضہ شریفہ مطہرہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا۔ میں نے دربانوں سے کہا کہ دروازہ کھولو تا کہ میں روضہ پاک کی زیارت کروں دربانوں نے جواب دیا کہ ہم غیر موسم میں دروازہ نہیں کھولتے مگر اُس کیلئے جو سرور کائنات ؐ کی آل پاک سے ہوتا ہے اور کسی کیلئے دروازہ نہیں کھل سکتا میں نے دربانون سے کہا میں سیّد ہوں اور آل پاک حضرت ؐ سے ہوں۔ دربانوں نے کہا کہ آل پاک آنحضرت ؐ سبز رنگ کے نہیں ہوتے تمھارے بدن کا رنگ سبز ہے میں نے کہا کہ شعاع آفتاب سے میرا رنگ سبز ہو گیا ہے میں آفتاب سے چرخ چہارم پر ملاقات کر کے آیا ہوں، دربانوں نے قبول نہ کیا پس تمام علماء کبریٰ اور خلفاء اتقیا میرے ہمراہ روضہ متبرکہ پر آئے اور اُس کے گرد پھر کے تین مرتبہ دروازہ کھلنے کی استدعا کی مگر دروازہ نہ کھلا جسوقت میری باری آئی تو میں نے وضو کی تجدید کی اور دو رکعت نماز ادا کر کے باآواز عرض کی۔

الصلوۃ والسلام علیک یاجدّی

اے میرے جدّ آپ پر صلوۃ وسلام ہو

روضہ مطہرہ سے آواز آئی۔

وعلیک السّلام یااحسن ولدی

اے میرے خوبصورت بہترین بیٹے تجھ پر بھی سلام ہو

پس قفل دروازہ کا زمین پر، گر پڑا، اور دروازہ ازخود کُھل گیا اور میں اندر گیا زبان فارسی میں حُکم صادر ہوا۔

"بیا اے مخدوم جہانیاں جہاں گشت"

اے مخدوم جہانیاں جہاں گشت میرے پاس آجا۔

جونہی اس خطاب سے مشرف ہوا تو تمام اہل مدینہ عجز وانکساری کے ساتھ گویا ہوئے اے مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ ہم کو معاف رکھنا۔ ہم ناشناس تھے حکماء وخلفاء نے طرح طرح کی نعمتیں ونذرانے پیش کیے میں نے کسی چیز کو قبول نہ کیا میں نے نشان قدم ﷺ طلب کیا جو مجھے عطا ہوا اعزاز واکرام سے نشان قدم سر وچشم پر رکھ کر ہندوستان روانہ ہوا۔ جب دلی کے نزدیک آیا تو نشانِ قدم سر سے اُتارا۔ فیروز شاہ بادشاہِ دلی جو مرید خاص تھا چند منزل استقبال کر کے نشان قدم مبارک میرے سر سے اپنے سر پر رکھ کر دہلی میں داخل ہوا۔

شیخ جمال درویش خنداںؒ کی خدمت میں

سات سال کی عمر میں حضرت سیّد احمد کبیر نے آپ کو اکتسابِ علم کیلئے حضرت جمال درویش خنداںؒ کی خدمت میں روانہ کیا حضرت جمال درویش خنداں وہ ہستی ہیں جنکا نسبی تعلق صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے ہے۔ چنانچہ آپکا شجرہ نسب یوں ہے۔ شیخ جمال درویش بن شیخ رضی الدین بن شیخ عبداللہ بن شیخ حسن بن شیخ ابوالقاسم بن شیخ محمد غزنوی بن شیخ محمد اسحاق بن شیخ یحییٰ بن شیخ ہمام بن شیخ جعفر بن شیخ سلیمان بن حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ایک دن حضرت جمال درویش خنداں کے سامنے کھجوروں کا طبق پڑا ہوا تھا۔ آپ نے کھجوریں حاضرینِ مجلس میں تقسیم فرمائیں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کھجوریں گھٹلیوں سمیت کھا گئے۔ شیخ جمال نے دیکھ کر دریافت کیا میاں صاحبزادے تم نے گھٹلیوں سمیت کھجوریں کیوں کھائیں حضرت مخدوم جہانیاں نے جواب دیا اس لئے کہ آپ کے دست مبارک سے جو کھجوریں ملیں اس لئے اس کی گھٹلیوں کو پھینکنا مناسب نہیں سمجھا۔ یہ سُن کر حضرت شیخ جمال درویش خنداں نے اشکبار ہوتے ہوئے فرمایا تم فقر اور اپنے خاندان کا نام روشن کرو گے۔

بیعت وخلافت

حضرت مخدوم جہانیاںؒ اپنے والد حضرت سیّد احمد کبیرؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے اپنے والد گرامی سے فیض حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنے چچا حضرت محمد غوثؒ سے استفادہ کیا اس کے بعد اپنے والد کے حُکم پر ملتان شریف حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کے پوتے حضرت شیخ رکن الدینؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت رکن الدینؒ کی ذات سے آپ کو اس قدر محبت تھی کہ ایک بار حضرت رکن الدین اپنے چبوترہ دہلیز سے اُتر کر کہیں تشریف لے جارہے تھے دہلیز کا زینہ نیچا تھا حضرت مخدوم جہانیاں وہاں آکر چت لیٹ گئے تاکہ مرشد سینہ پر پاؤں رکھ کر آسانی سے اُتر جائیں۔ مُرشد نے دیکھا تو اپنی شہادت کی اُنگلی مُنہ میں دبا کر فرمایا۔ نبوت کا دروازہ تو ہمیشہ کیلئے بند ہو گیا ہے لیکن اے سیّد ولایت کی اقلیم پر تمھارا تصرف حدِ بشریت سے زیادہ ہوگا یہ کہہ کر حضرت مخدوم جہانیاں بخاریؒ کو اپنے دست مبارک سے اُٹھایا اور اپنے سینے سے لگالیا۔

حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے سب سے پہلے حضرت رکن الدینؒ سے خرقہ حاصل کیا اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ سے خرقہ خلافت حاصل کیا حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے بیس مشائخ

سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

سیاحت

حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانیؒ فرماتے ہیں۔۔اولیاء اللہ نے معارف وحقائق کی تلاش میں سیاحت کی ہے لیکن مخدوم جہانیاں کی طرح کسی نے سفر نہیں کیا اُنہوں نے ربع مسکون کی سیاحت کی اور شاید ہی کوئی درویش ایسا ہو جس سے انہوں نے فوائد حاصل نہ کئے ہوں ایک روایت میں آیا ہے کے حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے زمین کی دو مرتبہ سیر فرمائی مندرجہ ذیل ملکوں کا ذکر خاص طور پر تاریخ میں آتا ہے۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منور، کربلا معلیٰ، نجف اشرف، بغداد شریف، شام نہاوند، گازرون، غزنی، نیشاپور، کرمان، سبزوار، ہمدان، بلخ بخارا، خراسان، استنبول، خیبر، بدخشاں، خوارزم، عراق، تبریز، اصفہان، کشمیر وغیرہ۔

آپ نے چھتیس مرتبہ حج کیا، مکہ کے قیام میں شیخ مکہ عبداللہ یافعیؒ سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔مدینہ منورہ میں عبداللہ مطریؒ سے علمی وروحانی فیوض و برکات حاصل کئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے امام نہ آسکے تو شیخ عبداللہ مطری نے آپؒ کو امامت کا حکم دیا اور فرمایا اے سیّد تم امامت کراؤ تاکہ یہ شرفا تمھاری اقتدا کرلیں ورنہ یہ کسی اور کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے

جب آپ نے تکبیر تحریمہ پڑھی تو ایک صف کھڑی تھی اور جب آپ نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ تمام شرفاء آپ کی اقتدا میں ہیں۔ شیخ مدینہ نے آپ سے فرما یا اگر تم امامت نہ کراتے تو وہ نماز نہ پڑھتے یا دوسری جگہ جا کر ادا فرماتے یا میں جب نماز پڑھ لیتا تو وہ پڑھتے وہ جانتے ہیں کہ تم شریف ہو اور کسی شریف ہی کے پیچھے نماز روا رکھتے ہیں۔

اتباعِ سنت

حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے ہیں کہ ایک سالک کو چاہیے کہ وہ سرورِ عالمؐ کی مطابعت کرے اسی کے ذریعے سے اُسے اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہو گا حضرت مخدوم جہانیاں خود بھی ہر حال میں اتباع سنت کا خیال رکھتے اس لئے احادیثِ نبوی سے غیر معمولی شغف تھا آپ کے ملفوظات کے ایک مجموعہ سراج الہدایہ میں احادیثِ پیغمبرؐ کے عنوان سے ایک مستقل باب ہے جس میں مختلف احادیث کی تشریح و توضیح ہے اپنی مجلس میں احادیثِ نبوی کا ذکر بار بار فرماتے اور اِن ہی کے مطابق اپنے مریدوں کی تعلیم و تلقین کرتے احادیث کی کُتب صحاح ستہ، مشکوۃ المصابیح اور مشارق الانوار کا باضابطہ درس بھی دیتے اور اپنی روز مرّہ زندگی کے تمام معمولات کو بھی احادیث کے مطابق بنانے کی کوشش فرماتے پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد اشراق، چاشت، اوابین، تراویح اور دوسرے نوافل نمازوں میں اتنی ہی

رکعتیں پڑھتے جتنی خود رسول اللہ ﷺ نے پڑھی تھیں زیادہ ترانہی اورادو وظائف کی مداومت کرتے جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے اپنی عبادت میں ساری رات نہ جاگتے بلکہ کچھ دیر سو رہتے اور فرماتے کہ جو شخص عبادت میں تمام رات بیدار رہا اس نے ترک سنت کیا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے ''انا اُصلی و انام'' یعنی میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ کھانا تنہا تناول کرنا پسند نہ فرماتے بلکہ تقسیم کر کے کھاتے اور فرماتے حدیث میں ہے وہ شخص ملعون ہے جو تنہا کھانا کھاتا ہے اور اپنے غلام کو مارتا ہے اور بخل کرتا ہے آگ کی پکی ہوئی چیزوں کو کھا کر کلی کرتے کہ یہ سنت ہے کھانا کھا کر دوگانہ شکرانہ ادا فرماتے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص دوگانہ شکرِ طعام ادا نہیں کرتا اور سو رہتا ہے اس کا دل سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ پانی پیتے تو تین سانسوں میں پیتے اور فرماتے یہی حضرت مصطفےٰ ؐ کا طریقہ تھا۔ ریشمی اور باریک کپڑوں کو نامشروع سمجھتے۔ ایک بار سلطان فیروز شاہ نے آپ کی خدمت میں چونتیس جوڑے کپڑے بھیجے، اِنکو دیکھ کو کر فرمایا اگر مشروع ہیں۔ تو پہنوں گا ورنہ نہیں پہنوں گا پھر یہ حدیث پڑھی کہ ریشم اور سونا رسول اللہ ﷺ کی اُمت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے واسطے حلال کیا گیا ہے۔ اسی طرح باریک کپڑوں کے متعلق فرماتے رسول اللہ ؐ کا قول ہے کہ جس کا باریک کپڑا ہوا اسکا دین باریک ہوا، پیروِی سنت میں گریبان کے بغیر کُرتے

پہنتے ایک بار ایک مرید نے جوتیوں کا جوڑا خدمت میں پیش کیا اس کو قبول کر کے فرمایا نعلین پہننا سنت ہے فرماتے میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہؐ کے نعلین مبارک کو دیکھا ہے اور اپنی آنکھوں پر رکھا ہے جب کوئی ہدیہ پیش کرتا تو کسی نہ کسی صورت میں اسکا بدلہ ضرور دیتے اور فرماتے صحاح میں ہے کہ جو شخص تمھارے لئے کوئی ہدیہ لائے تو تم اس کو بدلہ دو اگر بدلہ دینے کی قدرت نہیں رکھتے ہو تو اس کے واسطے دعائے خیر کرو یہاں تک کہ تم کو معلوم ہو جائے کہ دعا ہدیہ کا بدلہ ہو گیا چنانچہ مراۃ الاسرار میں ہے۔

''در جمیع امور صوری و معنوی قدم بقدم حضرت رسالتؐ پناہی می رفت''

کہ آپؒ تمام اُمور میں صوری ہوں یا معنوی قدم بقدم حضورؐ کی پیروی کرتے تھے۔

تلقین وارشاد

ہندوستان میں آپ کا زیادہ تر قیام اُوچ میں رہا کبھی کبھی دہلی اور دوسرے مقامات کو بھی جایا کرتے تھے لیکن جہاں بھی جاتے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھتے مجلسوں میں زیادہ تر کلام پاک احادیثِ نبویؐ اور فقہ پر خطاب فرماتے اور سلوک و معرفت کی تعلیم دیتے نہ صرف ہندوستان کے مختلف گوشوں بلکہ بیرونی مقامات سے بھی لوگ روحانی و باطنی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے آتے ایک بار حضرت خواجہ محمد ظفاری عرب سے آئے

اور تہجد کے وقت حجرے میں آکر عربی زبان میں عرض کیا۔

اے مخدوم میں ایک رات ذکر خفی کر رہا تھا کہ ایک آدمی میرے داہنے طرف سے آیا اور اُسنے مجھ سے کہا کہ تو دعا پڑھ کہ اے رب تو معبودِ عالم ہے میں جاہل ہوں، مجھ کو علم دے تا کہ علم کے ساتھ تیری عبادت کروں ورنہ ہلاک ہو جاؤں گا۔ خواجہ محمد ظفاری نے حضرت مخدوم جہانیاں سے پوچھا اس کی تعمیل کیا ہے جواب میں فرمایا کہ تم ابھی دینی علوم حاصل کرو۔

ایک بار عراق کے سادات آئے اور کچھ نذرانے ساتھ لائے اس وقت عوارف کا درس ہو رہا تھا سادات نے عرض کیا کہ ہم کو قدم بوسی کا اشتیاق تھا یہ سُن کر حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے اپنے خادم خاص سے شیرینی لانے کو کہا اور یہ حدیث پڑھی کہ جو شخص کسی زندہ آدمی کی ملاقات کو آئے اور اس کے یہاں کوئی چیز نہ چکھے تو گویا اس نے کسی مردے کی زیارت کی پھر سادات کو مخاطب کر کے فرمایا تم کو ذوق معنوی وصوری دونوں حاصل ہو گئے تم نے عوارف کا سبق سُنا اس سے ذوق معنوی حاصل ہوا پھر مسکرا کر کہا تم نے شیرینی کھائی اس سے ذوق صوری کی تسکین ہوئی، شرینی کھلاتے وقت فرمایا جو شخص روزہ دار نہ ہو وہ کھائے روزہ دار نہ کھائیں پھر فرمایا حدیث میں ہے کہ جب روزہ داروں کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے ان کی مغفرت کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں کیونکہ ایسی حالت میں روزہ دار اپنے دل پر

جبر کرتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو ثواب ملتا ہے۔

سومرہ حاکم پاگل ہو گیا

اُوچ میں حضرت مخدوم جہانیاںؒ کا قیام بالعموم مسجدِ حاجات میں ہوا کرتا تھا، حضرت نصیر الدین چراغ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ بھی اسی مسجد میں معتکف رہے تھے اس لئے اس مسجد کا نام مسجد الحاج یا مسجد حاجات مشہور ہو گیا۔ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے بھی اسی مسجد میں چلہ کیا تھا اور اس کے کنوئیں میں نماز معکوس ادا کی تھی، رمضان شریف کے آخری عشرہ میں حضرت مخدوم جہانیاںؒ اس مسجد میں معتکف ہوئے اور آپ کے ساتھ بہت سارے مرید بھی اس اعتکاف میں شامل تھے۔ اُوچ کا حاکم سومرہ آپ کی ملاقات کیلئے آیا حاکم نے جب معتقدین کا ہجوم اور مریدوں کی اس قدر محبت و جانثاری دیکھی تو ملکی و سیاسی خیال سے اُس کو اندیشہ ہوا اُس نے حکم دیا کہ اُوچ سے حضرت مخدوم جہانیاںؒ اور انکے سب مریدوں کو نکال دیا جائے سومرہ کی فوج درویشوں کو مسجد سے نکالنے کیلئے آمادہ ہو گئے اور تشدد کرنے لگے حضرت سیّد مخدوم جہانیاںؒ نے غضبناک نگاہ سے سومرہ کی طرف دیکھا تو وہ اسی وقت دیوانہ ہو گیا کپڑے پھاڑنے لگا اور پتھر اُٹھا کر لوگوں کے پیچھے دوڑنے لگا پھر سومرہ کو گرفتار کر کے بند کر دیا گیا۔

اولاد دکھاتا تھا اس کے گھر بیٹا پیدا ہوتا تھا ایک دن حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی قبر مبارک پر تشریف لے گئے اور اپنے ہاتھ کو دراز کر کے کہا

السّلام علیک یَا معین الدین

حضرت خواجہ اجمیر کی قبر سے ہاتھ نکلا اور کہا اے سیّد المرسلین کے بیٹے تم پر بھی سلام ہو۔

خاک کربلا کی تاثیر

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں جس روز امام الثقلین حضرت امیر المومنین امام حسین علیہ السلام کا خون کربلا معلیٰ کی زمین پر گراتھا تو ذات صمدیت کا خاص فرمان حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہنچا تھا کہ چند قطرے خون کے زمین کربلا پر پڑے رہیں اور باقی خون شیشی میں بند کر لے جو قطرے خون کے زمین کربلا پر گرے اس کی وجہ اس خاک کی تاثیر یہ ہے کہ جس کو کوئی زحمت پہنچے مثلاً لنگڑا یا کوڑھی یا بہرا گونگا اُس جگہ کی تھوڑی سے خاک لیکر ملے وہ بقدرتِ الٰہی اچھا ہو جائے اس زمین میں ایک غار مقدار چوبیس گز عمیق کنوئیں کی مانند ہو گیا ہے وہ کنواں عاشور کے دن مانند دیگ کلاں کے جوش میں آتا ہے یہ فقیر زیارت کر کے وہاں سے نیاز لایا وہاں امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک کے پایان میں پانچ سیر کی ایک سرمہ

دانی ہے جو وہاں زیارت کیلئے جاتا ہے وہ تبر کاً سلائی بھر آنکھوں میں لگاتا ہے اور قبر مبارک کے پایان میں ایک چشمہ ِ آب رواں رہتا ہے اس سے پانی زراعت کو دیا جاتا ہے۔

قلعہ خیبر کا مشاہدہ

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ فرماتے ہیں کہ قلعہ خیبر کا دروازہ لوہے کا ہے اور اس کا وزن بارہ ہزار سات سو چھ من ہے اس کے ارگرد سات قلعے تھے اور اس میں خندق کی گہرائی ستر گز تھی اس میں ایک کافرہ عورت قلعہ کی حاکم تھی جب پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باری باری اپنے اصحاب کو لشکرِ عظیم کے ساتھ بھیجا لیکن مسلسل ناکامی ہوئی آخر جب صبح ہوئی تو آپ نے امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں نیزہ دیا اور ایک گروہ ان کے ساتھ مقرر فرمایا جب قلعہ پر پہنچے تو بارہ لنگر اس حصار کے کئے آوازِ حیدری سے ہر چیز ہلنے لگی لنگر جڑ سے اُکھڑ کر خندق میں مثل پُل کے گِر پڑا چونکہ خندق ستر گز گہری تھی اس لئے ان گِرے ہوئے پتھروں سے سب کچھ چھپ گیا امیر المومنین نے دونوں کندھوں کے نیچے دیوار دروازہ قلعہ پر رکھ کر ساری دیوار قلعہ خیبر کی اُٹھالی اور اس دیوار کو خندق پر پل بنا کر اپنے ہاتھوں پر لئے کھڑے رہے چنانچہ تمام اصحاب اسکے اوپر سے گزر گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو امیر المومنین کے ہاتھ

کانپنے لگے امیر المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ جلدی سے اس دیوار سے گزر جایئے کیونکہ میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس دیوار سے گزر گئے امیر المومنین نے دروازہ خیبر کا ایک بھاری پتھر اپنے ہاتھ میں بطور سپر کے لیکر قلعہ کے اندر داخل ہوئے جو آدمی ایمان لے آیا اُس کو آپ نے چھوڑ دیا اور جس نے انکار کیا اس کو مار ڈالا سینکڑوں آدمی آپ کے ہاتھوں سے مارے گئے حاکمہ عورت ساتویں قلعہ کے اوپر سے جنابِ امیر کی قوت کو دیکھ کر بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی جس سے وہ زخمی ہو گئی جنابِ امیر نے اس عورت کو رسول کریمؐ کی خدمت میں بھیج کر اُس قلعہ کے بیچ میں اسلام کا جھنڈا کھڑا کیا۔ جب وہ حاکمہ عورت سرور کائنات کی خدمت میں پہنچی تو آپؐ نے فرمایا تجھے کس نے مارا ہے وہ بولی میں اُس سرخ چہرے والے میانہ قد آدمی کے خوف سے زمین پر گری سرور کونین متعجب ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام بحکم خدا حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے میرے شیر علی المرتضیٰ کی اسقدر قوت سے تعجب کیا ہے یہ قوت علی سے اسلام کے واسطے ظاہر ہوئی ہے جب حضرت علی واپس لوٹے تو جبرئیل نے سلام کے بعد عرض کیا کہ اسلام کی جڑ حیدر کے ہاتھوں مضبوط کی گئی۔

سلطان فیروز شاہ کی عقیدت

سلطان فیروز شاہ کو حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے بڑی عقیدت پیدا ہوگئی جب حضرت مخدوم جہانیاں فیروز آباد میں تشریف لاتے تو بادشاہ مند تک استقبال کیلئے جاتا بادشاہ آپ کو بڑے اعزاز و اکرام سے شہر میں لاتا جب آپ اپنی قیام گاہ سے مقررہ طریقے کے مطابق سلطان فیروز کی ملاقات کیلئے تشریف لاتے جیسے ہی وہ محل حجاب میں پہنچ کر سلام کرتے سلطان اپنے تخت گاہ پر کھڑا ہو جاتا اور بے حد تواضع سے پیش آتا جب حضرت مخدوم جہانیاںؒ واپس جاتے تو فیروز شاہ جام خانہ کے اوپر تعظیم کیلئے کھڑا ہو جاتا اوچ اور دہلی کے باشندے اپنی اپنی حاجات حضرت مخدوم جہانیاں کی خدمت میں پیش کرتے آپؒ اپنے خدام کو حکم دیتے کہ ان کی حاجات کو قلمبند کرلیں سلطان ان کا غذات کو پڑھ کر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرتا۔

۷۶۴ھ میں سلطان فیروز شاہ جام اور بابنھ کیخلاف ٹھٹھہ پر حملہ آور ہوا تو حضرت مخدوم جہانیاںؒ ہی کی مساعی جمیلہ سے سلطان اور اہل ٹھٹھہ کے درمیان صلح ہوئی، شاہی فوج کے محاصرہ سے ٹھٹھہ میں قحط پڑنے لگا تو وہاں کے لوگ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی مداخلت کے خواہاں ہوئے ان کی دعوت

پر حضرت مخدوم جہانیاںؒ اُوچ سے ٹھٹھہ فیروز شاہ کے لشکر میں تشریف لائے جب آپؒ لشکر میں پہنچے تو تمام اہل لشکر نے دل وجان سے قدم بوسی کی کوشش کی حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے ان سے فرمایا بابا اطمینان رکھو انشاءاللہ چندروز میں فتح ہو گی جب آگے بڑھے تو فیروز شاہ نے نہایت عقیدت سے استقبال کیا، حضرت مخدوم جہانیاں نے سلطان فیروز کو فرمایا ایک پارسا اور صالحہ عورت ٹھٹھہ میں موجود تھی اُس کی دعا کی برکت کی وجہ سے ٹھٹھہ فتح نہیں ہوتا تھا میں خدا کی بارگاہ میں دعا کرتا تھا لیکن وہ پاک دامن درمیان میں حائل ہو جاتی تھی اب تین روز ہوئے کہ اس عورت نے جنت کی راہ لی اب ٹھٹھہ جلد فتح ہو جائے گا اہل ٹھٹھہ کو معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ شاہی لشکر میں تشریف فرما ہیں تو ان کی خدمت میں متواتر پیامات روانہ کئے اور اپنی مصیبت کا اظہار کیا حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے بھی اہل ٹھٹھہ کی طرف سے سلطان کو مطمئن کیا اور سلطان فیروز نے اہل ٹھٹھہ کے مطالبات سے دو چند فرمایا۔

حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی صحبت کا اثر

حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی صحبت کا اثر سلطان فیروز کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے ظاہر ہوتا رہا سلطان فیروز شاہ نے ممالک محروسہ سے تمام غیر مشروع امور کو جو خلاف شرع ملک میں رائج تھے دور کیا اور جو

رواج خلافِ شرع نظر آئے ان کو موقوف کر دیا سلاطین کے خلوت خانہ میں مصور نقاشی کیا کرتے تھے فیروز شاہ نے اُس نقاشی کو ختم کروا کر اس کی جگہ باغات وقدرتی مناظر کے نقش ونگار بنانے کا حکم دیا سلاطین کے قدیم محلات میں لوہے اور تانبے چاندی اور سونے کے بت اور دوسری مورتیں رکھی جاتی تھیں فیروز شاہ نے اُن کو ختم کروایا اسی طرح سونے اور چاندی کے ظروف میں خورد ونوش کرتے تھے ان کی جگہ پتھر اور مٹی کے برتن استعمال کرنے شروع کیے ،شاہی خلعت ،لگام ،زین،سواری کے پٹے ،طشت پیالہ ،صراحی ،لوٹا،خیموں، پردوں،تخت،کرسی اور تمام ساز وسامان پر غیر مشروع تصاویر کو ختم کرا دیا۔خراج ،اراضی،عشور،زکوۃ،جزیہ،لاوارثوں کا مال غنیمت اور معدنیات کا خمس جو قرآن پاک کے احکامات کے مطابق نہ ہو وہ بیت المال میں جمع نہ کیا جائے۔

سات اعضاء کا ذکر الٰہی کرنا

حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں تنہائی میں حضرت مخدوم جہانیاںؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے اعضاء مبارک سات جگہ علیحدہ علیحدہ پڑے ہوئے ہیں اور ہر حصہ ذکرِ الٰہی میں مشغول ہے دوسری مرتبہ میں نے آپ کی زیارت کی تو آپ مجھے مجسم نور نظر آئے تمام حجرہ روشن تھا حجرہ کی دیواروں

سے روشنی باہر آ رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد آپ اپنی ظاہری حالت میں آئے اور فرمایا تجھے مبارک ہو۔

نصیحت

ایک مرتبہ کچھ درویش عرب سے آئے حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے ان سے پوچھا کہ کس خاندان سے ہو انہوں نے عرض کیا سیّد احمد کبیر کے خاندان سے، آپ نے فرمایا سید احمد کبیر سے میں نے خرقہ پہنا ہے اور انہوں نے مجھے خرقہ پہنانے کی اجازت دی ہے وہ صوفی تھے اور سنت کے مطابق کپڑے پہنتے تھے اس کے بعد درویشوں کو نصیحت فرمائی کہ تم علمِ شریعت پڑھو سنت کے پابند رہو، اور بدعت سے بچو، پھر اُن کو توبہ کی تلقین فرمائی اور خرقہ پہنایا۔

یمن کا غار

حضرت مخدوم جہانیاںؒ فرماتے ہیں جس زمانہ میں میں سفر میں تھا یمن میں ایک پہاڑ پر پہنچا تین روز میں اوپر گیا اور تین روز میں نیچے آیا اس پہاڑ پر ایک غار دیکھا اذان کی آواز سنی تو غار میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک بڑی جماعت نماز پڑھ رہی ہے جب نماز ختم ہوئی تو میں نے ہر شخص سے مصافحہ کیا اور جب تمام لوگ چلے گئے تو ایک شخص وہاں رہ گیا میں نے اس کے قریب جا کر پوچھا یہاں کوئی اور غار نہیں انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا پھر اے

آدمی کہاں سے آتے ہیں اس شخص نے کہا میں تنہا اس غار میں ہوں اور جو لوگ آتے ہیں وہ ابدال ہیں وہ میری وجہ سے آتے ہیں تا کہ میں نمازِ باجماعت ادا کروں میں نے اس شخص سے پوچھا کہ تم شہر میں کیوں نہیں رہتے تا کہ لوگ تم سے فائدہ اٹھائیں اس نے جواب دیا کہ میرے پاس ایک موذی کتا ہے اس کو میں نے قید کرلیا ہے تا کہ وہ کسی کو کاٹ نہ کھائے جب نیک ہو جائے گا تو اس کو آبادی میں لے جاؤں گا۔ (موزی کتے سے مراد اسکا نفس تھا) اس لئے میں خلوت میں آ کر بیٹھا ہوں۔ ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں سفر میں میں ایک درویش کے پاس پہنچا میرے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد وہ غائب ہو گیا اور پھر کچھ دیر کے بعد وہاں نظر آیا اس کی آنکھیں اشکبار تھیں میں نے پوچھا تم کہاں گئے تھے اس نے جواب دیا عالم ملکوت میں گیا تھا میں نے دریافت کیا تمہاری آنکھیں نم کیوں ہیں وہ بولا میں لوگوں کو دیکھ رہا تھا کہ وہ دنیا میں غرق ہو رہے ہیں اور اپنی خبر نہیں رکھتے میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں کہ لوگ چند روزہ زندگی کیلئے ایک مردار پر جان دے رہے ہیں۔

فرماتے ہیں جب میں دمشق پہنچا تو ایک بڑے درویش سے ملا انہوں نے مجھ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا ایک روز اصفہان میں تھا وہاں ایک بزرگ تھے جو بڑے صاحبِ کشف و کرامات تھے آٹھ سو سجادہ نشینوں کی

زیارت تھی اور ہر ایک سے مستفیض ہوئے تھے، خواجہ شمس العارفین کے نواسے نے بھی انسے استفادہ کیا تھا انہوں نے ان کو نصیحت کی تھی کہ بادشاہوں، امیروں اور دولت مندوں کی صحبت سے پرہیز کرنا تاکہ آخرت میں نجات ہو۔ اس کے بعد فرماتے ہیں غزنی میں تھا تو ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی وہ ایک کتاب پڑھ رہے تھے میں نے اس کو لکھتے دیکھا کہ جو درویش عالم امیروں اور دولتمندوں کی صحبت میں رہتا ہے اسکو قیامت کے دن دوزخ میں جگہ ملے گی فرماتے ہیں میں شارستان میں تھا تو ایک چرواہا آیا اور مجھے کہا اے سیّد جلال الدین مجھ کو بیعت کیجئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں سب کچھ رکھتا ہوں لیکن کسی کی بیعت نہیں کی میں نے اس کو بیعت کر لیا لیکن بیعت ہونے کے بعد وہ میرے سامنے سے غائب ہوگیا اس نے ابدال کی جماعت میں شرکت کرلی لیکن جب میں مکہ معظّمہ پہنچا تو دیکھا کہ وہ مسجد حرام میں معتکف ہے اسکو دین کے کاموں میں ہوشیار پایا۔

شیخ نصیر الدینؒ کی ملاقات

ایک دن امام عبداللہ یافعیؒ نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے خانہ کعبہ میں فرمایا کہ دہلی سے بڑے بڑے مشائخ اُٹھ گئے ہیں تاہم ان کی برکت کا اثر شیخ نصیر الدین محمود میں موجود ہے ان کی ذات بابرکات بہت غنیمت ہے

وہ چراغ دہلی ہیں اور مشائخ کی رسموں کو زندہ کرنے والے ہیں حضرت مخدومؒ نے یہ سنا اور حضرت شیخ نصیر الدین سے ملنے کے مشتاق ہوئے مکہ سے دہلی پہنچے حضرت شیخ نصیر الدین نے حضرت مخدوم جہانیاںؒ کو دیکھ کر فرمایا شیخ عبداللہ یافعیؒ کی بدولت تمہارے دیدار سے مشرف ہوا حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے عرض کیا شیخ عبداللہ یافعیؒ پر اللہ کی رحمت ہو کہ ان کی بدولت آپ کی خدمت بابرکات میں پہنچا حضرت شیخ نصیر الدین نے خوش ہو کر آپ کو خرقہ خلافت چشت عطا فرمایا اور اس کے بعد حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ابن بطوطہ

مشہور سیاح ابن بطوطہ سیاحت کے دوران ۷۳۴ھ میں اُوچ پہنچا تو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت مخدوم نے ابن بطوطہ کو اپنا خرقہ عطا فرمایا۔

تلسی داس پنڈت

حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے ایک دفعہ تلسی داس پنڈت کو دیکھا کہ وہ تین سو مریدوں کے ساتھ گنگا میں آشنان کرنے کیلئے جا رہا ہے حضرت مخدوم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہاں جا رہے ہو تو پنڈت نے کہا کہ گنگا

میں آشنان کرنے کیلئے جا رہے ہیں آپ نے کہا اگر گنگا یہاں ہی تمہارے پاس آ جائے تو اسلام قبول کر لو گے اس نے کہا اگر واقعی ایسا ہو تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، حضرت مخدومؒ نے کہا اپنی آنکھیں بند کر لو اور جب آنکھیں کھولنے کو کہا تو اس نے دیکھا کہ گنگا ان کے پاس بہہ رہی تھی اس وقت پنڈت نے تین سو لوگوں سمیت آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور آپ کے مرید ہو گئے۔

انگریز خاتون

ایک فرنگی خاتون کی بیٹی بوسٹن یونیورسٹی امریکہ میں (The History of Makhdom) کے تھیسس میں لکھتی ہے کہ میں ستر ملکوں میں سفر کر سکی ہوں اور میری ہمت جواب دے چکی ہے اور میں حیران ہوں اس شخص پر یا تو زمین اس کیلئے سمٹ گئی یا باطنی مخلوق اسکی تسخیر میں تھی اس فرنگی خاتون نے اُوچ شریف حضرت مخدوم کے مزار پر حاضری دی اور مشرف با اسلام ہوئی اور اسنے تین سو لڑکیاں مسلمان کیں اور دس ملین ڈالر راجن پور کے گدی نشین کو بطور ہدیہ دیے۔

معانی بدل جاتے ہیں

ایک دن حضرت مخدوم جہانیاںؒ جامع مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے تشریف لے گئے تو موذن نے اذان میں ''اکبر'' کی جگہ ''اکبار'' کہا تو آپ

نے فرمایا یہ کفر ہے سید الحجاب اور صدر جہاں کی توجہ اس طرف دلائی جب سلطان کو خبر ہوئی تو موذن کو طلب کیا اس کو جان کے لالے پڑ گئے موذن حضرت مخدومؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شاہی عتاب کا ذکر کیا حضرت مخدومؒ نے اسکی دلجوئی کی اور فرمایا میں سلطان سے کہوں گا کہ تمہاری روٹی موقوف نہ کرے لیکن ''اکبار'' نہ کہنا اور نہ ہی ''حی علی الصلوۃ'' کی بجائے ''حیا علی الصلوۃ'' کہنا کیونکہ اس سے معانی بدل جاتے ہیں۔

حضرت بدرالدین یمنیؒ کا زندہ ہونا

ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ جدّہ کی ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے وہاں ایک جنازہ جارہا تھا، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ جنازہ حضرت بدرالدین یمنیؒ کا ہے جو حج سے ہو کر یہاں انتقال فرما گئے ہیں آپؒ نے فرمایا لوگو دفن میں جلدی نہ کرو، ممکن ہے کہ اِن کو سکتہ کی شکایت ہو آپ کے فرمان کے مطابق جنازہ رکھ دیا گیا آپؒ نوافل ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہوئے اور اس آیت کو پڑھنا شروع کر دیا۔

یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ

اتنے میں بدرالدین یمنیؒ کی نعش میں حرکت شروع ہو گئی اور زندہ اُٹھ بیٹھے۔

مچھلی جہاز میں آگری

ایک مرتبہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ حج کے موقعہ پر جہاز میں سفر فرما رہے تھے راستہ میں ایک غلام نے مچھلی کھانے کی خواہش ظاہر کی آپؒ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندوں کی خواہش پوری کرے گا اتنے میں سمندر سے ایک مچھلی جہاز میں آن پڑی آپؒ کے ہمراہی خادم کی خواہش پوری ہوگئی۔

جھوٹا پیر

ایک مرتبہ ایک شخص شہر اُوچ میں وارد ہوا وہ اپنے آپ کو ولی اللہ کہتا تھا اس کے پاس خواص و عام کا ہجوم رہنے لگا حضرت مخدومؒ بھی اس سے ملنے کیلئے چلے گئے جب اُس کے پہلو میں جا کر بیٹھے تو اُس نے کہا اے سیّد ابھی ابھی حق تعالیٰ میرے پاس سے گیا ہے حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ یہ سن کر غضبناک ہوئے اور فرمایا اے بد بخت تو کافر ہو گیا ہے پھر سے کلمہ شہادت پڑھ پھر آپؒ اسی وقت اُٹھ کر شہر کے قاضی کے پاس گئے اور اس سے کہا اس بد بخت کو طلب کرو اگر وہ توبہ کر لے تو معاف کر دو ورنہ اس کو قتل کرنے کا حکم دو مقطع شہر اس شخص کا معتقد تھا اس لئے قاضی نے مقطع کے خوف سے سزا دینے میں پس و پیش کیا حضرت مخدوم نے مقطع کے پاس پیغام بھیجا کہ ایک جھوٹا شخص کفر پھیلا رہا ہے اگر تم نے اسکو سزا نہ دلائی تو پھر

بادشاہ سے جا کر کہوں گا بالآخر وہ شخص شہر بدر کر دیا گیا۔

حضرت مخدوم جہانیاںؒ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ سے بکھر واپس آیا تو لوگ مجھ سے ملنے آئے انہوں نے کہا قصبہ الور کے پاس ایک پہاڑ کے غار میں ایک درویش رہتا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو نماز معاف کر دی ہے یہ سن کر میں اس کے پاس گیا میں نے اُسے سلام نہیں کیا بلکہ جا کر بیٹھ گیا اور پوچھا تم نماز کیوں نہیں پڑھتے حضور علیہ السلام کا قول مبارک ہے ''الفرق بین المومن والکافر الصلوٰۃ'' یعنی مومن اور کافر کے درمیان صرف نماز فرق کرتی ہے اُس درویش نے کہا میرے پاس جبرئیل آتے ہیں بہشت کا کھانا لاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا سلام پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے لئے نماز معاف کر دی گئی ہے اور تم خاص مقرب ہو گئے ۔میں نے کہا بیہودہ مت بکو۔محمد رسول اللہؐ کیلئے تو نماز معاف نہیں ہوئی تجھ جیسے جاہل کیلئے کیسے معاف ہو سکتی ہے۔وہ تو شیطان ہے جو تیرے پاس آیا تھا جو کہتا ہے میں جبرئیل ہوں جبرئیل وحی کا فرشتہ ہے وہ پیغمبروں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں آتا اور جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے وہ غلیظ ہے اُس درویش نے کہا وہ کھانا بہت ہی لذیذ ہوتا ہے میں نے کہا اب جب وہ فرشتہ آئے تو ''لاحول ولا قوۃ اِلا باللہ العلی العظیم'' پڑھنا میں جب دوسرے دن اُس کے پاس گیا تو وہ میرے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ میں نے

تمہاری بات پر عمل کیا جب وہ فرشتہ آیا تو میں نے لاحول ولا قوۃ پڑھا تو
میرے سامنے سے غائب ہو گیا اور جو کھانا اُس نے دیا وہ غلیظ ہو کر میرے
ہاتھ سے گر پڑا اور میرے کپڑے نجس ہو گئے حضرت مخدوم جہانیاںؒ
فرماتے ہیں کہ میں نے اس بے نمازی درویش سے توبہ کرائی اور اسکی جو
نمازیں فوت ہوئیں تھیں ان کی قضا پڑھوائی۔

ترک وتجرید

حضرت مخدوم جہانیاںؒ مقامِ ترک وتجدید کے حامل تھے ایک دفعہ
ایک شاگرد نے ہزار دینار پیش کئے لیکن آپؒ نے وہ دینار اپنے ان ہمرایوں
کے حوالے کر دیے جن کو اپنی لڑکیوں کی شادیاں انجام دینی تھیں آپ کے
پاس جتنی چیزیں آتیں رات کو تقسیم فرما دیتے یہاں تک کہ خانقاہ میں پانی
بھی نہ رہتا اور آپ فرماتے ترک و تجرید باطن میں محبت پیدا کرتی ہے پھر
محبوب کے سوا کسی اور چیز کی طلب نہیں رہتی جب کوئی چیز پاس نہ ہوتی تو
قرض لے کر مدد فرماتے ایک بار ایک وظیفہ لینے والا شمس الدین مسعود عراقی
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آج اُن کو وظیفہ نہیں مِلا خادم کو بُلا کر
پوچھا تو اس نے عرض کیا آج کہیں سے فتوح نہیں آیا فرمایا بقال سے قرض
لے کر وظیفہ دے دو سیّد شمس الدین مسعود عراقی نے کہا کہ کافر سے قرض لینا
مکروہ ہے آپؒ نے فرمایا حاجت کے وقت مسلمان اور کافر سے قرض لینا

درست ہے۔

آیت کے غلط استعمال پر ٹوکا

ایک مرتبہ آپؒ کی خدمت میں ایک سیّد آیا انھوں نے اپنے کفن کا کپڑا مانگا اس وقت آپؒ کے پاس کوئی کپڑا نہ تھا اور نہ دام تھے جاڑے کا بستر موجود تھا خادموں سے فرمایا جاڑے کا موسم ختم ہو چکا ہے بستر سے روئی نکال لو اور کپڑا کفن کیلئے دے دو روئی بیچ کر دام رکھ لو تا کہ درویشوں کے وظیفے کیلئے کام آئے یہ کہہ کر نماز میں مشغول ہو گئے خادم خاص نے ایسا ہی کیا اور کہنے لگا قطب عالم کیسی شفقت رکھتے ہیں پھر یہ آیت پڑھی۔

"وما ارسلنک اِلا رحمة للعلمین"

حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے یہ آیت سنی تو نماز توڑ دی اور فرمایا یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں ہے کسی اور کیلئے نہیں ہو سکتی۔

آپؒ کا خلق

ایک بار ایک عرب آیا اور کہا کہ میں لکھنوتی کی طرف جانا چاہتا ہوں مجھ کو زادِ راہ اور کپڑے دیجئے اسی وقت ایک مرید ایک طشت میں مصری تحفہ لایا حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے عرب سے کہا کہ تم یہ لے لو اُس نے لے

لیا، پھر کپڑے کا طلبگار ہوا جسم مبارک پر جو کپڑا تھا وہ کسی نے عاریۃً پہنا دیا تھا کہ وہ متبرک ہو جائے اس لئے عرب سے فرمایا یہ کپڑے میری مِلک ہوتے تو میں تم کو دے دیتا وہ عرب کسی طرح راضی نہ ہوا خلفاء نے اُس پر غصے کا اظہار کیا عرب نے کہا اے مخدوم آپ کے خادم مجھے مارنا چاہتے ہیں فرمایا اگر وہ تمہیں ماریں تو مجھے مار ڈالنا میں نے اپنا خون تجھے معاف کیا اور ساتھ ہی اپنی گردن جھکا دی عرب یہ خلق دیکھ کر بیحد متاثر ہوا اور قدموں میں گِر پڑا حضرت مخدوم جہانیاں نے اس کو بغل میں لے لیا اور اپنی ٹوپی پہنا کر رخصت کیا۔

وصال مبارک

آپ علاؤ الدین خلجی کے دور میں پیدا ہوئے اور فیروز تغلق کے دور میں وصال فرمایا آپؒ نے اٹھہتر سال ایک مہینہ اور چھبیس دن عمر پائی بیماری کے ایام میں آپ نے اپنے مرید قوام الدین سے مشورہ کیا کہ نعمتِ سجادگی و امانت پیرانِ کبار کس کے سپرد کروں قوام الدین نے حضرت صدر الدین راجن قتال کا نام پیش کیا آپ نے پسند فرمایا اور حضرت راجن قتال کو خلعت خلافت سے سرفراز کر کے پیرانِ کبار کی تمام امانتیں ان کے سپرد فرمائیں آپ نے ۱۰ ذوالحجہ ۷۸۵ھ کو وصال فرمایا اُوچ شریف ضلع بہاولپور میں ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کو آپ کا عُرس منایا جاتا ہے۔

اولاد

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی بہت ساری اولاد تھی اور ان کے اکثر فرزند ولایت کے مرتبہ پر فائز ہوئے آپ کے ملفوظات میں آپکے بیٹوں کے نام یہ ہیں
سیّد شمسؒ، سیّد ماہؒ، سیّد صدر الدینؒ، سیّد ناصر الدینؒ ان کی قبور سکر دو وبکھر میں ہیں۔
تذکرۃ اولیاء میں علامہ دین محمد عباسی نے تحریر کیا کہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے تین صاحبزادے تھے
سیّد ناصر الدینؒ، سیّد عبد اللہؒ، سیّد محمد جمال الدین اکبرؒ
حضرت سیّد ناصر الدینؒ کثیر الاولاد تھے، سیّد عبد اللہؒ کے متعلق نواب صدیق حسن نے فرع نامی میں لکھا کہ آپ لاولد تھے اور آپ کا روضہ دہلی میں قدم شریف کے پاس ہے بعض روایات میں ہے کہ آپ کی اولاد اطراف دہلی اور کرنال میں ہے یہی زیادہ صحیح ہے۔ سیّد محمد جمال الدین اکبرؒ کی اولاد دکن، مدراس، میسور اور ملتان کے علاقوں میں آباد ہے۔

خلفاء

حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز تھی

دارالمنظوم میں بیالیس خلفاء کے نام ملتے ہیں جو اپنے دور کے عظیم شیوخِ طریقت تھے آپ کے خلیفہ اعظم آپکے بھائی سیّد صدرالدین راجن قتالؒ تھے جبکہ مریدین کی تعداد ثمرات القدس کے مطابق پونے دولاکھ کے قریب تھی۔

سلاطین وقت

حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے سات سلاطین وقت کا دور پایا جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) علاؤالدین خلجی سنہ ۷۱۲ھ (۲) شہاب الدین سنہ ۷۱۷ھ

(۳) قطب الدین شاہ سنہ ۷۱۷ھ تا سنہ ۷۲۰ھ

(۴) ناصرالدین خسرو سنہ ۷۲۰ھ تا سنہ ۷۲۱ھ

(۵) غیاث الدین تغلق سنہ ۷۲۱ھ تا سنہ ۷۲۵ھ

(۶) محمد تغلق سنہ ۷۲۵ھ تا سنہ ۷۵۲ھ

(۷) فیروز تغلق سنہ ۷۵۲ھ تا سنہ ۷۹۰ھ

ملفوظات

حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے مختلف ملفوظات کے مجموعوں کے درج ذیل نام ہیں۔

(۱) جامع العلوم (۲) خزانہ جلالی (۳) جواہر جلالی

(۴) مظہر جلالی (۵) سراج الھدیہ (۶) رسالہ مکیہ
(۷) اربعین صوفیہ (۸) اسرار العارفین وسیر الطالبین

جامع العلوم

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے ملفوظات کا یہ مجموعہ جامع العلوم کے نام سے مشہور ہے اس مجموعہ کو مولانا ابو عبداللہ علاؤ الدین علی بن سعد بن اشرف دہلوی نے مرتب کیا۔ مولانا علاؤ الدین حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے مرید تھے دہلی میں حضرت مخدوم کا دس ماہ قیام رہا۔ مولانا دن رات آپ کی خدمت میں رہے ۲۸ ربیع الآخر ۷۸۱ھ سے ۷ محرم ۷۸۲ھ تک آپ کے ملفوظات جمع کرتے رہے جب کبھی حضرت مخدوم بیان فرماتے تو مولانا علاؤ الدین کو مخاطب کرتے اور فرماتے لکھ لو اگر کسی کو ان ملفوظات کے سمجھنے میں دشواری ہوتی تو ان کے مکان پر جا کر حل کر لیتے۔ جامع العلوم کا اُردو ترجمہ ''الدر المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم'' کے نام سے دو جلدوں میں ۱۳۰۹ھ میں مطیع انصار دہلی سے شائع ہوا اُردو ترجمہ کے فرائض مولوی ذوالفقار احمد سارنگ پوری نے ۱۳۴۰ھ میں سر انجام دیئے الدر المنظوم آٹھ سو بہتر صفات پر مشتمل ہے اس میں تصوف کے حقائق و معارف اور شرعی فقہی اخلاقی اور معاشرتی مسائل کا بیان ہے الدر المنظوم کو ۱۳۸۲ھ میں ملتان کے ایک بزرگ حکیم غلام محبوب سبحانی نے طبع کرایا۔

جامع العلوم کے خطی نسخہ جات

جامع العلوم کا ایک خطی نُسخہ سنٹرل لائبریری حیدر آباد دکن اندھرا پردیش میں ہے نمبر شمار ۸۳ ہے

(۲) جامع العلوم کے دو نسخے رضا لائبریری رام پور میں ہیں پہلا نسخہ نمبر ۱۰۵۶ ہے جو ۲۰۵ اوراق پر مشتمل ہے

(۳) جامع العلوم کا ایک نسخہ نور بہار شاہ بخاری سجادہ نشین کے پاس ہے یہ نسخہ ۱۲۰۱ھ کا مکتوبہ ہے۔

(۴) جامع العلوم کا ایک نسخہ ایشاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ میں ہے یہ نسخہ ۱۱۴۴ھ میں نقل ہوا۔

خزانہ جلالی

خزانہ جلالی کا اصل نام خزلتہ الفوائد الجلالیہ ہے جو کہ خزانہ جلالی کے نام سے مشہور ہوا یہ مجموعہ بہت مشہور ہے جس کو حضرت مخدوم کے مرید احمد المدعو بہ بہا بن حسن بن محمود بن سلیمان تلبنی نے مرتب کیا یہ ملفوظات کا مجموعہ سترہ ابواب پر مشتمل ہے جسمیں ذکر، توبہ، اذکار، نماز، موت زیارات زکوۃ سخاوت روزہ اعتکاف حج سفر، تجارت، نکاح، طلاق، اولادِ رسول، ازواجِ رسول، ذکر فضائل صحابہ واہل بیت کا بیان ہے۔

نسخہ جات

(۱) خزانہ جلالی کا ایک نسخہ اُوچ گیلانی، مخدوم شمس الدین ثامن کی ملکیت میں ہے یہ نسخہ ۱۲۴۴ھ کا مکتوبہ ہے ۲۵۵ صفحات پر مشتمل ہے عنوان سُرخ روشنائی سے تحریر ہے۔

(۲) خزانہ جلالی کا ایک نسخہ نہایت خوشخط نور بہار شاہ بخاری سجادہ نشین اُوچ کے پاس ہے جو ۴۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۳) تیسرا نسخہ جو کہ نامکمل ہے سنٹرل لائبریری حیدر آباد دکن میں ہے جس کا نمبر ۱۰۳۸ ہے اس میں ۲۱۳ اوراق ہیں

(۴) چوتھا نسخہ میانہ شریف ضلع سرگودھا میں ہے

(۵) خزانہ جلالی کا ایک نسخہ مولانا محمد علی مکھڈی کے کتب خانہ مکھڈ شریف اٹک میں ہے جسکو ابن طاہر نے ۹۳۳ھ میں کتابت کیا۔

جواہر جلالی

حضرت مخدوم کے ملفوظات کا یہ ضخیم دفتر ہے اس کو فضل اللہ بن ضیاء العباسی نے مرتب کیا جو حضرت مخدوم کے مرید تھے۔

نسخہ جات

(۱) جواہر جلالی کا ایک نسخہ نو بہار شاہ بخاری کی ملکیت میں ہے ۳۷۹ اوراق پر مشتمل ہے

(۲) ایک نسخہ سنٹرل لائبریری دکن میں ہے اسکا نمبر ۳۲۸ ہے اس میں ۲۳۵ اوراق ہیں

(۳) جواہر جلالی کا ایک نسخہ ڈاکٹر ایس وی ترمذی کراچی کے ذخیرہ میں ہے اسکو ۱۲۴۱ھ میں ابوطالب بن امین اللہ نے نقل کیا۔

مظہر جلالی

آپکے ملفوظات میں سے ایک نسخہ مظہر جلالی کے نام سے مشہور ہے اسکا ایک نسخہ نو بہار شاہ بخاری اُوچ شریف کے پاس ہے اسمیں ۳۲۰ اوراق ہیں۔

سراج الہدایہ

آپکے ملفوظات کا ایک مجموعہ سراج الھدایہ ہے جسکو احمد برنی نے ۷۷۲ھ میں مرتب کیا۔

رسالہ مکیہؒ

شیخ قطب الدین دمشقی اپنے زمانے کے نامور صوفی شیخ تھے انہوں نے تصوف کے مسائل پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ مکہ معظّمہ میں تالیف فرمایا اور اسی رسالہ کا نام ''رسالہ مکیہؒ'' رکھا رسالہ کی تکمیل دمشق میں ہوئی یہ رسالہ اگرچہ مختصر ہے مگر اس کو عوارف المعارف رسالہ قشیریہ اور کشف المحجوب کے ساتھ رکھ سکتے ہیں شیخ عبداللہ یافعی رسالہ مکیہؒ کا باقاعدہ درس دیتے تھے حضرت مخدوم جہانیاں کو رسالہ خود مصنف شیخ قطب الدین دمشقی نے بھیجا تھا حضرت مخدومؒ نے اس رسالہ کا ترجمہ عربی سے فارسی میں کیا شیخ سعد الدین خیر آبادی نے رسالہ مکیہ کی شرح ''مجمع السلوک'' کے نام سے عربی میں لکھی اور اس میں اپنے شیخ حضرت مینا لکھنوی کے ملفوظات و حالات بھی شامل کر دیے رسالہ مکیہؒ کا ترجمہ حافظ محمد ضامن تھانوی کی تحریک پر رشید احمد گنگوہی نے بھی کیا جو امداد السلوک کے نام سے مراد آباد بھارت میں طبع ہوا۔

اربعین صوفیہ

اربعین صوفیہ کو حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے مکہ مکرمہ میں مرتب کیا تھا جیسا کہ الدر المنظوم کے مقدمہ میں مولوی ذوالفقار احمد نے جامع العلوم کے مرتب مولانا علاؤ الدین علی کا قول نقل کیا ہے یہ کتاب حضرت مخدوم کے

باقاعدہ درس میں رہتی تھی۔

اسرار العارفین وسیر الطالبین

گلزار محمدی کے مولف منظور احمد تحریر کرتے ہیں کہ جواہر جلالی وخطی مملوکہ ڈاکٹر ایس وی ترمذی کراچی کے مطالعہ سے حضرت مخدوم کی ایک اور کتاب کا علم ہوا انہوں نے یہ کتاب سالکین، فقرا اور عارفین کے بارے میں لکھی حضرت مخدوم اس کے بارے لکھتے ہیں۔

"فَارَدْتُ اَکْتُبُ کِتَاباً فِي عِلْمِ السَّالِکِیْنَ وَ الْفُقَرَاءِ وَ الْعَارِفِیْنَ فَعَزَمْتُ التَّصنِیفَ وَ اجْرَیْتُ الْقَلَمَ وَ سَمَّیْتُهُ اَسْرَارُ الْعَارِ فِیْنَ وَ سَیرُ الطَّالِبِیْنَ"

پس میں نے ارادہ کیا کہ ایک کتاب سالکین فقرا اور عارفین کے علم میں تحریر کروں تصنیف کا پختہ ارادہ کر کے قلم کو تالیف کیلئے چلایا اور اس کا نام اسرار العارفین وسیر الطالبین رکھا۔

اعمال واشغال فوائد

حضرت مخدوم کے اقوال واوراد کا مجموعہ ہے جس کو جعفر بدر عالم بن جلال الدین مقصود عالم نے جمع کیا اس کا ایک نسخہ ۱۱۶۵ مکتوبہ محکمہ قضاۃ بھروچ (گجرات) میں موجود ہے

فوائد المخلصین

احوال و ملفوظات مخدوم جہانیاں مولفہ محمد جعفر تو.ماسی ذخیرہ شیرانی

(پنجاب یونیورسٹی لاہور میں یہ مخطوطہ نمبر ۴۳۴۶/۱۲۹۳ موجود ہے

قرآن مجید

حضرت مخدومؒ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن مجید کا ذکر بھی ملتا ہے اس قرآن مجید میں فارسی ترجمہ بھی ہے جو سُرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے تاہم یہ مکمل قرآن نہیں ہے نسخہ میں اوّل و آخر کے کئی سیپارے نہیں ہیں۔

مناقبِ مخدوم جہانیاں

حضرت مخدوم کے ملفوظات کا یہ مجموعہ نادر ہے اس کا ایک خطی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال (کلکتہ) کی لائبریری میں ہے

حضرت راجن قتالؒ

آپ کا اصل نام سیّد صدر الدین ہے آپ اپنے برادر حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے دستِ حق پر بیعت تھے۔

قتال کی وجہ تسمیہ

جب حضرت مخدوم جہانیاںؒ صاحب فراش ہوئے تو سلطان فیروز

شاہ تغلق سے ایک ہندو جسکا نام نواہوں تھا اور اُوچ میں داروغہ مقرر تھا آپ
کی طبع پُرسی کیلئے حاضر ہوا اور کہنے لگا اے اللہ حضرت مخدوم جہانیاں کو دیرپا
زندہ رکھ کیونکہ آپ شیخ الاولیاء ہیں جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم
الانبیاء ہیں حضرت مخدوم اُس ہندو کی دعا سن کر حضرت صدر الدین کو فرمانے
لگے یہ ہندو بحکم شرع محمدی مسلمان ہو گیا ہے پھر اس بات پر دو گواہ بنا لئے
حضرت مخدوم نے فرمایا اگر یہ ہندو منحرف ہو جائے تو اسکا قتل واجب ہے
نواہوں ہندو فرار ہو کر دلی چلا گیا انہی ایام میں حضرت مخدوم کا وصال ہو گیا
تین دن کے بعد حضرت صدر الدین بمع گواہان کے دہلی روانہ ہوئے
اور سلطان فیروز کو مطلع کیا کہ نواہوں کے خون کے طالب آرہے ہیں
نواہوں کو بچانے کیلئے شہر کے علماء جمع کئے گئے شیخ محمد عبد المقتدر قاضی تھا اس
نے سلطان فیروز سے کہا کہ جب آپ استقبال کیلئے جائیں تو آپ ان سے
یوں پوچھیں کہ آپ نواہوں کو قتل کرنے کیلئے آئے ہیں اگر انہوں نے ہاں
کہہ دیا تو بحث کروں گا جب سلطان فیروز نے حضرت صدر الدین سے
پوچھا تو آپ نے جواب دیا ہم نواہوں نو مسلم کو قتل کرنے کیلئے آئے ہیں اس
کے بعد قاضی نے کہا کہ نواہوں دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا حضرت صدر
الدین نے قاضی کی طرف دیکھ کر فرمایا تیری بات سے مجھ کو دیانت کی بو نہیں
آتی جلدی چلا جا اور اپنا کفن تیار کر اُسی وقت اُس کے پیٹ میں درد شروع

ہو گیا قاضی کے باپ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آہ وزاری کرتے ہوئے معافی کا طلبگار ہوا حضرت صدر الدین نے فرمایا اے شیخ جو ہونا تھا وہ تو ہو گیا البتہ قاضی کی زوجہ حاملہ ہے اللہ تعالیٰ اسکو ایک سعادتمند، صاحبِ تقویٰ عالم فاضل پرہیزگار بیٹا عطا فرمائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا نواہوں ہندو کی گواہوں کے سامنے گردن کاٹ دی اس روز سے حضرت صدر الدین راجن قتال کے نام سے مشہور ہو گئے۔

دوسری وجہ تسمیہ

حضرت صدر الدین کو قتال کہنے کی دوسری وجہ جو ملتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے کہ چڑیوں کی چُوں چُوں نے آپ کی نیند خراب کر دی اس پر آپ نے غصے میں آ کر فرمایا ''مو یو نیند کرنے دو'' اس نظرِ غضب کی تاثیر سے درخت کے تمام پرندے، گر، گر کر مرنے لگے

تیسری وجہ تسمیہ

صاحب تاریخ فرشتہ ابوالقاسم فرشتہ نے تیسری وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ ایک دفعہ آپ نے ایک شخص پر غضب آلود نگاہ ڈالی تو وہ بے تاب ہو کر چلانے لگا اور کہنے لگا میں جلتا ہوں ہر چند اس پر پانی کی مشکیں ڈالی گئیں مگر وہ جانبر نہ ہو سکا اس لئے آپ کو قتال کہا جاتا ہے۔

آپکا تصرف

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی خانقاہ میں ایک دیوار ہے جس کی نسبت مشہور کہ حضرت راجن قتالؒ اس دیوار پر سوار ہو کر ایک دفعہ دہلی سے اُوچ پہنچے۔

جو کہا وہی ہوا

حضرت سیّد صدرالدین راجن قتالؒ صاحب کمال بزرگ تھے کوئی شخص آپکی نظر کی تاب نہ لاسکتا تھا آپ کی زبان سے جو نکل جاتا وہ ہو کے رہتا، ایک دفعہ ایک ہندو جن آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا آپ نے اسکا نام عبداللہ رکھا، ایک دن عبداللہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپؒ نے اسے تیز نظر سے دیکھا تو فوراً زمین پر گر گیا، چلایا اور جل گیا اس پر بہت پانی ڈالا مگر کوئی اثر نہ ہوا، حضرت مخدوم فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلق میں مشغول فرمایا اور صدرالدین کو اپنی طرف مشغول فرمایا، حضرت صدرالدین کی زبان قاطع تھی جو فرماتے وہ ہو جاتا۔

سر پھٹ گیا

ایک دفعہ حضرت مخدوم جہانیاں اور چند علماء دین دلی میں مسائل پر گفتگو فرما رہے تھے کہ حضرت صدرالدین بھی وہاں حاضر ہوئے علماء دہلوی

نے آپ سے اُچشریف آنے کا وقت پوچھا، آپ نے فرمایا آج ہی آیا ہوں علماء میں سے ایک عالم نے انکار کیا تو آپ نے اُس کیلئے بد عا کی تو اسکا اسی وقت سر پھٹ گیا اور مر گیا۔

وصال واولاد

حضرت سیّد صدر الدین راجن قتالؒ نے ۱۶ جمادی الآخر ۸۴۷ھ کو وصال فرمایا مزار اُوچ شریف میں مرجع خلائق ہے آپ نے چار عقد کئے جن سے درج ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

بی بی ھاجرہ سے سید ابوالخیر وسیّد جلال خواجہ
بی بی بڈھائی سے سیّد ابواسحاق
بی بی نوربانو سے سیّد روح اللہ
بی بی تاج خاتون سے سیّد بندہ شاہ، بی بی مریم، بی بی صفوان

آپ کی اولاد نھو کوٹ، نورکوٹ تحصیل شکر گڑھ، اکثر اولاد گجرات وزیرآباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی، دہلی، چونیاں، راجپوتانہ، لاہور، پپلی راجن اور ڈیرہ غازی خان میں آباد ہے۔

حضرت شاہ جیونہؒ

نام: حضرت سیّد محبوب عالم بخاری

تاریخ ولادت: آپ بھارت کے علاقہ قنوج میں ۸۹۵ھ میں پیدا ہوئے

القابات: (۱) شاہ جیونہ (۲) کروڑی

شجرہ نسب:

سیّد محبوب عالم بن سیّد احمد کبیر ثانی بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بن سیّد احمد کبیر اول بن سیّد جلال الدین سُرخ پوش بن سیّد علی ابو المؤید بن سیّد جعفر ثالث بن سیّد محمد بن سیّد محمود بن سیّد احمد بن سیّد عبد اللہ بن سید علی اصغر بن سیّد جعفر ثانی بن حضرت امام علی نقیؑ۔

شاہ جیونہ کی وجہ تسمیہ

حضرت سیّد محبوب عالم بخاری کا مشہور لقب شاہ جیونہ تھا آپ اس لقب سے اس قدر مشہور ہوئے کہ آپ کا اصل نام لوگ کم ہی جانتے ہیں

آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے آپ کے پاس ایسے لاعلاج مریض آتے جن کے بچنے کی کوئی امید نہ ہوتی آپ کی دعا سے وہ صحت یاب ہو جاتے گویا ان کو دوبارہ زندگی مل جاتی اس وجہ سے لوگوں نے آپ کو شاہ جیون نام سے پکارنا شروع کر دیا بعد میں شاہ جیون سے شاہ جیونہ مشہور ہو گئے۔

کروڑی کی وجہ تسمیہ

آپ نے دریائے چناب میں سورۃ مزمل کا ایک کروڑ مرتبہ وظیفہ کیا تھا جس کی وجہ سے آپ کروڑی لقب سے ملقب ہوئے۔

خواب میں بشارت

آپ کے والد گرامی قدر حضرت سیّد احمد کبیر ثانیؒ تبلیغ کیلئے کسی دوسرے علاقہ میں تھے وہاں آپ کو خواب میں بشارت ملی کہ گھر میں سنہرا چراغ روشن ہو گیا ہے دیکھا کہ تین چراغ جل رہے ہیں اس خواب کے بعد آپ فوراً واپس گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عنایت کیا ہے بیٹے کو اُٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا اس بچے کی پیشانی میں روحانیت جلوہ گر ہے آپ نے بچے کا نام محبوب عالم تجویز فرمایا حضرت شاہ جیونہ تقریباً اکیس سال تک والدین کے سایہ شفقت میں رہے آپ بڑے عابد، زاہد، صابر اور متحمل مزاج تھے نہایت بردباد اور خلوت پسند تھے آپکی علمی

وجاہت دور دراز تک پھیل گئی متبحر علماء واجل فقراء آپ کی زیارت کیلئے آتے تھے۔

غیبی حکم

ایک دفعہ حضرت شاہ جیونہ حضرت نصیر الدین چراغ چشتی دہلوی کے مزار پر حاضری کیلئے تشریف لے گئے وہاں پر آپ کو غیبی حکم ملا کہ وہ مغربی ہندوستان کی طرف رخ کریں چنانچہ آپ اپنے والد گرامی حضرت سید احمد کبیر ثانی سے اجازت لیکر دین اسلام کی تبلیغ و ترویج کیلئے سب سے پہلے علاقہ ٹھسکہ میراں جی کرنال تشریف لائے کچھ عرصہ قیام کے بعد قصبہ سامانہ ریاست پٹیالہ پہنچے کچھ عرصہ بعد وہاں محلّہ بخاریاں کی بنیاد رکھی اس کے بعد آپ لاہور تشریف لائے لاہور میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ اپنے جد حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ کے غیبی اشارے پر ۹۶۱ھ میں جھنگ تشریف لائے یاد رہے جھنگ کو ۶۷۵ھ میں حضرت سیّد جلال الدین نے آباد کیا تھا آپ نے اس وقت سرگودھا کے قبیلہ نون کو مشرف بہ اسلام کیا اُس وقت آپ اسی علاقہ میں قیام پذیر تھے پہلا قصبہ جھنگ سیالاں کے نام سے مشہور ہوا لیکن بعد میں یہ قصبہ سیلاب کی وجہ سے اجڑ گیا دوسری مرتبہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں یہ قصبہ بسایا گیا جو تقریباً ایک صدی بعد دوبارہ اُجڑ گیا اسکے بعد سنہری جگہ شہر بسایا گیا جہاں اب جھنگ شہر موجود ہے

وصال

آپ کا وصال چھہتر سال کی عمر میں ۱۷۱ ۹ھ میں ہوا آپ کو جھنگ میں آپ کے حجرہ کے قریب دفن کیا گیا آپکا عُرس ہر سال ماہ بیساکھ میں سات دن تک منایا جاتا ہے۔

حضرت سیّد لدھن امام بخاریؒ

آپ حضرت شاہ جیونہؒ کے پوتے اور حضرت پیر سخی حبیبؒ کے بیٹے ہیں آپ حضرت شاہ جیونہ کی حیات میں پیدا ہوئے اور دس یا بارہ سال کی عمر میں دنیا سے اُٹھا لئے گئے۔

حیران کن واقعہ

سیّد کوثر علی بخاری تذکرۃ الاولیاء جھنگ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سیّد لدھن امام بخاری بچپن میں اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ قصبہ شاہ جیونہ میں کھیل رہے تھے کہ ایک پچی اینٹوں کی دیوار پر چڑھ گئے کسی بچے نے کہا اگر دادا کی طرح روحانی طاقت ہے تو دیوار کو حکم دو کہ وہ چل پڑے چنانچہ آپ نے یہ بات سن کر دیوار کو چلنے کا حکم دیا تو وہ گھوڑے کی طرح بھاگ کھڑی ہوئی آپ کے ہاتھ میں سانپ تھا جو بطور چابک استعمال کر رہے تھے یہ منظر دیکھ کر بچے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے جب اس واقعہ کی

اطلاع حضرت شاہ جیونہ کو ہوئی تو آپؒ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور دعا مانگی اے اللہ اس بچے کو دنیا سے اُٹھا لے کیونکہ اظہار کرامت کا یہ طریقہ بزرگوں کی نظر میں ناپسندیدہ ہے چنانچہ اس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی آپ اپنے دادا کے پہلو میں مدفون ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ اس وقت غائب ہو گئے جو کہ صحیح نہیں ہے۔

حضرت قاضی سید محمد علی بخاریؒ

حضرت قاضی سیّد محمد علی بخاری، قاضی سیّد میر علی اور میر علی بڈ شاہی کے نام سے مشہور ہیں آپ حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے بیٹے حضرت سیّد عبداللہ قتالؒ کی اولاد سے ہیں، حضرت سیّد عبداللہ قتال تبلیغ دین کی خاطر اُوچ شریف سے دلی تشریف لے گئے اور دلی ہی میں قدم شریف کے قریب مدفون ہیں

شجرہ نسب

سیّد میر علی بخاری بن سیّد محمد جلال بن سیّد زین العابدین بن سیّد شاہ محمد حسین بن سیّد محمد قاسم بن سیّد عبداللہ قتال بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ۔

حضرت سیّد عبداللہ قتال حضرت سیّد محمد قاسم حضرت سیّد شاہ محمد حسین اور حضرت سیّد زین العابدین دہلی میں مدفون ہیں جبکہ حضرت سیّد محمد جلال دلی سے بخارا تشریف لے گئے اور وہاں ہی وصال فرمایا اور بخارا ہی میں مدفون ہیں حضرت سیّد محمد جلال کے بیٹے حضرت سیّد میر علی بخاری بخارا سے سلطان زین العابدین کے دور حکومت میں سرینگر تشریف لائے آپ عقلی اور نقلی علوم کے جامع تھے علمِ مناظرہ میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے بادشاہ وقت نے آپ کے فضل وکمال کو دیکھ کر آپ کو قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز کر دیا جسکی وجہ سے آپ کی اولاد بھی قاضی کے لقب سے معروف ہوئی کشمیر میں مختلف خاندانوں میں قضاوت کا عہدہ رہا لیکن سب سے زیادہ لفظ قاضی سے یہی خاندان مشہور ہے یہی وجہ ہے کہ پنجاب اور کشمیر میں آپ کی اولاد قاضی کے لقب سے ملقب ہوئی حضرت سیّد قاضی میر علی قبرستان سلاطین ملکھا سرینگر میں دفن ہوئے۔

حضرت سیّد میر نازک بخاری قادریؒ

حضرت سیّد میر نازک حضرت حاجی میر محمد قاضیؒ کے بیٹے اور قاضی سیّد میر علی بخاریؒ کے پوتے ہیں آپ کا لقب نیازی ہے جسکی وجہ تسمیہ یہ ہے

کہ جب آپ متولد ہوئے تو آپ کے والدِ گرامی حضرت سلطان العارفین حضرت داؤد خاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ

''این پسر بشما نیاز آوردم''

کہ میں یہ فرزند آپ کی خدمت میں بطور نیاز لایا ہوں، آپ اس پر نظر عنایت فرمائیں چنانچہ حضرت داؤد خاکیؒ کی نظرِ کیمیا سے آپ نیازی مشہور ہوئے حضرت شیخ داؤد خاکیؒ نے آپ کو اپنا فرزند معنوی بنالیا چنانچہ حضرت میر نازک حضرت شیخ داؤد خاکی کے دستِ حق پر بیعت ہوئے اور سلسلہ شریفہ قادریہ میں صاحبِ مجاز وارشاد ہوئے چنانچہ کشمیر میں آپ کی اولاد کے ذریعہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ نے فروغ پایہ آپ کے فقر اور خلوت نشینی کا عالم یہ تھا کہ سوائے نماز با جماعت کے آپ کمرہ سے باہر نہیں نکلتے تھے نذر و نیاز سب مسکینوں میں بانٹ دیتے تھے ایک دن آپ کے ایک اردات مند نے آپ کو اپنے گھر دعوت دی آپ کو معلوم ہوا کہ اس گھر میں اُس کے اور بھائی بھی رہتے ہیں لیکن دعوت کے دن دوسرے بھائی گھر پر موجود نہ تھے جس پر آپ نے دعوت سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ بھائیوں کی اجازت ضروری ہے کیونکہ وہ شریک ہیں کیا پتہ وہ مجھے یہاں بلانے پر راضی ہیں یا نہیں ایک دن آپ کے مخلصین میں سے ایک شخص اپنے باغ سے چند میوہ لے کر بر سبیل ہدیہ آپ کی خدمت میں لایا آپ نے ان کو قبول نہ فرمایا

آپ نے فرمایا

''معلوم نیست کہ حق خراج وغیرہ اش کما حقہ ادا کردہ یا نہ''

معلوم نہیں کہ تو نے حق خراج پورے طور پر ادا کیا ہے یا نہیں حکام سے ایک حاکم آپ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا اور خانقاہ میں اندر آنے کی اجازت چاہی، حضرت میرؒ نے اُس کو اس وقت تک اندر آنے کی اجازت نہ دی جب تک فرش کی چٹائیاں کمرہ سے نہ اٹھالی گئیں مشہور واقعہ ہے کہ اہل شوق و سرور سے ایک بزرگ آپکی ملاقات کیلئے تشریف لائے آپ نے ملاقات سے انکار کر دیا پس اُس بزرگ نے پرچہ پر ایک جملہ تحریر کر کے بھیجا وہ جملہ یہ تھا۔

ما از اشتیاق سو ختیم

کہ ہم آپکے شوق دیدار سے جل گئے

حضرت میر نے پرچہ کی پشت پر لکھا:

''ما سوختیم و خاکستر شدیم و بباد رفتیم''

ہم جل گئے اور راکھ ہو گئے اور راکھ کو ہوا نے اُڑا دیا

آخری ایام میں آپ نے ہاتف غیبی سے ''ارجعی'' کی ندا سنی تو اس کو قبول فرماتے ہوئے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی آپ سنہ ۱۰۲۰ھ کو واصل بحق ہوئے اور قاضی کدل سرینگر میں مدفون ہیں۔

قاضی سیّد موسیٰ شہیدؒ

حضرت سیّد قاضی موسیٰ شہیدؒ، قاضی سیّد سلمان بخاریؒ کے بیٹے ہیں اور حضرت قاضی میر علی بخاریؒ کے پوتے ہیں آپ علوم ظاہریہ کے ساتھ ساتھ علوم باطنیہ سے بھی فیضیاب تھے آپ کی شخصیت جامع معقول و منقول تھی آپ علم و عمل کے خوگر اور جاہ و حشم کے حامل تھے چونکہ قضاوت کا منصب قاضی سیّد میر علیؒ کے زمانے سے اِسی خاندان کے ساتھ وابستہ تھا جب یعقوب خان چک نے حکومت کشمیر پر اپنے مستقل پاؤں جمائے تو اُس نے قاضی موسیٰ کو حکم دیا کہ تمام مسلمانوں کو اذان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولایت کی شہادت پڑھنے کا حکم جاری فرمائیں قاضی سیّد موسیٰؒ نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا وزرا اور امراء کے روکنے کے باوجود یعقوب چک نے حضرت قاضی سید موسیٰؒ کو شہید کروادیا اور اسکے بعد

''لاشہ مبارکش رابدم فیل بستہ در شہر بگردانید''

آپ کی لاش کو ہاتھی کی دم سے باندھ کر شہر میں گھسیٹوایا جب آپ کی لاش کو لیکر ہاتھی آپ کے گھر کے دروازے پر پہنچا تو آپ کی والدہ ماجدہ باہر نکلیں اور اپنا ڈوپٹہ اپنے بیٹے کے سر پر ہلا کر راہِ حق کے شہید کی شہادت پر بارگاہِ ایزدی میں اظہار تشکر بجالائیں جس دن حضرت قاضی سیّد موسیٰؒ کو شہید

کیا گیا اُس دن ہر طرف اندھیرا چھا گیا طوفان کے ساتھ آندھی چلی بجلی چمکنے لگی بادل گرجنے لگے اور اولے برسنے لگے یعقوب خان چک کے گھر بجلی گری اس کے وزیر علی دار کی بیوی اور تین عورتیں جل کر کوئلہ ہو گئیں یہ واقعہ ۹۹۳ھ کو پیش آیا قاضی موسیٰ شہید کو ملکھا قبرستان سرینگر میں دفن کیا گیا اس واقعہ کے بعد حضرت شیخ بابا داؤد خاکی حضرت شیخ یعقوب صرفی کے ہمراہ دہلی روانہ ہوئے اور اکبر بادشاہ کو کشمیر کی تسخیر کی ترغیب دلائی اور چند شرائط پر معاہدہ تحریر ہوا معاہدہ کے بعد لشکر جلال الدین اکبر کشمیر کی طرف روانہ ہوا حضرت قاضی موسیٰ شہید کے بیٹے سیّد شرف الدین کی اولاد مظفر آباد اور اسلام آباد نڑالا موجودہ سیکٹر ۱/۸ میں آباد ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت قاضی موسیٰ شہید کی شہادت بڑی دردناک ہوئی اور انکی شہادت پر طوفان کا آنا تاریکی چھانا، بجلی چمکنا، اولے برسنا اور قاتلین کو عبرت بنانا یہ سب درست ہے لیکن تذکرہ نگاروں نے جو وجہ شہادت لکھی ہے وہ درست نہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ معاملہ اس نوبت پر پہنچتا تذکرہ نگاروں نے یہ بات لکھ کر حضرت قاضی موسیٰ شہید کی شہادت کو شیعہ سنی کا مسئلہ باور کروایا جبکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یعقوب خان چک ایک گمراہ فرقہ کا حامی اور موید تھا یہ گمراہ فرقہ میر نور بخش نامی شخص کے متعلق امام مہدی ہونے کا عقیدہ رکھتا تھا اس گمراہ فرقہ کے متبعین آج

بھی سرینگر، کشمیر، اسکردو بلتستان وغیرہ میں موجود ہیں یعقوب خان چک اس گمراہ فرقہ کے عقائد و نظریات کو جبراً سرینگر میں مسلمانوں پر مسلط کرنا چاہتا تھا اس کی اس تحریک کو روکنے والے اور چٹان کی طرح حائل ہو جانے والے حضرت سیّد قاضی موسیٰ شہیدؒ تھے جس کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی پھر حضرت بابا داوٗد خاکیؒ کی دعوت پر جلال الدین اکبر نے حملہ کر کے مسلمانوں کو اس آفت سے بچایا۔

حضرت سیّد ناصر الدین بخاریؒ

حضرت سیّد ناصر الدین بخاری، حضرت سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں آپ نہایت حسین و جمیل اور مردِ کامل تھے علوم شریعت و طریقت و حقیقت کے جامع اور ولایت میں اعلیٰ درجہ کے حامل تھے آپ کی سخاوت و دریا دلی بے مثل تھی آپ کی زندگی طریقۂ نبوی پر عمل کرتے ہوئے زندگی گزری قرآن مجید کی تلاوت نہایت حسن الصوت سے کرتے تھے آپ مساکین و یتامیٰ اور بیوگان کی مدد کرتے تھے آپ سے بہت خارق العادہ امور اور کرامات کا ظہور ہوا۔

تاریخ ولادت

آپکی ولادت ۲ ذیعقد ۷۴۰ھ بروز ہفتہ اُوچ شریف ضلع

بہاولپور میں ہوئی۔

القابات: (۱) نونز (۲) نوشہ

نونز کی وجہ تسمیہ

آپؒ کثیر الاولاد تھے جسکی وجہ سے نونز کے لقب سے مشہور ہوئے صاحبِ روضۃ الانساب کے مطابق آپ کے اکیس بیٹے اور بائیس بیٹیاں تھیں جبکہ دوسری روایت کے مطابق آپ کے پچیس بیٹے تھے جن کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) سیّد کبیر الدین یا سید حامد کبیر بخاریؒ (۲) سیّد علم الدین بخاریؒ
(۳) سیّد اسماعیل قطب بخاریؒ (۴) سیّد فضل الدین بخاریؒ
(۵) سیّد برہان الدین بخاریؒ (۶) سیّد علاؤ الدین بخاریؒ
(۷) سیّد شرف الدین بخاریؒ (۸) سیّد سراج الدین بخاریؒ
(۹) سیّد عبداللہ بخاریؒ (۱۰) سیّد عبدالوہاب بخاریؒ
(۱۱) سیّد قطب الدین بخاریؒ (۱۲) سیّد کمال الدین بخاریؒ
(۱۳) سیّد جلال الدین بخاریؒ (۱۴) سیّد بہاؤ الدین بخاریؒ
(۱۵) سیّد صلاح الدین بخاریؒ (۱۶) سیّد رکن الدین بخاریؒ
(۱۷) سیّد زین الدین بخاریؒ (۱۸) سیّد صفی الدین بخاریؒ

(۱۹) سیّد نظام الدین بخاریؒ (۲۰) سیّد عبدالحق بخاریؒ

(۲۱) سیّد ابواسحاق بخاریؒ (۲۲) سیّد ابوالخیر نصیر الدین بخاریؒ

(۲۳) سیّد منجن جہانیاں بخاریؒ (۲۴) سیّد قطب الدین بخاری تائیؒ

(۲۵) سیّد شرف الدین بخاریؒ

حضرت سیّد ناصر الدین نر بخاریؒ کی اولاد پورے برصغیر میں پھیلی آپ کی اولاد کے ذریعہ سے برصغیر کے گوشے گوشے میں دین اسلام کی تعلیمات پہنچیں کوششِ بسیار کے بعد آپکی اولاد سے جن نفوسِ قدسیہ کا ذکر ملاوہ آئندہ اوراق میں رقم ہوگا۔

نوشہ کی وجہ تسمیہ

حضرت سیّد ناصر الدین بخاریؒ نہایت قیمتی اور شاہانہ لباس زیب تن فرماتے جس کی وجہ سے نوشہ لقب سے ملقب ہوئے، نوشہ کا معنی دولہا ہوتا ہے۔

وصال ومزار

باختلاف روایات آپ کا وصال ۱۹ شوال ۸۱۵ھ کو ہوا اور اُوچ شریف میں اپنے پدر گرامی کے قریب مدفون ہوئے۔

حضرت سیّد حامد کبیر بخاریؒ

حضرت سیّد حامد کبیر بخاریؒ حضرت سیّد ناصر الدین بخاریؒ کے فرزند اور انکے جانشین تھے آپ اپنے دادا حضرت سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے منظور نظر تھے سفر و حضر میں انکی رفاقت حاصل رہی سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں آپ کی گرانقدر خدمات ہیں اُوچ شریف میں آپ ہی کی اولاد مسندِ سجادگی پر فروکش ہے آپ کی اولاد ضلع سرگودھا جھنگ، فیصل آباد اور ملتان میں پھیلی۔

وصال و مزار

آپکا وصال ۷ ربیع الاوّل ۸۲۵ھ کو ہوا آپ کا مزار اُوچ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت سیّد اسماعیل بخاریؒ

حضرت سیّد اسماعیل بخاریؒ، حضرت سیّد حامد کبیر بخاریؒ کے فرزند ہیں آپ اُوچ شریف سے چنیوٹ برلب دریائے چناب پر تشریف لائے اس علاقہ کے قدیم ہندو قبائل سیال، رحبیانہ، سرمانہ، کملانہ، سرگانہ، اور ججیانہ آپ ہی کی مساعیِ جمیلہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور آپ کی روحانیت سے فیضیاب ہوئے سندھیلیانوالہ کے مشہور بزرگ حضرت سیّد زین

العابدین بخاریؒ آپ ہی کے پوتے ہیں حضرت سیّد حامد کبیر بخاریؒ کے دوسرے بیٹے حضرت سید محمد راجن المعروف سدا بھاگ ہیں آپ حافظ قرآن اور باعمل عالم دین تھے بہت لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا آپ نے اپنے گھر کا اثاثہ کئی مرتبہ راہِ خدا میں دے دیا حضرت سیّد حامد کبیرؒ کے تیسرے بیٹے حضرت رکن الدین ابوالفتح صاحبِ باطن اور عارف باللہ تھے مخدوم محمد کیمیا نظر اور حضرت سیّد جلال شاہ آپ ہی کی آنکھوں کا نور ہیں بھوپال کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان حضرت سیّد جلال شاہ کی اولاد سے ہیں۔

حضرت سیّد اسماعیل بخاریؒ

حضرت سید اسماعیل بخاریؒ، حضرت سید ناصر الدین بخاریؒ کے فرزند ہیں آپ کی اولاد سے قطبِ عالم سید شہاب الدین بخاریؒ ہیں جنہوں نے اُودھ کے علاقہ کو توحید سے روشناس کرایا شکار پور (یو پی) انڈیا کے بخاری سادات آپ ہی کی اولاد سے ہیں۔

حضرت سید برہان الدین بخاریؒ

حضرت سیّد برہان الدین بخاریؒ کی ولادت ۱۴ رجب المرجب ۷۹۰ھ میں بمقام اُوچ شریف ہوئی آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں

گشتؒ کے پوتے اور حضرت سید ناصر الدین محمود بخاریؒ کے فرزند ارجمند ہیں آپ کی تربیت حضرت صدر الدین قتالؒ نے کی آپ بلند پایہ ولی اور صاحب کرامات بزرگ تھے آپ حضرت سیّد صدر الدین راجن قتالؒ کے حکم پر بحیثیت مبلغِ اسلام گجرات کاٹھیاواڑ کے صدر مقام پٹن میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے بے شمار افراد کو حلقہ بگوش اسلام کیا سلطان احمد شاہ بن سلطان مظفر خاں آپ کا بے حد معتقد ہو گیا اس نے اپنے نام پر احمد آباد شہر آباد کیا تو اس شہر کی سنگ بنیاد حضرت سیّد برہان الدین بخاریؒ سے رکھوائی۔

جو کہا وہ ہوا

ایک مرتبہ حضرت سیّد برہان الدین بخاریؒ صحن میں جا رہے تھے رات کا وقت تھا کہ کوئی لکڑی آپ کے پاؤں میں چبی تو بے ساختہ آپ کے منہ سے الفاظ نکلے یہ لکڑ ہے لوہا ہے یا پتھر، صبح جب لوگوں نے دیکھا تو وہ لکڑی واقعی تین حصوں میں منقسم تھی اُس لکڑی لوہا اور پتھر کے متعلق آپ نے حکم دیا کہ اسے ایک کونے میں دفن کر دیا جائے اور ساتھ حکم فرمایا جو شخص اسے نکالے گا اس کی نسل نہیں چلے گی آپ کی رحلت کے بعد ایک عقیدت مند نے کہا میں بے نسل رہ جاؤں گا لیکن وہ لکڑی ضرور نکالوں گا آخر لوگ جوق در جوق جمع ہونا شروع ہو گئے وہ لوہا لکڑ پتھر نکالا شہنشاہ ہمایوں نے اسے ٹبوہ میں خود جا کر دیکھا تھا جب اکبر کا زمانہ آیا تو وہ اس کا نصف حصہ

آگرہ لے گیا باقی آدھا حصہ ٹبوہ میں آج تک موجود ہے۔

تو بارہ بیٹوں کا باپ ہوگا

آپ کے صاحبزادہ سیّد محمد راجوؒ کو ایک مرتبہ بھائیوں نے مکے مارے تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھائیوں کی شکایت کی آپ نے فرمایا تیری قسمت میں اولاد نہ تھی تیرے بھائیوں نے ہر مکے پر تیرے لئے فرزند طلب کیا ہے اب تو بارہ بیٹوں کا باپ ہوگا واقعی آپ کے فرمان کے مطابق آپ کے صاحبزادے سیّد محمد راجوؒ کے ہاں بارہ فرزند تولد ہوئے آپ کی اولاد احمد آباد ٹبوہ، دکن، گلبرگہ، مدراس اور گجرات میں موجود ہے۔

وصال

آپ کا وصال ۸ ذی الحجہ ۸۵۰ھ کو ہوا اور دوسری روایت کے مطابق ۸۵۹ھ کو ہوا۔

اولاد

آپ کے گیارہ فرزند ہوئے جن کے نام قدرے ردو بدل کے ساتھ اس طرح ملتے ہیں

(۱) سید حامدؒ (۲) سیّد امین اللہؒ (۳) سیّد علیم الدینؒ

(۴) سیّد محمد صالحؒ (۵) سیّد محمد صادقؒ (۶) سیّد محمد اصغرؒ

(۷) سیّد احمد شاہؒ (۸) سیّد محمد راجوؒ (۹) سیّد ناصر الدینؒ

(۱۰) سیّد محمود دریا نوشؒ (۱۱) سیّد محمد سراج الدین شاہ عالمؒ

دریا نوشؒ و سراج الدینؒ

حضرت سیّد محمود دریا نوشؒ اور حضرت سیّد سراج الدینؒ دونوں بھائی سنسکرت زبان کے بڑے فاضل تھے کرامات کے بجائے ہندو دھرم کے پنڈتوں سے بڑے یادگار قسم کے مناظرے کئے جس سے اطراف و اکناف سے کثیر تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا اِن دو سیّد زادوں نے پوری ایک جماعت چھوڑی جو عرصہ دراز تک جنوبی ہند پر چھائی رہی اور پشت در پشت تک اسلام کی خدمت کرتے رہے گجرات کاٹھیاواڑ کے مشہور عالم علامہ مجد الدین محمد بن طاہر گجراتی جن کی مشہور لغتِ حدیث پر ایک مبسوط اور جامع کتاب مجمع الانوار علمی دنیا میں خراج تحسین پا چکی ہے مشہور مصنف نواب صدیق حسن خاں بھوپالی یہ علامہ طاہر گجراتی کے شیخ علی متقی کے شاگرد جو شیخ حسام الدین ملتانی کے تلامذہ سے تھے اور شیخ حسام الدین ملتانی نے حضرت سیّد محمد سراج الدین شاہِ عالمؒ کے سامنے زانوئے ادب طے کیا تھا۔

حضرت سیّد شرف الدین بخاریؒ

آپ حضرت سیّد ناصر الدین نر بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ

کے بیٹے ہیں آپ کی اولاد ضلع گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور ڈیرہ غازی خان میں پھیلی۔

حضرت سیّد سراج الدین بخاریؒ

آپؒ میاں سادہ کے نام سے مشہور ہیں، حضرت سیّد ناصر الدین بخاری کے بیٹے ہیں آپ کی اولاد سکنہ بیلہ اٹک، کمل کوٹ، شاہ دری، تحصیل اوڑی آزاد کشمیر، مقبوضہ کشمیر، وادیِ کرناہ (لیپہ) کاغان موضع بیلہ چک مقام براڑہ مقبوضہ، نمبل مظفر آباد (مالسی) گڑھی دوپٹہ میں پھیلی۔

حضرت سیّد فضل الدین لاڈلہؒ

آپ حضرت سیّد ناصر الدین بخاریؒ کے بیٹے ہیں آپ شریعت مطہرہ کے متبحر عالم تھے ولایت میں آپکا مقام بہت بلند تھا حضرت سیّد صدر الدین قتالؒ نے حضرت سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کا فیضان اور نعمت ہائے ظاہری و باطنی حضرت سیّد فضل الدینؒ کو عطا فرمائیں اور آپکو ٹوپی پہنائی اور ارشاداتِ طریقت سے نوازا حضرت صدر الدین قتالؒ کی وصیت کے مطابق روحانی خلافت اور خرقہ بزرگی وسجادگی آپ ہی کی اولاد میں رہی حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے کچھ خاص تبرکات بھی انہی کی اولاد میں رہے شریعت مطہرہ کی پابندی آپ کی اولاد کا امتیاز رہا ہے آپ نے شب و روز

اسلام کی تبلیغ فرمائی ہندو قومیں آپ کی مساعی جمیلہ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئیں لانگ، کھاکھی اور نون اقوام آپ ہی کی تبلیغ سے مسلمان ہوئیں ملتان مظفر گڑھ میں آپ کے عقیدت مند موجود ہیں۔

وصال و مزار

آپ نے ۲۶ ربیع الثانی ۸۴۲ھ میں وصال فرمایا آپکا مزار اُوچ شریف میں ہے۔

حضرت سیّد عبدالجلیلؒ

آپ حضرت سیّد فضل الدین لاڈلہؒ کے بیٹے ہیں آپ بہت بڑے عالم اور صاحبِ کرامت ولی تھے آپ کی اولاد میں چھ پشتوں تک شیخ کا لقب جاری رہا جن کے درج ذیل اسماء ہیں

(۱) شیخ عبداللہؒ (۲) شیخ زین العابدینؒ (۳) شیخ محمد باقرؒ
(۴) شیخ محمد اطہرانؒ (۵) شیخ مسیح اللہؒ (۶) شیخ زین العابدینؒ

مندرجہ بالا چھ پشتوں کے بعد آپ کی اولاد میں دیوان کا لقب جاری رہا شیخ زین العابدین کے بیٹے دیوان ولایت شاہ ان کے فرزند دیوان نور شاہ اُن کے فرزند دیوان عنایت شاہ اُن کے فرزند دیوان پیر شاہ اُن کے فرزند دیوان خیر شاہ انکے فرزند دیوان عبد اللہ شاہ اُن کے فرزند

دیوان پیر شاہ تھے شیخ مسیح اللہ کے بیٹے شیخ زین العابدین حضرت قاضی عامل محمدؒ کے مرید تھے ان سے آپ کی اولاد سلسلہ چشتیہ کے ساتھ منسلک ہوئی دیوان شاہ عنایت شاہؒ کے فرزند دیوان پیر شاہؒ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین کے مرید تھے دیوان ولایت شاہؒ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے محبوب مرید تھے دیوان خیر شاہؒ حضرت خواجہ فخر جہاںؒ کے مرید تھے دیوان خیر شاہ کے فرزند دیوان عبد اللہ شاہؒ بھی حضرت خواجہ غلام فرید کے مرید تھے دیوان عبد اللہ شاہؒ اس خاندان سے پہلی شخصیت ہیں جنکا روضہ خواجہ غلام فریدؒ کوٹ مٹھن کے روضہ مبارک سے جنوب کی طرف مسجد کے ساتھ ہے دیوان عبد اللہ شاہؒ کے فرزند دیوان پیر شاہ بخاریؒ حضرت خواجہ نازک کریمؒ کے مرید تھے دیوان پیر شاہ بخاری کا روضہ اپنے والد گرامی کے روضہ مبارک میں کوٹ مٹھن میں ہیں حضرت دیوان پیر شاہ بخاریؒ کے تین فرزند تھے

(۱) ڈاکٹر دیوان سید غلام نازک بخاریؒ (۲) سیّد دیوان محمد شاہ بخاریؒ

یہ دونوں حضرات حضرت خواجہ علیؒ کے مرید تھے تیسرے بیٹے دیوان عبد الرحمٰن شاہؒ ہیں جو حضرت عبد اللہ منگھیریؒ کے مرید تھے

حضرت سیّد محمد بخاریؒ

حضرت سیّد محمد بخاریؒ کی ولادت ۷ اذیقعد ۷۸۱ھ میں ہوئی آپ کے والدِ گرامی کا نام حضرت سیّد عبد الوہاب بخاریؒ ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بشارت کے مطابق آپ کا نام محمد رکھا گیا آپ کے وجود مسعود کے ذریعہ سے سلسلہ عالیہ سہروردیہ کو بہت فروغ مِلا، گجرات کے اکثر سلاطین واُمراء آپ کے مرید تھے۔ جس طرح آپ کے والد گرامی حضرت سیّد عبدالوہاب بخاریؒ سلسلہ قطبیہ کے شیخ الکل تھے اسی طرح آپ سلسلہ شاہیہ کے شیخ الکل ہیں آپ نے سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہریہ وعلوم باطنیہ میں کمال حاصل کرلیا تھا اور اپنے والدِ گرامی کی خاص توجہ سے منازلِ سلوک طے فرمائیں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ نے شیخ احمد کھٹو کو ایک خرقہ خلافت عنایت کیا تھا تا کہ وہ آپ کے اس فرزند کو پہنچائیں چنانچہ شیخ احمد کھٹو نے وہ خرقہِ خلافت جو بطور امانت اُن کے پاس تھا وہ حضرت سید محمد شاہِ عالم کو دیا۔

لقب شاہِ عالم کی وجہ تسمیہ

صاحبِ تحفۃ الکرام کیمطابق شاہِ عالم کا لقب آپ کو بارگاہ رسالت سے عطا ہوا اس لقب کی عطا کے بعد حضرت سیّد محمد نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا حضورؐ میں اپنی زبان سے اس لقب کا اظہار کیسے کروں تو سرورِ کونینؐ نے فرمایا! آپ اپنے والد کی خدمت میں جائیں وہ آپ کو شاہ بارک اللہ چشتی کی خدمت میں بھیجیں گے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا اس حکم کے بعد جب آپ اپنے والدِ گرامی حضرت سید عبدالوہابؒ کی خدمت میں پہنچے

توانہوں نے آپ کو دیکھ کر فرمایا'' آیئے شاہِ عالم''اس کے بعد حضرت عبدالوہابؒ نے آپ کو شاہ بارک اللہ چشتی کی خدمت میں روانہ کیا جب وہاں پہنچے توانہوں آپ کو دیکھ کر فرمایا آیئے شاہِ عالم اس وقت وہاں ایک لوبیا کی دیگ پکی ہوئی تھی حضرت شاہ بارک اللہ چشتی نے آپ کو فرمایا یہ دیگ سر پر رکھو اور جہاں زمین و آسمان میں ہر شے تمہیں شاہِ عالم پکار اُٹھے وہاں سے واپس لوٹ آنا آپ جب احمد آباد کے چوک میں پہنچے تو وہاں پہنچتے ہی آپ سے کرامت کا ظہور ہوا وہ یہ کے وہاں ایک نابینا لنگڑا اور گونگا گداگر آپ کی توجہ سے تندرست ہوگیا اور وہ زور زور سے پکارنے لگا، شاہِ عالم، شاہ عالم جو لوگ وہاں موجود تھے وہ بھی اور در دیوار بھی شاہ عالم پکارنے لگے حضرت شاہِ عالم نے اپنے ساتھ آئے ہوئے غلاموں کو واپس بھیج دیا اور خود اپنے والدِ گرامی کی خدمت میں لوٹے اور سارا واقعہ سُنا دیا پھر لوبیے کی دیگ نذر کی اُس دن سے بات مشہور ہوگئی

''کہ چشتیوں نے پکائی اور بخاریوں نے کھائی''

تبلیغِ اسلام

آپ اپنے خاندان کے امین تھے علم وحکمت وراثت میں ملا تھا آپ نے تبلیغِ اسلام نہایت احسن انداز سے انجام دی، راؤمنڈ جیسا ظالم راجہ بھی آپ کی تبلیغ اور برکت سے مشرف باسلام ہوا۔

وصال واولاد

حضرت شاہ عالم بخاریؒ کا وصال ۲۰ جمادی الثانی ۸۸۰ھ میں ہوا آپکا مزار مبارک موضع رسال پور میں ہے آپ کی اولاد میں دو بیٹوں کا ذکر ملتا ہے (۱) سیّد ناصر الدین شاہ محمد راجوؒ (۲) سیّد بدھنؒ

حضرت ماہ عالم بخاریؒ

آپ کا اصل نام حضرت سید جلال الدین ہے اور ماہِ عالم لقب ہے آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضرت شاہِ عالمؒ سے ملتا ہے آپ بلند پایہ ولی تھے آپ کی سخاوت وفیاضی کا عالم یہ تھا کہ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں کمبل اوڑھے ہوئے کسی ضیافت پے جارہے تھے رستے میں ایک سوالی نے کمبل کا سوال کیا تو آپ نے فوراً کمبل اتار کر اُس سائل کو دے دیا آپ اپنے گھر کے برتن بھی حاجت مندوں کو دے دیتے تھے۔

وصال

حضرت ماہِ عالم بخاریؒ کا وصال ۱۴ ذیعقد ۱۰۰۳ھ میں ہوا

حضرت مقبول عالم بخاریؒ

حضرت سیّد مقبول عالم بخاریؒ حضرت ماہِ عالم بخاریؒ کے بیٹے تھے آپ کی

ولادت ۹۸۹ھ میں ہوئی۔

اولاد

آپ کے چار فرزند ہیں

(۱) سیّد ابوالخیرؒ (۲) سیّد جمال الدینؒ

(۳) سیّد جلال الدینؒ (۴) سیّد بہاؤالدینؒ

حضرت سیّد ابوالخیر کے فرزند سیّد ابو بکر ہیں جو سادات جلالپور پیروالہ کے مورث اعلیٰ اور جد امجد تھے آپ کی اولاد میں سے سیّد سلطان احمد قتالؒ بلند مرتبہ فقیر گزرے ہیں۔

حضرت سلطان احمد قتالؒ

آپ کا سلسلہ نسب یوں رقم ہے:

سیّد سلطان احمد قتال بن سیّد دولت علی بن سیّد غیاث الدین بن سیّد عمر بن سیّد ابو بکر بن سیّد ابوالخیر بن سیّد علم الدین بن سیّد ناصر الدین بن سیّد حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ علیہ۔

آپ کو کثرتِ مجاہدہ کی وجہ سے مشائخِ وقت نے قتال کا لقب دیا حضرت سیّد سلطان احمد مادرزاد ولی تھے اور صاحبِ کرامت فقیر تھے۔

بیعت

آپ نے حضرت مخدوم علی سرورؒ کہروڑ پکا کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے مرشد کے ہمراہ حج کیا مدینہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے براستہ بغداد ملتان میں تشریف لائے اور قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن عالمؒ کے دربار پر چلہ کشی فرمائی اس کے بعد نیلی بار تشریف لے گئے اور وہاں لکھوویرہ اور سلویرہ قوم کو مسلمان کیا۔

سخاوت

آپ ہر جمعرات کو پانچ سو محمودی خیرات کرتے تھے محمودی سلطان محمود کے دور کا سکہ ہے ایک دفعہ آپ نے مولانا عبد الشکور سے پوچھا کہ خزانہ میں کچھ ہے مولانا نے عرض کیا خزانے میں صرف بارہ محمودی ہیں آپ نے وہ بارہ محمودی بھی فقیروں میں تقسیم کر دیے اور بقیہ لوگوں کو فرمایا صبر کرو کچھ دیر کے بعد آپکے صاحبزادے حضرت سید مقصود عالم نے آپ کی خدمت میں دو ہزار سکے پیش کیے تو آپ نے وہ تمام رقم حقداروں میں تقسیم کر دی۔

تصنیف وتالیف: آپ کئی کتابوں کے مصنف و مولف ہیں چنانچہ آپ کی مشہور تصنیف جمعات شاہی ہے۔

وصال: آپؒ کا وصال ۱۲رجب ۱۰۴۵ھ میں ہوا۔

حضرت سید جلال مقصود عالم بخاریؒ

حضرت سیّد جلال مقصود عالم بخاریؒ حضرت سید مقبول عالم بخاریؒ کے صاحبزادے تھے آپ نے گیارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرلیا تھا آپ کے اساتذہ میں مولانا حسین سیستانی مولانا عبدالعزیز کا ذکر ملتا ہے علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی اپنے والدِ گرامی سے حاصل فرمائے مخلوقِ خدا کو نفع پہنچانے کیلئے آپ نے بادشاہ شاہ جہاں کی طرف سے منصبِ شش ہزاروی اور صدارت کا عہدہ قبول فرمایا لیا تھا۔

حضرت سیّد علم الدین بخاریؒ

حضرت سیّد علم الدین بخاریؒ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کے پوتے ہیں والدِ گرامی کا نام حضرت سیّد ناصر الدین بخاریؒ ہے آپ زاہد اور متقی بزرگ ہیں آپ کے فضل و کمال کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ میراں محمد شاہؒ اور عبدالرزاق جیسے اولیاء آپ کے مرید ہیں۔

حضرت میراں موج دریا بخاریؒ

حضرت موج دریا بخاریؒ کا اصل نام سیّد میراں محمد شاہ بخاریؒ ہے

موج دریا لقب ہے آپ ۹۴۰ھ میں اُوچ شریف حضرت سیّد صفی الدین بخاری کے گھر پیدا ہوئے آپ پابند شریعت اور افتخار طریقت ولی ہیں رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام میں آپ کے نمایاں کارنامے سنہری حروف سے تاریخ میں رقم ہیں آپ کی شب و روز مساعی جمیلہ سے کثیر تعداد میں ہندو راجپوت مسلمان ہو کر آپ کے دست حق پر مسلمان ہوئے۔

شجرہ نسب: آپ کا شجرہ نسب تحریر کرنے میں بعض تذکرہ نگاروں نے کوتاہی سے کام لیا ہے آپ کا صحیح شجرہ نسب یوں ہے۔

سیّد محمد موج دریا بخاری بن سیّد صفی الدین بخاری بن سیّد نظام الدین بخاری بن سیّد علم الدین ثانی بخاری بن سیّد جلال الدین بخاری بن سیّد علم الدین بخاری بن سیّد ناصر الدین بخاری بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بن سیّد احمد کبیر بن سیّد جلال الدین سرخ پوشؒ۔

قلعہ چتوڑ آپ کی دعا سے فتح ہوا

شہنشاہ اکبر اعظم نے اگرچہ اپنی دانش مندی اور تدبر سے راجپوتوں کو مسخر کر لیا تھا لیکن میواڑی راجپوت جن کی رگوں میں رانا سانکا کا خون جوش مار رہا تھا تابع نہ ہوئے اس بات نے اُن کے اندر شہنشاہ اکبر کا بغض اور بڑھا دیا جب جے پور، بیکانیر، جیسلمیر کے راجاؤں نے اپنی بیٹی اُس کے

نکاح میں دی میواڑی راجپوت طبیعت کے سخت اور مزاج کے کرخت تھے اپنی آن پر جان دینا اُن کا نصب العین تھا بالآخر ۱۵۶۷ء میں اکبر نے ریاست میواڑ پر حملہ کر دیا چتوڑ کا قلعہ گولہ بارود و سامان حرب کے لحاظ سے بہت مضبوط تھا میواڑی راجپوتوں نے مغل افواج کے حوصلے پست کر دیے جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو اکبر نے اپنا نمائندہ اُوچ میں حضرت سیّد صفی الدین بخاریؒ کی خدمت میں بھیجا، نمائندے نے جنگ کے حالات بتائے اور شہنشاہ اکبر کی درخواست پیش کی حضرت سیّد صفی الدینؒ نے فتح کی دعا کے بعد فرمایا کہ ہمارا فرزند سیّد محمد شاہ بخاری جو موج دریا ہے وہ موقع پر پہنچ جائے گا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ میدانِ کارزار میں زبردست آندھی آئے گی جس سے تمام خیام اُکھڑ جائیں گے شمعیں گل ہو جائیں گی صرف ایک شمع روشن رہے گی وہ میرے لختِ جگر موج دریا کی شمع ہوگی بس اُس وقت قلعہ پر بھرپور حملہ کر دیا جائے چنانچہ جیسا آپ نے کہا ویسا ہی ہوا ایسا طوفان آیا کہ خیمے اُڑ گئے شمعیں بجھ گئیں صرف ایک شمع روشن نظر آئی مغل سردار اُس طرف گئے تو وہاں حضرت موج دریاؒ کو پایا حضرت موج دریاؒ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کر دیا جائے گھمسان کی جنگ ہوئی میواڑی راجپوتوں کی لاشوں سے میدانِ جنگ اٹ گیا قلعہ کا دروازہ بارود سے اُڑا دیا گیا بے شمار راجپوتوں نے قلعہ سے چھلانگیں لگا کر خودکشی کر لی راجہ اودھے

سنگھ بھاگنے میں کامیاب ہوگیا مگر جے مل اور فتا سنگ مارے گئے اکبری فوج قلعہ میں داخل ہوگئی۔

اُوچ سے لاہور

فتح چتوڑ کے بعد اکبر بادشاہ نے آپ سے آگرہ میں قیام کی درخواست کی لیکن آپ نہ مانے اور دعا دی بعد میں متعدد مرتبہ التجا کے بعد آپ نے لاہور کا قیام منظور فرمایا چنانچہ پُرانی انارکلی جہاں آپ کا روضہ مبارک ہے یہاں آپ نے خانقاہ کی بنیاد رکھی یہاں حضرت سیّد عبد القادر ثالث گیلانی جنکا مزار اندرون مقبرہ حضرت شاہ چراغ ہائیکورٹ لاہور ہے نے اپنی بیٹی سیّدہ فاطمہ آپ کے عقد میں دی حضرت شاہ چراغ کا اصل نام سیّد عبد الرزاق ہے آپ حضرت سیّد عبد القادر ثالث گیلانی کے پوتے ہیں جب شہنشاہ اکبر آپ کی ملاقات کیلئے لاہور آیا تو آپ کی حیات ہی میں حضرت موج دریا کا موجود مقبرہ تیار کروایا اور آپکو دو لاکھ بیگہ زمین کا فرمان شاہی جاری کیا یہ جاگیر ضلع گورداس پور بھارت میں دی گئی جس میں آپ نے بمقام بٹالہ، پسنانوالہ اور خان فتا میں تبلیغ اسلام کیلئے خانقاہیں اور لنگر خانے تعمیر کروائے

موج دریاؒ جلال میں آ گئے

ایک روز ایک شخص نے حضرت موج دریاؒ کی مجلس میں آ کر کہا

''سیّد سُنی نئیں کاٹھ دی گُنی نئیں''

اس تنقید کے بعد کہا سیّدوں کا تو بال بھی آگ میں نہیں جلتا اب ایسے سیّد کہاں پیدا ہوتے ہیں اس شخص کی بات سن کر حضرت موج دریا بخاریؒ جلال میں آ گئے آپ نے لکڑ کی ایک ہنڈیا منگوائی اور دونوں پاؤں کا چولہا بنا کر اس میں آگ جلوائی ہنڈیا آگ پر رکھ کر چاول پکائے حضرت موج دریا نے فرمایا دیکھ سیّد سنّی ہے اور ہنڈیا لکڑ کی ہے لیکن آگ نہیں جلاتی وہ شخص تائب ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑا۔

کڑوا پانی میٹھا ہو گیا

ایک دن حضرت میراں موج دریاؒ اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے کہ کچھ زمیندار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہمارے علاقہ مزنگ اور گردونواح کا پانی بہت کھاری اور نمکین ہے جس سے ہماری فصلیں تباہ ہو جاتیں ہیں آپ دعا فرمائیں کہ پانی شیریں ہو جائے آپ نے اُن کی درخواست پر اپنے ہاتھ دعا کیلئے اُٹھائے اور بارگاہِ رب العزت میں پانی کے میٹھے ہونے کی دعا فرمائی اس دعا کے بعد اس علاقہ کا

پانی میٹھا ہو گیا۔

موج دریاؒ کی وجہ تسمیہ

موج دریاؒ کا لقب آپ کی دریا دلی اور کشادہ دستی کی وجہ سے مشہور ہوا جو بھی آپکے در پر حاضر ہوتا وہ جھولی بھر کے جاتا آپ کے لنگر خانے میں مختلف قسم کے کھانے پکتے اور غرباء و مساکین جی بھر کے کھاتے آپ کی سخاوت غریب پروری اور خدمتِ خلق مثالی تھی موضع خان فتا اور پسانوالہ میں تین لنگر خانے بنوائے تھے جو دن رات کھلے رہتے تھے علماء و فقرا کیلئے مکانات بنوائے یہ سب عمارتیں ایک مربع میں میں پھیلی ہوئیں تھیں یہاں آپ نے درسگاہ بھی بنوائی جہاں اسلامی علوم کا درس پڑھایا جاتا تھا۔

دیگ سے چاول ختم نہ ہوئے

ایک دفعہ مسلسل بارش کی وجہ سے چاول سے لدی ہوئی بیل گاڑیاں لنگر خانے تک نہ پہنچ سکیں لوگ بضد تھے کہ انہیں لنگر میں چاول کھلائے جائیں حضرت موج دریا نے لنگر خانے کے مہتمم کو فرمایا ایک دیگ چولہے پر چڑھا دو اور اس میں ہم وزن چاول گھی اور گوشت ڈال کر پکاؤ جب دیگ پک گئی تو آپ نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور فرمایا جس قدر چاول کی ضرورت ہو اس دیگ سے نکالتے جاؤ چنانچہ ہزارہا لوگ آتے خود بھی

کھاتے اور گھروں کو بھی لے جاتے دیگ کے چاول ختم نہ ہوتے اسی حالت میں سات دِن گزر گئے اس دوران جب بھی دیگ سے چاول نکالے جاتے وہ اتنے گرم ہوتے جیسے دیگ ابھی چولہے سے اُتری ہے اسی اثناء میں بارشوں کا سلسلہ ختم ہوگیا اس کے بعد حسبِ معمول لنگر کا انتظام جاری ہوگیا۔

وصال و مزار

آپ کا وصال ۷ اربیع الاثانی ۱۰۱۳ھ میں بمقام خان فتا نزد بٹالہ بھارت میں ہوا جہاں آپ کی تغسیل و تکفین ہوئی اسی مقام پر آپ کی تربت بطور یادگار موجود ہے چونکہ آپکا روضہ آپ کی زندگی میں لاہور میں تعمیر ہو چکا تھا اس لئے حسبِ وصیت آپکا جنازہ ایک جلوس کی شکل میں خان فتا سے بٹالہ لایا گیا اور بٹالہ سے تعمیر شدہ روضہ مبارک لاہور میں دفن کیا گیا۔

اولاد

آپ کی زوجہ حضرت سیّدہ فاطمہ سے دو بیٹے متولد ہوئے

(۱) سیّد صفی الدین بخاریؒ (۲) سیّد بہاؤالدین بخاریؒ

جبکہ دوسری زوجہ بی بی نورنگ صاحبہ سے سیّد شہاب الدین بخاریؒ پیدا ہوئے۔

حضرت سیّد شہاب الدین بخاریؒ

حضرت سیّد شہاب الدین بخاریؒ کی شخصیت میں بچپن ہی سے آثار ولایت وکرامت ظاہر تھے حضرت سیّد موج دریاؒ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے ایک دفعہ شہنشاہ اکبر لاہور آیا تو بعض حاسدین نے اکبر سے کہا آپ نے اسقدر جاگیر ایک سیّد کو دے دی ہے اگر اِسے عوام میں تقسیم کیا جاتا تو بے شمار بندگانِ خدا کو فائدہ پہنچتا اکبر نے جواب دیا ان حضرات کو عوام سے کیا نسبت مگر حاسدین اُمراء کا اصرار بڑھا جب اکبر امرا کے ساتھ حضرت سیّد موج دریا کی ملاقات کیلئے آیا تو حضرت سیّد شہاب الدینؒ نے اس انداز سے نگاہ اُٹھائی کہ دیکھنے والوں کو آپ شیر کی طرح نظر آنے لگے حضرت سیّد موج دریاؒ نے فرمایا تو نہرا ہو گیا غصہ دور کر نہرا ہندی زبان میں شیر کو کہتے ہیں چنانچہ اُمراء نادم ہوئے اور آداب وتسلیمات بجالائے اس دن سے حضرت سیّد شہاب الدین بخاریؒ کا لقب نہرا مشہور ہوا آپ نسب کے متعلق بڑے سخت تھے اکثر فرمایا کرتے۔

"قال علیه السلام لعنة الله علی خارج النسب و داخل النسب"

کہ حضورؐ نے فرمایا غیر نسب میں داخل ہونے اور خارج ہونے

والے پر اللہ کی لعنت ہے۔ آپ کے برادران حضرت سیّد صفی الدین بخاریؒ اور سیّد بہاؤ الدین بخاریؒ لاہور ہی میں قیام پذیر رہے مگر آپ حضرت موج دریاؒ کے حکم پر بٹالہ میں رہے آپ کی تبلیغ سے اکثر ہنود مسلمان ہوئے۔

وصال و مزار

حضرت سیّد شہاب الدین بخاریؒ کا وصال ۱۰۴۱ھ میں بٹالہ میں ہوا جہاں آپ کو غسل دیا گیا اس مقام پر آپ کی تربت بطور یادگار محلّہ بخاری سادات بٹالہ بھارت میں موجود ہے چونکہ آپ کی وصیت تھی کہ میرا جنازہ بٹالہ سے لاہور لے جانا مگر جس مقام پر جنازہ رُک جائے مجھے اسی جگہ پر دفن کر دینا چنانچہ جب آپ کا جنازہ بٹالہ سے لاہور لایا گیا، جب جنازہ باغبان پورہ پہنچا تو رُک گیا لہذا آپ کو وہیں دفن کیا گیا حضرت سید شہاب الدین بخاریؒ نے فارسی زبان میں ایک دیوان بھی تحریر فرمایا۔

اولاد

آپکی اولاد سے آپ کے پوتے حضرت سیّد فتح علی شاہ بخاریؒ وقت کے ولی کامل اور عارف باللہ تھے آپ نے امرتسر بھارت میں خانقاہ قائم کی حضرت سیّد فتح علی شاہ بخاریؒ کے بیٹے سیّد مشک علی شاہ بخاریؒ اور سیّد طلعہ بخاریؒ بٹالہ خانقاہ خان فتا اور پسنانوالہ کی خانقاہوں کے منتظم رہے

حضرت سیّد فتح علی بخاریؒ نے اپنے بیٹے حضرت سیّد طلعہ بخاریؒ کے متعلق فرمایا میرا یہ بیٹا بٹالہ میں اپنی نشانی چھوڑ کر غیر علاقہ میں چلا جائے گا اور وہاں اسکی اولاد پھیلے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا سیّد طلعہ بخاریؒ اپنے فرزند سیّد امام شاہ بخاریؒ کو اپنے بھائی سیّد مشک علی بخاریؒ کے پاس چھوڑ کر علاقہ ڈیرہ اسماعیل خاں بمقام دریا خاں تشریف لے آئے حضرت سیّد طلعہ نوری ۱۱۲۲ھ کو بٹالہ سے دریا خان تشریف لائے آنے کی وجہ یہ بنی کہ بٹالہ میں ایک ناصبی نے امیر المومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں گستاخی کی تو آپ نے اُس ناصبی کو قتل کر دیا جس کی وجہ سے آپ دریا خاں تشریف لے آئے۔

حضرت سیّد قطب شیرؒ

حضرت سیّد قطب شیر حضرت سیّد جنید برقع پوشؒ کے بیٹے ہیں حضرت سیّد جنید برقع پوش حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ کے پوتے ہیں سلطان فیروز تغلق نے حضرت سیّد جنیدؒ برقع پوش کی خدمت میں عرض کیا کہ جناب آپ کے نانا کے دین کو براہمنوں کے شعبدہ بازوں سے خطرہ ہے آپ ان کی شعبدہ بازی کو اپنی روحانی طاقت سے ختم کر سکتے ہیں اس لئے آپ بلوٹ کی طرف توجہ دیں ہندو کسی مسلمان کو بلوٹ کی طرف داخل نہیں ہونے دیتے تھے جو بھی مسلمان دریائے سندھ کو عبور کرنے لگتا تھا یہ جادوگر منتری اسکو جلا کر راکھ کر دیتے تھے حضرت سیّد جنید نے اپنے بیٹے حضرت

سیّد قطب شیرؒ کو اس مہم پر روانہ کیا۔

مہامنتری غرق ہو گیا

حضرت سیّد قطب شیرؒ چالیس درویشوں کے ساتھ دریائے سندھ کے کنارے پہنچے تو ہندو جادوگروں نے دریا میں آگ لگا دی اس پر حضرت قطب شیرؒ نے درویشوں کو حکم دیا کہ ایک پتھر اُٹھالائیں جونہی پتھر دریا میں پھینکا گیا تو فوراً آگ بجھ گئی آگ کے بجھنے کے بعد حضرت قطب شیرؒ نے اپنا گھوڑا دریا میں دوڑا دیا پیچھے پیچھے درویش بھی پرچم اُٹھائے ہوئے تھے دریا کو پار کرنے کے بعد مندر کے سامنے پہاڑی پر پرچم نصب کر دیے انہی ایام میں وہاں ہندوؤں کا میلہ لگتا تھا اور وہاں پجاری ہندو اکٹھے ہوتے تھے جس دن مہامنتری نے دریا کے پانی پر چلنا تھا اُس دن حضرت قطب شیرؒ بھی کنارے پر آ کر بیٹھ گئے مہامنتری اپنے آشرم سے باہر نکلا اور دریا پر چلنے لگا دریا سے رام رام کی آواز آنے لگی حضرت قطب شیرؒ نے ایک پتھر اُٹھا کر دریا میں پھینکا تو دریا سے کلمہ طیبہ کی آواز آنے لگی اور مہامنتری دریا میں غرق ہو گیا مندر میں آگ لگ گئی وہاں جتنے پجاری تھے انہوں نے یہ کرامت دیکھ کر دین اسلام کو قبول کر لیا۔

حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ

گر خواہی کہ باشی نجات از جملہ عذاب
سر نگوں کُن درگاہِ شاہ عبد الوہابؒ

ولادت: آپ کی ولادت اُوچ شریف میں سنہ ۹۰۷ھ میں ہوئی آپ کے والد کا نام حضرت سیّد قطب شیرؒ اور دادا کا نام حضرت شاہ جنیدؒ برقعہ پوش تھا۔

اُوچ سے دلی

حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ دستار بندی کے بعد اُوچ شریف سے ہجرت کر کے دلی پہنچے دلی میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رہا اور دلی کے بلند پایہ اشخاص آپ کے گرویدہ ہوگئے، یہاں پر آپ کی ملاقات ایک برقعہ پوش ہستی سے ہوئی جس نے پہلی ملاقات میں آپ کو اسماء ذاتیہ بتائے اور دوسری ملاقات میں اسماء جلالیہ بتائے اور تیسری ملاقات میں اسماء جمالیہ ذات بذات و اسماء نفی و اثبات تعلیم کئے۔

بلوٹ شریف میں آمد

حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ دلی سے لاہور، لاہور سے لیہ اور لیہ

سے بلوٹ شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے یہاں شیو بھگوان کے مندر بل کے کوٹ میں ہندوؤں کا مرکز تھا اور یہاں انسانی خون سے مورتیوں کو غسل دیا جاتا تھا کیونکہ ہندوا سے اپنا دھرم کا حصہ تصور کرتے تھے کئی اولیاء کرام یہاں آکر واپس چلے گئے، جب شاہ عبدالوہابؒ کشتی سے اُترے تو آپ نے بلوٹ کو بڑی توجہ کے ساتھ دیکھا، رات گزارنے کے بعد جب دوسرا دن آیا تو ایک چھانڑی دائی نے آپ کو مسافر سمجھ کر چنے پیش کئے آپ نے فرمایا میں سیّد ہوں اور سیّد صدقہ نہیں کھاتے البتہ تین پاؤ چنے بعوض چند مشکیزے پانی کے قیمت میں لے لے، چنانچہ آپ نے چند مشکیزے دریا سے لے کر اُس کے بدلے میں تین پاؤ چنے اور ایک چھاگل پانی اپنے ساتھ لیا اور بستی اور مندر کے درمیان دریا کے کنارے کھجوروں کے گھنے جنگل میں تنے اور شاخوں سے ایک حجرہ بنایا، اور وہیں عبادت الٰہی میں محو ہو گئے، بلوٹ میں آپ کو بارہ سال کا عرصہ گزر چکا تھا آپ کے والد حضرت قطب شیر بخاریؒ اور آپ کے دادا حضرت شاہ جنیدؒ آپ کی تلاش میں نکلے جب ضلع بکھر کی سمت بڑھے تو حضرت قطب شیرؒ نے اپنے خادموں کو دریا کے دونوں اطراف دوڑایا جب بلوٹ کی بستی میں اعلان ہوا تو اس دائی کی بچی نے ان کو سارا ماجرا سنایا حضرت قطب شیرؒ نے اس بچی سے پوچھا چنے اور پیالہ لے کر وہ کس سمت روانہ ہوئے اس نے کہا کہ وہ قریب جنگل میں دو دن تک

نظر آئے مگر اُس کے بعد روپوش ہو گئے یہ سنتے ہی حضرت قطب شیرؒ جنگل میں تشریف لے گئے ایک گھنے جھنڈ میں آپ کو ایک حجرہ نظر آیا جونہی جھانکا تو دیکھا کہ حضرت شاہ عبدالوہابؒ سربسجود ہیں مگر حالت دیکھ کر آپ کو رقت ہوئی آنکھیں اشکبار ہوئیں اور بیٹے کے ساتھ سجدہ شکر میں سر رکھ دیا حضرت شاہ عبدالوہابؒ کی انگلیوں کے درمیان اور آپکے اردگرد گھاس نے آپ کو لپیٹ لیا تھا حضرت قطب شیرؒ نے گھاس کو علیحدہ کر کے بیٹے کو اُٹھایا جسم بے سکت ہو چکا تھا لیکن سانس باقی تھا حضرت قطب شیرؒ نے اپنی چادر میں بیٹے کو اُٹھایا اور جنگل سے باہر آئے کئی دنوں تک دودھ کے قطرے آپ کے حلق میں اتارے گئے آخر ایک دن شاہ عبدالوہابؒ نے آنکھیں کھولیں اور ایک ماہ بعد مکمل صحت یابی ہوئی حضرت قطب شیر بخاریؒ نے اپنے بیٹے کی محبت و عشق کو دیکھ کر اسی حجرے کے اردگرد کی اراضی کو حاصل کیا اور وہی اپنا گھر بنایا اس کے بعد گھر کے بقیہ افراد کو اُوچ سے لیکر یہاں تشریف لائے۔

ماڑی انڈس میں

حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ نے بلوٹ کے بعد جس مقام کو اپنی عبادت کیلئے منتخب فرمایا وہ ضلع میانوالی میں کالاباغ کے نزدیک ایک گاؤں ہے یہاں پر ہندو مذہب کا مندر تھا لہذا آپ نے دریائے سندھ کے شمالی کنارے مندر کے سامنے اپنا مسکن عبادت بنایا وہاں لوگوں کو تلقین وارشاد

بھی کیا اور اعوان اور پٹھان قبائل پر نوازشات فرمائیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک نواب آف کالاباغ اپنے بچوں کی پیدائش پر خصوصاً ولی عہد کی پیدائش پر گھوڑا اور نذرانے پیش کرتے رہے ہیں پھر آپ کالاباغ سے براستہ لکی مروت بلوٹ شریف تشریف لائے اس کے بعد بلوٹ شریف میں ایک پہاڑ میں کئی سال تک پردہ غیبت میں رہ کر عبادت الٰہیہ میں محو رہے پہاڑ پر آج بھی تین حجرے سلامت ہیں۔

رسول پاکؐ اور علی مرتضیٰؑ کا دستار بندی کرنا

ایک دن حضرت شاہ عبدالوہابؒ کو عالم خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت ہوئی اور فرمایا اب تیری عبادت مکمل ہوئی میں جمعہ کے دن تمہاری دستار پوشی کروں گا اس خواب کے بعد حضرت شاہ عبدالوہابؒ حجرے سے گھر تشریف لائے اور گھر والوں کو اس خواب سے آگاہ کیا جب جمعۃ المبارک کا دن آیا تو مطلع ابر آلود تھا اور بدلیاں پہاڑوں سے ٹکرا رہی تھیں خانوادہِ بخاریہ کے جملہ افراد و اصحاب پہاڑی کے دامن میں اکھٹے ہو گئے دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا جب قریب آگیا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام بادل سے نمودار ہوئے اور حضرت شاہ عبدالوہابؒ کی دستار بندی کی اور حضرت شاہ عبدالوہابؒ کے پوتے اور حضرت نوری شاہ

عبدالرحمانؒ کے بیٹے حضرت شاہ عیسیٰ قتالؒ کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر کر فرمایا یہ کمسن بچہ اپنے دور کا سب سے بڑا عالم اور اکمل ولی ہوگا اور اے عبدالوہاب اگر کوئی ہماری آمد پر شک کرے تو انہیں بتا دینا جس طرح ہم اپنی زندگی سے ہزاروں سال پہلے عمری احباب اور کسی دوسرے پیغمبروں کی مدد کو پہنچے اسی طرح ہم ظاہری زندگی کے بعد بھی پہنچ سکتے ہیں دنیا والوں کو بتا دینا کہ زبور و انجیل میں اسی بادل کے ٹکرے پر بیٹھ کر پیدائش سے پہلے زمین پر اُترنے والے ''احمد وایلیا'' ہم ہی تو ہیں اسکے بعد حضرت مولائے کائنات علی ابن ابیطالب نے خرقہ ولباس حضرت شاہ نوری عبدالرحمان کو دیا اور فقر کا نام نور کلیان تجویز فرمایا۔

زہدالانبیاء

حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ کا لقب زہدالانبیاء ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ میں دنیا کی بے رغبتی کی صفت انبیاء کی طرح پائی جاتی تھی جس کی وجہ سے زہدالانبیاء کے لقب سے مشہور ہوئے۔

شاہ عبدالوہابؒ کے دیگر حالات

حضرت جمال الدین افغانیؒ حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ سے خصوصی محبت رکھتے تھے اور آپ سے ملاقات کرنے کیلئے لکی تشریف لائے

حضرت شاہ عبدالوہابؒ بخاری نے پیر محمد راجن بلند روضہ کچھی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے زین العابدین شاہ کی دستار بندی کی سلطان سارنگ گھکھڑ شاہستہ خان ہوت اور آل آدم خان شاہ ہفت کشور جیسے بادشاہوں نے اس خانوادہِ سادات کو رشتہ میں اپنی بیٹیاں دیں بلوٹ شریف کی زمینیں کابل کے لودھیوں سے حاصل کی گئیں تھیں کیونکہ یہاں کے تمام مواضعات لودھیوں کے ایک ہی خاندان کے قبضہ میں تھیں جو انہوں نے بزور شمشیر ہندوؤں سے حاصل کیں تھیں جب مغل خاندان آیا تو اولیاء اللہ نے ان کی حفاظت فرمائی مگر جب مغل ہندوستان چھوڑ کر چلے گئے تو یہ مواضعات بلوٹ شریف کے مخادیم کو ملے تو حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ نے تمام مواضعات کو وہاں کے لوگوں میں تقسیم کیا اور اپنے لئے صرف ستائیس میں سے دو تین موضع چھوڑے بانٹر، سنبل، سیلوں سے لیکر میاں وڈا اور لاڑ تک کے تمام علاقے مخادیم کے نام پر منتقل کیے جو بعد میں مخدوم صاحب زمان اور شاہ گل شیر نے عام لوگوں میں تقسیم کر دیے۔

وصال مبارک

حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ نے پچاس سال کی عمر پائی اور ۹۵۷ھ میں وصال فرمایا آپ سے پہلے آپ کے دو بھائی شاہ جلالؒ اور شاہ بازیدؒ واصل بحق ہوئے۔

شاہ عیسیٰ قتالؒ

حضرت شاہ عیسیٰ قتالؒ دسویں صدی ہجری میں بلوٹ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے آپ حضرت نوری شاہ عبدالرحمٰنؒ کے بیٹے اور حضرت شاہ عبدالوہاب بخاریؒ کے پوتے ہیں آپ کی والدہ سیّد رکن الدین کے بیٹے سیّد حامد کی بیٹی تھیں حضرت شاہ عیسیٰ قتالؒ مادرزاد ولی تھے آپ مادری پدری فقر و ولایت کی وجہ سے بے شمار نعمات اور عجائبات سے لبریز تھے آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر بہت سارے ہندوؤں کو کلمہ شہادت نصیب ہوا حضرت شاہ عیسیٰ قتالؒ فرقہ پرست نہیں بلکہ حقیقت پرست تھے۔

معمولات

حضرت شاہ عیسیٰ قتالؒ اپنے والد گرامی حضرت نوری شاہ عبدالرحمٰن کے وصال کے بعد روحانیت کا مرکز تھے آپ نے شب و روز کے معمولات کو تقسیم کیا ہوا تھا ایک ہفتہ حجرہِ عبادت میں مشغولِ اذکار رہتے ایک ہفتہ سادات کے درس و تدریس کیلئے وقف تھا ایک ہفتہ اولیاء و فقرا کے ارشادات کیلئے تھا اور ایک ہفتہ دیگر لوگوں کیلئے مخصوص تھا اتوار کا دن برصغیر سے اکٹھے ہونے والے اولیاء و عرفاء کے لئے خاص تھا آپ نے بلوٹ سے کشمیر تک تبلیغی سفر کیا اور مختلف جگہوں پر قیام فرمایا جو شاہ عیسیٰ قتالؒ کی بیٹھکیں

مشہور ہوئیں حضرت جمال الدین افغانی اور انکی اولاد کابل اور قندھار سے آپ کے پاس تشریف لاتے۔

زیارتِ مصطفیٰؐ و مرتضیٰؓ

جب بلوٹ کے پہاڑ کے حجرہ میں آپ کے دادا حضرت شاہ عبدالوہابؒ کی دستار بندی کیلئے روحانی طور پر جناب مصطفیٰؐ کریمؐ اور مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے تو اس وقت حضرت شاہ عیسیٰ قتالؒ کی عمر تین سے چار سال تھی آپ نے بھی ان دو ہستیوں کی زیارت کی، نبی کریمؐ نے آپ کے سر پر دست شفقت پھیر کر آپ کو دعاؤں سے نوازا اور آپ نے پہلی صف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی۔

ڈوبنے سے بچالیا

ایک کھڑ سے روایت ہے کہ میں بذریعہ کشتی بلوٹ شریف پہنچا اور حضرت عیسیٰ قتالؒ کی زیارت سے مُشرف ہوا ایک رات کو آپ کے خاص عقیدت مند حضرت سخی بھنور سلطانؒ کہیں تشریف لے گئے اور میں اُس رات حضرت عیسیٰ قتالؒ کی خدمت پر مامور ہوا جب رات کا آخری پہر آیا تو حضرت عیسیٰ قتال کے کمرے سے زور سے ''اللہ اکبر'' کی صدائیں بلند

ہوئیں میں فوراً کمرے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ سر سے پاؤں تک پانی
میں بھیگے ہوئے ہیں میں دیکھ کر حیران ہوا کہ یہاں تو پانی نہیں ہے پھر آپ
بھیگے کیسے میں نے دریافت کیا تو حضرت شاہ عیسیٰ قتالؒ نے فرمایا کہ ایک
سمندر میں کسی کو ڈوبتے ہوئے دیکھا تو میں نے سمندر میں چھلانگ لگا کر
اُس کو بچا لیا جس کی وجہ سے میرے کپڑے پانی کی وجہ سے بھیگ گئے
ہیں ایک ماہ کے بعد صبح کے وقت چالیس پچاس مسافر آپ کی بارگاہ میں
پہنچے انہوں نے نذرانے اور تحائف پیش کئے اور شکریہ ادا کرنے لگے ان
مسافروں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپکا عقیدت مند
ہوں میرے والد محترم نے مجھے آپکا غائبانہ تعارف کروایا لیکن میں آپ کی
زیارت نہ کر سکا میرا تعلق سرگودھا سے ہے میں تجارتی قافلے کے ساتھ عرب
گیا عمرہ کی سعادت حاصل کی اُسکے بعد عراق و شام کی زیارات مقدسہ کے
بعد واپس ہندوستان بحری راستے سے آ رہا تھا کہ طوفانی بارش نے آ گھیرا بحری
جہاز میں گھوڑے بھی تھے جو پانی کی وجہ سے بھاگے تو جہاز کا عرشہ ٹوٹ گیا
میرے منہ سے فوراً نکلا پیر شاہ عیسیٰ زندہ ولی میری مدد کو پہنچ اس کے بعد میں
نے دیکھا ایک شخص چھلانگ لگا کر مجھے کندھوں سے پکڑ کر ایک سفید پھٹے پر
سوار کر کے کنارے تک لایا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے پوچھا تو بھی جہاز کا
مسافر ہے تو اس شخص نے جواب دیا جس خدا نے پوری انسانیت کو نوح علیہ

السلام کی کشتی میں بٹھا کر طوفان سے بچایا تھا اُسی خدا نے تجھے بچانے کیلئے مجھے یہاں بھیجا ہے میں نے پوچھا تو کوئی فرشتہ ہے یا خضر علیہ السلام ہے تو اس نے کہا جس کو تو نے پکارا ہے میں وہی ہوں۔

حضرت سیّد عبد الباری بخاریؒ

حضرت سیّد عبد الباری بخاریؒ حاجی امام پاک کے نام سے معروف ہیں آپ حضرت سیّد شاہ عیسیٰ قتالؒ کے بیٹے ہیں جن کے فقر نور کلیان کا چرچا ہوا۔

جائے پیدائش: آپ کی ولادت بلوٹ شریف ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی آپ نے بلوٹ کی مخدومیت وسجادگی چھوڑ کر جنگلوں کی راہ اختیار فرمائی اور عبادت وریاضت میں محو رہے، کشمیر، ایبٹ آباد، ہری پور، ضلع اٹک ودیگر علاقہ جات میں ہزاروں غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا صوبہ سرحد میں گکھڑ اور پنجاب میں کھٹڑا اقوام کو اپنی روحانیت سے فیضیاب کیا آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کی نگاہِ تصرف سے پتھروں نے بھی کلمہ پڑھا۔

منگا سے منگا سلطان بنادیا

آپ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ منگا نامی شخص نے آپ کی گودڑی چوری کی جب وہ گودڑی لیکر بھاگا تو جدھر جاتا تھا سامنے آپ کو پاتا

تھا آخر وہ گھبرا کر واپس لوٹا اور آپ سے معافی کا طلبگار ہوا آپ نے نہ صرف اُسے معاف کیا بلکہ منگا سلطان بنا دیا جو آج تک منگا سلطان کے نام سے مشہور ہے۔

جھنگ بہاتر

حضرت حاجی امام پاکؒ کی کئی جگہوں پر بیٹھکیں ہیں اسی طرح ضلع اٹک تحصیل فتح جھنگ میں جھنگ بہاتر میں آپ کی بیٹھک پر عظیم الشان دربار بنا ہوا ہے ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت حاجی امام پاکؒ مع اپنے مریدین کے جھنگ بہاتر کے قریب جلوہ فرما ہوئے یہاں دور دور تک پانی کا کوئی نام ونشان نہ تھا آپ نے وضو کیلئے پانی طلب کیا تو مریدین نے عرض کیا کہ یہاں تو پانی کا نام نشان نہیں ہے یہ سن کر آپ نے آنکھیں بند کیں اور حالتِ استغراق میں چلے گئے اس کیفیت کے بعد آپ کی دعا و برکت سے اسی جگہ پر پانی کا ایک بہت بڑا چشمہ پھوٹ پڑا آپ نے وضو فرمایا اور نماز پڑھ کر شکر الٰہی بجائے لائے اب اُسی جگہ پر دو نہریں جاری ہیں آپ نے جھنگ جہاں پانی کا چشمہ جاری کیا اب وہاں جامع مسجد تعمیر کی گئی ہے اور اِسے چشمے والی مسجد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جس پتھر پر آپ محوِ عبادت رہتے تھے اِسے مسجد کی بنیاد میں لگا دیا گیا ہے۔

پہاڑی کو اشارہ

حضرت حاجی امام پاکؒ نے جب کشمیر کا رخ کیا تو کچھ عرصہ ہری پور ہزارہ میں قیام فرمایا اس کے بعد آپ مظفر آباد تشریف لے گئے گڑھی حبیب اللہ کے راستے دبگلی اور کچھ دن پاجگراں کی پہاڑی پر قیام فرمایا وہاں جب آپ نے دریا کو عبور کرنا چاہا تو دریا کی دوسری طرف پہاڑی کو اشارہ کیا تو پہاڑی نے اُس دریا پر پل بنا دیا چنانچہ آپ اپنے رفقاء کے ساتھ وہاں سے گزر گئے آپ کی اس کرامت کی خبر والیٔ مظفر آباد سلطان مظفر خاں کو ملی تو وہ آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی ہمشیرہ کا رشتہ پیش کیا چنانچہ آپ نے اسکا نکاح اپنے بیٹے حضرت سیّد پناہ علی بخاری کے ساتھ کر دیا جس سے پیر صفدر امام بخاری پیدا ہوئے اس کے بعد آپ اپنے بیٹے کے ساتھ سرینگر تشریف لے گئے سرینگر سے آپ دہلی تشریف لے گئے دہلی کے بعد واپس آپ نے ہری پور ہزارہ کو اپنا مستقل مسکن بنایا۔

سرائے صالح

حضرت حاجی امام پاک نے ہری پور ہزارہ کے ایک گاؤں سرائے صالح کے مقام پر سفید رنگ کا ایک پرچم نصب کیا جو آج تک بڑی شان سے لہرا رہا ہے عید الضحیٰ کے تیسرے دن تینتیس گز کا سفید پرچم لہرایا جاتا ہے

اس پرچم کے نیچے بلا تفریقِ مذہب و مِلت آپکے عقیدت مند ہشت روزہ عُرس میں جمع ہوتے ہیں۔

وصال: حضرت حاجی امام پاکؒ نے ہری پور ہزارہ میں سرائے صالح مقام پر وصال فرمایا اور وہی مدفون ہوئے۔

قبر کشائی

صدری روایت کے مطابق آپ کے مدفون ہونے کے کچھ عرصہ بعد آپ کی والدہ ماجدہ بلوٹ شریف سے سرائے صالح تشریف لائیں آپکی والدہ کے حکم پر حضرت حاجی امام پاکؒ کی قبر کشائی کی گئی اور آپ کے جسدِ اطہر کو بلوٹ شریف دفن کیا گیا کیونکہ یہ بات مشہور ہے کہ سادات بلوٹ شریف کے بزرگ جہاں کہیں تبلیغِ اسلام کے دوران رحلت فرما جاتے انہیں تدفین کیلئے بلوٹ شریف لایا جاتا تھا۔

اولاد

حضرت حاجی امام پاک کے ۹ فرزند تھے جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں (۱) سیّد امیر حیدرؒ (۲) سیّد پناہ شاہؒ (۳) سیّد نور محمدؒ (۴) سیّد علیؒ (۵) سید محمد تقیؒ (۶) سیّد رضاؒ (۷) سیّد شاہ جیؒ (۸) سیّد محمود علیؒ (۹) سیّد نور حسینیؒ

حضرت سیّد پیر سیدن بخاریؒ

آپکی ولادت موضع جھنگ ضلع اٹک تحصیل فتح جنگ میں ہوئی آپ مادر زاد ولی تھے آپ کے متعلق مشہور روایت ہے کہ آپ کے پدرِ بزرگوار زمینوں میں تھے انہوں نے حضرت سیّد سیدن پیر کو فرمایا سیدن پیر جاؤ اور پانی لے کے آؤ اُس وقت اُس جگہ پر قریب قریب کہیں پانی کا نام ونشان نہ تھا آپ اپنے والد کا حکم سن کر تھوڑا دور ایک پوشیدہ جگہ پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے ہاتھوں میں پانی کا برتن اُٹھائے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے والد حیرت سے حضرت سیدن پیر کو دیکھ کر فرمانے لگے سیدن پیر یہاں نزدیک تو پانی کہیں نہیں ہے یہ پانی کہاں سے لائے ہو حضرت سید سیدن پیر نے عرض کیا آپ کی پیاس کی شدت دیکھ کر میں پریشان تھا میں نے زمین کو کہا اے اللہ کی زمین مجھے پانی دے دو میں نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں پیش کرنا ہے آپ کے والد گرامی نے فرمایا مجھے اپنی پرہیز گاری دکھاتے ہو بھلا ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی اس دن سے حضرت سیدن پیر ایسے غائب ہوئے کہ لوگوں کی شہادت کے مطابق آپ کو اس واقعہ کے بعد صرف ایک دفعہ دیکھا گیا ہے اس کے بعد آپ کہیں دکھائی نہیں دیے چنانچہ چوا سیدن شاہ آپ ہی سے منسوب ہے۔

حضرت سیّد فضل حسین بخاریؒ

حضرت سیّد فضل حسین بخاری کے والدِ گرامی کا نام حضرت سیّد شاہ جلال ہے آپ موضع مانکرائے تحصیل و ضلع ہری پور میں پیدا ہوئے آپ حضرت حاجی امام پاکؒ کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سیّد امیر حیدر کی اولاد سے ہیں آپ شریعتِ محمدیؐ کے بڑے سخت پابند تھے آپ نے میدان طریقت میں آنے کے بعد گھر بار کو خیر آباد کہہ دیا اور مختلف مقامات پر مصروف عبادت و ریاضت رہے لیکن جس مقام کو آپ نے آخری قیام کیلئے منتخب فرمایا وہ آجکل دربار پیر کے نام سے مشہور ہے یہ مقام جھنگ ضلع اٹک میں ہے۔

گندم کی بجائے سانپ

آپ جب جھنگ تشریف لائے تو ایسی جگہ قیام فرمایا جو غیر آباد تھی اس جگہ کے نزدیک ترین آبادی کا نام پنڈ بہادر خان تھا وہاں لوگوں سے کہا میں سیّد ہوں اور میں یہاں عبادت کرنا چاہتا ہوں مجھے کوئی چھوٹی سی جگہ بتا دیں تاکہ عبادت کرسکوں اتفاق سے ان دنوں گندم کی کٹائی ہو رہی تھی تو لوگوں نے کہا پتہ نہیں کون آگیا ہے ہم اپنی فصل چھوڑ کر اس کی خدمت نہیں کرسکتے چنانچہ جب لوگوں نے فصل کی کٹائی کیلئے گندم کو ہاتھ ڈالا تو ہاتھوں

میں گندم کی بجائے سانپ آجاتے یہ دیکھ کر لوگ خوفزدہ ہوگئے اس کے بعد آپ کو ایک چھوٹا سا کمرہ بنا کر دیا جس میں آپ مصروف عبادت ہوگئے آپ نے اسی جگہ وصال فرمایا یہ جگہ دربار پیر مقام کے نام سے مشہور ہے۔

وادیِ کشمیر کے پہلے مبلغِ اسلام

وادیِ کشمیر میں تبلیغ اسلام کیلئے سب سے پہلے چھٹی صدی ہجری میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت سیّد عبدالرحمٰن عرف بُلبُل شاہ مشہد مقدس ایران سے تشریف لائے اس وقت کشمیر میں بدھ مذہب کا پیرو راجہ رنچن حکمران تھا جو آپ کی توجہ باطنی سے آپ کے دستِ حق پر اسلام لایا اور اس کا اسلامی نام صدرالدین رکھا اور راجہ کے کمسن بیٹے کا نام حیدر رکھا ڈاکٹر صابر آفاقی اپنی کتاب جلوۂ کشمیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیّد عبدالرحمٰن عرف بُلبُل شاہ پہلے مبلغ اسلام ہیں جو اپنے چند مریدوں کے ہمراہ وادیِ کشمیر پہنچے آپکا وطن ایران تھا ان کی تبلیغ سے بدھ راجہ جسکا نام رنچن تھا حلقہِ بگوش اسلام ہوا حضرت سیّد عبدالرحمٰن کا سلسلہ سہروردی تھا اور مذہب حنفی تھا آپکا مزار سرینگر میں دریائے جہلم کے کنارے آج بھی مرجعِ خلائق ہے حضرت سیّد عبدالرحمٰن عرف بُلبُل شاہ کے بیٹے حضرت سیّد علی عبداللہ بسلسلہ تبلیغ اسلام سندھ تشریف لائے اور یہیں وصال فرمایا حضرت سیّد علی عبداللہ کے بیٹے حضرت سیّد حسین مشہدی شہاب الدین غوری کے ساتھ

۵۸۸ھ میں ہندوستان تشریف لائے، حضرت سیّد حسین مشھدی نے حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ کو تبلیغ دین میں بہت مدد دی چونکہ شہاب الدین غوری نے فتح کے بعد حضرت سیّد حسین مشھدی کو قطب الدین ایبک کی رفاقت کیلئے ہندوستان چھوڑا، قطب الدین ایبک نے خود تو دہلی میں اقامت اختیار کی اور حضرت سیّد حسین مشھدیؒ کو اجمیر کا حاکم مقرر کیا حضرت سیّد حسین مشھدی انیس سال تک اجمیر کے حاکم رہے سلطان قطب الدین لاہور میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر پڑا اور وفات پا گیا جس روز سلطان قطب الدین ایبک کی وفات کی خبر پہنچی کفار نے شب تاریک حضرت حسین مشھدی کو شہید کر دیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور قلعہ میں دفن کر دیا۔

سیّد علاؤ الدین بخاریؒ کی کشمیر میں آمد

حضرت سیّد علاؤ الدین بخاریؒ حضرت سیّد ناصر الدین نر بخاری کے بیٹے ہیں آپ ۱۰ جمادی الثانی بروز ہفتہ ۷۷۰ھ میں پیدا ہوئے آپ نے پچیس سال اُوچ ضلع بہاولپور میں گزارے اور ۸۰۰ھ میں سلطان سکندر بت شکن کے عہد حکومت میں کشمیر سکندر پورہ میں تشریف لائے آپ سلطان سکندر بت شکن کی دعوت پر کشمیر تشریف لائے اور دوسری روایت کے مطابق محدث کبیر میر سیّد علی ھمدانیؒ کے بیٹے میر سیّد محمد ھمدانی کی دعوت پر

کشمیر تشریف لائے بوقتِ ولادت ہی آپ کی پیشانی سے آثارِ ولایت ہویدا تھے آپ ظاہر اور باطن سے آراستہ تھے روحانیت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے آپ تارکِ دنیا ہو کر حجرہ نشین ہو گئے کچھ شر پسند عناصر نے چھپ کر آپ پر وار کیا جس سے آپ شہید ہو گئے آپ کے چھ فرزند تھے جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت سیّد فخر الدین بخاری (۲) حضرت سیّد ضیا الدین بخاری
(۳) حضرت سیّد تاج الدین بخاری شہید (۴) حضرت سیّد محمد بخاری
(۵) حضرت سیّد کمال الدین بخاری (۶) حضرت سیّد سکندر شاہ بخاری

آخر الذکر دونوں فرزند بچپن میں وصال فرما گئے تھے

حضرت سیّد فخر الدین بخاریؒ

حضرت سیّد فخر الدین بخاریؒ ۱۳ صفر ۸۰۵ھ بروز سوموار کو پیدا ہوئے آپ کے متعلق حضرت سیّد مخدوم جہانیاںؒ نے پیشین گوئی کی تھی کہ میرے پوتے علاؤ الدین کے گھر ایک بچہ پیدا ہو گا جو اپنے نانا اور دادا کا نام روشن کرے گا اس کی اولاد کشمیر میں اسلام کا ڈنکا بجائے گی آپ اپنے والد حضرت سیّد علاؤ الدین بخاریؒ کے دستِ حق پر بیعت تھے آپ بہترین مفسّر بہترین محدث اور بہترین فقیہ تھے عبادت و ریاضت میں یکتائے زمانہ تھے مختلف مکاتیبِ فکر کے لوگ آپ سے علمی تشنگی بجھانے آتے تھے دور دراز سے لوگ

آپ سے مسائل فقہ سیکھنے کیلئے آتے تھے آپ اپنے مریدین کو سلسلہ سہروردیہ کے مطابق وظائف بتاتے تھے آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے مزید زندگی مل جاتی تو سارا کشمیر مسلمان ہو جاتا آپ کی مساعیِ جمیلہ سے کشمیر میں اسلام کا بول بالا ہوا۔

وصال واولاد

حضرت سیّد فخر الدین بخاریؒ ۱۰ محرم الحرام ۸۳۰ھ بروز اتوار واصل بحق ہوئے اور مقبوضہ کشمیر مزار سلاطین میں مدفون ہوئے آپ کے دو صاحبزادے تھے جن کے اسماء درج ذیل ہیں

(۱) حضرت سیّد شاہ کبیر بخاریؒ شہید (۲) حضرت سیّد حاجی مراد شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد شاہ کبیر بخاریؒ

حضرت سیّد شاہ کبیر بخاریؒ اپنے بھائی حضرت سیّد حاجی مراد بخاریؒ کے ہمراہ اپنے آباؤ اجداد کی زیارت کیلئے کشمیر سے ایران تشریف لے گئے جب مشہد مقدس ایران پہنچے تو وہاں ایک مناظرہ میں حاسدین نے آپ کی تبحر علمی اور علمی تفوق کو دیکھ کر حسداً آپ کو شہید کر ڈالا آپ کو مشہد مقدس ایران میں دفن کیا گیا آپ کے بیٹے حضرت سیّد محمد شاہ سعید المعروف شاہ سعید بخاری نے اپنے چچا حضرت سیّد حاجی محمد مراد شاہ بخاریؒ کے دستِ حق

پر بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت سیّد نظام الدین بخاریؒ

حضرت شاہ سعید بخاریؒ کے پوتے حضرت سیّد فتح اللہ شاہ بخاری المعروف میر انوش کی آٹھویں پشت سے حضرت سیّد نظام الدین بخاری بن حضرت سیّد اعظم شاہ بخاری سہروردی ہیں جنہوں نے مینڈھر، سرینگر، پونچھ اور مناور میں مختلف مقامات میں چلہ کشی فرمائی اور آج بھی آپ کی نشست گاہیں مرجعِ خلائق ہیں چنانچہ سیاحت کے دوران جب آپ موضع بھملا جو شکریلہ شریف (گجرات) کے قریب ہے تشریف لائے تو موضع بھملا کے لوگ کشمیر سے ہی ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے بھملا کے ایک رئیس کی بیٹی دردِ دُل کی مریضہ تھی جو مدتِ مدیدہ سے اس مرض میں مبتلا تھی وہ آپکی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو آپ نے اُس مریضہ کے سر پر اپنا دستِ مبارک رکھا درویش کامل کا ہاتھ رکھنا تھا کہ اُس مریضہ کی اِس مرض سے ہمیشہ کیلئے جان چھوٹ گئی موضع بھملا کے لوگ آپ کے دستِ حق پر بیعت ہو گئے اور چند معتبر لوگ مقبوضہ کشمیر میں کریری شریف حضرت سیّد اعظم شاہ بخاری سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ آپ اپنا صاحبزادہ سیّد نظام الدین بخاری ہمیں عطا فرما دیں حضرت سیّد اعظم شاہ بخاریؒ نے رضامندی کا اظہار فرمایا یوں حضرت سیّد نظام الدین بخاری

موضع بھملا میں مستقل سکونت پذیر ہوئے آپ کا روضہ مبارک موضع بھملا میں مرجع خلائق ہے آپ کے سات بیٹے ہیں جنہوں نے تبلیغِ اسلام اور اصلاحِ امت کیلئے مختلف علاقہ جات کی طرف مراجعت فرمائی اُن کے مندرجہ ذیل اسماء ہیں۔

(۱) سیّد شاہ جمال بخاریؒ مزار اقدس مخدوم پور بیلی جہلم

(۲) سیّد حسن شاہ بخاریؒ مدفن بیلہ شاہ نواز جہلم

(۳) سیّد مہتاب شاہ بخاریؒ مدفن محلّہ ملاحاں جہلم

(۴) سیّد محمود شاہ بخاریؒ مزار اقدس ہیجو ال شریف مقبوضہ کشمیر

(۵) سیّد امیر علی شاہ بخاریؒ مزار اقدس مناور بھمبر آزاد کشمیر

(۶) سیّد حیدر شاہ بخاریؒ (لاولد)

(۷) سیّد احمد شاہ بخاری

حضرت سیّد احمد شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد احمد شاہ بخاریؒ سلسلہ سہروردیہ قادریہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت سیّد نظام الدین بخاریؒ کے دست حق پر بیعت تھے آپ بھورے والے پیر کے لقب سے ملقب ہوئے جس کی وجہ تسمیہ تھی کہ آپ اُس وقت موضع سعادت پور میں خدمتِ دین اسلام سرانجام دے رہے تھے مسجد کے پڑوسی کھڈی کا کام کرتے تھے آپ نے اپنے ہاتھ سے دو بھورے

تیار کیئے اُس کے بعد وصیت فرمائی کہ ایک ہمیں کفن میں دے دینا اور دوسرا بھورا آپ اپنے ساتھ رکھتے تھے جس کی وجہ سے بھورے والے شاہ جی اور بھورے والے پیر مشہور ہوئے آپ کی گفتگو میں اس قدر چاشنی اور لطافت تھی کہ سخت دلوں والے نرم دل ہو جاتے اور روتے ہنس پڑتے حضرت پیر سیّد ملک علی شا بخاریؒ کا قول ہے کہ حضرت سیّد احمد شاہ بخاریؒ کی بزرگی سے متاثر ہو کر جنات بھی آپ کے دست حق پر بیعت تھے آپ صاحب کرامت بزرگ تھے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ماہ رمضان تھا جون اور جولائی کی شدید گرمی تھی دیہات میں ایک کنواں تھا گرد و نواح کے دیہات کے لوگ بھی نماز عصر کے بعد اس کنواں پر اکٹھے ہو جاتے جس کی وجہ سے لوگوں کی بھیڑ ہو جاتی ایک دن حضرت سیّد احمد شاہ بخاری بھی کنواں پر تشریف لائے آپ نے موجود حضرات سے پہلے پانی بھرنا چاہا تو ایک تلخ مزاج آدمی نے آپ کو روکا اور تلخ کلامی کی جس کی وجہ سے آپ کو جلال آگیا گھڑے کو پھینک کر ارشاد فرمایا اگر سیّد احمد شاہ کو پانی نہیں مل سکتا تو تم بھی پانی نہ پی سکو گے بس یہ کہہ کر چلے گئے لوگوں نے دیکھا کہ پانی کی رنگت تبدیل ہو کر خون کی شکل اختیار کر گئی ہے لوگ حضرت سیّد نظام الدین بخاریؒ کی خدمت میں پہنچے اور معافی کے طلبگار ہوئے آخر سیّد احمد شاہ بخاریؒ نے کنواں میں لعاب ڈالا تو پانی آپ کے لعاب کی برکت سے اصل حالت میں آگیا آپ نے

ایک عرصہ موضع سعادت پور، چکوڑی بھیلووال (گجرات) امامت کے
فرائض سرانجام دیے ان مقامات پر آج بھی آپکی نشست گاہیں مشہور ہیں
آپکی آخری آرام گاہ ٹبہ ہے بھملا اور شکریلہ کے اہلیان نے آپ کے مزار
کے لئے تین ایکڑ زمین وقف کی جواب نہر اپر جہلم کی حدود میں داخل ہے
آپ کے دو صاحبزادے تھے جن کے اسماء گرامی یہ ہیں۔
(۱) سیّد غلام رسول شاہ بخاریؒ (۲) سیّد علی شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد غلام رسول شاہ بخاریؒ

آپ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ کو ہوئی قرآن مجید کا اکثر
حصہ حفظ کرنے کے بعد علوم متداولہ حاصل کئے آپ نہایت وجیہ الشکل
بلند قامت اور شاہ زور تھے کُشتی کا شوق رکھتے تھے اکثر اوقات اکھاڑوں
میں مدمقابل پر فتح پاتے ایک دن دعا کی نیت سے سیال شریف حاضر ہوئے
اُس وقت وہاں خواجہ شمس الدینؒ سیالوی تھے جب حضرت خواجہ شمس الدین
سیالویؒ کی نگاہ آپ کے چہرہ پُر انوار پر پڑی تو خواجہ صاحب نے آپ سے
تعارف پوچھا آپ نے عرض کیا سیّد ہوں شکریلہ نزد جہلم سے آیا ہوں نام
رسول شاہ ہے پہلوانی کا شوق رکھتا ہوں ازراہِ کرم ایسا تعویز عنایت فرما
دیں کہ ہمیشہ مدمقابل پر فتح پاتا رہوں خواجہ شمس الدین سیالویؒ نے فرمایا
شاہ صاحب آپ انسانوں سے کُشتی لڑنے کی بجائے اپنے نفس سے لڑیں

یہی سادات کا شیوہ ہے اور رسول شاہ نہ بنیے غلام رسول شاہ بنیے مزید فرمایا جو اپنے نفس پر غلبہ پالے حقیقت میں وہی پہلوان ہوتا ہے خواجہ صاحب کی گفتگو کا آپ کے دل پر بڑا گہرا اثر ہوا یکسر دل کی دنیا بدل گئی اور خواجہ صاحب کے دست حق پر بیعت ہو گئے بس اُسی دن سے دنیاوی شوق کو خیر باد کہہ کر یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے معاش کی فکر ختم ہو گئی آپ فرض نمازوں کے علاوہ ایک سو رکعت بلا ناغہ ادا فرماتے کثرت سے روزہ میں ہوتے لباس میں سادہ کھدر پہنتے کبھی کبھی ٹاٹ کا لباس پہنتے۔

عطائے خلافت

حضرت سیّد غلام رسول شاہ بخاریؒ اور حضرت سید غلام حیدر شاہ بخاری جلالپوریؒ اور حضرت سیّد مہر علی شاہ گیلانی میں باہمی بہت زیادہ محبت اور مضبوط تعلق تھا ایک دفعہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ حضرت سیّد غلام رسول شاہ بخاریؒ کو ساتھ لیکر خواجہ شمس الدین سیالوی چشتیؒ کے پاس لے گئے اور عرض کیا یا حضرت اگر سیّد بھی ہو صاحبِ جمال بھی ہو متقی و پرہیز گار بھی ہو آپ کا مرید بھی ہو تو پھر خلافتِ باطنیہ سے محروم کیوں خواجہ صاحب نے فرمایا شاہ صاحب دراصل آپ کو معلوم نہیں ہم نے سید غلام رسول شاہ صاحب کو اسی دن خلافت عطا کر دی تھی جب یہ پہلی دفعہ آئے اور بیعت کی تھی ان کے لنگر کیلئے بھی خصوصی دعا فرما دی ہے پھر کشمیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ اس

سمت کے قطب ہیں آپ کو خرقہ خلافت کے ساتھ سنگ مرمر کی سفید تختی مصلیٰ عصا اور تسبیح بھی عنایت ہوئی۔

ہر عضو سے اللہ ہو کی آواز

حضرت سیّد غلام حیدر جلالپوریؒ نے اپنے ایک ارادت مند جس کا تعلق پنڈ عزیز سے تھا کو فرمایا تم بہت دُور سے آتے ہو اگر ہماری زیارت کا شوق زور کرے تو شکریلہ سیّد غلام رسول شاہ بخاری کی خدمت میں حاضری دیا کرو ایک دن وہ شخص آپ کی زیارت کیلئے شکریلہ آیا اُس وقت آپ اپنے حجرہ میں ذکر میں مشغول تھے اُس شخص نے حجرہ کا دروازہ کھول کر جب اندر جھانکا تو دیکھا کہ آپ کا سر مبارک مصلیٰ پر ہے اور دیگر اعضاء جسم اِدھر اُدھر بکھرے پڑے ہیں اور ہر عضو سے ''اللہ ھو'' کی آواز آرہی ہے وہ شخص ڈر کر باہر دیوار کے ساتھ بیٹھ گیا جب ذکر کی آواز بند ہوئی تو حجرہ سے آواز آئی جو باہر بیٹھا ہے اندر آجائے وہ شخص جب حجرہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپ صحیح سلامت مصلیٰ پر تشریف فرما ہیں آپ نے اُس شخص کو فرمایا اگر نظارہ کر ہی لیا ہے تو کم از کم ہماری حیات میں اس بات کو کسی پر ظاہر مت کرنا۔

وصال و اولاد

آپکا وصال ۱۳ رجب الرجب ۱۳۳۶ھ میں ہوا ہر سال ۱۳ رجب کو

عُرس کا انعقاد ہوتا ہے آپکے چار فرزند ہیں جنکے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت سیّد محمد شاہ بخاری (۲) حضرت سیّد مردان علی شاہ بخاری

(۳) حضرت سیّد گل حسین شاہ بخاری (۴) حضرت سید ملک علی شاہ بخاری

حضرت سیّد محمد شاہ بخاری: آپ خواجہ محمد الدین ثانی سیالویؒ کے مرید خاص تھے خلافت وسجادگی حضرت سیّد غلام رسول شاہؒ سے حاصل کی اور انہی کے پہلو میں جانب مشرق مدفون ہوئے۔

حضرت سیّد مردان علی شاہ بخاریؒ: آپ حضرت سیّد غلام رسول شاہؒ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے اور انہی کے حکم پر چکوڑی بھیلوال ضلع گجرات میں مستقل سکونت اختیار فرمائی اور وہی مدفون ہوئے۔

حضرت سیّد گل حسین شاہ بخاری: آپ جوانی ہی میں واصل بحق ہو گئے مدفن چکوڑی بھیلووال میں ہے۔

حضرت سیّد ملک علی شاہ بخاریؒ

ولادت: آپکی ولادت ماہ رجب المرجب ۱۸۶۴ء میں ہوئی جب آپ کے والدِ گرامی کو اطلاع ہوئی تو شکرِ الٰہی بجالائے اور فرمایا میرا یہ بیٹا وقت کا قطب ہوگا اِس نسل میں پشت در پشت ولایت چلے گی۔

شجرہ نسب

سیّد ملک علی بن سیّد رسول شاہ بن سیّد احمد بن سید نظام الدین بن سیّد اعظم بن سیّد محسن معصوم بن سیّد عبد الرحمٰن بن سیّد حیدر بن سیّد ہاشم بن سیّد حسن بن سیّد محمد بن سیّد میر انوش بن سیّد فتح اللہ بن سیّد محمد بن سیّد شاہ سعید بن سیّد احمد کبیر بن سیّد فخر الدین بن سیّد علاؤ الدین بن سیّد ناصر الدین بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بن سیّد سلطان احمد کبیر بن سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ

تعلیم و تربیت

آپ نے قرآن مجید اور فقہی کتب کی تعلیمات اپنے پدرِ گرامی سے حاصل کیں آپ خود ارشاد فرمایا کرتے کہ بابا حضور نے ہماری تعلیم کی طرف خاص توجہ فرمائی بالخصوص تعلیم باطنیہ میں ایک دفعہ میں اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں مولانا قاری غلام نبی لِلہ شریف جہلم والے کے ہمراہ حاضر خدمت ہوا تو آپ کے پاس حضرت حاجی شاہ گیلانی و دیگر صوفیا حاضر تھے مسائل شرعیہ اور تصوف کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی میرے دل میں خیال آیا اچھا موقعہ ہے کیوں نہ کوئی علمی سوال پوچھ لوں ابھی ارادہ دل میں تھا کہ آپ کی طبیعت میں جلال آ گیا آپ نے فرمایا کوئی بھی مردِ قلندر خود نہیں

پڑھتا بلکہ علمِ لدنی سے اُس کے سینے کو منور کر دیا جاتا ہے ایک رات تہجد سے پہلے آپ نے مجھے اپنے پاس طلب فرمایا اور میرے سامنے پانی کا پیالہ رکھ کر فرمایا یہ پیالہ حضرت خضر علیہ السلام نے آبِ خضری تحفہ میں دیا ہے جو ہم تجھے بخشتے ہیں وہ پانی پینا تھا کہ میرے باطن کے دروازے کھُل گئے سینہ کشادہ ہو گیا اور اسرار و رموز منکشف ہونے لگے ایک دفعہ ایک جوگی بابا حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر کِنگ کے ساتھ اشعار پڑھنے لگا تو آپ نے میری طرف ایسی توجہ باطنی فرمائی کہ مجھ پر وجد طاری ہو گیا اور ''لا الہ اِلا اللہ'' کے نعرے بلند کرتا ہوا ان کے قدموں پر جا پڑا ایہی کیفیت اُس جوگی پر بھی طاری ہو گئی جب ہوش آیا تو فرمایا مُلک علی تیرے ساتھ آج جوگی بھی حصہ لے گیا آپ فرماتے ہمارے سینے میں جو کچھ تھا وہ مُلک علی کے سپرد کر دیا ہے امید ہے ہمارا یہ لختِ جگر کشف و کرامات اور فیضان میں ہم سے بڑھ جائے گا۔

بیعت و خلافت

حضرت سیّد مُلک علی بخاریؒ خود فرماتے کہ ایک مرتبہ میں والدِ گرامی کی خدمت میں بیعت کا خواستگار ہوا تو آپ نے مجھے ملتان کی سیاحت کا حکم دیا اور فرمایا فلاں مقام پر ایک قطب رہتا ہے اگر ملاقات ہو تو بیعت ہو جانا جب ہم ملتان پہنچے تو پتہ چلا کہ وہ بزرگ تو گزشتہ کل وصال فرما

گئے ہیں اور آج انکی نمازہ جنازہ پڑھی گئی ہے ہم انکی قبر پر پہنچے حاضری کے بعد مختلف بزرگان کے مزارات کی زیارت کر کے واپس لوٹے تو پدر گرامی نے فرمایا اگرچہ فیضان وکمالات میں کچھ کمی نہیں مگر ہم چاہتے ہیں کہ دوہرا رنگ آئے میں نے عرض کیا میں ایسے ولی کے ہاتھ پر بیعت کروں گا جو خاندانِ سادات بخاریہ سے ہو اور طریقہ چشتیہ نظامیہ پر ہو چنانچہ چند ماہ کے بعد والدِ گرامی مجھے سیال شریف لے گئے جہاں صوفیائے کرام کا ایک جم غفیر تھا جب حضرت خواجہ شمس الدین کی زیارت سے مشرف ہوئے تو انہوں نے پہلی نگاہ میں پدر گرامی کو ارشاد فرمایا جہلمی شاہ صاحب اپنے اس لختِ جگر کو پیر سیّد حیدر شاہ جلال پوری کی غلامی میں دے دیں وہ آپ ہی کے خاندان اور طریقہ پر ہے جب ہماری واپسی ہوئی تو میں حضرت سیّد غلام حیدر شاہ صاحبؒ کے دستِ حق پر بیعت ہوا حضرت سیّد غلام حیدر شاہؒ فرماتے ہمارے پیر بھائی سیّد رسول شاہ صاحب چونکہ حیات ہیں اس لئے ہم سیّد ملک علی کو تاج خلافت نہیں پہنائیں گے اس لئے کہ ہماری حیات میں ہمارے لخت جگر سیّد قائم الدین بخاری کو جُبہ خلافت عنایت ہوا تو وہ دنیا پر نہ رہے اعلیٰ حضرت جلال پوریؒ نے وصیت فرمائی کہ جب وقت آئے تو ہمارا سجادہ نشین ہماری طرف سے سیّد ملک علی کو خلافت کا تاج پہنائے چنانچہ آپ کی وصیت کو آپ کے پوتے حضرت سیّد فضل شاہ جلال پوری نے پورا کیا۔

اتباع شریعت

آپ کی زندگی اتباع محمدی میں بسر ہوئی خود بھی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے اور مریدین کو بھی نماز کی پابندی کا حکم فرماتے اکثر نماز با جماعت ادا فرماتے کبھی کبھار خود بھی امامت فرماتے آپ کے پاس اکثر علماء کرام و مداح خوان رسول ﷺ کا ہجوم رہتا جن کو پند و نصائح فرماتے جمعہ کی نماز جہلم شہر محلّہ خانساماں کی جامع مسجد میں ادا فرماتے لباس سنت کے مطابق ہوتا اگر کوئی لباس پیش کرتا تو انگریزی کالر کو موڑ کر قمیض کے اندر کر دیتے فرماتے کالر سنت نہیں آپ کریم النفس، حلیم الطبع، منکسر المزاج اور حسن اخلاق کا پیکر تھے چلہ کشی اور شب بیداری آپ کا معمول تھا سحری اور افطاری میں صرف پانی استعمال فرماتے اپنی اولاد اور مریدین کو فاقہ کشی کی تاکید فرماتے کوئی حاجت مند آتا تو خالی واپس نہ لوٹاتے آپ سخاوت کا دریا تھے صبح وشام دولت بانٹتے رہتے پھر بھی آپکا بٹوہ بھرا رہتا۔

کینٹھا اچھل کر گود میں آگرا

ایک دفعہ حضرت سیّد مُلک علی شاہؒ نے گلے میں سلیمانی تسبیح اور کینٹھا پہن رکھا تھا تو آپ کے برادران کبیر سیّد محمد شاہ بخاری اور سیّد مردان علی شاہ بخاری نے آپ کو اس حلیے میں دیکھ کر مذاق کیا اُس وقت

دونوں بھائیوں کے ہاتھ میں تسبیح تھی آپ نے فرمایا آپ بھی تسبیحیں پھینکیں میں بھی کینٹھا پھینکتا ہوں جو فقیر ہوا اس کی چیز اُس کے پاس واپس چلی آئے گی چنانچہ جب تسبیاں اور کینٹھا پھینکے گئے اشارہ کرنے پر کوئی تسبیح حرکت میں نہ آئی لیکن جب حضرت سیّد مُلک علی شاہ بخاری نے کینٹھا کی طرف اشارہ کیا تو کینٹھا اُچھل کر آپ کی گود میں آ گرا حضرت سیّد غلام رسول شاہ بخاریؒ نے آپ کو محبت سے سینے لگالیا اور فرمایا ملک علی شاہ تیری فتح ہے۔

سیاہ رنگ کا ناگ

حضرت سیّد ملک علی شاہ بخاریؒ نے اپنے دادا جان حضرت سیّد احمد شاہ بخاری کے مزار کے قریب ایک جھونپڑی بنا رکھی تھی جس میں عبادت و ریاضت کی گھڑیاں گزارتے تھے آپ طلوع آفتاب سے قبل دریا کی طرف تشریف لے جاتے ایک روز حضرت سیّد غلام رسول شاہ بخاریؒ نے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور مُلک علی کا بستر کھُلا پڑا ہوگا اِسے لپیٹ آؤ خادم جب جھونپڑی میں داخل ہوا تو دیکھا ایک سیاہ رنگ کا ناگ بستر پر بیٹھا ہوا ہے خادم ڈر کر بھاگا اور عرض کرنے لگا وہاں تو بہت بڑا ناگ بیٹھا ہوا ہے سیّد غلام رسول شاہؒ نے فرمایا تو مُلک علی اپنا پہرے دار چھوڑ گیا ہے۔

قیامِ پاکستان اور جہادِ کشمیر

قیام پاکستان سے قبل شکریلہ کے گردونواح میں ہندو وسکھ کثرت کیساتھ آباد تھے جن میں اکثر سرکاری ملازمین اور تجارت پیشہ لوگ تھے جبکہ مسلمانوں کا ذریعہ معاش صرف کھیتی باڑی تھا پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان ہندو تاجروں کے مقروض رہتے تھے ہندوؤں نے مسلمانوں میں ایک خوف کی کیفیت مسلط کی ہوئی تھی کہ کانگرس مسلمانوں کا ایک دیس نہیں بننے دے گی اور اگر مسلمان کانگرس کے خلاف مسلم لیگ کی حمایت کریں گے تو مسلمانوں کا آخری سہارا زراعت بھی قبضہ میں لے کر مسلمانوں کو ہمیشہ کیلئے محکوم بنا دیا جائے گا اِدھر بعض جنوبی مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں کے گھروں پر دھاوا بول دیا لوٹ مار کے ساتھ ان کی پٹائی بھی کرنے لگے حضرت مُلک علی شاہ بخاریؒ نے اس موقعہ پر مسلمانوں کو جمع فرما کر اعلان فرمایا کہ وہ ہندوؤں کی گیدڑ بھبکیوں سے خوفزدہ نہ ہوں انشاءاللہ بہت جلد غیر مسلم ہمارا علاقہ چھوڑ کر جانے والے ہیں پاکستان کے قیام کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور جنوبی مسلمانوں کو فرمایا کہ ہندوؤں سے زیادہ ہمارے مسلمان بہن بھائی بھارت میں ہیں اگر تم انہیں مارو گے تو وہ بھی ہمارے مسلمان بہن بھائیوں کو ماریں پیٹیں گے آپ نے اپنے مریدوں و

دیگر اہل اسلام کو مسلم لیگ کی کامیابی اور قیام پاکستان کی حمایت کا حکم صادر فرمایا اور اس سلسلہ میں قائد اعظم محمد علی جناحؒ سے ملاقات فرمائی اور مالی امداد بھی فرمائی آپ نے غیر مسلموں کو باعزت اپنے علاقہ سے الوداع فرمایا اس طرح جہاد کشمیر میں آپ نے اپنے نوجوان مریدوں کو مسلح کر کے محاذ پر بھیجا مجاہدین کیلئے لنگر عام کھول دیا کیپٹن راجہ افضل خان کو حملہ کا حکم فرمایا مجاہدین کے جتھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت و دعا پا کر ڈوگر افواج پر حملہ آور ہوتے آپ نے اپنے صاحبزدگان کو بھی جہاد پر روانہ فرمایا اور بعض دفعہ مجاہدین کی حوصلہ افزائی کیلئے خود بھی محاذ پر تشریف لے گئے آپ نے جذبہ جہاد کو ابھارنے کیلئے پر جوش نظمیں بھی لکھیں جو آپکی منظوم کتاب سوہان ایمان میں آج بھی موجود ہیں راقم کو یہ سعادت حاصل ہے کہ حضرت سیّد مُلک علی شاہ بخاری کے پوتے حضرت پیر سیّد دلشاد حسین شاہ بخاری قدس سرہ العزیز کے حکم پر اس کتاب سوہانِ ایمان پر اپنے تاثرات تحریر کیئے جو سوہانِ ایمان کی ابتدا میں تحریر ہیں۔

دوران علالت

آپ یکم ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ کو علیل ہوئے اور پاؤں پر ورم آگیا آپ ارشاد فرماتے مشائخِ چشتیہ سے اکثر بزرگوں کے وصال سے پہلے پاؤں پر ورم آیا تھا لہذا یہ سنت بھی ادا ہوگئی آپ اپنے معالجین و صاحبزدگان

سے فرماتے تمہارے اصرار پر ادویات استعمال کر لیتے ہیں وگرنہ ہمیں اس کی حاجت نہیں یہ بیماری نہیں آتش عشق ہے اسی کے باعث کمزوری لاحق ہوتی جا رہی ہے آپ نے علالت کے دوران بھی وظائف ترک نہ کئے نمازِ تہجد کئی مرتبہ اشاروں سے ادا فرمائی آپ کے بیٹے حضرت سیّد خادم حسین بخاری فرماتے بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ جب ہم لوٹا لے کر حاضر ہوتے تو آپؒ ایک اور لوٹا استعمال کر رہے ہوتے جب ہم دریافت کرتے تو فرماتے رات کو خدمت کیلئے جنات کی ایک جماعت بھی موجود ہوتی ہے۔

وصال

وصال سے پہلے آپ نے حاضرین مجلس سے آخری کلام فرمایا ہمارا آخری وقت ہے عنقریب دنیا سے کوچ کرنے والے ہیں میرے بعد میرے لختِ جگر سیّد خادم حسین بخاری میرے حقیقی جانشین ہوں گے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہنا انشاء اللہ فیضان پاؤ گے یاد رکھنا حُب کے بغیر کچھ نہیں مِلتا آج رات باطن میں صاحبزادہ سیّد خادم حسین کو مدینہ منورہ میں جناب رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کیا انبیاء کرام اہل بیت اطہار وصحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی مجلس سجی ہوئی تھی جب ہم قریب پہنچے تو مرحبا کی آوازیں بلند ہوئیں ہم نے از راہِ ادب وحیا اپنے سروں کو جھکا لیا اور دل میں خیال ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کتنا کرم ہے اتنے

میں ایک طرف سے محبوب سبحانی حضرت شیخ سیّد عبد القادر جیلانیؒ تشریف لائے اور ہمارا ہاتھ پکڑ کر حضور نبی کریمؐ کی خدمت عالی میں پیش کر کے عرض کی نانا جان یہ آپکے نواسے سیّد مُلک علی پنجاب کے قطب ہیں اور یہ ان کے بیٹے سیّد خادم حسین ہیں یہ علاقہ قطب سے خالی ہونے والا ہے حکم ہو تو انکے لخت جگر کو قطبیت کی مہر لگا دوں حضور سرور کائناتؐ نے اجازت فرمائی تو حضور غوث پاکؒ نے مہر لگا کر ارشاد فرمایا یہ پنجاب و کشمیر کا قطب ہے اس پر آپ کی آنکھیں اشکبار ہوئیں پھر وجد کی حالت میں فرمایا اے خادم حسین عاشق حسین، واصف حسین

جس کام کو آئے تھے ہم وہ کر چلے
سنبھال لو تم باغ اپنا ہم تو اپنے گھر چلے

اس کے بعد کلمہ شہادت زبان پہ جاری ہو گیا اور واصل بحق ہو گئے آپ کی تاریخ وصال ۲ محرم ۱۳۷۴ھ ہے

اولاد

(۱) سیّد خادم حسین شاہ بخاریؒ (۲) سیّد مزمل حسین شاہ بخاریؒ
(۳) سیّد عاشق حسین بخاریؒ (۴) سیّد مشتاق حسین شاہ بخاریؒ
(۵) سیّد صفدر حسین شاہ بخاریؒ (۶) سیّد قربان حسین شاہ بخاریؒ
(۸) سیّد مظفر حسین شاہ بخاریؒ (۹) سیّد واصف حسین شاہ بخاریؒ

(۱۰) سیّد حمید حسین شاہ بخاریؒ (۱۱) بیٹی سیّدہ غلام سکینہ بی بیؒ
(۱۲) ایک صاحبزادی نام تجویز کرنے سے پہلے وفات پا گئیں

حضرت سید حاجی محمد شاہ مراد بخاریؒ

حضرت سیّد حاجی شاہ مراد حضرت سیّد فخر الدین بخاریؒ کے فرزند ہیں آپ کی ولادت ۱۰ ذوالحجہ ۸۲۰ھ بروز منگل ہوئی آپ کی ساری زندگی اسلام کی خدمات میں گزری ہمیشہ سُنت نبویؐ پر عمل کیا حامل اسرار ورموز ہستی کے مالک تھے والدِ گرامی کا سایہ اُٹھ جانے کے بعد دادا جان نے پرورش فرمائی دادا جان کے وصال کے بعد چچا جان حضرت سیّد ضیاء الدین بخاریؒ نے سرپرستی فرمائی آپ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو لوگوں پر رقت طاری ہو جاتی کئی لوگ غش کھا کر گِر جاتے آپ کی ساری زندگی محبت الٰہی میں گزری کبھی کسی پر غصہ نہیں کیا نہ ہی حقارت سے پیش آئے آپ نرم مزاجی سے تبلیغ دین فرماتے آپ نے زیارت حرمین شریفین کے بعد وہاں حضرت شیخ ابواسحاق رومیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی حضرت ابواسحاق سلسلہ شطاریہ کے بزرگ تھے ان سے کسبِ فیض کیا اور انہی کے حکم پر ایران کے رستے ماورالنہر پہنچے اور خوارزم میں کبرویہ خاندان کے سربراہ حضرت میر عبداللہ برزش آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا آپ تین

مرتبہ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور متعدد بلاد کی سیاحت کرتے ہوئے کریر کشمیر کے نزدیک ایک ویرانے میں قیام فرمایا۔

حضرت خضر سے ملاقات

حضرت سید حاجی محمد شاہ مراد بخاریؒ نے وضو کیلئے اُس جنگل ویرانے میں پانی ڈھونڈا اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک گوشہ کی طرف نکل گئے جہاں ایک نورانی شکل شخصیت مل گئی اُن سے پانی کا پوچھا تو انہوں نے کہا یہ سبز پودا جڑ سے اُکھیڑ ڈال تا کہ صاف اور فیض بخش پانی ظاہر ہو جب آپ نے پودا اُکھیڑا تو اسکی جڑ سے ایک چشمہ آب نمودار ہوا آپ نے وضو فرمایا اور نماز ادا فرمائی وہ نورانی چہرے والا آپ کے قریب آیا اور کہا۔

حاجی مراد مراد یافت

حاجی مراد نے مراد پالی ،مبارک ہو

وہ نورانی چہرے والے حضرت خضر علیہ السلام تھے اسکے بعد حضرت خضرؑ غائب ہو گئے چنانچہ حضرت سیّد حاجی مُراد براستہ بارہ مُولا موضع کریری مقبوضہ کشمیر علاقہ بانگل میں فروکش ہوئے۔

بابا پیام ریشی

بابا پیام ریشی سلطان وقت کے وزیروں میں سے تھا ایک دن شکار

گاہ میں چیونٹی منہ میں دانہ لئے جارہی تھی بابا پیام گھوڑے سے اترے چیونٹی کو دیکھ کر خیال آیا کہ چیونٹیاں سردی کی خوراک کیلئے تگ و دو کررہی ہیں اور ہم ہیں کہ اگلے جہاں کیلئے کوئی شے جمع نہیں کررہے چنانچہ اس بات نے بابا پیام ریشی کے دل پر اسقدر اثر کیا کہ بابا نے منصب وزارت سے علیحدگی اختیار کرلی اس کے بعد مختلف اولیاء کرام کی صحبت میں رہے لیکن حضرت سیّد حاجی مرادؒ کی خدمت میں انکو اطمینان قلب اور عرفانِ حق نصیب ہوا۔

اللہ والوں پر اعتراض نہیں کرتے

ایک دفعہ حضرت سیّد مرادؒ خانقاہ کریری میں بیٹھے اپنے چھوٹے بیٹے سیّد حیدر علی سے لاڈ پیار کررہے تھے اتنے میں بابا پیام ریشی آگئے حضرت شاہ مراد نے اپنے بیٹے کو لٹا کر ان پر گودڑی ڈال دی اور تھپکی دے کر سُلانے لگے بابا پیام ریشی کے دل میں خیال آیا کہ روحانیت میں مال اولاد فتنہ ہے اس سے محبت جائز نہیں حضرت شاہ مرادؒ کا کمسن بچہ سید حیدر علی اُٹھ کے بیٹھ گئے اور بولے پیام الدین ریشی اللہ والوں پر اعتراض کرنے والا اللہ کا مقبول نہیں ہوتا یہ جملہ نکلنا تھا کہ حضرت شاہ مرادؒ نے تین دفعہ بچے سے کہا خاموش، خاموش، خاموش، اس کے بعد سیّد حیدر علی شاہ ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گئے اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔

بیماری سے شفا

بابا پیام کو جلد کی بیماری لاحق ہوگئی حضرت سیّد حاجی مُراد شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی بیماری کیلئے دعا کے خواستگار ہوئے حضرت حاجی مراد اُٹھے اپنا عصا لیکر سامنے کی پہاڑی پر تشریف لے گئے پہاڑی پر عصا مارا تو وہاں سے چشمہ جاری ہوگیا جسکا نام پیر کھرچ موچ مشہور ہے جہاں اب بھی جلد کے مریض نہاتے ہیں جب سید حاجی مراد پہاڑی سے واپس آئے تو دیکھا بابا پیام کی بیماری ختم ہو چکی ہے پوچھنے پر بابا نے بتایا کہ میں نے آپکے شہزادے شاہ ابو سعید کو اپنے کندھوں پر بیٹھایا تو انہوں نے میرے اوپر پیشاب کر دیا پیشاب کا جسم پر لگنا تھا کہ میری مرض ٹھیک ہوگئی۔

شیر پر سواری

مایہ ناز محقق سیّد یعقوب شاہ حیدری قلمی مقالہ محررہ قاضی ابراہیم بزبانِ فارسی کے اردو ترجمہ میں لکھتے ہیں فقیر حقیر قاضی ابراہیم بن قاضی عبدالحمید لکھتا ہے کہ ان سب (سادات) میں جناب سیّد السادات منبع البرکات حاجی سیّد مراد شاہ بخاری، محمد شاہ بن حسن شاہ بن چندر شاہ بن سلطان زین العابدین کے دورِ حکومت کے شروع میں اس ملک یعنی کشمیر میں تشریف لاکر ہر دلعزیز بلند پایہ بزرگ عالی مقام وعرفان وایقان بحر بیکراں

ہوئے نیز آپکے کشف وکرامات کا ظہور ہوا آپ بمع اہل وعیال براستہ بارہ مُولا تشریف لاکر موضع کریری علاقہ بانگل میں فروکش ہوئے جب سلطان صاحب توفیق نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو حقیقتِ احوال معلوم کرنے کیلئے اپنے معتمد وزیر ملک احمد ایتو کو آپ کی خدمت میں بھیجا اور ہدایت کی کہ حضرت سیّد موصوف کی تشریف آوری کی غرض وغایت کیا ہے کیونکہ حضرت ممدوح موضع مذکور میں بڑے جاہ وجلال سے تشریف لائے تھے اور آپکی شہرت شہر اور دیہات میں عام ہو چکی تھی یہی وجہ تھی کہ ملک احمد ایتو بھاری جمعیت لیکر موضع مذکورہ میں پہنچا تھا ملک احمد ایتو کو معلوم ہوا کہ آپ وہاں موجود نہیں اہل خانہ سے معلوم ہوا کہ آپ پانی فراہم کرنے جنگل میں مصروفِ تلاش ہیں وزیر نے کافی دیر انتظار کیا اور یوں لگا کے شاید حضرت جلدی نہ پہنچ پائیں لہذا اپنے ساتھیوں سمیت بغرض زیارت جنگل کی راہ لی کافی دیر تلاش کرتے رہے آخر دکھائی دیا کہ دور ایک شخص شیر پر سوار چلا آرہا ہے وزیر کی غیرتِ باطنی نے جوش میں ٹیلے کو حرکت دی اس نے چلنا شروع کر دیا جب حضرت سیّد محمد مرادؒ نے دیکھا کہ یہ آدمی صاحبِ شوکت وکمال ہے تو آپ کی باطنی غیرت نے جوش مارا اور ملک ایتو پر ایک نظر ڈالی تو ملک حواس باختہ ہو گیا فوراً عاجزی سے رجوع کرتے ہوئے اپنے کیئے پر نادم ہوا سیّد کی بارگاہ میں فریاد کرنے لگا اور رحم وکرم کا طالب ہوا آپ نے رحم فرمایا

اور وہ اصلی حالت پر آ گیا اور حضور بھی سابقہ حال میں آ گئے ملک انتہائی عاجزی سے دست بستہ خدمتِ عالیہ میں کھڑا ہو گیا پھر باہم سلسلہ گفتگو شروع ہوا حضرت سیّد مرادؒ نے شہر کے علماء و فضلاء اور صاحبِ طریقت مشائخ کے حالات دریافت کئے ملک نے جواب دیا کہ شہر میں بہت علماء و مشائخ اور سادات صاحبِ کمال اور صاحبِ کرامت ہیں حضرت نے غور فرمایا کہ جس جگہ وزیر کو علومِ باطنی میں یہ کمال حاصل ہے تو وہاں کے علماء و مشائخ کی کیا کیفیت ہو گی۔

شہر نہ جانے کی قسم کھائی

حضرت سیّد حاجی محمد مراد بخاریؒ نے وزیر سے فرمایا کہ بادشاہ سے دریافت کیجئے گا کہ اگر اجازت ہو تو ہم یہاں سکونت اختیار کریں ورنہ سکندر پورہ میں جا کر بعد از زیارت درگاہ آباؤ اجداد علاقہ پکھلی مانسہرہ میں واپس چلے جائیں کیونکہ وہاں کے لوگ سادہ دل و دماغ اور بہت نیک خصلت ہیں یہ سن کر وزیر گہری سوچ میں پڑ گیا وزیر نے عرض کی حضور شہر تشریف لائیں آپ نے فرمایا کہ ہم نے شہر نہ جانے کی قسم کھائی ہے وزیر نے جب دوبارہ سلطان شاہ محمد کی خدمت میں گزارش کی کہ سیّد پاک بہت بڑے صاحبِ کمال و باعظمت ولی ہیں تو بادشاہ نے خواہش ظاہر کی کہ سیّد پاک کشمیر کے شہر سرینگر تشریف لائیں جب حضرت ممدوح کی طرف سے ملک احمد

نے عدم قبولیت کی خبر بادشاہ کو سنائی تو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) قاضی عبدالحمید سلطان محمد شاہ کے حکم پر بہت سارے تحائف اور ہدیے لے کر علماء و فضلاء اور مشائخ کی بہت بڑی جماعت کے ہمراہ حضرت سیّد حاجی محمد مراد بخاریؒ کی خدمت میں پیش کئے قاضی صاحب کہتے ہیں کے اس وقت حضرت سیّد مراد بخاریؒ کے پاس خدام و مریدین اور سادات کرام کی بھاری اکثریت موجود تھی۔

بغدادی سکے

جب یہ لوگ سیّد حاجی محمد مراد بخاریؒ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے مصلیٰ کے نیچے سے نو ہزار درہم بغدادی نکالے اور ایک ہی دن میں لنگر پر اور خدام و سائلین پر صرف فرما دیئے جب بھی کوئی ضرورت پیش آتی تو مصلے کے نیچے ہاتھ لے جاتے اور دیکھنے والوں کو کچھ نظر نہ آتا قاضی عبدالحمید اپنے کچھ ساتھیوں سمیت چند روز حضرت ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔

سفر مشہد مقدس

قاضی ابراہیم کہتے ہیں میرے والد قاضی عبدالحمید فرماتے ہیں کہ حضرت سیّد حاجی محمد مراد بخاریؒ نے ایک کتاب پر دستخط فرمائے اور مجھے فرمایا

کہ ہمارے تمام حالات اس کتاب میں منقول ہیں اس کتاب میں یہ بھی تحریر تھا کہ میں یعنی سیّد مراد اور میرے بڑے بھائی سیّد احمد کبیر اپنے اہل و عیال کو علاقہ غور میں چھوڑ کر خشکی راستے ایران میں مشہد مقدس میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے مزار پر پہنچے چونکہ کچھ دن مشہد مقدس میں قیام کرنے سے وہاں کچھ لوگ سمجھ گئے کہ ہم اہلسنت سے تعلق رکھتے ہیں ایک دن مسئلہ خلافت پر بحث ہوئی میرے بھائی علم حدیث میں کمال رکھتے تھے دلائل سے جیت گئے بایں وجہ وہاں کے لوگ ہم دونوں بھائیوں سے نفرت کرنے لگے لہٰذا ان کی بدسلوکی کی وجہ سے ہم نے وہاں سے بغداد کی طرف رختِ سفر باندھا۔

ہم تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں

میرے بھائی سیّد احمد کبیر نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے مکرم جدِ بزرگوار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ اے میرے بیٹے ہم تمہاری ملاقات کے مشتاق ہیں کل صبح تم ہم سے ملو گے جب صبح ہوئی تو وہ خواب مجھ سے بیان فرمایا اور کہا کہ میرے چار بیٹوں ایک بیوی کو اپنی فرزندگی میں قبول کریں ابھی گفتگو شروع تھی کہ پچاس آدمی بندوقوں اور تلواروں سے مسلح ہو کر ادھر آنکلے انھوں نے پہلے ہمارے نسب پر بدزبانی اور بدکلامی کی پھر لڑائی کیلئے تیار ہو گئے۔ بالآخر ہمارے بہت سارے

ساتھیوں اور برادرِ محترم حاجی سیّد احمد کبیرؒ کو شہید کر دیا دوسرے روز فقیر نے اپنے ساتھیوں اور بھائی کو وہاں دفن کیا اور بغداد کی راہ لی جب ہم قدوئی پہنچے تو اُمرائے بغداد کے سامنے اپنے حالات و واقعات بیان کئے تو انہوں نے بطور خیر خواہی کہا کہ آپ لوگوں کو مشہد مقدس قیام نہ کرنا چاہیے تھا مگر تقدیر کا لکھا ٹل نہیں سکتا۔

حرمین شریفین کا سفر

ہم حرمین شریفین جا رہے تھے کہ راستے میں ڈاکوؤں نے قافلے کا سارا مال لوٹ لیا قافلہ والوں نے مجھ سے فریاد کی میں نے مراقبہ کیا اپنے بزرگوں سے ملاقات ہوئی فرمایا اے فرزند تم نے اب تک بہت سے مصائب برداشت کئے ہیں اب حق تعالیٰ بہتر فرمائے گا تھوڑی ہی دیر گزری تھی تمام کہ تمام بد و فتنہ انگیزی سے دست بردار ہوئے اور ہم فتنہ و فساد سے آزاد ہو کر عازم مکہ مکرمہ ہوئے صبح کے قریب ہم مکہ معظّمہ پہنچے جہاں میرے مرشد و ہادی جناب قاضی ابو اسحاق شطاریؒ اپنے بہت سے مریدین کے ساتھ پہلے سے تشریف فرما تھے دوسرے دن ہم بغرض ادائے مناسک حج عرفات چلے گئے وہاں سے فارغ ہو کر مکہ آئے تو جناب قاضی صاحب نے ساربانوں کو حکم دیا اونٹوں کو تیار کیا جائے ایک روز ہم علی رحمۃ اللہ علیہ بیئر روما گئے رات وہیں ٹھہرے عالم خواب میں حضور قبلہ والدِ محترم کا دیدار ہوا فرما

رہے ہیں میرے بیٹے کل تمہیں مشکل پیش آئے گی مگر صبر سے کام لینا جب ہم روانہ ہوئے تو اعرابیوں کا ایک گروہ آیا قافلے کا سارا سامان لُوٹ لیا فقیر نے اونٹوں کا تعاقب کیا جس وقت ہم بدوؤں کے گاؤں پہنچے تو انہوں نے سارا سامان کھول رکھا تھا اور دیکھ رہے تھے کہ اس سامان میں تمام تر قرآن حکیم، کتبِ احادیث و تفاسیر کے بغیر کچھ نہیں انہوں نے میری اور ساربان کی بہت تعظیم کی اور سارا سامان ہمارے حوالے کر دیا ہم واپس مرشد کی بارگاہ میں پہنچے تو مرشد نے مسکراتے ہوئے فرمایا تم نے ساربان کا ساتھ دیا انشاء اللہ نتیجہ دیکھو گے پھر ہم مدینہ منورہ پہنچے روضہ مطہرہ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے مرشد پاک نے فرمایا ہم چند روز مدینہ منورہ میں قیام کریں گے آپ ساربان سے تعاون کریں اور اونٹ چرانے چراگاہ لے جائیں تاکہ آئندہ سفر میں اونٹ کمزور نہ ہو جائیں حکم ملتے ہی ہم اونٹوں کو لے کر نخلستان پہنچے اونٹوں کو بدو لے گئے ہم دونوں نے انکا تعاقب کیا ہم مدینہ منورہ پہنچے تو دیکھا بدو کا بڑا لڑکا بہت بیمار ہے سب پریشان تھے میں نے پانی منگوایا سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور لڑکے کو پلایا وہ تندرست ہو گیا بدوؤں نے ہم دونوں کی بہت عزت و تکریم کی ہماری ضیافت کی اور انعام دیا اور ہمیں اپنی حفاظت میں مدینہ منورہ پہنچایا۔ مرشد پاک حضرت ابو اسحاقؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے بیٹے آپ نے بہت تکلیف برداشت کی میں نے

کہا کہ یہ حضور کا احسان اور کرم نوازی ہے جیسے بھی ہوا وقت گزر گیا پھر وضو کیلئے پانی کی خدمت میرے سپرد کی بعد از زیارتِ مدینہ ہم بصرہ روانہ ہوئے دو سال بصرہ میں قیام کیا میں نے گزارش کی حضور میری خواہش ہے کہ تا زندگی آپکی خدمت اقدس میں رہوں اگر آپکی اجازت ہو تو اپنے بھائی حاجی سیّد احمد کبیر کی بیٹوں کی دیکھ بھال کروں ۔ مرشد نے اجازت دیتے ہوئے شطاری سلسلہ کی سند خلافت عنایت فرمائی۔ اجازت پا کر بحری سفر کے ذریعے بلخ پہنچا اور شیخ خوارزم کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے کبرونیہ سلسلہ کی خلافت عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا کے مجھے خواب میں سیّدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ سیّد مراد کو غور روانہ کرو کیونکہ وہاں انکے بیٹے بھتیجے اور اہل و عیال ہیں اور وہ علاقہ شدید قحط کی لپیٹ میں ہے جب صبح ہوئی تو میں نے میر عبداللہ برزش آبادی کو راہنمائی کیلئے ساتھ لیا اور غور روانہ ہو گیا وہاں پہنچ کر پتہ چلا کے علاقے میں شدید قحط ہے وہاں سے بال بچے لے کر غربہ میں حضرت رضی الدین علی کی زیارت کی کچھ دن وہاں گزارے بذریعہ خواب حکم ہوا کہ کشمیر چلے جائیں وہاں سے تمام ساتھیوں، بیٹوں اور بھتیجوں اور اہل و عیال سمیت چل کر بنکش پہنچا کچھ عرصہ وہاں قیام کیا ایک رات خواب میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کشمیر پہنچ کر وہیں سکونت اختیار کرو میں وہاں سے روانہ ہو کر

پکھل میں پہنچا پھر وہاں سے تمام خاندان کو لے کر کشمیر کی طرف سفر کیا چنانچہ بادشاہ آپ کی ملاقات کیلئے آیا اور سند لکھ دی کہ کریری سے لیکر جنگل تک آپ کے تصرف میں ہے بادشاہ نے بڑی کوشش کی کے آپ شہر سرینگر تشریف لائیں لیکن آپ نے قسم کھائی تھی اس لئے آپ کریری میں سکونت پذیر ہوئے قاضی عبدالحمید نے حضرت شاہ مراد کی کتاب میں پڑا کہ حضرت شاہ مُراد نے تین حج کیئے۔

غیبی مرد

حضرت شاہ مُرادؒ فرماتے ہیں کہ مَیں بچپن میں تھا کہ بخارا میں شدید قحط پڑا لوگوں پر بڑی مصیبت پڑی میرے والد سیّد فخر الدین نے ارادہ کیا کہ کسی دوسری جگہ چلے جائیں سامان باندھا اور چل پڑے شہر سے باہر نکلے اور اختلان کا راستہ لیا چار دن چلنے کے بعد موضع بتادر پہنچے تو شدید بارش شروع ہوگئی افراتفری کے عالم میں مَیں اکیلا رہ گیا لوگوں نے سمجھا کہ مجھے کوئی بھیڑیا کھا گیا ہے والدین بہت دُور نکل گئے تھے اچانک ایک شخص آنکلا بولا بیٹے کہاں کے رہنے والے ہو مَیں نے سارا واقعہ سنایا اس نے مجھے کندھے پر بٹھالیا اور چل پڑا یہاں تک کے صبح چاشت کے وقت مجھے اپنے چچا کے پاس پہنچا دیا اور خود غائب ہوگیا چچا جان نے دیکھتے ہی میرا سر چوم لیا مجھ سے حقیقت حال دریافت کی مَیں نے سارا واقعہ بیان کیا پھر ایک شخص

کو میرے والد کی خدمت میں روانہ کیا کہ سیّد مراد پہنچ گئے ہیں غیبی مردانکو لے کر آیا میرے والد نے اختلان سے لکھا کہ ہم نے اِسے اللہ کے سپرد کیا ہوا تھا جبکہ بظاہر آپکے سپُرد ہے۔

خواجہ محمد پارسا ؒ کی خدمت میں

ایک دن ہم خواجہ محمد پارسا ؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت خواجہ محمد پارسا ؒ نے فرمایا سید فخر الدین بخاری کا فرزند جنگل میں گم ہو گیا تھا ہم نے اِسے غیبی مرد کے سپرد کیا وہ کہاں ہے اسے میرے سامنے لاؤ چچا جان میرا ہاتھ پکڑ کر خواجہ صاحب کے پاس لے گئے خواجہ صاحب نے مجھے سورۃ فاتحہ پڑھائی اور فرمایا اے بیٹا تجھے ابھی بہت سفر کرنا ہے اور عجیب وغریب حقائق کا مشاہدہ کرنا ہے جب بھی تجھے کوئی مشکل پیش آئے تو جس طرح میں نے یہ سورۃ پڑھائی ہے پڑھنا تیری مشکل آسان ہو جائے گی پھر سفر و حضر میں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی تو میں وہی سورۃ فاتحہ پڑھ لیتا۔

وصال واولاد: آپ ۷ اذوالحجہ ۸۶۱ھ کو واصل بحق ہوئے اور مراد آباد کریری بارہ مولا مقبوضہ کشمیر میں آپکا مزار مرجع خلائق ہے آپ کے چار فرزند ہوئے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) سیّد ابوسعید (۲) سیّد نور سعید (۳) سیّد میر سعید (۴) سیّد حیدر سعید

سیّد ابو سعید کی اولاد کو کشمیر میں پیر صاحبان کہا جاتا ہے سید میر سعید کی اولاد کو میر صاحبان کہا جاتا ہے اور سیّد نور سعید کی اولاد کو مفتیاں کہا جاتا ہے جبکہ سیّد حیدر سعید لا ولد رہے حضرت شاہ مرادؒ کی اولاد مندرجہ ذیل مقامات پر آباد ہوئی۔

مقامات کشمیر:

کرّیری شریف، سوپور، بارہ مولا، نواکدال، چھتہ بل، محلّہ مخدوم صاحب دیلنہ، ہیل جاگیر، مبران گنڈ، کلانسرہ بالا،
مینہ گاہر دوشورہ، چندرہ، سیر چوکر، قاضی پورہ، وانیگام پائین، وترہ ہل، قصبہ بیروہ، پانزن، خاکی اومپورہ، کرالہ بنو، ہارہ وانین، چکار، برارہ پورہ ،درگومولہ، پہلی پورہ، یونس، خوجہ باغ، تیلی گام۔

مقامات ریاست پونچھ:

پیراں آباد، دیگوار، بانڈی کمانخان، جسی، بساہاں، رانگڑا، ڑاہی، لوجی سیداں، پلاہ چودھریاں، کھڑی، کلساں، ملک سولی
کلانٹی، سندھور، ہالنہ، ناصبلہ، ہلاں، بیاڑاں، میر پور، کوٹلی، ٹھولاں گڑدو ٹونگیراں ٹاٹ، سدرون بانڈی، منیڈر۔

مقامات پنجاب:

میسیاں، گرور، شکر یلہ، مناور، جاگیر ہجوال، بزرگوال، چکوڑی بھیلوال، جہاں آباد، جلال پور جٹاں، لاہور، موچی گیٹ، دہلی، صدر بازار پشاور، محلّہ گری پشاور، پیپ ناگ، آگرہ، پوملی، بہرنوالی، گجرات، کھیپڑ انوالہ۔

حضرت سیّد ابوالفتح بخاریؒ

حضرت سید ابوالفتح بخاریؒ حضرت سید شاہ مراد بخاریؒ کے بڑے بیٹے حضرت سیّد ابوسعید کے فرزند ہیں آپ ۱۰۸۰ھ میں بخارا سے ہجرت فرما کر براستہ افغانستان پشاور تشریف لائے آپ نے تبلیغ دین کیلئے ہندوستان کے متعدد علاقوں میں سفر کیا اپنے ہم عصر اولیاء کرام سے ملاقاتیں فرمائیں جن میں حضرت شاہ محمد غوث لاہور، حضرت شیخ یحیٰی اٹکیؒ اور حضرت شاہ محمد فاضل اٹک شامل ہیں آپ نے ۱۰۹۵ھ میں اس دارِ فانی سے کوچ فرمایا آپ کا مزار مبارک حضرت سیّد حسن باشادہ پشاور کے مغربی جانب واقع ہے۔

حضرت سیّد میر شاہ میرؒ

حضرت سیّد میر شاہ میرؒ حضرت سیّد ابو الفتح بخاریؒ کے بڑے صاحبزادے ہیں آپ ایک جیّد عالمِ دین اور روحانی شخصیت کے مالک تھے

آپ کا پیشہ تجارت تھا۔ آپ نے سکھ مذہب کے خلاف تحریک شروع کی اور ہندوستان میں مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا سکھوں سے جہاد کرتے ہوئے آپ شہید ہوئے آپ کا عقد غوثِ دوراں حضرت شاہ محمد غوث لاہوریؒ کی دختر نیک اختر سے انجام پایا آپکی قبر مبارک اپنے والد بزرگوار حضرت سیّد ابوالفتح شاہؒ کے پہلو میں ہے۔

حضرت سیّد میر شاہ قبولؒ

حضرت سید میر شاہ میرؒ کی شہادت کے بعد ان کے فرزند حضرت سیّد میر شاہ قبولؒ نے ان کی جانشینی کے فرائض سر انجام دیئے آپ ایک عبادت گزار اور متقی اور پرہیزگار بزرگ تھے آپ کا پیشہ تجارت تھا آپکی سخاوت مشہور تھی آپ کے آستانے پر لوگوں کا تانتا بندھا رہتا آپ بڑے نرم خُو اور نرم دل سیّد تھے آپکا عقد حضرت شاہ محمد غوث لاہوریؒ کی پوتی حضرت سید عابد علی شاہ گیلانی آزاد کشمیر کی بیٹی سے ہوا آپ نے پشاور ہی میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک حضرت سیّد حسن بادشاہؒ کے مزار مبارک کے مغرب میں واقع ہے۔

حضرت سیّد گل بادشاہ جیؒ

حضرت سیّد میر محمد المعروف سیّد گل بادشاہ جیؒ ایک بلند پایہ عالم

دین تھے اور پُر کشش شخصیت کے حامل تھے آپ کا پیشہ تجارت تھا حضرت سید میر شاہ قبول کے وصال کے بعد آپ افغانستان تشریف لے گئے ۱۸۰۹ء میں دوبار پشاور تشریف لائے اس دوران آپ نے پنجاب آزاد کشمیر اور ہندوستان میں تبلیغی دورے فرمائے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کے دل معرفت کی روشنی سے منور فرمائے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے مالا مال فرمایا آپ کے وابستگان میں زیادہ تر سادات آستانے تھے جو آج بھی حضرت سیّد ابوالفتح شاہؒ کے آستانے سے وابستہ ہیں حضرت سیّد گل بادشاہ جیؒ نے بھی اپنے دادا حضور کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سکھوں سے جہاد فرمایا ۱۸۳۸ء میں انگریزوں نے سکھوں پر حملہ کر کے پشاور کو فتح کیا آپ نے انگریزوں کے خلاف بھی جنگ لڑی مگر اُس کے خاطر خواہ نتائج نہ نکلے اور ۱۸۳۹ء میں آپ واپس افغانستان چلے گئے انگریزوں نے آپ کی تمام جائیداد، باغات ضبط کر لئے آپ کثیر الکرامات بزرگ تھے جب انگریزوں نے آپ کے آستانے کو چاروں طرف سے گھیر لیا تا کہ آپ کو گرفتار کر کے آپ کو شہید کر دیا جائے تو آپ نے اپنی حویلی کی دیوار پر سوار ہو کر فرمایا چل مجھے کابل افغانستان لے چل دیوار دوڑ پڑی اور انگریز ناکام واپس لوٹے آپ کا مزار افغانستان میں عرفان عاشقاں میں واقع ہے۔

حضرت سیّد بادشاہ جیؒ

حضرت سیّد گل بادشاہ جیؒ کے سات بیٹوں میں حضرت سیّد بادشاہ جیؒ سب سے چھوٹے بیٹے تھے آپ نے اپنے والد گرامی کے ساتھ انگریز کے خلاف جہاد میں حصہ لیا والدِ محترم کے کابل جانے کے بعد حضرت سیّد بادشاہ جی پشاور ہی میں رہ گئے آپ کا عقد حضرت سیّد محمد اسماعیل شاہؒ کی بیٹی سے ہوا آپ افغانستان کی حکومت میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے حضرت سیّد باشاہ جیؒ عبادت گزار بزرگ تھے آپکا دل عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پُر تھا آپ ہر جمعرات کو سماع سنتے آپ کے خلیفہ حکیم جان جو کہ گجرات کاٹھیاواڑ ہندوستان کے بہت بڑے تاجر تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک شب محفل سماع شروع تھی جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو مشعلوں میں تیل ختم ہو گیا ایک خادم نے آپ سے عرض کیا کہ حضور مشعلوں میں تیل ختم ہو گیا ہے اب کیا کیا جائے کیونکہ بازار اس وقت بند ہے آپ نے فرمایا جاؤ اور مسجد کے تالاب سے پانی لاؤ اور مشعلوں میں ڈال دو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو مشعلیں دوبارہ روشن ہو گئیں۔ آپ بہت حسین تھے آپ کے چہرے پر اللہ کی رحمت برستی رہتی تھی آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو جاتے آپ نے ۱۹۱۹ء بروز بدھ اس جہان فانی سے پردہ فرمایا

آپ کا مزار مبارک حضرت سیّد حسن بادشاہؒ کے عقب میں واقع ہے۔

حضرت سیّد لعل بادشاہؒ

آپ کا اصل نام حضرت سیّد علی عباس بخاریؒ ہے آپ حضرت گل بادشاہ جیؒ کے بیٹے اور حضرت سیّد بادشاہؒ کے بڑے بھائی ہیں آپ صاحب تصرف فقیر ہیں آپ منگلا ڈیم میں تحصیل دار تھے آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور ہزاروں لوگ آپ کے چشمہ فیض سے مستفیض ہو رہے ہیں آپکی مشہور کرامت جو عام و خاص ہر کی زبان پر ہے وہ یہ ہے، کہ جب منگلا ڈیم کی تعمیر کا کام شروع ہوا تو دیہاتوں اور قبرستانوں کو ایک ڈیم میں شامل کیا جارہا تھا اسی طرح شیخو پورہ جہاں حضرت لعل بادشاہ جیؒ کا مزار مبارک ہے کو مسمار کرنے کیلئے بلڈوزر آئے تو ان کے بلیڈ ٹوٹ گئے جس کمپنی نے ٹھیکہ لیا ہوا تھا اُس میں تمام انجینئر انگریز تھے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اگر یہ قبر مبارک مسمار نہ کی جائے تو اربوں کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور پورا منگلا ڈیم کا نقشہ تبدیل کرنا پڑتا ہے چنانچہ گورے خود بلڈوزر اور کرینین چلا کر جب حضرت لعل بادشاہؒ کے روضہ کے قریب آئے تو مشینوں کے ٹکرے ہو گئے اور گورے اندھے ہو گئے وہ اس کام سے باز رہے اور نیا نقشہ تیار کیا گیا حضرت لعل بادشاہؒ کا روضہ مبارک منگلا کے درمیان چمکتا دمکتا دکھائی دیتا ہے۔

حضرت سیّد فضل حق شاہ

حضرت سیّد فضل حق شاہؒ حضرت سیّد گل بادشاہ جیؒ کے بیٹے ہیں آپ کی ولادت پشاور میں ہوئی آپ مقامِ ولایت پر فائز تھے آپ کا پیشہ بھی تجارت تھا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت بابا سیّد دیوان شاہ چک معموری ڈنگہ منڈی بہاؤالدین کی ملاقات حضرت سیّد فضل حق شاہؒ سے ہوئی تو حضرت بابا دیوان شاہ آغا جی سرکار کو دیکھ کر رونے لگے تو حضرت سیّد فضل حق نے بابا دیوان شاہؒ کو اپنے گلے لگا کر فرمایا دیوان شاہ

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا

آگے آگے دیکھو ہوتا ہے کیا

آپکی کثیر کرامات ہیں ایک دن آپ اپنے آستانہ پر تشریف رکھتے تھے عقیدت مند بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بلی محفل میں داخل ہوئی آپ نے بلی کو دیکھ کر فرمایا نکل جا بس اتنا فرمانا تھا کی بلی الٹی بازیاں کھاتی ہوئی باہر دور جا ِگری حاضرین یہ منظر دیکھ کر دم بخود ہو گئے آپ کی خدمت میں ایک غریب مرید حاضر ہوا اور فریاد کی میں بہت غریب ہوں بتایئے میں کدھر جاؤں آپ نے اُسے چار آنے دیئے اور فرمایا جاؤ آم فروخت کرو اُس نے چار آنے کے چار آم لئے اور فروخت کرنے کیلئے زمین پر بیٹھ گیا ایک گاہک

آیا اور کہا کہ آم کتنے کا ہے مقصود جان نے کہا دو آنے کا اچانک دوسرا گاہک بھی آ گیا اُس نے کہا مجھ سے بارہ آنے لے لو اور آم مجھے دے دو مقصود جان بڑا خوش کر گھر آیا دوسرے دن بارہ آنے کے آم لگائے چھتیس آنے کے فروخت ہو گئے یہی سلسلہ چلتا رہا آخر ایک دن ایسا آیا کہ وہ ایک تاجر بن چکا تھا وہ کہتا مجھے میرے مرشد نے رنگ دیا ہے آپکا عقد پشاور کے اعلیٰ خاندان سیّد میر اکبر شاہ بخاری کے خاندان میں ہوا پشاور میں آپ کو آغا جی سرکار کے نام سے جانا جاتا ہے آپ نے اس جہان فانی سے ۱۹۱۹ء میں جہانِ بقا کی طرف کوچ فرمایا آپ کا مزار مبارک پشاور میں حضرت میر جان سرکار یکہ توت روڈ پر واقع ہے۔

حضرت آغا سیّد بزرگ شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد بزرگ شاہ بخاریؒ کی ولادت حضرت گل بادشاہ جی کے ہاں ہوئی آپ تین بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے آپکا عقد پشاور کے گیلانی سادات میں ہوا آپ نے دینی تعلیم اپنے والدِ بزرگوار سے حاصل کی اور روحانیت وفقر اپنے چچا جان حضرت آغا جان سے حاصل کیا آپ کا شمار کاملین میں ہوتا ہے تبلیغِ دین کیلئے آپ نے پنجاب کا رُخ کیا اور ہزاروں بندگان خدا کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت کا نور نصیب ہوا آپ سے بھی کئی کرامات کا صدور ہوا آپ نے ۲۰۰۴ء بروز جمعۃ المبارک کو رحلت

فرمائی آپکا مزار پر انوار ڈنگہ شہر میں مرجعِ انام ہے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت پیر سید سکندر شاہ بادشاہ کا مزار بھی ڈنگہ شہر میں ہے۔

حضرت سیّد نظام الدین بخاریؒ

حضرت سیّد نظام الدین بخاریؒ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے بیٹے حضرت سیّد احمد نو بہارؒ کی اولاد میں سے ہیں ضلع اٹک میں موضع ڈھرنال جو ایک قدیم بستی ہے کئی مرتبہ زلزلہ کا شکار ہوئی کسی بزرگ نے اہل ڈھرنال کو بتایا کہ اگر کسی سیّد آل رسول کو اپنے گاؤں میں آباد کریں تو آلِ رسولؐ کی برکت سے آپ اس تباہی سے بچ سکتے ہیں تو وہاں سے ایک وفد کی صورت میں کچھ حضرات اُوچ شریف میں حاضر ہوئے اور اپنی سرگزشت سُنائی اور درخواست پیش کی کہ ہمارے ساتھ کسی بزرگ کو روانہ فرمائیں ہم ان کے ہر قسم کے آرام و آسائش اور ضروریات زندگی کی کفالت کریں گے تو اس وقت وہاں کے بزرگوں نے باہمی مشورہ کے بعد حضرت سیّد نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا ڈھرنال کے وسط میں آپ کا مکان اور مسجد پیراں کے نام سے مشہور ہے حضرت سید نظام الدینؒ اہل ڈھرنال کی درخواست پر اُوچ شریف سے میانی سیّداں ضلع جہلم سے ہوتے ہوئے ڈھرنال میں اقامت پذیر ہوئے آپ کی اولاد ڈھرنال گنگا نوالہ، کوہالہ سیداں، ترلائی، رہاڑا، ملوٹ، ترپٹ ضلع راولپنڈی میں ہر

شعبہ زندگی میں شہرت پذیر ہے۔

حضرت سیّد شاہ اللہ دادؒ

حضرت سیّد شاہ اللہ دادؒ حضرت نظام الدینؒ کے فرزند ہیں حضرت سیّد شاہ اللہ داد کا کافروں سے جہاد کرتے ہوئے سرتن سے جُدا ہو گیا دو میل تک بغیر سر کے مصروفِ جنگ رہا جب لوگوں نے دیکھا تن بے سر بر سر پیکار ہے راز فاش ہونے پر آپ زمین بوس ہو گئے آپ کا مزار گنگا نوالہ ضلع راولپنڈی میں ہے سرِ انور کا مزار دو میل کے فاصلہ پر ہے جو ٹپ شریف کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت سیّد جمال علی شاہؒ

حضرت سیّد سوار شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے عظیم بزرگ تھے جن کا حلقۂ ارادت پنجاب و کشمیر میں پھیلا ہوا تھا ایک بار ضلع میر پور علاقہ اندرہل میں طاعون کی وباء آئی جس نے سارے علاقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ایک ایک دن میں کئی جنازے اٹھتے اہل علاقہ نے اپنی اس اندوہناک بیماری سے گھبرا کر اپنے پیر و مرشد سید سوار شاہؒ کی خدمت حاضر ہو کر اس ہلاکت خیز وباء کا ذکر کیا آپ اس وقت صاحب فراش تھے اور سفر کی صعوبت برداشت کرنے کے قابل نہ تھے اتفاق سے آپ کی بیمار پرسی

کرنے کیلئے آپ کے بہنوئی سید جمال علی شاہؒ آپ کے پاس موجود تھے آپ نے ان سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ تشریف لے جائیں حضرت سید جمال علی شاہؒ ان لوگوں کے ہمراہ ۱۳۱۰ھ میں پہلی بار علاقہ میر پور آزاد کشمیر تشریف لائے آپ کے قدوم میمنت لزوم اور دعا کی برکت سے اہل علاقہ کو اللہ تعالیٰ نے اس مہلک بیماری سے نجات عطا فرمائی آپکی یہ کرامت دیکھ کر اہل علاقہ جوق در جوق آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا شروع ہو گئے ربع صدی تک لوگ آپ سے مستفیض ہوتے رہے آپ چونکہ جامع شریعت وطریقت تھے اور متبحر عالم بھی تھے اور ایک عظیم پایہ طبیب حاذق بھی تھے آخر آپ نے ۱۳۳۳ھ کو داعی اجل کو لبیک کہا آپ کا مزار موہڑہ کھٹیال ضلع میر پور میں مرجعِ خلائق ہے۔

حضرت سید نگاہ علیؒ

حضرت سید جمال علی شاہ بخاریؒ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت پیر سید نگاہ علی شاہؒ نے علاقہ اندرہل میں مستقل سکونت اختیار فرمالی اور بہاری سیّداں کے عظیم صاحبِ کرامات بزرگ سیّد خیرات علی شاہؒ کی بیٹی سے شادی فرمائی بہاری سیداں کے سادات بھی انہی کے خاندان بخاری سے میانی سیداں سے منسلک ہیں آپ بھی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور بلند پایہ حکیم تھے دورہ حدیث جامعہ امینیہ دہلی سے پڑھا

باقی کتب والدِ گرامی سے پڑھیں طبابت کی سند آپ نے طبیہ کالج دہلی سے حاصل کی آپ کو خواجہ احمد نور بہالوی ضلع اٹک سے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں خلافت حاصل تھی خواجہ نور تونسہ شریف کے خلیفہ تھے آپ کا خاندانی سلسلہ سہروردی ہے جو سیّد جلال الدین بخاری سرخ پوشؒ سے پشت در پشت چلا آ رہا ہے آپ کا وصال ۱۳۸۵ھ ڈڈیال میں ہوا آپ کا مزار پہلوٹ ڈڈیال میں ہے۔

حضرت سیّد عزیز اللہ بخاریؒ

ولادت: ۷ ربیع الاوّل ۹۰۳ھ بروز منگل آپکا اصل نام سیّد عبد العزیز بخاری ہے لیکن سیّد عزیز اللہ شاہ کے نام سے مشہور ہیں آپ حضرت حاجی مراد علی شاہ بخاریؒ کے بڑے بیٹے حضرت سیّد ابو سعید بخاریؒ کے بیٹے ہیں قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر و دیگر علومِ روحانیہ اپنے داد جان سے حاصل کیے اور انہی کے زیر سایہ جہاں گشتی کی آپکی ولادت کے موقع پر حضرت سیّد حاجی مرادؒ نے دعا فرمائی کہ یہ بچہ مجھے بہت عزیز ہے اے اللہ تو بھی اسے عزیز رکھنا اور اسکی حفاظت فرمانا آپ سلسلہ قادریہ کبرویہ سہروردیہ پر قائم تھے۔

جو خود سیکھتا ہے اسے سکھایا جاتا ہے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت سیّد عزیز اللہ بخاریؒ کے ایک مرید کی بھینس چوری ہوگئی وہ آپ کی خدمت میں دعا کا طلبگار ہوا جس پر آپ نے فرمایا چور کو بخش دو مرشد کا حکم ملتے ہی اُس نے چوروں کو بخش دیا کچھ دنوں کے بعد چور بھینس اُس شخص کو واپس دے گئے وہ خوش ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور بھینس کی خوشخبری بتانے کے بعد پوچھا کہ جناب آپ نے واپسی کی دعا نہیں کی بلکہ فرمایا کے چوروں کو بخش دو، میں نے بخش دیا پھر چور واپس کیوں دے کے گئے یہ راز سمجھایئے حضرت سیّد عزیز اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا کہ جب میں نے تمہیں بخشنے کا کہا تو تمہارے اندر پریشانی کی آگ ٹھنڈی ہوگئی اور تو سکون سے سرشار ہو گیا کہ اللہ کی چیز تھی اللہ اور دے گا تو نے صبر کر لیا میں نے لوحِ محفوظ پر دیکھا کہ چوروں کے مقدر میں اللہ نے حرام کی روزی لکھی ہوئی ہے وہ حلال کبھی نہیں کھا سکتے جب تو نے بخش دیا تو بھینس اُن پر حلال ہوگئی تھی اسے لئے وہ واپس کر گئے تمہاری آزمائش بھی ہو گئی اگر تو نہ بخشتا تو تجھے بھینس نہ ملتی اس لئے انسان جب قربانی دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ وہ قربانی والی چیز بھی بچا لیتا ہے اور اسے مرتبہ بھی عطا فرماتا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے بیٹا قربان کیا تو بیٹا بھی بچ گیا اور مرتبہ خلیل سے بھی نواز دیئے گئے مصیبت مرشد کے در پر لے آتی ہے اور مرشد بندے کو

خدا کے در پر لے جاتا ہے جو خود سیکھتا ہے اسے سیکھا دیا جاتا ہے۔

وصال واولاد

۱۴ ذالحجہ ۹۵۰ھ بروز سوموار کو آپ نے وصال فرمایا آپ کا مزار کریر مقبوضہ کشمیر میں مرجعِ خلائق ہے آپکے دو بیٹے تھے۔

(۱) سید شریف بخاری (۲) سید حسن بخاری

حضرت سیّد شریف بخاریؒ کی اولاد کریر، ہیل، جاگیر جبیاں چکار، مینہ گام، کھری پوچھ چند، سیر، زینہ کدل، چھترہ بل، نوکدال میں آباد ہوئی۔

حضرت سیّد حسن بخاریؒ

ولادت: آپکی ولادت ۱۵ شوال ۹۶۵ھ بروز اتوار کو ہوئی۔

حالات: حضرت سید حسن بخاریؒ نے روحانی علوم اپنے چچا حضرت یوسف بخاریؒ سے حاصل کیے آپ نے ساری زندگی سُنتِ نبویؐ کے مطابق گزاری اور اپنے پاس بیٹھنے والوں کو اسی بات کی ہمیشہ تلقین فرمائی آپ بُری رسومات بالخصوص ہندو رسوم کو ختم کرنے کیلئے ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے آپ کے سامنے اگر کوئی اللہ کا نام لیتا تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی اور پھر

پوچھتے اللہ کا نام لینے والے کیا اللہ کو پہچانتے ہو اگر نہیں پہچانتے تو ریا کاری اور مکر و فریب مت کرو آپ اپنے مرشد سے انتہائی عشق و محبت کرتے تھے اکثر رات کو مرشد اگر پانی کیلئے آواز دیتے تو ساری ساری رات کھڑے رہتے جب مرشد کی آنکھ کھلتی تو آپ کو باادب کھڑے دیکھ کر دعائیں دیتے رات کو پچھلے پہر اپنے دادا جان کے مزار پر حاضر ہو کر مراقب ہوتے اور وہاں سے جو حکم ملتا اس پر عمل کرتے آپ اپنے مریدوں کو بھی دعوتِ قبور کا علم سکھاتے۔

منزلیں مرشد کے زیرِ نگرانی طے ہوتی ہیں

ایک دفعہ سردار صلح محمدی جو کہ آپکا مرید تھا آپکی اجازت کے بغیر ایک دریا میں چلہ کشی کیلئے بیٹھ گیا جب حضرت سیّد حسن بخاریؒ کو بذریعہ کشف معلوم ہوا تو دریا پر چلے گئے اور اس مرید کو ایک چراغ دیا جس میں نہ تیل تھا نہ بتی اور مرید کو کہا اِسے جلاؤ وہ کہنے لگا یہ تو نہیں جلے گا تو آپ نے فرمایا اس طرح تمہیں اس چلے سے کچھ نہیں ملے گا نظرِ شیخ اور صحبتِ شیخ سے منزلیں طے ہوتی ہیں ورنہ انسان کافر اور دیوانہ گمراہ ہو کر مر جاتا ہے۔

وصال: آپکا وصال ۱۶ صفر ۱۰۳۴ھ بروز بدھ کو ہوا آپکا مزار مقبوضہ کشمیر بارہ مولا میں مرجعِ خلائق ہے۔

حضرت سیّد یوسف شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد یوسف شاہ بخاریؒ یکم شوال ۹۸۱ھ بروز اتوار کو پیدا ہوئے آپ اپنے تایا حضرت سیّد شریف شاہ بخاریؒ کے دستِ حق پر بیعت تھے اور انہی سے روحانی تعلیم اور سیر وسلوک کی منازل طے فرمائیں آپ کی کاوش سے کشمیر میں اشاعت اسلام میں مزید وسعت ہوئی آپ بچپن کے زمانے میں اکثر حضرت سید مراد علی شاہؒ کے مزار کے پاس سوئے ہوتے ایک دن آپ کھیتی باڑی کر رہے تھے سخت گرمی کا موسم تھا آپ ایک سوکھے درخت کے نیچے بیٹھ گئے وہاں سے ایک ہندو نوجوان کا گزر ہوا اُس نے کہا آپ کون ہیں آپ کسی سایہ دار درخت کے نیچے کیوں نہیں بیٹھتے آپ نے فرمایا میں سادات بخاری گھرانے کا ادنیٰ سا فقیر ہوں اُس ہندو نے کہا آپ سردارِ دو جہاں کی اولاد اور فقیری کا دعویٰ کرتے ہیں اور درخت ابھی تک ہرا نہیں ہوا میں نہیں مان سکتا آپ نے فرمایا اللہ قادر قدیر مختار کل ہے جو چاہے کر سکتا ہے درخت فوراً ہرا ہونا شروع ہو گیا اور اس پر پھول اور پھل نمودار ہو گئے وہ ہندو کلمہ پڑھ کر آپ کے ہاتھ پر تائب ہو گیا۔

وصال: آپکا وصال ۷ ذیقعد ۱۰۹۴ھ بروز جمعۃ المبارک ہوا۔

حضرت سید حبیب اللہ شاہ بخاریؒ

آپ کی ولادت ۲۳ جمادی الاوّل ۱۰۳۹ھ بروز اتوار کو ہوئی حضرت سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ حضرت سیّد حسن بخاریؒ کے بیٹے ہیں کشمیر میں آپکی چودہ خانقاہیں ہیں آپ کی ساری زندگی دین اسلام کی اتباع اور فلاح میں گزری اور ہمیشہ دین کی سر بلندی کیلئے کوشاں رہے آپ فرماتے میری روحانی دنیا کو آباد کرنے میں میرے والدِ محترم کا بڑا ہاتھ ہے میرے والدِ محترم اللہ کی طرف سے میرے استاد مقرر ہوئے آپ بے حد فیاض اور سخی تھے اپنے حصے کی تمام دولت غرباء و مساکین میں بانٹ دیتے آپ اپنے بڑے بھائی سیّد عبد اللہ شاہ بخاریؒ کے دستِ حق پر بیعت تھے آپ کی شہرت کشمیر کے علاوہ پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ ایک دِن دریا پر تشریف لے گئے وہاں ایک شخص بارہ سال سے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کیلئے چِلّا کاٹ رہا تھا اُس شخص کا نام تاریخ اولیاءِ کشمیر میں غلام احمد اعوان عرف چلاسی جی بابا درج ہے جب اسنے حضرت سیّد حبیب اللہ بخاریؒ کو دیکھا تو آپ کو پکڑ لیا اور کہا آپ ہی خواجہ خضر ہیں آپ نے فرمایا نہیں بھائی میں

خواجہ خضر نہیں ہوں اس نے کہا آپ ہی خواجہ خضر ہیں جب اسکی یہ دیوانگی دیکھی تو آپؒ نے دعا کی کہ یا اللہ میں کیسے جھوٹ بولوں کہ میں خواجہ خضر ہوں، اب اے اللہ تو اِسے خضر مِلا دے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا فوراً قبول فرمائی، اور خواجہ خضر علیہ السلام نمودار ہو گئے حضرت خضرؑ نے کہا میں خواجہ خضر ہوں اور یہ سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ ہیں انہیں چھوڑ دو وہ شخص کہنے لگا پہلے تو ان کو چھوڑ دیتا لیکن اب کبھی نہیں چھوڑوں گا جن کو پکڑنے سے بارہ سال کی خواہش پوری ہو گئی ہے اب اللہ اور اس کے رسولؐ کی بارگاہ میں پہنچائیں گے تو میں چھوڑ دوں گا وہ شخص آپ کے دستِ حق پر بیعت ہو گیا اور تمام زندگی آپ کی غلامی میں گزار دی۔

قافلہ سادات وادیِ پکھل میں

۱۰۸۳ھ میں حضرت سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ اپنے بیٹے سیّد محمد شاہ دو پوتوں سیّد فضل شاہ اور سیّد سلطان محمد اور کچھ مریدین کے ساتھ اپنے جدِّ اعلیٰ حضرت سیّد علاؤالدین بندگیؒ کے مزار پر حاضری دینے کے بعد حضرت سید حاجی مراد شاہؒ اور تمام بزرگان کو سلامی پیش کر کے ضلع مانسہرہ کی وادی پکھل میں تشریف لائے۔

سلطان محمود خورد

پکھلی کا آخری حکمران سلطان محمود خورد ایک دفعہ ہندوستان میں شاہجہاں کے بیٹے محی الدین اور اورنگ زیب عالم گیر کی دعوت پر جا رہا تھا جب کریر کشمیر سے گزرا تو حضرت سید مراد علی شاہ بخاریؒ کے مزار پر عُرس کا نورانی ماحول دیکھ کر اپنے شاہی قافلہ سمیت رُک گیا اور مزار پر حاضری دی زائرین سے آپ کی کرامات کے متعلق پوچھا زائرین نے آپ اور آپ کے جدِّ اعلیٰ مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کا تذکرہ کیا تو وہ موجودہ سادات کے چشم و چراغ سے ملنے کا خواہش مند ہوا خادمین سلطان محمود خورد کو حضرت سید حبیب اللہ شاہ بخاریؒ کے پاس لے آئے جب اُس نے آپکی شخصیت کو دیکھا تو فوراً معتقد ہو گیا سلطان کے جسم پر ایک ناسور پھوڑا تھا جسے بڑے حکماء سے علاج کے باوجود آرام نہ آیا جب حضرت سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ کی خدمت میں اس تکلیف کا اظہار ہوا تو آپؒ نے اُس پر اپنا لعابِ دہن لگایا تو اللہ تعالیٰ نے اُسے فوراً شفا عطا فرمائی اُس کے بعد آپ کے مواعظہ حسنہ سے ایسا لطف اندوز ہوا کہ اکثر آپ کی زیارت کرنے کشمیر چلا آتا اور اگر کوئی مشکل پیش آتی تو آپؒ سے دعا کرواتا۔

شہادت: ۱۱۳۳ھ میں مانسہرہ گلی باغ بیلہ ترنگڑی کے پاس آپ نے

جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ

حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ حضرت سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ کے بیٹے ہیں آپ کی ولادت ۱۰ شوال ۱۰۴۸ھ بروز اتوار کو ہوئی آپکی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزری آپ زیادہ حالتِ سکر میں رہتے اور جذب و مستی کا یہ عالم تھا کہ آپ کو دیکھنے والوں پر بھی مستی چھا جاتی اور ذکرِ الٰہی میں جھوم اُٹھتے آپ حاضرین محفل پر بہت کم نگاہ ڈالتے مگر جس پر نگاہ پڑ جاتی بلکہ جو نگاہ میں آجاتا وہ مقرب ہو جاتا اُسکے دل کی دنیا بدل جاتی آپ فنافی اللہ ولی تھے آپ نے پانچ سال کی عمر تک کوئی بات نہیں کی جب روتے تو ایک ہی بات کہتے "حق اللہ" ایک دن سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ نے دعا کی اے اللہ میرے اِس بچے کو قوتِ گویائی عطا فرمادے آپکی دعا قبول ہوئی اس کے بعد حضرت سیّد محمد شاہ زبانی قرآن مجید پڑھتے آپ خوش الحان تھے آپ "حق اللہ" کا ورد کرتے تو گھر کے برتنوں اور پتھروں اور دیواروں سے بھی "حق اللہ" کی آوازیں آتیں۔

مجھے دنیا کی کوئی آواز پسند نہیں

حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ فرماتے مجھے "اَلَستُ بِرَبِّکُم" کا

زمانہ کل کی طرح یاد ہے میری آنکھوں میں وہ ذات بسی ہوئی ہے مجھے دنیا کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی اور میرے کانوں میں وہ آواز گونج رہی ہے مجھے دنیا کی کوئی آواز پسند نہیں۔

وصال: آپکا ۱۰ ذوالحجہ ۱۱۳۳ھ بروز منگل کو ہوا۔

حضرت سیّد سلطان محمد شہید بخاریؒ

ولادت: ۱۴ رجب ۱۰۶۸ھ بروز بدھ کو ہوئی حضرت سیّد سلطان محمد بخاریؒ اپنے دادا سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت تھے اور اُنہی کی زیرِ نگرانی منازل سیر و سلوک طے فرمائیں آپ کے چہرے سے شجاعت حیدری کے آثار نمایاں تھے۔

سلطان محمود ترک خورد

ترکوں کے عہد حکومت میں پکھلی ضلع مانسہرہ میں گلی باغ دار الحکومت تھا ترک بادشاہوں نے تین سو سال تک حکومت کی پکھلی کا آخری حکمران سلطان محمود خورد بہت عیاش اور شراب خور تھا سلطان محمود خورد نے اپنی عیاشی کیلئے گلی باغ میں بلند عمارتیں، نہریں، حوض اور تالاب بنوائے ہوئے تھے گلی باغ میں فوجی چھاؤنی بنا رکھی تھی ندی سرن سے ایک نہر کاٹ کر چھاؤنی میں پہنچائی گئی یہ نہر تنگلائی کی پہاڑی کے دامن میں گزرتی

ہوئی چھاؤنی کے عین وسط میں جا کر ایک وسیع تالاب میں جا گرتی یہی
تالاب ہے جس میں سلطان محمود ترک اپنے دوستوں کے ہمراہ شراب پی کر
نہاتا عورتیں برہنہ نہاتیں گل باغ کی چھاؤنی کے شمال مغربی حصے میں
خاندان کاظمیہ کے عظیم بزرگ جو دیوان بابا کے نام سے مشہور تھے سکونت
پذیر تھے سلطان محمود ترک نے دیوان بابا کیلئے ایک گھوڑا بطور تحفہ بھیجا اور
درخواست کی وہ اس گھوڑے پر بیٹھ سلطان کے پاس حاضر ہوں مگر دیوان بابا
نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا آپؒ نے گھوڑے کو ذبح کر کے فقراء اور
مساکین میں تقسیم کر دیا اور گھوڑے کی ایک ٹانگ سلطان کو بھجوا دی سلطان
محمود گھوڑے کی ٹانگ دیکھ کر اور دیوان بابا کا جواب سن کر سخت برہم
ہوا سلطان محمود نے حکم بھیجا کہ گھوڑا سالم بھیجا جائے ورنہ وہ دیوان بابا کو سخت
سزا دے گا سلطان محمود کا پیغام سن کر دیوان بابا نے گھوڑے کی ہڈیوں کو جمع
کروا کر اُس پر لاٹھی ماری گھوڑا آپؒ کی کرامت سے زندہ ہو گیا مگر اس کی
ٹانگیں تین تھیں دیوان بابا نے تین ٹانگوں والا گھوڑا سلطان محمود ترک کے
پاس بھیجا اور فرمایا سلطان کو کہو چوتھی ٹانگ تمہارے پاس ہے اسے تم خود لگا
لینا سلطان یہ ماجرا دیکھ کر اور غضبناک ہو گیا اور دیوان بابا کی گرفتاری کا حکم
دیا گرفتاری کے بعد پھانسی کا حکم سنا دیا گیا جب آپ کے گلے میں پھانسی
ڈالی گئی تو پھانسی ٹوٹ گئی ترک افسران یہ منظر دیکھ کر ششدر رہ گئے دیوان

بابا نے جذب میں آکر زمین پر زور سے پاؤں مارا جس سے زمین میں پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا اترکوں نے آپ سے معافی مانگی اور آپکو چھوڑ دیا دیوان باباؒ نے سیّد جلال اور سیّد سلطان بخاریؒ کو پیغام بھیجا کہ تم دونوں سیّدوں کے ہاتھوں یہ علاقہ پاک ہوگا چنانچہ سیّد سلطان محمد بخاریؒ اور آپکے معاونین ساداتِ کرام بالخصوص سید جلال باباؒ نے سلطان محمود کو پیغام بھیجا کہ سلطان محمود خدا سے ڈرا اور اپنی سرکشی اور فسق و فجور اور عیاشیوں سے توبہ کر اور خدا کے عذاب کو دعوت نہ دے اللہ تعالیٰ نے ہر فرعون کیلئے ایک موسیٰ اور ہر نمرود کیلئے ایک ابراھیم اور ہر یزید کیلئے ایک حسینیت کو ٹکرا دیتا ہے جب یہ پیغام آپ کا خلیفہ غلام اسلام مغل لے کر سلطان کے پاس گیا تو اُس نے غلام کو کچھ تحائف دے کر واپس بھیج دیا اور سادات کے ان دو گھرانوں کو اپنے محل گلی باغ میں دعوت دی۔

حضرت سیّد سلطان محمد بخاریؒ کا خواب

۱۱۳۲ھ میں محرم الحرام میں حضرت سیّد سلطان محمد بخاریؒ نے خواب دیکھا کہ فرعون روپ بدل کر لوگوں سے پوچھتا ہے یہاں سادات میں سے کوئی موجود ہے ایک شیطان بتاتا ہے یہاں سادات کرام کے دو خاندان آباد ہیں ایک جلال بابا دوسرے سلطان محمد وہ آکر آگ لگا دیتا ہے جس سے آپ کا سارا خاندان جل جاتا ہے خون کی ندی بہہ رہی ہے اور

اس میں کچھ پھول اور موتی بہہ رہے ہیں یہ خواب آپ نے اپنے دادا حضرت سید حبیب شاہؒ کو سنائی تو حضرت سیّد حبیب شاہؒ نے بھی اپنی ایک خواب کا ذکر کیا کہ میں نے دیکھا ہے ایک شخص سانپ کا روپ دھار کر ہم پر حملہ آور ہو گیا خون کی نہریں چل پڑیں اس پر آپ نے ’’ انا لِلّٰہ و انا اِلَیْہ رَاجِعُوْن ‘‘ پڑھا ۱۱۳۳ھ کی رات آپ کے تمام اہل خانہ کو سلطان محمود ترک نے دعوت دی اور بیلہ ترنگڑی کے مقام پر اپنے فوجیوں کو بٹھا دیا انہوں نے چھپ کر حملہ کیا جس میں حضرت سیّد سلطان محمد بخاریؒ کے والد گرامی حضرت سیّد محمد شاہ بخاری اور آپ کے دادا جان حضرت سیّد حبیب شاہ بخاریؒ اور انکے مریدین شہید ہو گئے ان حضرات کی شہادت کے بعد غیب سے آگ لگ گئی اور پورا شہر گلی باغ جل کر راکھ ہو گیا۔

اس حملے میں حضرت سیّد سلطان محمد بخاریؒ کی ٹانگ پر تیر لگا جس سے آپ زخمی ہو گئے اس کے بعد آپ حویلیاں ضلع ایبٹ آباد میں تشریف لے گئے تمام سادات اور مریدین حویلیاں میں جمع ہونا شروع ہو گئے دوسری طرف حضرت سیّد جلال بابا کو بھی ترک حکمرانوں نے دعوت پر بلا کر ڈگ بھوگڑ منگ کے قریب اُن پر حملہ کر دیا وہ بھی زخمی ہوئے اور اُس کے بعد آپ سوات تشریف لے گئے انہوں نے سواتی قوم کا ایک لشکر تیار کیا پھر دونوں لشکروں نے مِل کر راتوں رات حملہ کر کے گلی باغ پر قبضہ کر لیا سلطان

محمود ترک وہاں سے فرار ہو گیا دونوں سادات نے پکھلی کے چار حصے کئے ایک حصہ جلال بابا کو دوسرا حصہ سیّد سلطان محمد بخاری جو بھوگڑ منگ سے کڑھیاں خیر آباد اور پیراں آباد کو شامل تھا تیسرا حصہ ترک بادشاہ کے خاندان کو اور چوتھا حصہ سواتی قوم کو دیا۔

حضرت سیّد سلطان محمدؒ کی شہادت

حضرت سیّد سلطان محمد کے خلاف ٹنگولا قوم کا ایک لشکر تیار کیا گیا پہلے حملے میں آپ بچ گئے تھے لیکن جب دوسرا حملہ کالی گائی کے مقام پر جھاڑیوں میں چھپ کر کیا گیا تو چھینے کے مقام پر آپ نمازِ ظہر کیلئے اذان دے کر مردہ پٹیاں کے پاس آ کر چھپ گئے جب آپ نماز میں مشغول ہوئے تو ٹنگولوں نے تیر مارنے شروع کر دیئے آپ کی خادمہ اُٹھ کر تیروں کے سامنے آ گئی اور اپنے جسم پر تیر کھا کر گر پڑی جب ہوش میں آئی تو دیکھا بابا جی سیّد سلطان محمد شہید ہو چکے ہیں وہ خادمہ تھوڑی دور جا کر گرِی اور شہید ہو گئی۔

مریدین کا اختلاف

جب حضرت سیّد سلطان محمد شہیدؒ کی تدفین کا مرحلہ آیا تو مریدین کا اختلاف ہو گیا ایک گروہ نے کہا کہ آپ کو آپ کے والد اور دادا کے ساتھ گلی

باغ میں دفن کرنا چاہیے دوسرے گروہ نے کہا کہ آپؒ کو بھوگڑ منگ آپ کے مکان کے قریب دفن کرنا چاہیے آخر فیصلہ ہوا کہ دونوں گروہ باری باری حضرت سیّد سلطان محمدؒ کی میت کو اٹھائیں جو اُٹھالیں وہ اُن کو لے جائے گلی باغ والے مریدوں سے لاش نہ اُٹھ سکی اور بھوگڑ منگ والوں نے آپ کے جسدِ اطہر کو اُٹھالیا اور وہیں آپکی تدفین ہوئی۔

حضرت شاہ محمد کبیر بخاریؒ

حضرت شاہ محمد کبیر بخاریؒ جو کہ شاہ جی بابا کے نام سے مشہور ہیں ترکوں کے دور میں آپ نے جنگل کو آباد کیا جو بعد میں خیر آباد کے نام سے مشہور ہوا خیر آباد گاؤں مانسہرہ سے براستہ بڑاسی پولیس چوکی دوگہ سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر مشرق کی جانب واقع ہے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سیّد سلطان محمد شہیدؒ سے حاصل کی حضرت شاہ محمد کبیرؒ کی ولادت ۱۷۷۱ء میں ہوئی آپ بچپن ہی سے ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہتے آپ اپنے چچا حضرت سیّد فاضل شاہ بھوگڑ منگ کے دستِ حق پر بیعت تھے آپ نے بخارا، سامرہ، ایران و عراق، کربلا، مدینہ، مکہ کا سفر کیا واپسی پر آپ نے دینی خدمات شروع کر دیں آپ کے درس میں انسانوں کے علاوہ جنات بھی حاضر ہوتے تھے آپ نے مختلف تصنیفات عربی و فارسی میں تحریر فرمائیں آپ کی بہت ساری کرامات مشہور ہیں۔

وصال اور وصال کے بعد

سیّد لقمان علی بخاری اپنی تصنیف سوانح حیات حضرت سیّد محمد کبیر بخاریؒ کے صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں آپ کی رحلت ۷۷ء میں ہوئی جب آپ کے وصال کو ایک سو چوبیس سال گزر گئے تو موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے آپ کی لحد مبارک ریت کے نیچے دب گئی تھی آپ نے سید حیدر شاہ بابا بن سید قطب شاہ خیرہ آباد والوں کو خواب میں تین دن تک مسلسل اشارہ دیا کہ میرا جسد سیلابی علاقے سے نکال کر ڈھیری پر دفن کیا جائے تمام سادات و مریدین نے کراہ لگا کر آپ کی قبر تک پہنچ گئے لیکن جب آپ کی قبر کھودی گئی تو قبر خالی تھی تمام لوگ پریشان ہوئے آخر شاہ جی بابا نے حضرت سید سلطان علی شاہ بسندھ شریف اور بابا گل بادشاہؒ کو بذریعہ خواب بتایا کہ میں جمعۃ المبارک کے دن اپنی قبر میں آؤں گا میرے آنے کی نشانی یہ ہوگی کہ تم میری قبر کے ساتھ سُرخ جھنڈا لگانا وہ جھنڈا تیز ہلنے لگے گا اور زلزلہ آئے گا جمعہ کے دن آپؒ کی قبر پر جھنڈا لگا دیا گیا کافی دیر کے بعد تیز ہوا چلی اور سُرخ جھنڈا لہرانے لگا اور زلزلہ آیا تو حضرت شاہ جی باباؒ اپنی قبر میں تشریف لا چکے تھے آپ کے جسد مبارک کو سات دنوں تک پیراں آباد مسجد میں لا کر رکھا گیا بقول سیّد چاند فرید شاہ آپکو تین دن تک خیر آباد مسجد میں رکھا گیا لوگوں کا جم غفیر زیارت کیلئے آیا حضرت سید سلطان علی شاہ کی والدہ بھی زیارت کیلئے

تشریف لائیں مائی صاحبہ نے دیکھا کہ حضرت شاہ جی بابا کے چہرے پر پسینہ آیا ہوا ہے لمبی لمبی زلفیں گھنی داڑھی جوں کی توں تھی مائی صاحبہ نے آپ کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا دیکھا وہ ایک گولی کی شکل اختیار کر گیا مائی صاحبہ نے وہ گولی اپنی چادر کے ساتھ باندھ لی جب دوبارہ جنازہ کے موقعہ پر تشریف لائیں تو کھول کے دیکھا تو وہ گولی ایک انسانی دانت کی شکل اختیار کر گئی تھی وہ دانت حضرت شاہ جی باباؒ کے کفن کے ساتھ رکھ دیا گیا۔

حضرت شاہ محمد صغیر بخاریؒ

حضرت شاہ محمد صغیر بخاریؒ حضرت سیّد سلطان محمد بخاریؒ کے بیٹے اور شاہ کبیرؒ کے بھائی ہیں۔

ولادت: آپ ۲ جمادی الثانی ۱۱۲۸ھ کو بروز منگل پیدا ہوئے آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ محترم سے حاصل کی روحانی تربیت آپ کے تایا حضرت سیّد فاضل شاہ بخاریؒ نے کی آپ نے کم عمری میں منازل روحانی حاصل کر لیں اور چھیڑیاں آ کر شہر آباد کیا جو کہ آپ کے والد کے نام پر پیراں آباد مشہور ہوا۔

دیوار پر سواری

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ کبیر بخاریؒ شیر پر سوار ہو کر خیر آباد

سے پیراں آباد کی طرف آرہے تھے جب اس بات کی خبر حضرت شاہ صغیر بخاری کو ہوئی تو آپ ایک دیوار پر بیٹھے تھے آپ نے دیوار کو حکم دیا کہ چلو بھائی کا استقبال کرتے ہیں چنانچہ دیوار چل پڑی اور دونوں بھائی بمقام آلاں پر ملے اس کرامت کے بعد والد نے سختی سے منع کیا اس کے بعد آپ سے کرامت کا ظہور نہیں ہوا۔

وصال: آپ کا وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱۹۳ھ بروز بدھ کو ہوا آپ کا مزار پیراں آباد ضلع مانسہرہ میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت سیّد محمد احمد علی بخاریؒ

حضرت سیّد محمد احمد علی بخاری حضرت سیّد سلطان محمد شہید کے بیٹے ہیں عہد سکھاں میں دورانِ نماز حالتِ سجدہ میں آپ پر سکھ ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور آپ کی گردن تن سے جُدا ہوگئی آپ کا تن مبارک بغیر سر کے ڈاکوؤں کے پیچھے لگا رہا اور اُن ڈاکوؤں کو مارتے مارتے جب لبر کوٹ پہنچے تو صبح ہوگئی جب لبر کوٹ کی عورتیں صبح پانی بھرنے جا رہی تھیں تو اُنہوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو کہنے لگی وہ دیکھو ایک تن بغیر سر کے تلوار لے کر سکھوں کو مار رہا ہے اس کے بعد آپ کا تن فوراً زمین پر گر گیا ایک راویت کے مطابق آپ کے جسد مبارک کو اُٹھانے کی کوشش کی گئی تو آپ کے پاؤں زمین نے پکڑ

لئے پھر آپ کا مزار لبر کوٹ میں بنا دیا گیا۔

حضرت شاہ محمد غوث بخاریؒ

حضرت شاہ محمد غوث بخاریؒ حضرت سلطان محمد شہید بخاریؒ کے بیٹے ہیں آپ کی ولادت ۱۸۴۷ء بھوگڑ منگ مانسہرہ میں ہوئی آپ کی ساری زندگی عبادت و ریاضت میں گزری آپ کی ملاقات حضرت خواجہ خضرؑ سے ہوئی اور حضرت سیّد عبد القادر جیلانیؒ اولاد سے حضرت حیات الامیر بالا پیرؒ سے بھی ملاقات ہوئی۔ جس کے بعد آپ بالا کوٹ میں آپ کی چلہ گاہ پر چلے گئے اور ساری زندگی وہاں پر گزاری قلمی نسخہ میں آپ کا نام سیّد غلام غوث بخاری تحریر ہے۔

حضرت شاہ شعیبؒ بخاری

حضرت شاہ شعیب حضرت سیّد سلطان محمد شہید بخاری کے بیٹے ہیں آپ کی والدہ سلطان محمود ترک خورد کی بہن ہے آپکی کثیر کرامات ہیں آپکا مزار بھوگڑ منگ مانسہرہ میں ہے۔

حضرت سیّد فخر الدین بخاریؒ

حضرت سیّد فخر الدین حضرت سیّد سلطان محمد شہید بخاریؒ کے بیٹے ہیں اور شاہ جی بابا کے نام سے مشہور ہیں آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ

کے والد حضرت سیّد سلطان محمد شہید بخاری اپنی چلہ گاہ چھیننے سے کسی گاؤں جانے لگے تو آپ کو چلہ گاہ چھوڑ گئے جب حضرت سیّد سلطان محمد شہید کوٹلے کے پل کے پاس پہنچے تو حضرت سیّد فخر الدین بخاری ایک دیوار پر سوار ہو کر لبر کوٹ سے گزرنے لگے تو حضرت سیّد سلطان بخاریؒ کو انکے مرید نے بتایا کہ آپ کا بیٹا دیوار پر سوار ہو کر جا رہا ہے تو حضرت سیّد سلطان بخاریؒ نے دعا کی کہ اس نے راز فاش کر دیا ہے اے اللہ اسے سنبھال لے اس کے بعد حضرت سیّد فخر الدین بخاری وہیں فوت ہو گئے۔

حضرت سیّد محترم علی شاہ بخاریؒ

ولادت: ۷ رمضان ۱۱۷۵ھ بروز جمعۃ المبارک

حضرت سیّد محترم علی شاہ بخاریؒ ولی کامل حضرت سیّد شاہ صغیر بخاریؒ کے بیٹے ہیں اور وہ اپنے وقت کے بہت بڑے عارف تھے آپ اپنے وعظ میں سادہ اور چھوٹے جملے ارشاد فرماتے جو انتہائی پر معانی ہوتے لیکن تسلسل ایسا ہوتا جیسے کوئی دریا بہہ رہا ہے حاضرین محفل میں اگر کوئی دیر سے آتا تو یہی سمجھتا کہ محفل کا آغاز ابھی ہوا ہے اور شاید میں ہی موضوع گفتگو ہوں آپ کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا آپ نے اپنی زندگی ذکر الٰہی اور عشق رسولؐ میں گزاری آپ فرماتے علم ہماری میراث ہے نبیؐ علم کا شہر ہیں اور علیؑ

اس کا دروازہ ہیں ہمیں اللہ سے کام ہے ہل سے نہیں ہماری روزی اللہ کے پاس ہے ہل کے پاس نہیں آپ فرماتے میرے دادا علی کا فرمان ہے کہ اللہ میں تیری تقسیم پر خوش ہوں کہ علم تو نے ہمیں دیا اور دولت ہمارے دشمنوں کو دی تاریخی کتب میں آپ کے کئی نام ملتے ہیں مثلاً سیّد موسم شاہ، سیّد معصوم شاہ۔

گلاب سنگھ

ایک دفعہ گلاب سنگھ تیتر کا شکار کرنے کیلئے آیا لیکن جس تیتر کو گولی مارتا نشانہ خطا ہو جاتا آخر تھک ہار کر بیٹھ گیا اور دیکھا کہ ایک بزرگ ہستی نمودار ہوئی ہے جب تعارف ہوا تو گلاب سنگھ نے سارا ماجرہ سُنایا تو آپ نے فرمایا کہ جو چیز فقیر کی پناہ میں ہو اُسے گولی کیسے لگ سکتی ہے وہ اُٹھا اور آپکے قدموں پر گر گیا آپ نے گلاب سنگھ کو فرمایا جاؤ آج دو تیتر شکار کے لئے آئیں گے اُنکو پکڑو ذبح کر لو اُسی وقت دو تیتر آئے اُس نے اُن کو پکڑ لیا اور پوچھنے لگا یہ کمال آپ کو کیسے حاصل ہوا آپ نے فرمایا جب دنیا کی بادشاہی اور خواہشات سب اللہ پر قربان کر دی جاتی ہیں تو اللہ ہر چیز پر بادشاہی قائم کر دیتا ہے اس کے بعد سکھوں میں آپکی بہت زیادہ عقیدت بڑھ گئی۔

وصال: آپ نے شاہ عالم جلال الدین مغل کے دورِ حکومت میں ۸ شعبان ۱۲۱۳ھ بروز منگل وصال فرمایا اور پیراں آباد مانسہرہ میں آپکا مزار مرجع خلائق ہے۔

حضرت سیّد احمد شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد احمد شاہ بخاریؒ کے والد کا نام حضرت سیّد محترم علی شاہ بخاریؒ ہے آپکی ولادت ۱۸ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ بروز سوموار کو ہوئی آپ کی زندگی تلقین وارشاد میں گزری آپ فرماتے بُرے افعال سے زیادہ خطرناک بُری گفتگو ہے کیونکہ بُری گفتگو سے ہی انسان بُرے افعال پر آمادہ ہوتا ہے آپ فرماتے لوگ دن بدن مادہ پرستی میں دھنستے جارہے ہیں اور ظاہری وباطنی امراض کا شکار ہیں آپ نے طب کے ذریعہ سے بھی خدمت خلق کی۔

میں آمین کہوں گا

ایک دفعہ خشک سالی سے دریا خشک ہوگئے مویشی اور لوگ گرمی اور پیاس سے مرنے لگے لوگ علاقہ چھوڑنے پر مجبور ہوگئے علماء اکرام نے نماز استسقاء پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی آخر کسی نے کہا سیّد احمد شاہ بخاریؒ کے پاس جاکر دعا کرواتے ہیں آپ نے فرمایا میرے مریدین نے بارش کے لئے دعا کریں اور میں آمین کہوں گا جب آپکے مریدین نے دعا کی تو حضرت سیّد

احمد شاہ بخاریؒ نے آمین کہی تو فوراً کالی گھٹا نمودار ہوئی اور اتنی بارش ہوئی کہ کمی پوری ہوگئی قحط میں بھی آپکا لنگر جاری رہتا لوگ دُور دُور سے آتے تو آپ صبح وشام کواُن میں گندم کا آٹا تقسیم فرماتے علاقے میں کوئی جرم کرتا تو آپ شریعت محمدیؐ کے مطابق اُسکو سزا دیتے جس کی وجہ سے جرائم پیشہ لوگ آپکے سخت مخالف ہوگئے اور آپ پر قاتلانہ حملہ شروع ہوگئے جسکی وجہ سے آپ پشاور چلے گئے کچھ عرصہ بعد آپ واپس آگئے۔

وصال : آپکا وصال بادشاہ تیمور دورانی کے دورِ حکومت میں یکم محرم ۱۳۵۰ھ بروز منگل کو ہوا آپ پیراں آباد ضلع مانسہرہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت سیّد اصغر شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد اصغر شاہ بخاری حضرت سیّد احمد شاہ بخاریؒ کے بیٹے ہیں آپ کی ولادت ۱۹ ذوالحجہ ۱۲۴۳ھ بروز ہفتہ کو ہوئی۔

حضرت سیّد گل بادشاہ بخاریؒ

حضرت سیّد گل بادشاہ بخاری حضرت سیّد اصغر بخاریؒ کے بیٹے ہیں آپ کی ولادت ۱۱ شوال ۱۲۸۳ھ کو بروز بدھ ہوئی ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی آپ جب بلوغت کو پہنچے تو آپکی ذہانت رُعب اور شخصیت کو دیکھ کر انگریز نے آپکو پولیس میں بھرتی کرلیا چند سالوں میں آپ اعلیٰ عہدے پر

فائز ہو گئے آپ ہر صبح تھانے میں اپنے ماتحتوں اور ملزمان کو قرآن وحدیث کا درس دیتے رشوت اور بُرے کاموں سے بچنے کی تلقین کرتے آپ علم جفر نجوم، رمل اور طب کے ماہر تھے تنخواہ میں جو کچھ ملتا تھانے کے باہر بیٹھے یتیم مساکین اور معذوروں میں تقسیم کر دیتے جب بالاکوٹ میں تھانے میں گئے تو اس علاقہ کے متعلق دریافت کیا تو ماتحتوں نے کہا باقی تو امن وامان ہے لیکن چڑیلیں جنّات کا یہاں بڑا مسئلہ پیش ہے آپ نے فرمایا اُن کا بھی بندوبست کرتے ہیں ایک رات کو آپ ہاتھ میں مشعل لیے کاشیاں میں پہنچ گئے جب آپ چلتے تو پیچھے سے آواز آئی گل بادشاہ کدھر جارہے ہو آپ نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تو خوفناک اور بھیانک شیطانی شکل کو دیکھا آپ نے جلتی ہوئی مشعل اُس کے سر پر ماری تو وہ شیطانی شکل وہاں سے بھاگ گئی۔

۱۸۸۰ء میں آپ مرشد کامل کی تلاش میں نکلے تو اُس وقت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی اولاد سے ایک فقیر دہلی الہ آباد سے جہاں گشتی کرتا ہوا مانسہرہ تشریف لایا وہ فقیر سائیں سہیلی سرکار کے نام سے مشہور تھے آپ اُن کی بارگاہ میں پہنچے آپ اُس وقت عام لباس میں تھے تو سائیں سہیلی سرکارؒ نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا

اڑیو سیّد آیا ہے، پولیس والا آیا ہے اور تفتیش کرنے آیا ہے کہ یہاں فقیری ہے یا نہیں اگر ہوئی تو مرید ہو جاؤں گا ورنہ ہماری خیر نہیں۔

حضرت سیّد گل بادشاہ کو خیال آیا کہ پتہ نہیں یہ فقیر سیّد ہے یا نہیں تو سہیلی سرکار نے اپنے کاسہ سے پانی لے کر کہا باقی تم پی لو میں بھی بخاری سیّد ہوں اس کے بعد آپ سائیں سہیلی سرکارؒ کے مرید ہو گئے اور پولیس سے استعفیٰ دینے لگے تو حضرت سائیں سہیلی سرکارؒ نے فرمایا:

اڑیوں نوکری نہ چھوڑنا، محکمہ غلط نہیں ہوتا بندہ خود غلط ہو جاتا ہے

طوائفہ کی زندگی بدل گئی

حضرت سیّد گل بادشاہ بخاریؒ ایک دن عبادت میں مصروف تھے کہ ایک طوائفہ وہاں پہنچ گئی آپ نے جلال میں آ کر اُسکے قلب پر نگاہ ڈالی اور فرمایا میں سیّد بھی ہوں اور فقیر بھی ہوں آپ نے لوہے کی ایک سلاخ گرم کی اور اس سے مخاطب ہو کر کہا اگر میں سیّد نہ ہوا تو یہ گرم سلاخ میری آنکھ کو جلا دے گی آپ نے اُس دہکتی ہوئی سلاخ کو آنکھ میں ڈالا جب سلاخ نکالی تو آنکھ بالکل صحیح سلامت تھی یہ دیکھ کر طوائفہ کے دل کی دنیا بدل گئی تائب ہو گئی آپ نے اُس کا نام غلام فضہ رکھا آپ فرماتے سیّدانیوں کا زیور صرف پردہ ہے جو سیّد زادی پردہ نہیں کرے گی وہ کل قیامت کو حضرت خاتونِ جنت کو کیا مُنہ دیکھائے گی آپ کا وصال ۱۳۸۳ھ بروز جمعتہ المبارک عید الفطر کے دِن ہوا۔

حضرت سیّد سلطان علی شاہ بخاریؒ

ولادت: آپکی ولادت ۱۳ رجب ۱۱۷۱ھ بروز اتوار کو ہوئی

والد کا نام: آپکے والد کا نام حضرت سیّد گل بادشاہ بخاریؒ ہے

بسندھ میں آمد

بسندھ شریف مانسہرہ پنجاب چوک سے ۴ اکلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے گاؤں کے مغرب کی طرف نو میل کی بلندی پر کوہ بھینگڑہ ہے گاؤں کے چاروں طرف چھوٹے پہاڑ ہیں اور چاروں طرف پانی ہے مغرب کی جانب دریائے سرن، مشرق کی جانب نالہ کسی، شمال کی جانب کٹھہ شاہ لکی اور جنوب کی جانب نالہ جورا ہے۔ بسندھ کے لوگ وفد کی صورت میں حضرت سیّد سلطان علی شاہ بخاری کے سُسر حضرت بابا مراد علی شاہ بخاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ہمارے گاؤں میں مسور کی دال کے علاوہ کوئی فصل نہیں ہوتی چشموں میں پانی نہیں ہے گاؤں میں وبائی امراض پھیلی ہوئی ہیں جو گنیں، چڑیلوں اور پریوں نے ہمارے گاؤں کو حصار میں لیا ہوا ہے جنگلی درندے مال مویشی مار جاتے ہیں ہمارے گاؤں میں کوئی سید فقیر نہیں ہے لہذا آپ مہربانی فرمائیں اور مائی سرکار اور بابا سلطان علی

شاہ کو ہمارے پاس بھیجیں بابا سیّد مراد شاہ بخاری نے اپنی بیٹی کو اپنے پاس بلا کر فرمایا ہمارے گاؤں بھورج سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر بسندھ گاؤں واقع ہے اس گاؤں میں دینی تعلیم کا انتہائی فقدان ہے میں جانتا ہوں کہ وہاں فصل نہیں ہوتی پانی کی قلت ہے لیکن سادات کا کنبہ جب وہاں قدم رکھے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت آجائے گی چنانچہ ۱۹۴۲ء میں حضرت سیّد سلطان علی شاہ بخاریؒ نے بسندھ کو اپنے قدموں سے زینت بخشی آپ کی آمد سے برکتیں آگئیں زمین نے فصلیں دینا شروع کر دیں چشموں سے پانی اُمڈ آیا رات کو جب لوگ سو جاتے تو آپ پورے گاؤں کا چکر لگا کر حصار کھینچ دیتے جس سے یہ گاؤں جنگلی درندوں جنات اور وبائی امراض سے محفوظ ہو گیا۔

مسجد کی تعمیر

آپ نے بسندھ شریف میں مسجد کی تعمیر شروع کی ایک دن آپکے مریدین جو ریاست کنڈراں پھلڑہ سے تھے مہتم خان نے اُن کو حکم دیا کہ چیڑ کی لکڑیاں لے آؤ تا کہ مسجد کی چھت ڈال دیں جب وہ دریائے سرن استائیاں کے پتن پر دریا سے لکڑیاں لے کر گزرنے لگے تو پانی کی تیز رو میں لکڑیوں سمیت وہ بہہ گئے اُس وقت حضرت سیّد سلطان علی شاہ بخاریؒ مصلے پر بیٹھے تسبیح پڑھ رہے تھے آپ نے تیز تیز اپنے ہاتھ ہلانے شروع کر دیے اور آپ کے بازو پانی سے بھیگ گئے سائیں گلو بابا اُس وقت وہاں موجود

تھا پوچھا کہ سرکار یہ کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا تھوڑی دیر بعد پتہ چل جائے گا جب مریدین لکڑیاں لے کر آئے تو آپ نے سائیں گلو بابا سے کہا ان سے پوچھ لو اُنہوں نے کہا ہم دریا میں ڈوب گئے تھے سرکار کو پکارا تو دیکھا کہ سامنے کھڑے ہیں اور ہمیں پانی سے نکال کر کنارے پر لگا دیا اُن کے ساتھ خواتین بھی تھیں وہ بولیں کہ ہم نے دیکھا کہ اُس وقت ماں جی سرکار کھڑی ہیں اُنہوں نے پکڑ کر باہر نکالا ماں جی کی خادمہ نے دیکھا کہ اُس وقت ماں جی بھی ہاتھ زور زو سے ہاتھ ہلا رہی ہیں اور آپکے بازو پانی سے بھیگے ہوئے تھے۔

خواب میں زیارت

آپکا زیادہ وقت اپنے دادا حضرت سیّد سلطان محمد شاہ شہیدؒ کے مزار پر گزرتا تھا ایک رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کو بیعت کر کے حضرت سائیں سہیلی سرکار سے ملنے کا حُکم دیا اس کے بعد آپ اُن کی خدمت میں رہے اور سیر وسلوک کی منازل طے فرمائیں۔

شیر کی حاضری

رات کو جب آپ نمازِ تہجد میں مشغول ہوتے تو ایک جنگلی شیر آپ

کی چوکھٹ پر آ کر بیٹھ جاتا جب آپ عبادت سے فارغ ہوتے تو شیر کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور کہتے تو آ گیا ہے اب تو صحت یاب ہو گیا ہے میں بہت خوش ہوں تو اب تندرست ہے اچھا اب تم واپس جاؤ شیر دم ہلاتا چلا جاتا۔ آپ نے شیر کی سواری بھی کی چنانچہ آپ کے وصال کے بعد بھی وہ شیر ہر جمعرات کو آپ کے مزار پر آتا ۲۰۰۵ء میں آپ کے مزار کی حدود کی چار دیواری اُونچی کر دی گئی اس کے بعد وہ باہر سے واپس چلا جاتا آپ سے کسی نے پوچھا آپ کے پاس اسم اعظم ہے کہ یہ خونخوار درندے شیر آپ کے عقیدت مند ہیں آپ نے فرمایا نہیں اسم سے مسمیٰ کو اپنے من میں بیٹھا لو تو بات بن جاتی ہے، چینی لفظ پڑھنے سے آپ کا مُنہ میٹھا نہیں ہو گا اور شربت کہنے سے آپ کی پیاس نہیں بجھے گی لیکن اگر شربت پڑھے بغیر شربت تیار کر کے پی لیا جائے تو بغیر پڑھے آپ کی مراد پوری ہو جائے گی اسطرح آپ اپنے دل سے دنیا و عقبیٰ کی تمام خواہشات نکال کر ذات حق کو دل میں بٹھا لیں تو پھر آپکا دل اللہ کا عرش بن جائے گا تو ہر چیز آپکی ماتحت ہو جائے گی۔

دیگر حالات

آپ شریعت مطہرہ کی سختی سے پابندی کرتے اور فرماتے روحانیت کے جتنے بھی مقامات آئے ہیں میں نے شریعت کو نہیں چھوڑا آپ نے مسجد کو آباد کیا اور لوگوں کو شریعت و طریقت کا درس دیا اور عالیشان خانقاہ بنوائی

۱۹۶۵ء کی جنگ میں آپ نے اپنے مریدوں کے ہمراہ حصہ لیا کچھ عرصہ راولپنڈی میں اٹک آئل کمپنی میں کام کیا وہاں بھی کرامت کے ظہور سے بہت سارے لوگ آپ کے مرید ہوگئے۔

چور تائب ہوگئے

ایک دفعہ حضرت سیّد سلطان علی شاہ بخاریؒ دیپالپور کے شہر قتیلے والا میں تشریف لے گئے گاؤں کے لوگ رات کو آپ کی مجلس میں حاضر تھے کہ چوروں نے گھروں کا صفایا کر دیا جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ مراقبہ میں چلے گئے اور چوروں پر ایسی کیفیت وارد ہوئی کہ ساری رات گاؤں سے باہر نہ نکل سکے بالآخر آپ کی محفل میں آ کر تائب ہوئے اور مسروقہ مال واپس کیا۔

وصال

آپ نے قتیلے والا دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں ۲۴ اگست ۱۹۹۵ء ۲۷ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ بروز جمعرات کو رات دو بجے نمازِ تہجد پڑھی آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا پھر نعرہ رسالت اور نعرہ حیدری لگا کر تین بار جان پیر زندہ باد کہہ کر کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد بلند کیا اور جہانِ فانی سے رحلت فرمائی وفات کے تین دن بعد ۲۷ اگست ۱۹۹۵ء کو تدفین ہوئی۔

وصال کے بعد

آپ کے وصال کے بعد ایک غیبی چراغ روشن ہو جاتا جس میں نہ بتی ہوتی نہ ہی تیل جن خشک لکڑیوں کے ساتھ جھنڈے لگائے جاتے وہ پھوٹ کر سرسبز گھنے درخت بن جاتے بعد از وصال آپ کے مزار سے ذکر الٰہی کی آواز سنی گئی۔

حضرت سیّد حاجی عبد الرشید بخاریؒ

حضرت سیّد حاجی عبد الرشید بخاریؒ حضرت حاجی محمد بخاریؒ موضع کریری کے بیٹے حضرت سیّد ابوسعید بخاریؒ کی اولاد سے ہیں آپ کے والد کا نام حضرت سیّد عبد الشکور بخاریؒ ہے آپ نے علاقہ اوڑی موضع بیاڈان سکونت اختیار کرلی آپ نے سات حج پیدل کئے آپ کی اولاد علاقہ اوڑی کے مختلف مقامات پر آباد ہے پلان چوہدریاں بساہاں، کٹڑی کلسان، ملک سولی، ہالن میں سادات بخاری آباد ہیں۔

بساہاں شریف

حضرت سیّد عبد الرشید بخاریؒ کے صاحبزادے حضرت سیّد محمود سعید بخاری تبلیغ السلام کیلئے بساہاں تشریف لائے اور آپکا مزار بساہاں شریف میں ہے آپکے صاحبزادے حضرت سیّد مقصود بخاریؒ اپنے والدِ گرامی کے وصال

کے بعد دین اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے حضرت سیّد مقصود بخاری کے صاحبزادے حضرت الحاج پیر سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ ہیں آپ شریعت مطہرہ کے پابند تھے شب بیدار تھے آپ نے تین حج پیدل کیے آپ کا وصال ۱۳ ذیعقد ۱۳۰۴ھ کو ہوا آپکا مزار بساہاں شریف میں ہے آپکا عرس مبارک حضرت پیر سیّد محمد امین شاہ بخاریؒ کے سیّد پور چکوال آنے کے بعد سیّد پور شریف میں منعقد ہونے لگا۔

حضرت سیّد شاہ ولایت بخاریؒ

حضرت سیّد شاہ ولایت بخاری حضرت سیّد حبیب اللہ شاہ بخاری کے بیٹے ہیں آپکی ولادت ۱۳۰۳ھ کو بساہاں شریف میں ہوئی آپکو مسکین کے لقب سے پکارا جاتا ہے آپ اپنے ننھیال میں بادشاہ کے لقب سے مشہور تھے۔

تحصیل علوم

حضرت سیّد شاہ ولایت بخاریؒ نے شرعی علوم اپنے والد محترم سے حاصل کیے چونکہ آپ کے والدِ گرامی قدر حضرت سیّد حبیب اللہ شاہ بخاریؒ جملہ وعلوم وفنون کے ماہر تھے اس لئے آپ کو کسی دوسرے اُستاد سے پڑھنے کی ضرورت نہ پڑی ظاہری علوم کے ساتھ آپ کے والدِ محترم نے آپ کو

باطنی علوم سے بھی نوازا آپ کا شمار اُن بزرگانِ دین میں ہوتا ہے جن کے سینے اسرار الٰہیہ کے خزینے تھے آپ کی راتیں سجدوں میں کٹتی تھیں آپ ذکر الٰہی میں مست رہتے تھے۔

لقب مسکین کی وجہ تسمیہ

حضرت سیّد ولایت شاہ بخاریؒ ایک بار عراق تشریف لے گئے نجفِ اشرف کاظمین اور کربلا معلیٰ کی زیارت کے بعد حضرت سیّد عبد القادر جیلانیؒ کے مزار پر حاضری دی حضرت سیّد محمود حسام الدین گیلانی نے آپ کو سلسلہ قادریہ کی خلافت عطا فرمائی اور مسکین کا لقب عطا فرمایا اس دِن سے آپ کو حضرت مسکین سیّد ولایت شاہ کے نام سے پکارا جانے لگا۔

بیعت وخلافت

حضرت سیّد مسکین شاہ ولایت بخاریؒ حضرت خواجہ دین محمد چوراہی کے ہاتھ پر بیعت تھے اور آپ نے سلسلہ نقشبندیہ چوراہیہ میں خلافت حاصل کی ولی کامل حضرت عبید اللہ لارویؒ نے آپ کو تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی۔

اِتباعِ شریعت

حضرت سیّد مسکین شاہ ولایت بخاریؒ کی زندگی قرآن وسنت کی

تعلیمات کے مطابق گزری آپ کا زیادہ وقت مسجد میں گزرتا سردی ہو یا گرمی بارش ہو یا برف باری مسجد میں باجماعت نماز ادا فرماتے اسی طرح گھر میں تمام بچوں کو بھی مسجد میں نماز ادا کرنے کی تاکید فرماتے آپ خود جماعت کراتے سفر میں جہاں ٹھہرتے وہیں جماعت کراتے اپنے مریدین کو بھی نماز کی تاکید فرماتے آپ کو نماز سے انتہائی محبت تھی آپ نے عمر بھر بے نمازی گھر میں کھانا تو درکنار پانی تک نہیں پیا آپ کا چلنا، پھرنا، کھانا پینا غرض کہ ہر کام سنتِ نبویؐ کے مطابق ہوتا آپ لوگوں کو بھلائی کی طرف بھلاتے برائی سے منع فرماتے آپ کے تبلیغی دورے دور دراز علاقوں میں کئی کئی ماہ کے ہوتے جس میں آپ لوگوں کو تبلیغِ اسلام واصلاحِ معاشرہ و اصلاح نفس پر گفتگو فرماتے لوگ آپ کی بارگاہ میں مقدمات لاتے آپ اُن کا فیصلہ شریعت محمدیؐ کے مطابق فرماتے۔

غریب پروری

ایک دفعہ آپ سفر کرتے ایک گاؤں کلائی پہنچے تو دیکھا راستے کے کنارے پُرانے کپڑوں میں ملبوس ایک بچی بیٹھی رو رہی ہے آپ سواری سے نیچے اُترے خادم سے کہا اس بچی سے پوچھو کہ کیوں رو رہی ہے بچی نے بتایا میرے ماں باپ بہن بھائی کوئی بھی نہیں میں بے سہارا ہوں آپ نے اُس گاؤں کے لوگوں سے پوچھا یہ بچی کون اور کیوں اسطرح پڑی ہے

اور ساتھ ہی فرمایا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو لے جاؤں لوگوں نے کہا آپ اسے لے جائیں تاکہ گاؤں کی عزت بچ جائے حضرت سیّد مسکین شاہ ولایتؒ نے اس بچی کو ایک چادر اوڑھائی اور خادم کے ساتھ بساہاں روانہ کر دیا وہ بچی بساہاں میں پلی جب جوان ہوئی تو آپ نے اسکی شادی کا اہتمام فرمایا بوقتِ نکاح نکاح خواں نے پوچھا اس بچی کے والد کا کیا نام ہے آپ نے ارشاد فرمایا میرا نام ہی ولدیت میں لکھ دو۔

یتیم پروری

آپ یتیموں کی پرورش فرماتے پچیس یتیم ہر وقت آپ کے زیر سایہ پرورش پاتے تھے آپ ان کے کھانے پینے کا بہترین بندوبست فرماتے ایک دفعہ سادات کا ایک یتیم جس کی آپ نے پرورش کی وہ آپ کے قریب بیٹھ گیا آپ اُس وقت وظائف میں مشغول تھے اور آپ کے پاس پشمینہ پڑی تھی وہ یتیم پشمینہ ٹٹولنے لگا آپ نے پوچھا یہ پشمینہ تمہیں اچھی لگتی ہے اُس نے کہا اچھی لگتی ہے آپ نے پشمینہ کو کاٹ کر دو حصّے کیے ایک حصّہ یتیم کے حوالے کر دیا اور ایک اپنے لئے رکھ لیا اُس دور میں پشمینہ بہت قیمتی تھی جب گھر والوں نے کہا کہ آپ اُسے کوئی اور لوئی دے دیتے تو آپ نے فرمایا چونکہ اس کی یہی پسند تھی اس لئے یہی ضروری تھی آپ سے جب کوئی سوال کرتا تو آپ اُسے فوراً پورا کرتے۔

شرابی نے توبہ کرلی

سلطان بتولی خان علاقہ کٹھائی (علاقہ کٹھائی تحصیل اوڑی ضلع بارہ مولہ مقبوضہ کشمیر میں ہے) کا جاگیردار تھا اور بہت بڑا شرابی تھا اس زمانہ میں انگلینڈ سے مہر بند شراب اس کے پاس پہنچتی تھی اور کبھی کبھی ضرورت پڑنے پر مہاراجہ کشمیر سے منگاتا تھا سلطان بتولی خان نے ایک دن حضرت سیّد مسکین شاہ ولایتؒ کو دعوت دی آپ نے فرمایا کبھی آئیں گے سردی کے ایام تھے قریبا ۴ فٹ سے زیادہ برف تھی سلطان اپنے محل میں محفل شراب گرم کئے ہوئے تھا اور اس کے وزراء اور اُمرا بھی اُسکے ساتھ تھے اچانک حضرت سیّد مسکین بخاریؒ سلطان کے محل میں آ کھڑے ہوئے سلطان نے کہا جب آہی گئے ہو تو شوق فرماؤ کباب اور شراب موجود ہے آپ نے ایک کباب اُٹھایا نصف خود کھایا اور نصف اُٹھا کر سلطان کی طرف بڑھایا اور کہا یہ تم کھالو سلطان کھڑا ہو گیا اور وہ نصف کباب آپ کے ہاتھ سے اُٹھا کر منہ میں لے لیا آپ دروازے سے باہر نکل گئے تھوڑی دیر بعد سلطان نے پہرہ داروں سے کہا دیکھو وہ فقیر کدھر گیا باہر دیکھا تو بیالیس قدم کے نشان برف پر لگے ہوئے تھے اور آپ نظر نہ آئے واپسی جواب ملنے پر سلطان تھوڑی دیر خاموش اور پریشان رہا پھر شراب کی طرف متوجہ ہوا تو سلطان کو قے آنا شروع ہو گئی اس واقعہ کے بعد سلطان جب بھی شراب کو دیکھ لیتا تو اُسے قے آنا شروع

ہو جاتی تھی اُس کے بعد اُس نے توبہ کر لی اور توبہ کے بعد تہجد گزار ور صائم الدھر ہو گیا سلطان کے بیٹے کا نام محمد امین تھا وہ بھی تہجد گزار تھا۔

واقعہ وصال

حضرت سیّد مسکین شاہ ولایت بخاریؒ لاہور تشریف لے گئے اور وہاں ایک ہفتہ قیام فرمایا ایک ہفتہ کے بعد لاہور سے کراچی روانہ ہوئے اس کے بعد آپ کی کوئی اطلاع نہیں ملی لاہور سے آپ کی روانگی ۲۱ جون ۱۹۵۶ء مطابق ماہ شوال ۱۳۷۴ھ ہے۔ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ کا دن تھا کہ سیّد محمد عبد الرشید روتے ہوئے ہاتھ میں ایک لفافہ لیے ہوئے آئے یہ خط ۳۰ ذوالحجہ ۱۳۷۵ھ کا تحریر شدہ تھا اس لفافہ میں سردار عبد اللہ اور معلّم سیّد مصطفٰے اصغر کا مکہ مکرمہ سے خط تھا جس میں تحریر تھا کہ حضرت قبلۂ عالم سیّد مسکین شاہ ولایت بخاریؒ ۲۹ ذوالحجہ بروز جمعرات بوقت سحری وصال فرما گئے ہیں اور بعد نماز جمعہ حرم شریف میں نمازِ جنازہ ادا ہونے کے بعد جنت المعلٰی میں ابدی زندگی آرام فرما گئے ہیں "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" معلّم صاحب نے لکھا کہ حضرت صاحبؒ نے اپنا کوئی وارث نہیں لکھوایا، اس لئے آپ کا سامان اور نقدیہ بیت المال میں جمع ہو گیا البتہ جہاز کے ٹکٹ کا کرایہ باقی ماندہ آپ کو مل جائے گا جب سردار عبد اللہ واپس آئے تو حضرت صاحب کے وظائف و ایک آپ کی دستار اور ایک ٹوپی ہمراہ لائے جو بعد میں سب

برادران نے بطور تبرک آپس میں تقسیم کر لیں۔

حضرت سیّد غلام حیدر شاہ بخاریؒ

ولادت: آپکی ولادت ۱۲۵۴ھ ماہ صفر المظفر کی ۳ تاریخ بروز جمعۃ المبارک کو موضع جلال پور شریف ضلع جہلم میں ہوئی اس قصبہ کی نسبت سے آپ جلال پوری مشہور ہوئے۔

شجرۂ نسب: آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے پوتے حضرت سیّد ناصر الدین نرؒ کے بیٹے حضرت سیّد کمال الدینؒ کی اولاد سے ہیں آپ پر لکھی جانے والی کتاب ذکرِ حبیب میں ملک محمد دین نے آپ کا شجرہ لکھنے میں بہت سخت غلطیاں کی ہیں جس کی اصلاح کی طرف سجادگانِ جلال پور شریف کا توجہ دینا ضروری ہے۔

والدین

حضرت سیّد غلام حیدر شاہ بخاری جلالپوری کے پدر گرامی حضرت سیّد جمعہ شاہ بخاریؒ عظیم صفات کے حامل تھے ملک محمد دین ذکر حبیب میں رقیم ہیں کہ آپ کے والد ماجد حضرت سیّد جمعہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ نہایت باخدا درویش کامل اور صابر و قانع متوکل و منکسر المزاج بزرگ تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ کے تقویٰ کیا حالت یہ تھی کہ جب حضرت پیر صاحبؒ کے

چہرے سے زہد و ولایت کے آثار ہویدا دیکھے تو کبھی آپ کو بے وضو دودھ نہ پلایا اور جب دودھ چھڑا دیا تو زندگی بھر بے وضو نہ آٹا گوندھا نہ روٹی پکائی بلکہ بے وضو کبھی کسی برتن کو بھی ہاتھ نہ لگایا حضرت جلال پوریؒ فرماتے کہ والدہ صاحبہ نے کبھی نماز قضا نہیں کی اور نہ ہی کسی مسکین کا سوال رد کیا حالانکہ اُن کی زندگی ہمیشہ توکل و قناعت کے ساتھ افلاس میں بسر ہوئی تاہم ماحضر سے کبھی کسی سائل کو محروم نہ رکھا تہجد کی نماز آپ نے ہمیشہ پابندی کے ساتھ ادا کی ماہ صیام میں پورے روزے رکھے اور کبھی ایک روزہ قضا نہیں کیا آپ کی والدہ ماجدہ روایت فرماتی ہیں کہ ابتدائے حمل ہی سے میں نے بالقائے ربانی کبھی بے وضو پانی نہ پیا نہ کوئی چیز حلق سے اُتاری بلکہ کھانے پینے سے پہلے ہمیشہ درود شریف پڑھ لیا کرتی تھی درود شریف کی تلقین و تادیب بھی اسی اختر برج سعادت کی کرامت تھی پھر بعد ولادت تا ایام رضاعت کبھی میں نے اپنے نور نظر کو بے وضو دودھ نہ پلایا حضرت سیّد غلام حیدر شاہ فرمایا کرتے کہ ہماری والدہ ماجدہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی والدہ ماجدہ کی مانند تھیں میری کم سنی کے زمانہ میں مجھ سے فرمایا کرتیں بیٹا نماز پڑھو گے تو تمھیں شیرینی ملے گی میں نماز پڑھ کر آپ کو اطلاع دیتا اور آپ فوراً شیرینی عنایت فرماتیں۔

تعلیم

آپ نے قرآن مجید کی تعلیم میاں خان محمد اعظم سے حاصل کی اور قرآن مجید کی تکمیل اپنے چچا سیّد امام شاہ سے کی اُردو و فارسی کُتب میاں عبداللہ چکڑوی سے پڑھیں مزید تعلیم موضع پنن وال میں قاضی محمد کامل صاحب سے حاصل کی متبحر عالمِ دین جناب مفتی غلام محی الدین صاحب سے بھی استفادہ کیا۔

مزار میراں شاکرؒ

جلال پور سے دو میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی پر حضرت سیّد میراں شاکر شاہؒ کا مزار پُر انوار ہے جو کہ حضرت شاہ محمد غوث لاہور کے خلیفہ اکبر ہیں حضرت خواجہ جلالپوری کا معمول تھا کہ آپ بیعت ہونے سے پہلے روزانہ شام کے وقت حضرت میراں شاکرؒ کے مزار پر چلے جاتے اور عشاء کے بعد واپس تشریف لے آتے کبھی کبھار پوری رات گزار دیتے ایک دن ایک شخص نے آپ کا پیچھا کیا جب آپ پہاڑ پر چڑھے تو وہ شخص جو آپ کے پیچھے تھا جونہی پہاڑ پر چڑھنے لگا تو اندھا ہو گیا جب واپسی کا ارادہ کیا تو بینائی واپس لوٹ آئی اُس نے تین مرتبہ آپ کے پیچھے پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن تینوں مرتبہ ایسا ہوا تو وہ خوفزدہ ہو کر واپس لوٹنے لگا تو ھاتفِ غیبی آئی

اگر اب تو نے آنے کی کوشش کی تو ساری زندگی کیلئے نابینا ہو جائے گا ایک دفعہ حضرت خواجہ جلالپوری مزار میراں شاہ کرؒ سے واپس لوٹے تھکاوٹ کی وجہ سے سوتی چارپائی پر لیٹ گئے نیند نے غلبہ کیا کہ اچانک چارپائی اُلٹ گئی آواز آئی اے مرد خدا خدا کی طلب کا دعویٰ اور آرام دہ نرم چارپائی پر خواب استراحت یہ کام تو دنیاداروں کیلئے مناسب و موزوں ہے کیا سُنا نہیں اس کے بعد آپ چونک گئے اُٹھ کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوئے اُس واقعہ کے بعد پھر عمر بھر سوتی چارپائی پر آرام نہ کیا۔

بیعت و خلافت

حضرت خواجہ جلالپوریؒ حضرت شمس الدین سیالوی کے دستِ حق پر بیعت تھے صاحبِ ذکر حبیب رقمطراز ہیں کہ شیخ عبدالجلیلؒ فرماتے ہیں کہ جب خواجہ شمس الدینؒ نے خواجہ جلالپوری کو خلوت میں طلب فرمایا اور دروازہ بند کر دیا تو میرے دل میں خیال گزرا کہ ضرور کوئی خاص معاملہ ہے اگرچہ شیخ کی اجازت نہ تھی مگر شوق دید نے مجبور کر دیا ہر چند سمجھایا طبیعت قابو میں نہ آئی اور دماغ اُس طرف جم گیا کہ ضرور کسی جھروکہ وغیرہ سے دیکھنا چاہیے کیا ہوتا ہے جب خواجہ جلالپوریؒ اندر تشریف لے گئے تو میں نے ایک سوراخ سے نظر بازی شروع کر دی دیکھا کہ پیر و مرید آمنے سامنے بیٹھے ہیں بظاہر کسی قسم کی گفتگو جانبین میں نہیں ہوئی شیخ نے مرید پر نظر ڈالی اور

اب مرید کا رنگ بدلنے لگا پہلے زرد ہوا پھر سفید ہو گیا پھر کچھ ایسا تغیر ہوا کہ ایک منٹ کے بعد حالت دگرگوں ہونے لگی آخر کار کچھ دیر بعد اصلی حالت ہوگئی اور حضرت خواجہ جلالپوریؒ کمالات صوری و معنوی سے آراستہ نظر آنے لگے اس کے بعد خواجہ شمس الدینؒ نے فرمایا کہ شاہ صاحب اب بھی راضی ہوئے یا نہیں حضرت جلالپوری آداب بجالائے دروازہ کھولا گیا اس کے بعد دیر تک بیعت و تلقین کے آدابِ ظاہری تلقین فرمائے دستار کی جگہ چار ترکی ٹوپیاں عطا فرمائیں اور آپ دولتِ ظاہری و باطنی سے مالا مال ہو کر اپنے گھر تشریف لائے اپنے گھر والوں کو بیعت کیا جس سے آپکی والدہ ماجدہ نہایت مسرور ہوئیں اور سجدہ شکر بجالائیں۔

عفت و عصمت

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کسی عورت نے آپکا ہاتھ چھو لیا اور ایسا اتفاقاً ہوا تو آپکی طبع میں سخت بے چینی پیدا ہوئی چہرہ پر غصہ کے آثار نمودار ہوئے آپ نے حجام کو بُلا کر اُس سے فرمایا میرے ہاتھ کا وہ حصہ کاٹ دو جس پر غیر محرم عورت کا ہاتھ لگا ہے ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ برجستہ ایک مجذوب کامل ظاہر ہوئے اور کہا اگر کسی غیر محرم عورت نے آپ کے ہاتھ کو ہاتھ لگا دیا ہے تو یہ نجاست دھونے سے دور ہو سکتی ہے ہاتھ کٹوانے میں ترکِ شرع کا خوف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حُکم ہے کہ ظاہری نجاست پانی سے دور

ہوسکتی ہے آپ مجذوب کی بات سن کر مطمئن ہو گئے اور مجذوب کامل وہاں سے رخصت ہو گئے۔

ناپاک چیز سے ہمیں نفرت ہے

ایک دفعہ حضرت خواجہ جلالپوریؒ سیال شریف کے سفر پر تھے آپ کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے جب یہ قافلہ چک رام داس پہنچا قیام کے دوران ایک شخص جس کے پاس بطور زادراہ کچھ آٹا کپڑے میں بندھا ہوا تھا اتفاقاً وہاں ایک کتا آیا اور کپڑے میں منہ ڈال کر چلا گیا اُس شخص نے اس بات کا ذکر کسی سے نہ کیا جب صبح ہوئی تو وہ شخص حضرت خواجہ سے کہنے لگا آج ہمارے آٹے کی روٹیاں پکوایئے آپ نے فرمایا تم آٹے کو محفوظ رکھو خدا جانے واپسی پر تمھارا ہمارا ساتھ ہو یا نہ ہو تمہارے کام آئے گا مگر وہ شخص کہنے لگا حضرت میں اس بوجھ سے تھک گیا ہوں آپ اِسے کام میں لے آئیں آپ نے فرمایا کہ بھائی اصل بات یہ ہے کہ ناپاک چیز سے ہمیں فطرۃً نفرت ہے جب کوئی ناپاک چیز ہمارے حلق میں جاتی ہے تو ہمیں فوراً قے ہو جاتی ہے

جگت رام کی ندامت

ایک مرتبہ وزیر زادہ جگ رام تحصیل دار بھمبر حضرت خواجہ جلال پوریؒ کی ولایت کا امتحان لینے کی غرض سے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا حضرت قبلہ عالم نے فرمایا کسی شہر میں ایک فقیر گوشہ نشین تھا کسی ملازم شاہی نے بادشاہ سے شکایت کی کہ فلاں فقیر بڑا مغرور ہے وہ آپ کی کچھ پرواہ نہیں کرتا بادشاہ نے اسکی شکایت پر کوئی توجہ نہ دی کچھ روز کے بعد بادشاہ شکار کیلئے نکلا اتفاقاً اُس کا گزر اُس فقیر کے مکان کے سامنے سے ہوا تو اُس ملازم شاہی نے عرض کیا جس فقیر کے نخوت و کبر کے متعلق میں نے عرض کیا تھا یہ سامنے اسی کا مکان ہے بادشاہ گھوڑے سے اُترا اور فقیر کی خدمت میں حاضر ہوا، فقیر نے کسی درویش کو حکم دیا کہ بادشاہ کی ضیافت کیلئے پھل پیش کئے جائیں ٹوکری میں ایک سیب بھی تھا بادشاہ کے دل میں خیال گزرا کہ اگر یہ فقیر کامل ہے تو مجھے یہ سیب عطا کرے گا اِدھر خیال آیا اُدھر فقیر نے ٹوکری سے سیب اُٹھا لیا اور بادشاہ سے کہا کہ میں ایک روز شہر جا رہا تھا راستہ میں لوگوں کا ہجوم دیکھا تو معلوم ہوا یہاں گدھے کا تماشا ہو رہا ہے تماشے کی صورت یہ تھی کہ گدھے کی آنکھیں بند کر کے ایک سو روپیہ مجمع عام میں پھینک دیتے تھے اور گدھا سونگھتا اُس روپے کے پاس پہنچ جاتا تھا تو اے

بادشاہ جس کام میں تو نے میرا امتحان لیا ہے وہ کام تو ایک گدھا بھی کر سکتا ہے اس کے بعد آپ نے جگت رام کی طرف دیکھا جگت رام نے ندامت سے نظریں نیچی کرلیں اور دعا کا طلبگار ہوا۔

کیا خرگوش بھاگ گیا

ایک دفعہ حضرت صاحبزادہ محمود تونسوی کی طلب پر حضرت سیّد محمد مظفر علی شاہؒ نے ایک بہت تیز و تند سگ تازی منگوایا جب اسکی خبر حضرت قبلہ جلال پوریؒ کو ہوئی تو آپؒ اُسے دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا اسکو دودھ اور چوری کھلاؤ اور نہایت حفاظت کے ساتھ اِسے تونسہ شریف بھجوادو ایک دن موسم ابر آلود تھا حضرت صاحبزادہ محمد قائم الدین نے پیرزادہ امیر بخش ملتانیؒ اور ایک خاص عقیدت مند سے فرمایا آج مطلع ابر آلود ہے دھوپ بھی نہیں ہے ایک جال اور سرک لے کر شکار کو چلیں اور کتے کو بھی ساتھ لے لو مگر حضور کو اس کا حال معلوم نہ ہو چنانچہ جب یہ حضرات جنگل میں پہنچے تو ایک خرگوش مِلا کتا فوراً اس کے پیچھے چھوڑ دیا گیا لیکن خرگوش پہاڑی میں غائب ہو گیا پھر جال لگایا تو کوئی بٹیر بھی نہ پھنسا آخر جب واپسی ہوئی تو صاحبزادہ محمد قائم الدین نے عقیدت مند کو چابی دے کر حکم دیا کہ تم جا کر دروازہ کھولو اور اندر بیٹھو ہم ابھی آتے ہیں جب وہ آدمی بنگلہ پہنچا تو دیکھا حضرت صاحب صحن میں ٹہل رہے ہیں حضرت قبلہ نے اُسے دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کیا خرگوش بھاگ

گیا یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

مرزا احمد قادیانی کی بات کا جواب

ایک دن ایک شخص نے حضرت سیّد غلام حیدر بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ غریب نواز مرزا کہتا ہے اس زمانے میں جس قدر مشائخ ہیں سب دکاندار ہیں آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مرزا صاحب سچ کہتے ہیں حقیقت میں جتنے مشائخ ہیں سب دکاندار ہیں لیکن دکان میں جب تک سودا نہ ہو لوگ خریداری کو کب آتے ہیں۔

دربار خواجہ اجمیرؒ میں آپکا مقام

ملک محمد عمر نمبردار شینکی تحصیل و ضلع اٹک اس خیال سے اجمیر شریف گئے کہ میں وہاں بیعت ہونگا جہاں خواجگان خواجہ اجمیر کا ارشاد ہوگا تین دن کے اندر اگر اشارہ ہوا تو خیر ورنہ پوری عمر کہیں بیعت نہ ہونگا ملک محمد عمر نے تیسرے دن دیکھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز کا دربار سجا ہوا ہے دو دربان دروازے پر کھڑے ہیں سائلین کا ہجوم ہے ہر شخص کو اُس کے سوال کا جواب مل رہا ہے اسی اثنا میں ایک شخص ملک محمد عمر کو پکڑ کر اندر لے گیا عرض کرنے پر جواب ملا کہ اس کو جلال پور بھیج دو اس کے بعد اُس نے اٹھا کر باہر پھینک دیا آنکھ کھلی تو سخت حیران تھے کہ ایک مرد سفید ریش تشریف لائے اور

فرمایا پریشان کیوں ہو، جلال پور ضلع جہلم میں ہے ملک محمد عمر اجمیر شریف سے سیدھے جلال پور آئے اور بیعت ہو گئے۔

سانپ کو دُور پھینک دیا

حضرت سید احمد شاہؒ ساکن گڑھا ہاشم شاہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت جلال پوریؒ نے مجھے ذکر جہر تعلیم فرمایا تو میں لبِ دریا ایک مکان میں خلوت نشین ہوا ایک دن تہجد کی نماز کے بعد میں ذکر میں مشغول تھا کہ یکا یک ایک خوفناک سانپ جو شہتیر کے برابر لمبا اور سرخ رنگ تھا نمودار ہوا میں اِسے دیکھ کر خوفزدہ ہوا میں نے صمیم قلب کے ساتھ حضرت محبوب سبحانی کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا حضور والا میں آپ کے حکم پر اس جگہ ذکر میں مشغول ہوں اب حضور مجھے اس مصیبت سے نجات دلائیں اسی التجا کے ساتھ میں نے دیکھا کہ حضرت سیّد غلام حیدر شاہؒ اپنے نورانی پیکر کے ساتھ جلوہ گر ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اُس سانپ کر پکڑ کر دور پھینک دیا جب آفتاب طلوع ہوا تو میں مکان سے نکلا اور اس جگہ گیا جہاں میرے خیال میں سانپ جا گرا تھا میں نے دیکھا سانپ بدستور پڑا ہوا ہے میں نے ایک کاشتکار کو جو قریب ہی کھیت میں کام کر رہا تھا پکارا اُس نے ایک لکڑی سے اُس سانپ کو مار ڈالا۔

معمولات

آپکی زندگی شریعت محمدیہ کے مطابق گزری آپکا کوئی وقت ذکرالٰہی سے خالی نہ گزرتا تھا آپ کا معمول تھا کہ پانچوں نمازوں کے بعد دس مرتبہ درود شریف دس مرتبہ سورۃ اخلاص تلاوت فرماتے اور ستر مرتبہ ''یَا وَھَّابُ'' اور مسبعات عشر بعد از نمازِ فجر تسبیح پڑھتے وقت چاشت مسواک کے ساتھ تجدید وضو فرماتے، اسبوع شریف، درودِ مستغاث، دعائے کبیر ایک مرتبہ سلسلہ شریف چشتیہ اور کبریت احمر تین مرتبہ اور ایک منزل دلائل الخیرات کی پڑھتے اس کے بعد چند وظائف تسبیح پڑھ کر پھر لوگوں سے بات چیت کرتے تھے جب آفتاب قریب نصف النہار پر پہنچتا تو پھر تجدید وضو فرما کر سولہ رکعتیں بہ تفصیل ذیل ادا کرتے اوّل دو رکعت نماز شکر اللہ پھر دو رکعت نماز استعاذہ پھر دو رکعت نماز استخارہ پھر دو رکعت نماز شکر النہار پھر دو رکعت نماز حق والدین، پھر چار رکعت صلوۃ العاشقین پڑھتے ہر دوگانے کے بعد مشہور دعائیں فرماتے اگر اس وقت لنگر تیار ہو جاتا تو دعائے خیر کے ساتھ اجازت تقسیم فرماتے جب تمام درویش و مسافر لنگر سے فارغ ہو جاتے تو آپ دولت سرا میں تشریف لے جاتے اور کھانا تناول فرما کر واپس تشریف لے آتے لوٹ کر علمِ تصوف اور مذاقِ طریقت کی کتابیں مثلاً مثنوی شریف

وغیرہ کا مطالعہ فرماتے نمازِ عشاء کے بعد اوراد موقتہ تسبیح پڑھ کر آرام فرماتے پھر رات کو نماز تہجد حسبِ معمول خواجگانِ چشت ادا فرماتے بعد ازاں صبح کی نماز تک مصلے پر بیٹھ کر تسبیح و درود خوانی ہوتی رہتی۔

دردِ قولنج جاتا رہا

سیّد احمد شاہ صاحب ساکن گوڑھا ایک مرتبہ قولنج میں گرفتار ہو گئے، ہر چند علاج کیا گیا مگر افاقہ نہ ہوا، آخر حضرت سیّد غلام حیدر شاہ بخاریؒ کی خدمت میں جب ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا، سیّد احمد شاہ کو کوئی بیماری نہیں ہے اُس شخص نے عرض کیا قبلہ عالم میں تو انہیں سخت بیمار چھوڑ کر آیا ہوں یہ سن کر آپ نے اپنا دست مبارک اُٹھایا اور انگلی سے اشارہ فرما کر کہا کہ جاؤ انشاء اللہ بیماری چلی جائے گی وہ شخص رخصت ہو کر عصر کے وقت گھر پہنچا تو دیکھا شاہ صاحب بالکل تندرست ہو چکے ہیں شاہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے جب دعا فرمائی تو اس وقت میرے پیٹ میں محسوس ہوا کہ کوئی ہاتھ میرے آنتوں کے خم اور پیچ اُتار رہا ہے۔

طاعون ختم ہو گیا

طاعون کی بیماری ایک جان لیوا بیماری ہے اور حکم ہے کہ یہ جس علاقہ میں نمودار ہو وہاں سے بھاگ کر دوسرے مقام پر نہیں جانا چاہیے اور

دوسرے مقامات سے بیماری کے علاقہ میں نہیں آنا چاہیے اور اس بیماری میں موت کو شہادت کے حکم میں شمار کیا گیا ہے جناب سیّد میر حسن فرماتے ہیں کہ جب ضلع راولپنڈی میں طاعون کی شدت تھی تو میں حضرت جلالپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا کہ حضور موضع آہدی تحصیل گوجر خان میں طاعون بڑے زور سے نمودار ہے لوگ مجھے از روئے اعتقاد وہاں لے گئے تھے بندہ نے دم درود بہت کچھ کیا لیکن طاعون کا زور کم نہیں ہوا کوئی دعا یا دوا ارشاد فرمائیے تا کہ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بیماری کا علاج صرف خدا کا فضل ہے، درود شریف "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ" ایک لاکھ مرتبہ پڑھا جائے تو یہ مرض دور ہو جائے گی ترکیب یہ ہے کہ چند متدین اور متشرع آدمی پاک صاف کپڑے پہن کر عطر گلاب اور دوسری خوشبوئیں استعمال کر کے کسی پاک مکان میں اس درود شریف کو پڑھیں دوران پڑھائی کسی سے کلام نہ کریں اور زیتون کی تسبیح پر پڑھیں ایک لاکھ مرتبہ کے بعد جو دعا مانگی جائے گی انشاء اللہ قبول ہو گی اسی طرح استغفار یعنی

"اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ"

ایک لاکھ مرتبہ پڑھنے سے بھی یہی اثر ہو گا سیّد میر حسن شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں آپؒ سے رخصت ہو کر موضع آہدی میں آ گیا اور حسب الارشاد

تعمیل حکم بجالایا تو ایک ہفتہ کے اندر طاعون بالکل جاتا رہا۔

خنازیر سے چھٹکارا

جناب سیّد میر حسن صاحب فرماتے ہیں کہ ایک خاتون مرضِ خنازیر میں مبتلا تھی اس کی گردن اور سینہ دونوں خراب ہو چکے تھے مرض کی شدت کی وجہ سے مریضہ اپنی زندگی سے بیزار ہو چکی تھی میں نے حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اکتالیس مرتبہ الحمد شریف پانی پر دم کر کے مریضہ کو پلا دو لیکن اس طرح کہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم کا آخری میم الحمد کے لام سے مِلا کر پڑھا جائے، یعنی مِلحَمدُلِلّٰہِ اس حکم کی تعمیل کے بعد اس مریضہ کو اللہ تعالیٰ نے شفائے عاجل عطا فرمائی۔

وصال

وصال سے پہلے آپکو خفیف بخار محسوس ہوا روزِ وصال سے قبل رات کو آپ نے ذکر جہر اِس زور اور طاقت سے کیا کہ گرد و نواح کے لوگوں نے آپ کی آواز کو سُنا صبح ہوئی تو ضعف زیادہ محسوس ہوا حضرت خواجہ سیالویؒ کے طریقہ کے موافق آپ نے دو رکعت نماز فرض ادا کی اور تمام وظائف پڑھے اور اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سب آدمیوں کو باہر کر کے دروازہ بند

کردو اور مائی صاحبہ اور صاحبزادیوں کو بلالو، آپ نے سب کو خدا کے سپرد کیا اور اس کے بعد ذکرِ حق میں مشغول ہو گئے آخر نمازِ ظہر سے پہلے لفظ اللہ اکبر با آواز بلند آپ کی زبان سے نکلا جب تیسری مرتبہ اللہ کہا تو آپ کی روح پر فتوح جسم سے پرواز کر گئی آپ نے ۶ جمادی الثانی ۱۳۲۶ھ کو وصال فرمایا۔

ملفوظاتِ حیدری

ملفوظات وہ کلمات ہوتے ہیں جو بزرگانِ دین کی زبانوں سے جاری ہوتے ہیں اور معتقدین کی بیاض میں محفوظ ہو جاتے ہیں جنکو بعد از وصال شائع کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس سے مستفیض ہوں، حضرت سیّد غلام حیدر شاہ بخاریؒ کے ملفوظات کو نہایت اہتمام اور مع راویات کے محفوظ کیا گیا، جو نہایت مستند ہیں آپ کے ملفوظات میں تو عیظ و پند ظرافت، تقدس و فقر کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے اور اِن میں الہامی رنگ طبیعتوں پر اثر انداز ہوتا ہے آپ کے ملفوظات بے شمار ہیں تاہم چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شیخ شبلیؒ کی کرامت

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز شبلیؒ ریش مبارک پر مہندی لگائے جارہے تھے راستے میں ایک شخص ملا اس نے گدھے کی دُم پر مہندی لگا رکھی تھی اس نے شیخ شبلی سے سوال کیا کہ اے شبلی میرے گدھے کی دم کا رنگ

اچھا ہے یا تمہاری داڑھی کا آپ نے فرمایا کہ موقع ملا تو جواب دوں گا، کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ شبلی کا وصال ہو گیا جب لوگ جنازہ کیلئے جا رہے تھے تو وہ شخص راستے میں مل گیا جنازہ کے پاس جا کر کہنے لگا میرے سوال کا جواب ہنوز باقی ہے اب اس کے بعد جواب کا کون سا موقعہ ہو گا حضرت شیخ شبلی نے فوراً اُٹھ کر فرمایا اب میری ریش کی رنگت بہتر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا خاتمہ بالخیر کر دیا ہے۔

مومنوں کی صحبت کا اثر

حضرت میاں میرؒ کے زمانے میں بادشاہِ وقت بیمار ہوا اور حضرت میاں میر کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کسی مومن سے پانی دم کرا کے پیو۔ بادشاہ نے تمام علماء، فقہاء و صلحاء اور حفاظ سے پانی دم کرا کے پیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ناچار چارپائی اٹھا کر حضرت میاں میرؒ کی خدمت میں روانہ ہوا، آپ درویشوں کے ساتھ خرقہ سے جوئیں نکال رہے تھے ایک درویش بادشاہ کو آتے دیکھ کر مسکرایا جب آپؒ کو اس کے ہنسنے کی وجہ معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا میرا خیال تھا کہ تم نے کوئی جُوں پکڑی ہے۔ جب بادشاہ نے آ کر عرض حال کیا تو آپ نے خود پانی دم کر کے پلایا تو بادشاہ اچھا ہو گیا آپ نے فرمایا میں مومن نہیں ہوں مگر دس روز تک مومنوں کی صحبت میں رہا ہوں اثنائے سفر میں ایک مرتبہ میں چار قلندروں کے پاس جا

آپ کی مجلس میں یہ تاثیر تھی کہ ہم مجلس کو گناہ سے نفرت ہو جاتی۔

وصال اور مدفن

آپ نے تریسٹھ سال گیارہ مہینے کی عمر پا کر ۳ ربیع الاوّل ۱۳۷۲ھ کو وصال فرمایا آپکا مزار مسجد سے مشرق کی جانب حضرت کیلیانوالہ میں مرجعِ انام ہے۔

حضرت سیّد امام علی بخاریؒ

حضرت سیّد امام علی شاہ بخاریؒ بابا امام شاہ کے نام سے مشہور ہیں آپ ایک عظیم شخصیت کے مالک درویش عالی مقام تھے آپؒ حضرت سیّد چراغ حسین چشتی علیہ الرحمہ کے نانا جان ہیں حضرت سیّد چراغ حسین شاہ چشتیؒ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیٹے حضرت سیّد علی عُریضی کی اولاد سے ہیں اور حضرت پیر سیّد خضر حسین چشتیؒ کے والد محترم ہیں مگر آپ کے ننھال بخاری سادات ہیں سیّد امام علی شاہ صاحبِ کرامت بزرگ تھے آپ ہر رات کو مختلف مقامات پر سفر کرتے اور ذکر خداوندی میں مشغول و مصروف رہتے عشاء کی نماز کوٹلہ سارنگ شریف جو کہ لالہ موسیٰ کے قریب ایک گاؤں ہے کی مسجد میں ادا فرماتے اور ساری رات چلتے رہتے اور پھر فجر کی نماز کوٹلہ سارنگ کی مسجد میں ادا فرماتے آپ جس دکھی اور بیمار کیلئے دعا

فرماتے اللہ تعالیٰ اُسے تندرستی عطا فرماتا ایک مرتبہ کوٹلہ سارنگ شریف کے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ جناب مہربانی فرمائیں ساتھ کے گاؤں والے لوگ ہمارے گاؤں کی زمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ سینکڑوں کی تعداد میں مسلح ہو کر فلاں مقام پر پہنچ چکے ہیں آپ نے اپنا بازو بلند کیا اور فرمایا جہاں پہنچ چکے ہیں اس سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا یہی وجہ ہے کہ کوٹلہ سارنگ کی زمین اردگرد کے دیہات سے زیادہ ہے کوٹلہ سارنگ کے لوگ ہر نیک کام کرنے سے پہلے سفر میں جانے سے پہلے آپ کے دربار دُربار میں حاضری دیکر سفر کا آغاز کرتے ہیں لوگوں کے دلوں میں اُن کی بے پناہ عقیدت پائی جاتی ہے آپ کا مزار کوٹلہ سارنگ شریف نزد لالہ موسیٰ میں واقع ہے۔

حضرت سیّد عبدالمجید بخاریؒ

حضرت عبدالمجید بخاریؒ باواجی کے نام سے مشہور تھے آپ حضرت خواجہ محمد امین چکوڑوی رضی اللہ عنہ کے نامور خلفاء میں سے ہیں خواجہ محمد امین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے نامور خلفاء میں سے ہیں خواجہ محمد امین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آپ خضر ملت پیر سیّد خضر حسین چشتی کے نانا جان ہیں آپ ہمہ وقت ذکر میں

مصروف رہتے تھے پیدل ہوں یا سواری پر ہر وقت یا دالٰہی میں مصروف رہتے تھے آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید خاقان شاہ المعروف خان شاہ علیہ الرحمہ کی روحانی نسبت سیال شریف کے آستانِ فیض رساں سے تھی اس لئے گھر میں ہر وقت سیال شریف کا تذکرہ رہتا تھا پاکیزگی کا عالم یہ تھا کہ آپ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے مریدین پر شفقت کا عالم یہ تھا کہ جب کسی مرید کی تکلیف کا سنتے تو آپ کی طبیعت بے قرار ہو جاتی اور پریشان حال مرید کی خیریت دریافت کرنے اس کے گھر تشریف لے جاتے اور اس کیلئے دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے اُس کی تکلیف کو رفع فرما دیتا آپ کا مزار چکوڑی شریف کے قریب دلانوالہ شریف نزد لالہ موسیٰ واقع ہے

حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ

سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ حضرت سیّد ناصر الدین نورؒ کے پوتے حضرت سیّد عبد الجلیل بخاریؒ کی اولاد سے ہیں۔

تاریخ ولادت: آپکی ولادت ۱۹۲۹ء میں قصبہ کھر کا نزد سرائے عالمگیر میں ہوئی

والدین: حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ کے پدرِ گرامی حضرت سیّد علی شاہ بخاریؒ اپنے وقت کے درویش کامل صاحب اتقاء مستجاب الدعوۃ و

سیف اللسان فقیر تھے اکلِ حلال و صدقِ مقال آپ کی زندگی کا شعار تھا صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے آپ کی کرامات اہل علاقہ میں مشہور ہیں حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ کی مادرِ گرامی بخاری سادات سے تھیں آپ اعلیٰ درجہ کی صابرہ، متوکلہ، شاکرہ اور عفت ماب خاتون تھیں۔

بیعت وخلافت

آپ حضرت سیّد محمد غوثؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی سے بیعت تھے اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں مجاز تھے۔

زیارت حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ

حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ خود فرماتے ہیں کہ ایک دور میں میرے ذہن میں ایک اُلجھن پیدا ہوئی، کہ دیو بندی بھی قرآن وحدیث پیش کرتے ہیں اور اہل سنت بھی قرآن وحدیث بیان کرتے ہیں ان دونوں میں سچا کون ہے، اسی سوچ و بچار میں رات کو خواب میں ایک بزرگ ہستی کی زیارت نصیب ہوئی انہوں نے مجھے فرمایا احمد رضا بریلوی کے مسلک والوں سے وابستہ ہو جاؤ کیوں کہ یہی حق ہے میں سفید ریش بزرگ سے تعارف استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا میں علی المرتضیٰ ہوں اس پر میں نے آپؑ کی قدم بوسی کی اور آپ کی پنڈلیوں کو دبانا شروع کر دیا۔

گھبراؤ مت میں تمہارے ساتھ ہوں

آپ فرماتے جن دنوں میں چند شر پسند عناصر سے مسلکی اختلاف پیدا ہوا اُن دنوں میں مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درحالت خواب زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میرے لختِ جگر لال حسین اختلاف کی وجہ سے گھبراؤ مت میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں میں تمہارے ساتھ ہوں اس کے بعد آپکی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

جامع مسجد کی تعمیر

حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ نے فروغِ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مختلف مساجد میں جلسے وجلوس کا انعقاد فرماتے جس سے چند اشرار نے آپکے خلاف سخت پراپیگنڈا شروع کر دیا آپ نے اپنے گھر میں نماز کیلئے جگہ مخصوص کی تھی جہاں نماز باجماعت کے علاوہ رمضان شریف میں نمازِ تراویح کا اہتمام کیا جاتا کسی شر پسند نے آپ کے ایک ارادت مند سے طنزاً کہا کہ تم جامع مسجد میں نماز ادا کرتے ہو جب شاہ صاحب کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا یہ جامع مسجد انشاء اللہ ضرور بنے گی جب اشرار کو پتہ چلا تو انہوں نے یہ پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کہ شاہ صاحب مسجد نہیں امام بارگاہ بنوانا چاہتے ہیں بالآخر شاہ صاحب کی جرات واستقامت رنگ لے آئی

آپ نے مسجد کیلئے تیرہ کنال زمین خریدی اور مسجد کی تعمیر مکمل کرنے کے بعد باقاعدہ امامت وخطابت کا آغاز کر دیا مسجد کا نام گلزار مدینہ رکھا گیا پہلا جمعہ حضرت پیر سیّد فضل حسین شاہؒ بخاری نے پڑھایا، اُس کے بعد حضرت سیّد لال حسین شاہ صاحب خود خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے جامع مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی درس قرآن ناظرہ کا آغاز کر دیا گیا بے شمار لوگ درسِ قرآن سے سیراب ہوئے۔

سفرِ مدینہ

حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ نے جب حج کیلئے رختِ سفر باندھا تو سب سے پہلے آپ نے مدینہ پاک روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضری دی اور چالیس نمازیں مکمل کرنے کے بعد مکہّ مکرمہ تشریف لے گئے اور ارکان حج بجالائے آپ فرماتے جب میں نبی علیہ السلام کے روضہ مبارک کی حاضری کیلئے گیا تو جونہی روضہ پاک کی جالی کو چومنا چاہا تو شُرطے نے بلند آواز سے مجھے منع کیا تو میں نے نرمی سے کہا تجھے روضہ رسولؐ کی دیوار پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لا ترفعوا صواتکم فوق صوت النبی

اپنی آوازوں کو نبیؐ کی آواز سے بلند نہ کرو

تجھے نظر نہیں آتا روضہ رسولؐ کے پاس کھڑا ہو کر اپنی آواز کو اونچا کرتا ہے آپ

فرماتے میری اس بات سے وہ مبہوت و مغلوب ہو گیا میں نے روضہ رسول ﷺ کی جالی کو چوما اور سینے سے لگایا۔

جمیعت علماء پاکستان

آپ نے پندرہ سال سے زائد عرصہ تک مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کیلئے جمیعت علماء پاکستان سرائے عالمگیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تحصیل کھاریاں کے تنظیمی ڈھانچہ میں صدارت کو قبول فرمایا آپ نے شب و روز نہایت ذوق و شوق سے کام کیا اور آخری دم تک اس مقدس نظام کے نفاذ کیلئے کوشاں رہے۔

وصال و مدفن

آپؒ کا وصال ۱۴۰۹ھ بروز جمعرات کو ہوا وصال سے پہلے ظہر کی اذان میں جب موذن نے "اشھد ان محمد رسول اللہ" پڑھا تو آپؒ نے نام محمد سنتے ہی انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے اور درود شریف پڑھا اس کے بعد کلمہ شھادت پڑھتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپؒ کا مزار کھر کا موضع رسولپور نزد سرائے عالمگیر مرجعِ خلائق ہے۔

حضرت سیّد عبدالمنیر بخاریؒ

حضرت سیّد عبدالمنیر شاہ بخاری حضرت امام علی نقیؑ کے بیٹے حضرت

سید محمدؒ کی اولاد سے ہیں آپ بہت بڑے عالم اور عظیم المرتب روحانی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب کرامت ولی تھے آپ اُس دور میں خراسان (افغانستان) کے سنگلاخ راستوں سے ہجرت فرما کر بنوں شریف (خیبر پختونخواہ) تشریف لائے جب طاغوتی طاقتوں نے اسلامی تہذیب وثقافت کے خلاف اپنے مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر دینی اقدار کو حملوں کا نشانہ بنایا اور بخارا جیسے دینی علوم کے مرکز کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا جس کی وجہ سے سادات کرام وصوفیا کرام ترکِ وطن پر مجبور ہو گئے اور مختلف مما لک میں پناہ گزین ہوئے آپ نے دریائے کرم کے قریب ایک مسجد کی بنیا درکھی حضرت سید عبدالمنیر شاہ بخاری اپنی خاندانی سخاوت اور کرامت کی وجہ سے لوگوں میں محبوب ہو گئے آپ زندگی بھر لوگوں کی قلمی وروحانی طمانیت کیلئے مصروف عمل رہے اور اپنی اولاد کی تربیت اسلامی طرز زندگی کے مطابق فرمائی بالخصوص سید محمد نصیر شاہ بخاری کی عصری تعلیم کا اہتمام فرمایا اور ساتھ ہی انکو دینی علوم کی کتب خود پڑھائیں شریعت وطریقت کے اموز و رموز سے آگاہی فرمائی سیّد محمد نصیر شاہ بخاری المعروف قبلہ جی سرکار مدظلہ العالی ان کی تربیت کا حسین ترین شہکار ہیں آپؒ نے عظیم قدیمی درسگاہ حزب الاحناف لاہور سے سندِ حدیث شریف حاصل کی اور نقیب الاشراف سیّد علی حیدر گیلانی سجادہ نشین درگاہ پیران پیر بغداد شریف سے خلافت حاصل کی آپ کے والد

گرامی بھی بغداد شریف سے صاحب مجاز تھے، حضرت سیّد عبد المنیر شاہ بخاریؒ کا وصال ۱۴ صفر المظفر ۱۳۲۶ھ بروز سہ شنبہ کو بنوں میں ہوا جہاں بازار احمد قبرستان میں آپ کی تدفین کی گئی۔

قبر کشائی

حضرت سیّد عبد المنیر شاہ بخاریؒ کی تدفین کے بعد ایک مدت گزر جانے کے بعد کچھ وجوہات کی بنا پر اس قبرستان سے شہر کے قریبی قبرستان میں منتقل کرنے کیلئے جب آپؒ کی قبر کشائی کی گئی تو آپ کے وجود کی تازگی بالکل برقرار تھی یہاں تک کہ بوقت غسل جو پانی جسم اور چہرے پر تھا اُس کے قطرات بھی موجود تھے قبر کشائی کے ساتھ پورے علاقے میں خوشبو پھیل گئی اور پھر دوبارہ شہر کے قریبی قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا جہاں آج بھی آپکا مزار مبارک مرجع خلائق ہے لوگ طول وعرض سے زیارت کیلئے آتے ہیں آپ کا سالانہ عُرس ۱۹۹۹ء تک بنوں میں منعقد ہوتا رہا اب جبکہ اُن کے بیٹے اور پوتے اسلام آباد کورال چوک کے قریب فیصل ٹاؤن میں مقیم ہیں اس لئے ہر سال ماہ اپریل میں عرس یہاں پر منعقد ہوتا ہے۔

حضرت سیّد سیدن شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد سیدن شاہ بخاری علیہ الرحمۃ سن ۱۲۳۰ھ میں بادشاہ پور

تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین میں سیّد عالم علی شاہ بخاریؒ کے گھر پیدا ہوئے آپ اولیائے منڈی بہاؤالدین میں ایک منفرد و بلند مقام و مرتبہ کے حامل ہیں آپ کا شجرہ نسب یوں ہے

شجرہ نسب: سیّد سیدن علی شاہ بن سیّد عالم علی شاہ بن سیّد حسنین بن سیّد اکرم بن سیّد گل محمد بن سیّد رسول بن سیّد عادل بن سیّد فتح محمد بن سیّد احمد اصغر بن سیّد عبداللہ ثانی بن سیّد نظام الدین بن سیّد جلال بن سیّد محمد بن سیّد محمد ثانی بن سیّد محمود بن سیّد عبداللہ بن سیّد اسماعیل ہزاری بن سیّد اسماعیل بن سیّد ناصر الدین بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بن سیّد احمد کبیر بن سیّد جلال الدین سرخ پوشؒ۔

حالات: حضرت سیّد سیدن شاہ بخاری سلسلہ طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت فضل احمد پشاوری المعروف میاں جیو صاحب یکہ توت پشاور کے خلیفہ اور حضرت میاں خدا بخش المعروف پیر جھلیشاہ مڈھ رانجھا ضلع سرگودھا کے داماد تھے آپ نے مختلف مقامات کی سیاحت فرمائی حضرت میراں جی میر احمدؒ بھیرہ کے مزار پر چلہ کشی فرمائی پھر اُن کے اشارہ غیبی سے حضرت داتا علی ہجویری لاہور کے مزار پُر انوار پر اکیس دن چلہ کشی فرمائی اس کے بعد آپ نے حضرت بہاؤالحق ملتانی کے مزار اقدس پر چھ ماہ گزارے خزائن عرفان کے حصول کے بعد اشارہ غیبی پر آپ دوبارہ حضرت

داتا علی ہجویری کے مزار پر تشریف لائے اور چلہ کشی کے بعد حضرت جھلیشاہ کی بارگاہ میں واپس آئے اس کے علاوہ آپ وادی سون کے غاروں میں چار سال اور پشاور میں چھ ماہ تک چلہ کش رہے اس کے بعد دریائے چناب میں چلہ شروع کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اصحاب کبار و اولیاء کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ پر لرزہ طاری ہو گیا اور غش کھا کر گر گئے ایک مدت بے تابی میں گزری اس کے بعد مرشد کے حکم پر آپ بارہ سال دریائے چناب میں چلہ کش رہے اور خزائن فقر و لایت سے مالا مال ہو گئے۔

بارہ سال چلہ کشی کی وجہ سے آپ کے بدن کا نچلا حصہ مچھلیاں اور کچھوے کھا چکے تھے بالا آخر جب منزل مکمل ہوئی تو عالمِ رویا میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح دمک اُٹھا اس کے بعد حضرت جھلیشاہ سرکار نے آپ کو آپ کے آبائی گاؤں بادشاہ پور تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین میں رُشد و ہدایت کے فرائض انجام دینے کا حکم فرمایا جس کے بعد فتح شاہ پور شریف معروف ہوا آپ نے آخری ایام میں نو لاکھ مرتبہ درود پاک کا ختم فرمایا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نیاز دلائی آپ کی کرامات میں مشہور کرامت ایک کنواں ہے جو بادشاہ پور میں موجود ہے آخری ایام میں آپ

نے اپنے فرزند خورد حضرت سید مہر علی شاہ بخاری کو حکم دیا کہ وہ آپ کی زبان چوس لیں حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ نے آپ کے حکم کی تعمیل فرمائی جس سے آپ کا فقر و ولایت حضرت سید مہر علی شاہ بخاریؒ میں منتقل ہو گیا اور آپ سجادہ نشین قرار پائے آپ کا وصال یکم شعبان ۱۳۱۶ھ جمعرات کی صبح کو کلمہ طیبہ کا ورد اور درود پاک کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے ہوا۔

حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ

آپ کی ولادت سن ۱۲۹۸ھ بروز منگل بوقت تہجد ہوئی آپ نے سات برس حضرت سیّد سیدن شاہ بخاریؒ سے تحصیل علوم فرمایا اپنے والد کے حکم پر چک ڈڈاں میں آپ نے اسلامی علوم صرف ونحو، منطق و فقہ، حدیث و تفسیر کی تحصیل فرمائی اور مختلف زبانوں میں عبور حاصل کیا شاعری میں آپ نے اپنا تخلص مجاور استعمال کیا پیر سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ نے جس احسن طریقہ سے اپنے والد بزرگوار کے عظیم ورثہ کی حفاظت فرمائی اور اسے اوج ثریا عطا فرمایا اس کی مثال کم ہی ملتی ہے آپ کے فتاوی جات ''فتاوی مہریہ'' کے نام سے ترتیب دیے گئے ہیں حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ مستجاب الدعوات بزرگ تھے آپکی زبان اقدس سے نکلنے والی دعا سریع الاثر ہوتی اور حاجت مندوں کی فوراً حاجت روائی ہو جاتی بادشاہ پور کی حدود میں آپ کا تصرف ولایت اسقدر تھا کہ آپ کی بارگاہ میں حاضری کی نیت سے اس علاقہ

میں داخل ہونے والا بن مانگے مراد پا لیتا جنات و آسیب آپکی روحانی سلطنت میں داخل ہوتے ہی مریض سے رخصت ہو جاتے آپ نے عمر بھر دین متین کی خدمت فرمائی اور مخلوق خدا کے جم غفیر کو راہِ مستقیم دکھلایا۔

جلسہ معراج النبیؐ

آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عطائے مخدومۂ کونین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی یاد میں ستائیس رجب المرجب ۱۹۰۵ء میں جلسہ معراج النبیؐ کا اہتمام کیا صد سالہ تقریبات ۲۰۰۵ء میں شایان شان منائی جا چکی ہیں اس جلسہ میں پاکستان بھر کے جید علما دین شعرا مفکرین و دانشور خطاب کر چکے ہیں راقم کو بھی اس کی سعادت نصیب ہوئی اسی سالانہ جلسہ معراج النبیؐ کے ساتھ آپ کا سالانہ عُرس اور ختم مشائخ کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے آپ کے بعد آپکے صاحبزادے حضرت پیر سیّد ہادی حسین شاہ بخاری آستانہ عالیہ مہریہ شریف کے سجادہ نشین ہوئے یکم جولائی ۱۹۹۲ء یکم محرم بروز بدھ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند خورد سید قاسم الحسن شاہ بخاری گدی نشین ہیں۔

عکس مہر علی

حضرت سید مہر علی شاہ بخاریؒ کے علوم شریعت و رموز حقیقت کی

تجلیات آپ کے پڑنواسے محقق ادیب، شاعر و دانشور جناب مخدوم پیر سیّد علی عباس کی ذات والاصفات اور ان کے تحریر کردہ مقالہ جات کتب، علمی و ادبی و روحانی مضامین میں جلوہ فرما ہیں۔ انڈیا سے مجریہ تحقیقی جریدے ماہنامہ حکیم الامت سری نگر نے ڈاکٹر ظفر اکبر حیدری کشمیری پی ایچ ڈی کی زیر ادارت خصوصی شمارہ مخدوم سید علی عباس شاہ نمبر شائع کیا ہے۔

مہریہ کتب خانہ

حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ کا کتب خانہ ضلع منڈی کا نادر کتب خانہ ہے جس میں علوم شریعت و طریقت، تاریخ، طب، لسانیات، عملیات و تعویزات پر مطبوعہ قلمی نسخہ جات کی وافر مقدار موجود تھی ،لکھنو، میرٹھ، بمبئی اور دہلی سے منگوائی گئی نفیس و نایاب کتب آپ کے اعلیٰ علمی ذوق کی عکاس ہیں مگر امتداد زمانہ کے باعث کتب خانے کا کثیر حصہ مفقود ہے کچھ نسخہ جات پیر سید علی عباس اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کندھا نوالہ شریف ضلع منڈی بہاؤالدین کی لائبریری کے پیر مہر علی شاہ کارنر کے نوادرات میں محفوظ ہیں۔

خلفاء

حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ کے خلفاء طریقت میں حضرت علی احمد ،حضرت سائیں اسم، حضرت بابا الف، حضرت سائیں محبوب کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت سیّد فتح محمد شاہ بخاریؒ

ولادت و تعلیم

آپ کی ولادت سرچشمہ علم وعرفان حضرت سیّد حاجی شاہ بخاری سہروردیؒ کے ہاں اُوچ شریف ضلع بہاولپور میں ہوئی آپؒ نے چھوٹی عمر میں قرآن حفظ کرلیا اور نماز تراویح میں سُنایا دیگر علوم دینیہ مقتدر علماء کرام سے حاصل کیے علوم ظاہریہ کے بعد سلسلہ سہروردیہ میں آپ اپنے پدرِ گرامی کے دستِ حق پر بیعت ہوئے والد گرامی نے سلسلہ سہروردیہ کی اجازت وخلافت سے بہرہ مند فرمایا آپؒ نے سلوک وعرفان کی بلند ترین منازل طے فرمائیں۔

شجرہ نسب: آپکا شجرہءِنسب سترہ واسطوں سے حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ تک پہنچتا ہے شجرہ نسب یوں ہے۔

سیّد فتح محمد شاہ بخاری بن سیّد حاجی شاہ بخاری بن سیّد غازی شاہ بخاری بن سیّد حمید الدین بخاری بن سیّد رفیع الدین بخاری بن سیّد محمد بخاری بن سیّد ابوالحسین بخاری بن سیّد عبدالرشید بخاری بن سیّد سلیمان بخاری بن سیّد منور بخاری بن سیّد میراں بخاری بن سیّد علم الدین ثانی بخاری بن سیّد محمد

شیخ بخاری بن سیّد علم الدین اوّل بخاری بن سیّد ناصر الدین بخاری بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری بن سیّد احمد کبیر بخاری بن سیّد جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ۔

حضرت سیّد فتح محمد بخاری سہروردی کا شجرہ طریقت بھی سترہ واسطوں سے حضرت سُرخ پوش تک پہنچتا ہے۔

القابات: آپ غازی بابا اور دادا جی سرکار کے القابات سے مشہور ہیں

اُوچ سے پشاور

اس عظیم خانوادہ کے صاحبانِ دعوت وعزیمت نے کسی ایک مخصوص خانقاہ تک محدود رہنا گوارہ نہیں کیا بلکہ دین اسلام اور سلسلہ سہروردیہ کی تعلیم و تبلیغ اور فروغ کیلئے پاک و ہند کے دور دراز مقامات تک پہنچے اور ظلمت کدہ ہند میں جگہ جگہ ایمان و اسلام کی روشنی سے چراغ جلا کر اُن کو منور فرمایا حضرت سیّد فتح محمد بخاری ساری زندگی رشد و ہدایت میں مصروف عمل رہے اسی تبلیغی مشن کیلئے آپ اُوچ شریف سے ۹۸۵ھ کو پشاور شہر سے مشرق کی جانب چند میل کے فاصلے پر جی ٹی روڈ کے کنارے موضع کالا کے قریب ایک ٹیلہ نما مقام پر تشریف لائے اُس وقت یہ علاقہ غیر آباد اور جنگل تھا۔

آپ کی مجلس میں یہ تاثیر تھی کہ ہم مجلس کو گناہ سے نفرت ہو جاتی۔

وصال اور مدفن

آپ نے تریسٹھ سال گیارہ مہینے کی عمر پا کر ۳ ربیع الاوّل ۱۳۷۲ھ کو وصال فرمایا آپکا مزار مسجد سے مشرق کی جانب حضرت کیلیانوالہ میں مرجعِ انام ہے۔

حضرت سیّد امام علی بخاریؒ

حضرت سیّد امام علی شاہ بخاریؒ بابا امام شاہ کے نام سے مشہور ہیں آپ ایک عظیم شخصیت کے مالک درویش عالی مقام تھے آپؒ حضرت سیّد چراغ حسین چشتی علیہ الرحمہ کے نانا جان ہیں حضرت سیّد چراغ حسین شاہ چشتیؒ خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیٹے حضرت سیّد علی عُریضی کی اولاد سے ہیں اور حضرت پیر سیّد خضر حسین چشتیؒ کے والد محترم ہیں مگر آپ کے ننہال بخاری سادات ہیں سیّد امام علی شاہ صاحبِ کرامت بزرگ تھے آپ ہر رات کو مختلف مقامات پر سفر کرتے اور ذکر خداوندی میں مشغول و مصروف رہتے عشاء کی نماز کوٹلہ سارنگ شریف جو کہ لالہ موسیٰ کے قریب ایک گاؤں ہے کی مسجد میں ادا فرماتے اور ساری رات چلتے رہتے اور پھر فجر کی نماز کوٹلہ سارنگ کی مسجد میں ادا فرماتے آپ جس دکھی اور بیمار کیلئے دعا

فرماتے اللہ تعالیٰ اُسے تندرستی عطا فرماتا ایک مرتبہ کوٹلہ سارنگ شریف کے لوگ اکٹھے ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ جناب مہربانی فرمائیں ساتھ کے گاؤں والے لوگ ہمارے گاؤں کی زمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ سینکڑوں کی تعداد میں مسلح ہو کر فلاں مقام پر پہنچ چکے ہیں آپ نے اپنا بازو بلند کیا اور فرمایا جہاں پہنچ چکے ہیں اس سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا یہی وجہ ہے کہ کوٹلہ سارنگ کی زمین اردگرد کے دیہات سے زیادہ ہے کوٹلہ سارنگ کے لوگ ہر نیک کام کرنے سے پہلے سفر مین جانے سے پہلے آپ کے دربار دُربار میں حاضری دیکر سفر کا آغاز کرتے ہیں لوگوں کے دلوں میں اُن کی بے پناہ عقیدت پائی جاتی ہے آپ کا مزار کوٹلہ سارنگ شریف نزد لالہ موسیٰ میں واقع ہے۔

حضرت سیّد عبدالمجید بخاریؒ

حضرت عبدالمجید بخاریؒ باواجی کے نام سے مشہور تھے آپ حضرت خواجہ محمد امین چکوڑوی رضی اللہ عنہ کے نامور خلفاء میں سے ہیں خواجہ محمد امین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے نامور خلفاء میں سے ہیں خواجہ محمد امین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں آپ خضر ملت پیر سیّد خضر حسین چشتی کے نانا جان ہیں آپ ہمہ وقت ذکر میں

مصروف رہتے تھے پیدل ہوں یا سواری پر ہر وقت یا دالہٰی میں مصروف رہتے تھے آپ کے والد گرامی حضرت پیر سید خاقان شاہ المعروف خان شاہ علیہ الرحمہ کی روحانی نسبت سیال شریف کے آستانِ فیض رساں سے تھی اس لئے گھر میں ہر وقت سیال شریف کا تذکرہ رہتا تھا پاکیزگی کا عالم یہ تھا کہ آپ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے مریدین پر شفقت کا عالم یہ تھا کہ جب کسی مرید کی تکلیف کا سنتے تو آپ کی طبیعت بے قرار ہو جاتی اور پریشان حال مرید کی خیریت دریافت کرنے اس کے گھر تشریف لے جاتے اور اس کیلئے دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی دعا سے اُس کی تکلیف کو رفع فرما دیتا آپ کا مزار چکوڑی شریف کے قریب دلانوالہ شریف نزد لالہ موسیٰ واقع ہے

حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ

سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ حضرت سیّد ناصر الدین نوریؒ کے پوتے حضرت سیّد عبدالجلیل بخاریؒ کی اولاد سے ہیں۔

تاریخ ولادت: آپکی ولادت ۱۹۲۹ء میں قصبہ کھر کا نزد سرائے عالمگیر میں ہوئی

والدین: حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ کے پدرِ گرامی حضرت سیّد علی شاہ بخاریؒ اپنے وقت کے درویش کامل صاحب اتقاء مستجاب الدعوۃ و

سیف اللسان فقیر تھے اکلِ حلال وصدقِ مقال آپ کی زندگی کا شعار تھا صاحبِ کشف وکرامات بزرگ تھے آپ کی کرامات اہل علاقہ میں مشہور ہیں حضرت سیّدلال حسین شاہ بخاریؒ کی مادرِگرامی بخاری سادات سے تھیں آپ اعلیٰ درجہ کی صابرہ، متوکلہ، شاکرہ اور عفت ماب خاتون تھیں۔

بیعت وخلافت

آپ حضرت سیّد محمد غوثؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی سے بیعت تھے اور سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں مجاز تھے۔

زیارتِ حضرت شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ

حضرت سیّدلال حسین شاہ بخاریؒ خود فرماتے ہیں کہ ایک دور میں میرے ذہن میں ایک اُلجھن پیدا ہوئی، کہ دیو بندی بھی قرآن وحدیث پیش کرتے ہیں اور اہل سنت بھی قرآن وحدیث بیان کرتے ہیں ان دونوں میں سچا کون ہے، اسی سوچ و بچار میں رات کو خواب میں ایک بزرگ ہستی کی زیارت نصیب ہوئی انہوں نے مجھے فرمایا احمد رضا بریلوی کے مسلک والوں سے وابستہ ہو جاؤ کیوں کہ یہی حق ہے میں سفید ریش بزرگ سے تعارف استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا میں علی المرتضیٰ ہوں اس پر میں نے آپؑ کی قدم بوسی کی اور آپ کی پنڈلیوں کو دبانا شروع کر دیا۔

گھبراؤمت میں تمہارے ساتھ ہوں

آپ فرماتے جن دنوں میں چند شر پسند عناصر سے مسلکی اختلاف پیدا ہوا اُن دنوں میں مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی درحالت خواب زیارت نصیب ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے میرے لختِ جگر لال حسین اختلاف کی وجہ سے گھبراؤمت میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں میں تمہارے ساتھ ہوں اس کے بعد آپکی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

جامع مسجد کی تعمیر

حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ نے فروغِ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے مختلف مساجد میں جلسے وجلوس کا انعقاد فرماتے جس سے چند اشرار نے آپکے خلاف سخت پراپیگنڈا شروع کر دیا آپ نے اپنے گھر میں نماز کیلئے جگہ مخصوص کی تھی جہاں نماز باجماعت کے علاوہ رمضان شریف میں نمازِ تراویح کا اہتمام کیا جاتا کسی شر پسند نے آپ کے ایک ارادت مند سے طنزاً کہا کہ تم جامع مسجد میں نماز ادا کرتے ہو جب شاہ صاحب کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا یہ جامع مسجد انشاء اللہ ضرور بنے گی جب اشرار کو پتہ چلا تو انہوں نے یہ پراپیگنڈا کرنا شروع کر دیا کہ شاہ صاحب مسجد نہیں امام بارگاہ بنوانا چاہتے ہیں بالآخر شاہ صاحب کی جرات واستقامت رنگ لے آئی

آپ نے مسجد کیلئے تیرہ کنال زمین خریدی اور مسجد کی تعمیر مکمل کرنے کے بعد باقاعدہ امامت وخطابت کا آغاز کر دیا مسجد کا نام گلزار مدینہ رکھا گیا پہلا جمعہ حضرت پیر سیّد فضل حسین شاہؒ بخاری نے پڑھایا، اُس کے بعد حضرت سیّد لال حسین شاہ صاحب خود خطبہ جمعہ دیا کرتے تھے جامع مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی درس قرآن ناظرہ کا آغاز کر دیا گیا بے شمار لوگ درسِ قرآن سے سیراب ہوئے۔

سفرِ مدینہ

حضرت سیّد لال حسین شاہ بخاریؒ نے جب حج کیلئے رختِ سفر باندھا تو سب سے پہلے آپ نے مدینہ پاک روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حاضری دی اور چالیس نمازیں مکمل کرنے کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور ارکان حج بجالائے آپ فرماتے جب میں نبی علیہ السلام کے روضہ مبارک کی حاضری کیلئے گیا تو جونہی روضہ پاک کی جالی کو چومنا چاہا تو شُرطے نے بلند آواز سے مجھے منع کیا تو میں نے نرمی سے کہا تجھے روضہ رسولؐ کی دیوار پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لا ترفعوا صواتکم فوق صوت النبی

اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو

تجھے نظر نہیں آتا روضہ رسولؐ کے پاس کھڑا ہو کر اپنی آواز کو اونچا کرتا ہے آپ

فرماتے میری اس بات سے وہ مبہوت و مغلوب ہو گیا میں نے روضہ رسولؐ کی جالی کو چوما اور سینے سے لگایا۔

جمیعت علماء پاکستان

آپ نے پندرہ سال سے زائد عرصہ تک مقام مصطفیٰؐ کے تحفظ کیلئے جمیعت علماء پاکستان سرائے عالمگیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور تحصیل کھاریاں کے تنظیمی ڈھانچہ میں صدارت کو قبول فرمایا آپ نے شب و روز نہایت ذوق و شوق سے کام کیا اور آخری دم تک اس مقدس نظام کے نفاذ کیلئے کوشاں رہے۔

وصال و مدفن

آپؒ کا وصال ۱۴۰۹ھ بروز جمعرات کو ہوا وصال سے پہلے ظہر کی اذان میں جب موذن نے "اشھد ان محمد رسول اللہ" پڑھا تو آپؒ نے نام محمد سنتے ہی انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے اور درود شریف پڑھا اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپؒ کا مزار کھر کا موضع رسولپور نزد سرائے عالمگیر مرجعِ خلائق ہے۔

حضرت سیّد عبدالمنیر بخاریؒ

حضرت سیّد عبدالمنیر شاہ بخاری حضرت امام علی نقیؑ کے بیٹے حضرت

سید محمدؒ کی اولاد سے ہیں آپ بہت بڑے عالم اور عظیم المرتب روحانی پیشوا ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب کرامت ولی تھے آپ اُس دور میں خراسان (افغانستان) کے سنگلاخ راستوں سے ہجرت فرما کر بنوں شریف (خیبر پختونخواہ) تشریف لائے جب طاغوتی طاقتوں نے اسلامی تہذیب وثقافت کے خلاف اپنے مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر دینی اقدار کو حملوں کا نشانہ بنایا اور بخارا جیسے دینی علوم کے مرکز کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا جس کی وجہ سے ساداتِ کرام وصوفیا کرام ترکِ وطن پر مجبور ہو گئے اور مختلف مما لک میں پناہ گزین ہوئے آپنے دریائے کرم کے قریب ایک مسجد کی بنیاد رکھی حضرت سید عبد المنیر شاہ بخاری اپنی خاندانی سخاوت اور کرامت کی وجہ سے لوگوں میں محبوب ہو گئے آپ زندگی بھر لوگوں کی قلبی وروحانی طمانیت کیلئے مصروف عمل رہے اور اپنی اولاد کی تربیت اسلامی طرز زندگی کے مطابق فرمائی بالخصوص سید محمد نصیر شاہ بخاری کی عصری تعلیم کا اہتمام فرمایا اور ساتھ ہی انکو دینی علوم کی کتب خود پڑھائیں شریعت وطریقت کے اموز ورموز سے آگاہی فرمائی سیّد محمد نصیر شاہ بخاری المعروف قبلہ جی سرکار مدظلہ العالی ان کی تربیت کا حسین ترین شہکار ہیں آپؒ نے عظیم قدیمی درسگاہ حزب الاحناف لاہور سے سندِ حدیث شریف حاصل کی اور نقیب الاشراف سیّد علی حیدر گیلانی سجادہ نشین درگاہ پیران پیر بغداد شریف سے خلافت حاصل کی آپ کے والد

گرامی بھی بغداد شریف سے صاحب مجاز تھے، حضرت سیّد عبد المنیر شاہ بخاریؒ کا وصال ۱۴ صفر المظفر ۱۳۲۶ھ بروز سہ شنبہ کو بنوں میں ہوا جہاں بازار احمد قبرستان میں آپ کی تدفین کی گئی۔

قبر کشائی

حضرت سیّد عبد المنیر شاہ بخاریؒ کی تدفین کے بعد ایک مدت گزر جانے کے بعد کچھ وجوہات کی بنا پر اس قبرستان سے شہر کے قریبی قبرستان میں منتقل کرنے کیلئے جب آپؒ کی قبر کشائی کی گئی تو آپ کے وجود کی تازگی بالکل برقرار تھی یہاں تک کہ بوقت غسل جو پانی جسم اور چہرے پر تھا اُس کے قطرات بھی موجود تھے قبر کشائی کے ساتھ پورے علاقے میں خوشبو پھیل گئی اور پھر دوبارہ شہر کے قریبی قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا جہاں آج بھی آپکا مزار مبارک مرجع خلائق ہے لوگ طول و عرض سے زیارت کیلئے آتے ہیں آپ کا سالانہ عُرس ۱۹۹۹ء تک بنوں میں منعقد ہوتا رہا اب جبکہ اُن کے بیٹے اور پوتے اسلام آباد کورال چوک کے قریب فیصل ٹاؤن میں مقیم ہیں اس لئے ہر سال ماہ اپریل میں عرس یہاں پر منعقد ہوتا ہے۔

حضرت سیّد سیدن شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد سیدن شاہ بخاری علیہ الرحمۃ سن ۱۲۳۰ھ میں بادشاہ پور

تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین میں سیّد عالم علی شاہ بخاریؒ کے گھر پیدا ہوئے آپ اولیائے منڈی بہاؤالدین میں ایک منفرد و بلند مقام و مرتبہ کے حامل ہیں آپ کا شجرہ نسب یوں ہے

شجرہ نسب: سیّد سیدن علی شاہ بن سیّد عالم علی شاہ بن سیّد حسنین بن سیّد اکرم بن سیّد گل محمد بن سیّد رسول بن سیّد عادل بن سیّد فتح محمد بن سیّد احمد اصغر بن سیّد عبداللہ ثانی بن سیّد نظام الدین بن سیّد جلال بن سیّد محمد بن سیّد محمد ثانی بن سیّد محمود بن سیّد عبداللہ بن سیّد اسماعیل ہزاری بن سیّد اسماعیل بن سیّد ناصر الدین بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بن سیّد احمد کبیر بن سیّد جلال الدین سرخ پوشؒ۔

حالات: حضرت سیّد سیدن شاہ بخاری سلسلہ طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت فضل احمد پشاوری المعروف میاں جیو صاحب یکہ توت پشاور کے خلیفہ اور حضرت میاں خدا بخش المعروف پیر جھلیشاہ مڈھ رانجھا ضلع سرگودھا کے داماد تھے آپ نے مختلف مقامات کی سیاحت فرمائی حضرت میراں جی میر احمدؒ بھیرہ کے مزار پر چلہ کشی فرمائی پھر اُن کے اشارہ غیبی سے حضرت داتا علی ہجویری لاہور کے مزار پُر انوار پر اکیس دن چلہ کشی فرمائی اس کے بعد آپ نے حضرت بہاؤالحق ملتانی کے مزار اقدس پر چھ ماہ گزارے خزائن عرفان کے حصول کے بعد اشارہ غیبی پر آپ دوبارہ حضرت

داتا علی ہجویری کے مزار پر تشریف لائے اور چلہ کشی کے بعد حضرت جھلیشاہ کی بارگاہ میں واپس آئے اس کے علاوہ آپ وادی سون کے غاروں میں چار سال اور پشاور میں چھ ماہ تک چلہ کش رہے اس کے بعد دریائے چناب میں چلہ شروع کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اصحاب کبار و اولیاء کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو آپ پر لرزہ طاری ہو گیا اور غش کھا کر گر گئے ایک مدت بے تابی میں گزری اس کے بعد مرشد کے حکم پر آپ بارہ سال دریائے چناب میں چلہ کش رہے اور خزائن فقر ولایت سے مالا مال ہو گئے۔

بارہ سال چلہ کشی کی وجہ سے آپ کے بدن کا نچلا حصہ مچھلیاں اور کچھوے کھا چکے تھے بالآخر جب منزل مکمل ہوئی تو عالمِ رویا میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا آپ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح دمک اُٹھا اس کے بعد حضرت جھلیشاہ سرکار نے آپ کو آپ کے آبائی گاؤں بادشاہ پور تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین میں رُشد و ہدایت کے فرائض انجام دینے کا حکم فرمایا جس کے بعد فتح شاہ پور شریف معروف ہوا آپ نے آخری ایام میں نو لاکھ مرتبہ درود پاک کا ختم فرمایا اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نیاز دلائی آپ کی کرامات میں مشہور کرامت ایک کنواں ہے جو بادشاہ پور میں موجود ہے آخری ایام میں آپ

نے اپنے فرزند خورد حضرت سید مہر علی شاہ بخاری کو حکم دیا کہ وہ آپ کی زبان چوس لیں حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ نے آپ کے حکم کی تعمیل فرمائی جس سے آپ کا فقر و ولایت حضرت سید مہر علی شاہ بخاریؒ میں منتقل ہو گیا اور آپ سجادہ نشین قرار پائے آپ کا وصال یکم شعبان ۱۳۱۶ھ جمعرات کی صبح کو کلمہ طیبہ کا ورد اور دورد پاک کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے ہوا۔

حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ

آپ کی ولادت سن ۱۲۹۸ھ بروز منگل بوقت تہجد ہوئی آپ نے سات برس حضرت سیّد سیدن شاہ بخاریؒ سے تحصیل علوم فرمایا اپنے والد کے حکم پر چک ڈڈاں میں آپ نے اسلامی علوم صرف ونحو، منطق وفقہ، حدیث و تفسیر کی تحصیل فرمائی اور مختلف زبانوں میں عبور حاصل کیا شاعری میں آپ نے اپنا تخلص مجاور استعمال کیا پیر سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ نے جس احسن طریقہ سے اپنے والد بزرگوار کے عظیم ورثہ کی حفاظت فرمائی اور اسے اوج ثریا عطا فرمایا اس کی مثال کم ہی ملتی ہے آپ کے فتاوی جات ''فتاوی مہریہ'' کے نام سے ترتیب دیے گئے ہیں حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ مستجاب الدعوات بزرگ تھے آپکی زبان اقدس سے نکلنے والی دعا سریع الاثر ہوتی اور حاجت مندوں کی فوراً حاجت روائی ہو جاتی بادشاہ پور کی حدود میں آپ کا تصرف ولایت اسقدر تھا کہ آپ کی بارگاہ میں حاضری کی نیت سے اس علاقہ

میں داخل ہونے والا بن مانگے مراد پالیتا جنات و آسیب آپکی روحانی سلطنت میں داخل ہوتے ہی مریض سے رخصت ہوجاتے آپ نے عمر بھر دین متین کی خدمت فرمائی اور مخلوق خدا کے جم غفیر کو راہِ مستقیم دکھلایا۔

جلسہ معراج النبیؐ

آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عطائے مخدومۂ کونین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی یاد میں ستائیس رجب المرجب ۱۹۰۵ء میں جلسہ معراج النبیؐ کا اہتمام کیا صد سالہ تقریبات ۲۰۰۵ء میں شایان شان منائی جا چکی ہیں اس جلسہ میں پاکستان بھر کے جید علما دین شعرا مفکرین و دانشور خطاب کر چکے ہیں راقم کو بھی اس کی سعادت نصیب ہوئی اسی سالانہ جلسہ معراج النبیؐ کے ساتھ آپ کا سالانہ عُرس اور ختم مشائخ کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے آپ کے بعد آپکے صاحبزادے حضرت پیر سیّد ہادی حسین شاہ بخاری آستانہ عالیہ مہریہ شریف کے سجادہ نشین ہوئے یکم جولائی ۱۹۹۲ء یکم محرم بروز بدھ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند خورد سید قاسم الحسن شاہ بخاری گدی نشین ہیں۔

عکس مہر علی

حضرت سید مہر علی شاہ بخاریؒ کے علوم شریعت و رموز حقیقت کی

تجلیات آپ کے پڑنواسے محقق ادیب، شاعرودانشور جناب مخدوم پیر سیّد علی عباس کی ذات والاصفات اوران کے تحریر کردہ مقالہ جات کتب، علمی وادبی وروحانی مضامین میں جلوہ فرما ہیں۔انڈیا سے مجریہ تحقیقی جریدے ماہنامہ حکیم الامت سری نگر نے ڈاکٹر ظفر اکبر حیدری کشمیری پی ایچ ڈی کی زیر ادارت خصوصی شمارہ مخدوم سید علی عباس شاہ نمبر شائع کیا ہے۔

مہریہ کتب خانہ

حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ کا کتب خانہ ضلع منڈی کا نادر کتب خانہ ہے جس میں علوم شریعت وطریقت، تاریخ، طب، لسانیات، عملیات و تعویزات پر مطبوعہ قلمی نسخہ جات کی وافر مقدار موجود تھی، لکھنو، میرٹھ، بمبئی اوردہلی سے منگوائی گئی نفیس ونایاب کتب آپ کے اعلیٰ علمی ذوق کی عکاس ہیں مگر امتداد زمانہ کے باعث کتب خانے کا کثیر حصہ مفقود ہے کچھ نسخہ جات پیر سید علی عباس اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ کندھانوالہ شریف ضلع منڈی بہاؤالدین کی لائبریری کے پیر مہر علی شاہ کارنر کے نوادرات میں محفوظ ہیں۔

خلفاء

حضرت سیّد مہر علی شاہ بخاریؒ کے خلفاء طریقت میں حضرت علی احمد ،حضرت سائیں اسم، حضرت بابا الف، حضرت سائیں محبوب کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت سیّد فتح محمد شاہ بخاریؒ

ولادت و تعلیم

آپ کی ولادت سر چشمہ علم و عرفان حضرت سیّد حاجی شاہ بخاری سہروردیؒ کے ہاں اُوچ شریف ضلع بہاولپور میں ہوئی آپؒ نے چھوٹی عمر میں قرآن حفظ کر لیا اور نماز تراویح میں سُنایا دیگر علوم دینیہ مقتدر علماء کرام سے حاصل کیے علوم ظاہریہ کے بعد سلسلہ سہروردیہ میں آپ اپنے پدرِ گرامی کے دستِ حق پر بیعت ہوئے والد گرامی نے سلسلہ سہروردیہ کی اجازت و خلافت سے بہرہ مند فرمایا آپؒ نے سلوک و عرفان کی بلند ترین منازل طے فرمائیں۔

شجرہ نسب: آپکا شجرۂ نسب سترہ واسطوں سے حضرت سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ تک پہنچتا ہے شجرہ نسب یوں ہے۔

سیّد فتح محمد شاہ بخاری بن سیّد حاجی شاہ بخاری بن سیّد غازی شاہ بخاری بن سیّد حمید الدین بخاری بن سیّد رفیع الدین بخاری بن سیّد محمد بخاری بن سیّد ابوالحسین بخاری بن سیّد عبد الرشید بخاری بن سیّد سلیمان بخاری بن سیّد منور بخاری بن سیّد میراں بخاری بن سیّد علم الدین ثانی بخاری بن سیّد محمد

شیخ بخاری بن سیّد علم الدین اوّل بخاری بن سیّد ناصر الدین بخاری بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بخاری بن سیّد احمد کبیر بخاری بن سیّد جلال الدین سرخ پوش بخاریؒ۔

حضرت سیّد فتح محمد بخاری سہروردی کا شجرہ طریقت بھی سترہ واسطوں سے حضرت سُرخ پوش تک پہنچتا ہے۔

القابات: آپ غازی بابا اور دادا جی سرکار کے القابات سے مشہور ہیں

اُوچ سے پشاور

اس عظیم خانوادہ کے صاحبانِ دعوت وعزیمت نے کسی ایک مخصوص خانقاہ تک محدود رہنا گوارہ نہیں کیا بلکہ دین اسلام اور سلسلہ سہروردیہ کی تعلیم و تبلیغ اور فروغ کیلئے پاک و ہند کے دور دراز مقامات تک پہنچے اور ظلمت کدہ ہند میں جگہ جگہ ایمان و اسلام کی روشنی سے چراغ جلا کر اُن کو منور فرمایا حضرت سیّد فتح محمد بخاری ساری زندگی رشد وہدایت میں مصروف عمل رہے اسی تبلیغی مشن کیلئے آپ اُوچ شریف سے ۹۸۵ھ کو پشاور شہر سے مشرق کی جانب چند میل کے فاصلے پر جی ٹی روڈ کے کنارے موضع کالا کے قریب ایک ٹیلہ نما مقام پر تشریف لائے اُس وقت یہ علاقہ غیر آباد اور جنگل تھا۔

ڈاکو تائب ہو گئے

جب آپ پشاور میں مذکورہ مقام پر پہنچے تو اس جنگل میں ڈاکوؤں کے منظّم گروہ موجود تھے، جو ہندوستان سے کابل اور سمرقند و بخارا جانے والے تجارتی قافلوں پر حملہ کر کے اُن کو لوٹ لیتے، یہ ڈاکو سلطنت دہلی کیلئے دردِ سر بنے ہوئے تھے مغلیہ حکومت کی طرف سے کئی بار ان کے خلاف فوجی کارروائی کی گئی لیکن یہ پہاڑوں کی طرف بھاگ جاتے، جب فوج واپس چلی جاتی تو یہ دوبارہ واپس آ کر اپنی مذموم کارروائیاں شروع کر دیتے حضرت غازی بابا کی باطنی توجہ اور تصرف سے ڈاکوؤں کے کئی گروہوں نے آپ کے دستِ حق پر توبہ کی جس سے اس جگہ امن قائم ہوا اور تجارتی قافلے بخیر و عافیت یہاں سے گزرنے لگے اس سے آپ کی شہرت و مقبولیت اس علاقہ میں پھیل گئی چونکہ مغل بادشاہ کی طرف سے اس علاقے کی حفاظت کی ذمہ داری پتہ خلیل میں رہائش پذیر ایک معزز خاندان کے سپرد تھی، سلطنت دہلی نے اس کے عوض میں انہیں پتہ خالصہ میں بہت بڑی جاگیر دی ہوئی تھی یہ خاندان آپ کا ممنون احسان ہو کر آپ کا عقیدت مند ہو گیا۔

وڈپگہ میں آمد

پشاور شہر سے مشرق کی جانب موٹر وے اور نادرن بائی پاس کے سنگم

پر ایک گاؤں وڈ پگہ کے نام سے آباد ہے جسے یونین کونسل کا درجہ حاصل ہے اس پورے خطہ کو پتہ خالصہ کہا جاتا ہے اس زمانے میں پتہ خالصہ پشاور کے مشرق میں جی ٹی روڈ پر پہاڑی پورہ سے لیکر خیر آباد تک چوراسی دیہات پر مشتمل تھا پتہ خالصہ کے معزز خاندان کے سربراہ نے آپ کو اپنے ساتھ تہکال بالا میں لے جانے کی گزارش کی اس سے پہلے یہی درخواست اہل وڈ پگہ نے بھی کی تھی ،مگر حضرت غازی بابا نے خاموشی اختیار کی اور معاملہ اپنے رب کی رضا پر چھوڑ دیا جب دونوں طرف سے اصرار بڑھا تو ایک دن آپ نے دونوں فریقوں کو فرمایا کہ کل اذان فجر کے بعد جو بھی یہاں پہلے آئے گا میں اُس کے ساتھ جاؤں گا ارباب اقتدار صاحبان نے رات اپنے کھیتوں میں بمقام سردار گڑھی گزاری تا کہ صبح گھوڑوں پر سوار ہو کر آپ کی خدمت حاضر ہوسکیں لیکن اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ان پر نیند نے غلبہ کیا ،اذانِ فجر کے بعد جب آنکھ کھلی اور آپکی خدمت میں پہنچے تو اہل وڈ پگہ اپنے مرشد کامل کی اقتدا میں نمازِ فجر ادا کر رہے تھے اسطرح آپ نے حسبِ وعدہ وڈ پگہ میں اقامت کا فیصلہ فرمایا تاریخ پشاور از منشی گوپال داس میں وڈ پگہ کا نام ساہدو فیرو تھا یہاں کے لوگوں کا ایک شعار تھا کہ سر پر پگڑی باندھتے تھے جب یہاں کے لوگ بڑی بڑی پگڑیاں باندھتے تو لوگ پکار اُٹھتے وڈی پگاں والے آ گئے اسطرح ساہدو فیرو سے یہ وڈ پگہ ہو گیا۔

•••••••••••••••••••••••••••••••••••••

دینی وروحانی خدمات

حضرت غازی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خانقاہ میں تعلیم وتربیت کیلئے تین درجے مقرر فرمار کھے تھے پہلے درجہ میں مردوزن کوناظرہ قرآن سکھایا جاتا تھا، دوسرے درجہ میں قرآن حفظ کرایا جاتا تھا اور تیسرے درجہ میں کتاب وحکمت کی تعلیم دی جاتی تھی آپ اپنے جدِّ اعلیٰ حضرت سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے تفسیر مدارک کی روشنی میں قرآن مجید کے معانی ومطالب سکھاتے تھے مشکوۃ شریف کا درس بھی دیا جاتا تھا تزکیہء نفس کی عملی تربیت کے ساتھ ساتھ حضرت شہاب الدین سہروردی کی مشہور کتاب عوارف المعارف بھی پڑھائی جاتی تھی نیز حضرت سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے ملفوظات کا درس بھی دیا جاتا تھا آپ نے اپنی حقیقی اولاد اور معنوی اولاد میں قرآن مجید کا جوذوق وشوق پیدا فرمایا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے قبرستان میں تین سو ساٹھ حفاظ قرآن آرام فرمارہے ہیں دوسری روایت کے مطابق ان حفاظ کرام کی تعداد سات سو ہے عالمِ ربانی حضرت علامہ سیّد امیر شاہ گیلانی قادری نے اپنی کتاب تذکرہ حفاظ پشاور میں ایک باب حضرت غازی بابا کی اولاد پر تحریر کیا ہے جنہوں نے اہل پشاور کوناظرہ وحفظ قرآن سے بہرہ مند فرمایا چنانچہ

اس وقت بھی اہل وڈ پگہ کا ہر بچہ قرآن خوان ہے آپ عشقِ رسولؐ و محبت رسولؐ پر زور دیتے تھے اہل بیت سے مودت اور اصحاب مبارک کی تعظیم آپکی تعلیمات میں شامل تھی آپ سیّد عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی سے بہت محبت کرتے تھے کثرت کے ساتھ درود شریف کا معمول تھا دلائل الخیرات سے بہت محبت تھی گیارہویں شریف کا خصوصی اہتمام فرماتے ربیع الثانی میں حضور غوثِ اعظم کے عرس مبارک پر میٹھے چاولوں کی نیاز دیا کرتے جو اس وقت بھی اہل وڈ پگہ میں رائج ہے وڈ پگہ کی آدھی آبادی میں سادات کرام رہائش پذیر ہیں اسی مشن کے فروغ کیلئے انجمن محبانِ اولیاء وڈ پگہ خدمات سرانجام دے رہی ہے۔

وصال

حضرت سیّد غازی باباؒ نے اس مقام کو ستائیس سال تک اپنے فیوض و برکات سے نوازا اور ۱۰۱۳ھ کو وصال فرمایا ہر سال ماہ ذوالحجہ کی نوچندی جمعرات کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے آپکی قبر مبارک پر عالی شان گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی حاضری

حضرت سیّد ناصر الدین بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرے دادا جان

حضرت سیّد عزیز الدین شاہ بخاریؒ فرماتے کہ میں اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی پیر بھائی ہیں ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت گولڑویؒ پشاور تشریف لائے تو میرے جدّ اعلیٰ حضرت سیّد فتح محمد شاہ بخاریؒ کے مزار پر حاضر ہوئے کچھ دیر تک مراقبہ میں رہے اور پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا آغا جی صاحب اس قدر درجہ کمال کو پہنچے ہوئے اولیاء اللہ بہت ہی کم ہیں مگر آپ کے دادا جان کو گوشہ گمنامی زیادہ پسند ہے جب ہم واپس پشاور روانہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت گولڑوی بگھی میں پیچھے بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ میں ان کی طرف پشت کرنے کی گستاخی نہیں کر سکتا۔

اولاد

آپ کے سات بیٹے تھے جن کے درج ذیل اسماء ہیں۔

(۱) حضرت سیّد شاہ عبد العزیز بخاری سہروردیؒ
(۲) حضرت سیّد عبد اللہ شاہ المعروف نانگا دادا جیؒ
(۳) حضرت سیّد عبد الوہاب بخاری سہروردیؒ
(۴) حضرت سیّد عنایت شاہ بخاری سہروردیؒ
(۵) حضرت سیّد فاضل شاہ بخاری سہروردیؒ
(۶) حضرت سید میراں شاہ بخاری سہروردیؒ
(۷) حضرت حافظ سیّد عبد الرحمٰن شاہ بخاری سہروردیؒ

حضرت شاہ عبدالعزیز بخاریؒ

آپ حضرت سیّد فتح محمد شاہ بخاریؒ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں آپ نے اپنے پدرِ گرامی سے قرآن کریم حفظ کیا علوم دینیہ سے فراغت کے بعد اپنے والد سے ہی سلسلہ سہروردیہ میں بیعت ہوئے اور عرفان وسلوک کی اعلیٰ منازل طے فرمائیں آپ نے وڈ پگہ کی اولین مسجد ہودہ حالاً جامع مسجد گلزار مدینہ کو ایک مثالی عبادت گاہ ودرس گاہ اور خانقاہ بنایا اس مسجد میں وضو کا پانی شمالی جانب ایک حوض میں جمع ہوتا تھا لوگ دور دراز سے یہاں آتے اور پانی لے جاتے دو تین مرتبہ اس پانی سے مالش کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرماتا یہ پانی جلد کی بیماری کیلئے اکسیر تھا اب اس حوض کی جگہ پر مکان بن گیا ہے آپ کے شاگردوں میں حضرت حافظ موسیٰ خان کو بلند مقام نصیب ہوا انہوں نے بھی اپنے پیرومرشد کی اتباع میں تمام عمر قرآن مجید سکھانے میں گزاری حتیٰ کہ جب کھیتوں میں کام کرتے تو وہاں بھی کسان آپکے پاس جمع ہو جاتے اور آپ انہیں حفظ کرواتے اسطرح کھیتوں میں قرآن سیکھنے والے طلباء کی باقاعدہ تدریس کا سلسلہ جاری رکھا جس کی وجہ سے یہ سرزمین طالبان کے نام سے مشہور ہوئی آج بھی اس سرزمین کو طالبان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حضرت شاہ عبدالعزیز کے وصال کے بعد

آپکی اولاد اسی مسجد میں درس و تدریس کی خدمات سر انجام دیتی رہی اس خاندان میں مسلسل علماء و فضلاء اور صاحبانِ طریقت پیدا ہوتے رہے اور اب تک سلسلہ جاری و ساری ہے۔

حضرت سیّد عبداللہ ننگا جیؒ

آپ کی تعلیم و تربیت اپنے والدِ گرامی کے زیر سایہ ہوئی آپ شریعت مطہرہ کے بڑے سخت پابند تھے۔

ننگا کی وجہ تسمیّہ

علوم شریعہ کی تکمیل کے بعد آپ نے ہندوستان کے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ جب روانہ ہونے لگے تو آپ کے والدِ گرامی حضرت سیّد غازی باباؒ نے فرمایا بیٹا مجذوبوں کے ساتھ نہ چھیڑنا چنانچہ جب آپ دہلی پہنچے تو سڑک پر ایک شخص برہنہ حالت میں پڑا ہوا تھا آپ اُسے خلاف شرع دیکھ کر برداشت نہ کر سکے آپ نے اپنی چادر اُن پر ڈالی آپ نے دیکھا کہ اُس مجذوب کی مونچھوں کے بال بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں تو ایک ساتھی سے قینچی لے کر انہیں کاٹنے لگے لیکن قینچی نہ چلی آپ نے اپنے بکس سے قینچی نکالی اور کوشش کے بعد صرف تین بال کٹے پھر اُن تین بالوں سے خون جاری ہو گیا اس پر اُس مجذوب نے سر اٹھایا اور

کہا تمہیں اپنے والد کی وصیت بھول گئی ہے چونکہ بڑے والد کے بیٹے ہو اس لئے کچھ نہیں کہتا صرف اتنا کہوں گا ''جیسے ہم ویسے تم'' اس جملے کے بعد حضرت سیّد عبداللہ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور جذب کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ سب کچھ بھول گئے اور ہوش میں نہ رہے آخر عقیدت مندوں نے واپس آ کر حضرت غازی باباؒ کی خدمت میں سارا واقعہ سنایا تو آپ نے اپنے بیٹے حضرت سیّد عبدالعزیز کو دہلی بھیجا آپ نے دہلی پہنچ کر اپنے بھائی کو جذب کی حالت سے نکال کر دوبارہ سلوک کی منزل پر گامزن کیا کپڑے پہنائے اور واپس اپنے ساتھ لائے اس واقعہ کی بنا پر آپ ننگا کے لقب سے مشہور ہوئے آپ نے بقیہ زندگی سالک مجذوب کی کیفیت میں بسر فرمائی جب کبھی آپ پر جذب کا غلبہ ہوتا تو دیوار پر بیٹھ جاتے سانپ کو ہاتھ میں پکڑ کر بطور چابک کے استعمال کرتے دیوار کو ایڑی لگاتے تو وہ دوڑ پڑتی اس طرح بے شمار کرامتوں کا آپ سے ظہور ہوا۔

حضرت سیّد عبدالوہاب بخاریؒ

آپ اپنے آبائی مشرب سہروردیہ میں اپنے والد کے ہاتھ پر بیعت تھے آپ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ دنیوی معاملات کی بھی نگرانی کرتے آپ بڑے جاہ وجلال کے مالک تھے پشاور شہر میں آپ کی اولاد امجاد نے فروغ تعلیم قرآن کیلئے نمایاں اور گرانقدر خدمات سرانجام دیں سرحد کے

مایہ ناز ادیب، شاعر، خطیب اور ماہر تعلیم پروفیسر سیّد اشرف بخاری کا تعلق بھی اسی خاندان سے تھا۔

حضرت سیّد عنایت بخاریؒ

آپ کی تعلیم و تربیت بھی اپنے والدِ گرامی کے زیر سایہ ہوئی سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں اپنے والد کے دست حق پر بیعت تھے ساری عمر اپنے بڑے بھائی شاہ عبد العزیزؒ کی معیّت میں درسِ قرآن کا سلسلہ جاری رکھا ہر وقت آپکی زبان پر قرآن جاری رہتا تھا دنیاوی معاملات میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے، آپ کے قلب اطہر سے غیر اللہ کا نقش محو ہو چکا تھا اور اللہ جل جلالہُ کا نقش پوری طرح ثبت ہو چکا تھا آج بھی دلوں سے محبت دنیا مٹانے اور رب تعالےٰ کی محبت سے دلوں کو مزین کرنے کیلئے آپ کی قبر اکسیر کا درجہ رکھتی ہے۔

حضرت سیّد فاضل شاہ بخاریؒ

آپ کی تعلیم و تربیت بھی اپنے والدِ گرامی کے زیر سایہ ہوئی اور والد ماجد سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت کر کے سلوک و عرفان کی منازل طے فرمائیں آپ ایک مرتبہ وڈپگہ سے ڈاک بند نزد موضع بجگی شریف تشریف لے گئے اُس زمانہ میں یہاں پر ایک کچا بند باندھ کر پانی کا رخ موڑا جاتا تھا

یہ بند اکثر ٹوٹ جاتا جس کے باعث لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا یہ لوگ حضرت سیّد فتح محمد بخاریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس مصیبت میں آپ سے مدد کے طلبگار ہوئے آپ نے اپنے بیٹے سیّد فاضل شاہ صاحب کو اُن کے ہمراہ روانہ فرمایا جب آپ کو موجودگی میں بند باندھا گیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ اسقدر پائیدار ثابت ہوا کہ اُس کے بعد پھر اس مصیبت سے لوگوں کی جان چھوٹ گئی اُن لوگوں کی استدعا پر حضرت سیّد فاضل بخاریؒ نے باجازت والدِ گرامی یہاں قیام فرما کر تعلیم و تربیت کا سلسلہ جاری فرمایا آپ کی چوتھی پشت سے آپکا پڑپوتا پشاور شہر منتقل ہوا میجر جنرل سیّد فتح شاہ بخاری جو بلوچستان کے گورنر رہ چکے ہیں اسی خاندان سے ہیں ڈاکٹر سیّد عاشق علی بخاری بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔

حضرت سیّد میراں شاہ بخاریؒ

آپ نے بھی اپنے والدِ گرامی کے زیرِ سایہ تعلیم و تربیت کی منازل طے کر کے سلسلہ سہروردیہ میں ان کے دست حق پر بیعت ہوئے اس کے بعد آپ ہندوستان گئے اس کے بعد کوئی معلومات نہیں مل سکیں حضرت سیّد فتح محمد شاہ بخاریؒ سہروردی کے اوّل الذکر چار صاحبزادوں کی اولاد وڈپگہ شریف میں رہائش پذیر ہے۔

حضرت سید عبدالرحمٰن شاہ بخاریؒ

آپ کی تعلیم و تربیت بھی اپنے والدِ محترم کے زیر سایہ ہوئی حفظِ قرآن اور مروجہ تعلیم کے بعد آپ اپنے والدِ محترم سے بیعت کر کے سلسلہ سہروردیہ میں مجاز ہوئے آپ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔

حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ صحیح النسب حسینی سیّد ہیں آپ کا سلسلہ نسب قطب الاقطاب حضرت سیّد جلال الدین حیدر سُرخ پوش تک یوں ہے

شجرہ نسب: سیّد محمد شاہ بخاری بن سیّد غریب شاہ بخاری بن سیّد حیدر شاہ بخاری بن سیّد رسول شاہ بخاری بن سیّد جلال شاہ بخاری بن سیّد نور شاہ بخاری بن سیّد غازی شاہ بخاری بن سیّد عبدالرحمٰن بخاری بن سیّد فتح محمد شاہ بخاری بن سیّد حاجی شاہ بخاری بن سیّد غازی شاہ بخاری بن سیّد حمید الدین بخاری بن سیّد رفیع الدین بخاری بن سیّد محمد بخاری بن سیّد ابوالحسین بخاری بن سیّد عبدالرشید بخاری بن سیّد سلیمان بخاری بن سیّد منور بخاری بن سیّد میراں بخاری بن سیّد علم الدین ثانی بن سیّد محمد بخاری بن سیّد علم الدین اول بن سیّد ناصر الدین بخاری بن سیّد مخدوم جہانیاں جہاں گشت بن سیّد جلال الدین سُرخ پوشؒ۔

آپکے آباؤ اجداد میں حضرت غازی بابا داداجی سرکار حضرت سیّد فتح محمد بخاری جن کا ذکر گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے تبلیغ اسلام کی خاطر اُوچ شریف سے دسویں صدی ہجری میں پشاور کے گاؤں وڈپگہ شریف میں سکونت پذیر ہوئے غازی باباؒ کے بیٹے حضرت سیّد عبدالرحمٰن بخاریؒ کے پوتے حضرت سیّد نور شاہ بخاریؒ نے رشد و ہدایت اور تبلیغ دین کیلئے موضع تمم پورہ کو اپنی آماجگاہ بنایا جو کہ پشاور شہر آتے ہوئے ریلوے اسٹیشن ناصر پور سے تقریباً تین میل پر واقع ہے فرزندِ غوث الورٰی جامع معقول و منقول امیر العصر حضرت علامہ سیّد محمد امیر شاہ گیلانی قادری زیب سجادہ دربار عالیہ حضرت سیّد حسن بادشاہؒ یکہ تُوت پشاور اپنی تصنیف لطیف علماء مشائخِ سرحد میں سیّد محمد شاہ بخاریؒ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ آپ ولی کامل اور عارف باللہ بزرگ تھے آپ کی عمر کا بیشتر حصہ جذب و سلوک میں گزرا حضرت امام العاشقین خواجہ علاؤالدین صابر کلیریؒ کے مزار پر کافی عرصہ معتکف رہے اور عشق و مستی سے سرشار رہے۔

بیعت کا واقعہ

حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ مراد آباد بھارت میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کے عظیم بزرگ حضرت صوفی محمد حسین چشتیؒ کی بارگاہ میں پہنچے تو حضرت صوفی محمد حسین چشتیؒ نے آپ کو دروازے میں کھڑے دیکھ کر فرمایا " آ گئے ہو

اندر آجاؤ'' آپؒ نے نہایت ادب سے جواب دیا حضور'' حاضر بارگاہ ہو گیا ہوں'' حضرت صوفی محمد حسین چشتیؒ نے ایک ہی توجہ سے آپ کو روحانی فیضان سے سیراب کر دیا، جسکو دیکھ کر موجودہ خلفاء ورطۂ حیرت میں ڈوب گئے اس لئے کہ توجہ باطنی کی تعداد سات ہے اور اس کیلئے ایک عرصہ اور مدت درکار ہوتی ہے کسی خلیفہ نے ازراہِ تعجب جب استفسار کیا تو حضرت صوفی محمد حسینؒ چشتی نے فرمایا مشعل موجود ہو تو اُسے جلانے کیلئے صرف تیلی کی ضرورت ہوتی ہے سیّد محمد گھر سے تیار ہو کر آئے اس لئے اِس مشعل کو صرف تیلی کی ضرورت تھی حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ نے کچھ عرصہ اپنے مرشد کی بارگاہ میں قیام فرمایا اور عطائے خلافت کے بعد مراد آباد بھارت سے تمبر پورہ پشاور میں واپس تشریف لائے۔

پانی کا رخ موڑ دیا

اُس دور میں تمبر پورہ کے درمیان سے ایک نالہ بہتا تھا جسکو بڈھنی نالہ کہا جاتا تھا جب پانی کی طغیانی ہوتی تو سیلاب کی صورت اختیار ہو جاتی تھی جس سے بڑی تباہی پھیلتی اور فصلیں برباد ہو جاتیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب اس نالہ میں سیلاب آنے لگا تو حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ اپنا عصا مبارک لیکر نالہ پر پہنچے عصا مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے '' کُتیے مُڑ جا'' بس یہ کہنا تھا کہ پانی کا رخ دوسری طرف مُڑ گیا پھر اُس

کے بعد سیلاب نہیں آیا وہ عصا مبارک حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ کی اولاد کے پاس اب بھی موجود ہے روایت ہے کہ کئی مرتبہ اس عصا مبارک کو روئے آسمان بلند کیا گیا تو بارش ہوگئی اور ایسا کنواں جس سے پانی کی ناامیدی ہو جائے اُس کنواں میں یہ عصا مبارک کچھ دیر لٹکانے سے پانی اُبلنا شروع ہو جاتا ہے۔

پانی سے چراغ جلا دیے

ایک دفعہ تمر پورہ میں کسی کی شادی تھی جب رات ہوئی تو تیل ختم ہونے کی وجہ سے چراغ بجھ گئے مزید تیل نہ ہونے کی وجہ سے کچھ لوگوں نے حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ سے پریشانی کا اظہار کیا آپ نے بڈھنی نالے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس سے پانی لے جاؤ اور چراغوں میں ڈال دو چنانچہ جب آپ کی بات پر عمل کیا گیا اور چراغوں میں تیل کی بجائے پانی ڈالا گیا اور دیا سلائی سے انکو جلایا گیا تو وہ چراغ ایسے روشن ہوئے کہ ساری رات روشنی دیتے رہے۔

حضرت سیّد عبدالرحمٰن بخاریؒ

حضرت سیّد عبدالرحمٰن بخاریؒ اپنے پدرِ گرامی حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے آپ سلسلہ عالیہ قادریہ چشتیہ صابریہ کی

ترویج واشاعت میں مجاز تھے آپ کی ہستی مبارک شریعت مطہرہ سے آراستہ اور اخلاق محمدیہ سے پیراستہ تھی فیاضی اور سخاوت میں بے نظیر تھے مزاج میں حلم وانکساری اور طبع میں بخشش وعطا کا پیکر تھے صدقِ مقال اور اکلِ حلال کا نمونہ تھے جامع معقول ومنقول علامۃ الدہر سیّد محمد امیر شاہ گیلانی قادری رقیم ہیں کہ آپ کمال درجہ کے محنتی تھے زمیندارہ کر کے اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے رزق حلال مہیا کرتے مریدین کو محنت سے حلال رزق کمانے کا حکم فرماتے مریدین کو وصیت فرمائی کہ کسب کرو اور اپنی اولاد کو حلال روزی کھانے کا عادی بناؤ ایک بار ارشاد فرمایا رزقِ حلال کیلئے کسب کرنا عبادت ہے اور اس میں فقر چھپ سکتا ہے اور فقیر کسی کا محتاج بھی نہیں ہوتا کیونکہ فقر میں سوال کرنا حرام ہے مزید لکھتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق میں آپؒ کو خوب مقبولیت عطا فرمائی شمال مغربی سرحدی صوبہ اور اور گردونواح کے علاقہ سے مخلوق جوق در جوق آنے لگی اور فیوض و برکات سے مالا مال ہونے لگی آپؒ نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی ترویج واشاعت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی باقاعدہ اپنے مشائخ کے اعراس پر اجتماع کرتے خصوصاً ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ کو حضرت قطب الاقطاب خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کی یاد میں محفل سماع منعقد فرماتے اور تمام رات صاحبِ ذوق حضرات وجد وحال میں مصروف رہتے دوران سماع جس شخص پر توجہ کاملہ کی

نظر پڑھ جاتی تو وہ مرغ نیم لبسمل کی طرح گھنٹوں تڑپتا رہتا اور گریہ وزاری میں مصروف رہتا آپ کی وجہ سے اس علاقہ میں چشتیہ صابریہ سلسلہ خوب پھلا پھولا۔

تعلیم وتربیت کا اسلوب

آپکی تعلیم وتربیت کا انداز کچھ اس طرح تھا کہ سب سے پہلے اپنے ارادت مند کو شریعت مطہرہ کا پابند بناتے پھر دوسرے مرحلے میں باطنی تربیت کا سلسلہ شروع فرما دیتے آپ کا قول ہے کہ فقیر اگرچہ کتنی ہی رسائی رکھتا ہو مگر مالک کے دربار میں اتباع سنت نبویؐ کے بغیر سخت مجرم ہوگا مزید فرماتے اگر دنیا وعقبیٰ میں راحت چاہتے ہو تو نفس کو مارو اور نفس کو مارنے کی تشریح یوں فرماتے کہ نفس کا مارنا یہ نہیں ہے کہ روٹی مت کھاؤ بلکہ طمع ،حرص ،بغض ،ریاء ،حسد ،کینہ ،تکبر اور غرور کو نفس کہتے ہیں ان تمام اعمال رزیلہ کو اپنے وجود سے نکال دو ان خواہشات نفسانی سے اسے پاک صاف کر دو جو کہ اللہ پاک کی یاد سے غفلت کا باعث ہیں نفس مارنا یہی ہے آپؒ مریدین کو ہر وقت ریاء سے بچنے کی تلقین فرماتے اکثر ارشاد فرماتے خوب صاف ستھرے کپڑے پہنو اس سے دو فائدے ہیں ایک تو فقیر ریاء سے بچ جاتا ہے اگر فقیر پھٹے پرانے کپڑے پہنے یا حلقہ پہنے تو لوگ ضرور سمجھیں گے کہ یہ فقیر ہے اور یہی فعل ریاء ہے کہ عوام الناس کیلئے فقیری کا اظہار کر رہا

ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ صاف ستھرے کپڑے پہننے سے فقیر کی شناخت
نہیں ہوتی اور اسی میں فقیر کی بہتری ہے آپ شہرت کے انتہائی خلاف تھے
یہاں تک کے جب مریدین نے آپ کی بہت زیادہ تعظیم شروع کر دی تو
آپ نے انہیں سختی سے منع فرمایا اور انہیں تلقین فرمائی کہ دیکھو میری ظاہری
تعظیم مت کرو بلکہ اپنے مرشد کو باطن میں دل کے قریب جانو تکلف چھوڑ کر
بے تکلفی برتو پیر کا حکم ماننا ادب سے زیادہ کا درجہ رکھتا ہے جیسے میں کہوں اسی
طرح امر بجالاؤ آپ کی تعلیم و تربیت کا یہ اثر تھا کہ آپکے مریدین میں اور
آپ میں مجلس کے اندر کوئی فرق اور تمیز نہیں ہو سکتی تھی آپؒ فرماتے شیخ
نائبِ رسول ہوتا ہے اور نائبِ رسول کا قول و فعل رسول خدا کے قول و فعل
کے مطابق ہوتا ہے مزید فرماتے کہ رند فقر ایک خاص فقر ہے اس کا فیض عام
نہیں ہے بلکہ وہ صرف اپنے لئے ہے نہ کہ دوسروں کیلئے اور شیخ المشائخ فقیر کا
فیض عام ہے ہزاروں افراد کو یہ اپنے فیض سے فیضیاب کرتا ہے آپؒ کو
رندی فعل پسند نہیں تھا خشیت الٰہی اور خوف الٰہی کا عالم یہ تھا کہ آپ کی
چشمان مقدس اشکبار رہتیں اور اپنے ارادت مندوں کو فرماتے ہر وقت یاد
الٰہی میں رہا کرو اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بے نیاز ہے عجز و ماندگی اختیار کرو
آپ کی کسر نفسی و فروتنی کا عالم یہ تھا کہ فرماتے مجھے علم نہیں کہ میں ایمان لے
کر جاؤں گا کہ نہیں تم بے پرواہ مت بنو قول و فعل میں متابعت رسول کو لازم

پکڑو کہ ایمان کی سلامتی کیلئے یہی کافی ہے غرور و تکبر کو قریب نہ آنے دو اس میں کوئی فائدہ نہیں اگر غرور میں فائدہ ہوتا تو فرعون کو ہوتا اسی طرح جہل میں بھی کوئی فائدہ نہیں اگر ہوتا تو ابو جہل کو ہوتا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چچا تھا۔

فاحشہ عورتوں کی زندگی بدل گئی

اللہ تعالیٰ نے سورۃ یونس میں اولیاء اللہ کی دو علامات کا ذکر فرمایا:

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ" کہ وہ ایمان والے اور متقی ہیں مگر ہر صاحبِ ایمان اور متقی ولی نہیں ہوتا جس طرح اگر کسی شخص کے پاس دس روپے ہوں تو اس کو مالدار نہیں کہا جاتا لیکن دس روپے مال میں ضرور شامل ہیں مالدار اس کو کہا جاتا ہے جو کثرت سے تقسیم کرے مگر مال ختم نہ ہو اسطرح اولیاء اللہ کا ایمان و تقوی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ ان کے ایمان و تقوی کی تاثیر سے بدگو، بدعقیدہ، بدعمل نیکو کار ہو جاتے ہیں۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سیّد عبدالرحمٰن بخاریؒ اپنے ارادت مندوں کے ہمراہ پشاور کے ایسے بازار میں داخل ہوئے جسکو ٹھٹھی کے نام سے پکارا جاتا تھا یہ بازار فحاشی کا اڈہ تھا جونہی آپ بازار میں داخل ہوئے تو فواحشہ نے بالا خانوں سے جھانک کر تمسخر اُڑانا شروع کر دیا اس خیال سے کہ اس بازار میں بزرگوں کا کیا کام ہے جب ہنسی مذاق حد سے بڑھا تو

حضرت سیّد عبد الرحمٰن بخاریؒ جلال میں آ گئے اور حلقہ باندھ کر ذکر شروع کر دیا تھوڑی دیر کے بعد فواحشہ کا مذاق سنجیدگی میں بدل گیا اور بالا خانوں سے اتر کر آپؒ کے قدموں میں آ گریں آپؒ نے اُن کے سروں کو ڈھانپا اور دعا فرمائی آپؒ نے بعض عورتوں کے شرفاء سے نکاح پڑھوائے اور باقی عورتیں اپنے اصل مقام کی طرف لوٹ گئیں بعد میں اس بازار کا نام تبدیل کر کے اسلام آباد رکھ دیا گیا۔

زندان میں کرامت

حضرت سیّد عبد الرحمٰن بخاریؒ ایک دفعہ کسی مقدمہ کے سلسلہ میں زندان لے جائے گئے جب آپؒ کے عقیدت مند و ارادت مند آپؒ کی ملاقات کیلئے آتے تو آپؒ فرماتے یہ حکمتِ ربی ہے فقیری میں ایک مرحلہ ایسا آتا ہے جس سے عہدہ برآء ہونے کیلئے زندان میں رہنا پڑتا ہے لہذا آپ لوگ مغموم و پریشان نہ ہوں زندان میں موجود قیدیوں نے یہ بات بتائی کہ جب رات آتی تھی تو آپ کی ہتھکڑیاں اور بیڑیاں کھُل جاتیں جنہیں آپ بطور تکیہ سر کے نیچے رکھ لیتے اور صبح اپنے ہاتھوں سے انہیں دوبارہ پہن لیتے۔

وصال مبارک

حضرت سیّد عبدالرحمٰن بخاریؒ عمر کے آخری حصہ میں مسلسل علالت کے باوجود اپنے ارادت مندوں کی روحانی تعلیم وتربیت فرماتے رہے اور حاضرین میں فیضانِ مرتضوی بانٹتے رہے اور دعاؤں سے نوازتے رہے بعض ارادت مند عرض گزار ہوئے اس فراق کے بعد آپ ہمیں کس کے سپرد کیے جارہے ہیں آپؒ نے فرمایا اپنے دلبند سیّد قاسم شاہ بخاریؒ کے جو تمہاری ظاہری و باطنی پیاس بجھائیں گے وصال سے قبل آپؒ نے اپنی آخری آرام گاہ کی جگہ پسند فرمائی اور فرمایا میری قبر کو پختہ نہ کیا جائے اور نہ ہی قبر پر کوئی نشان ہو وصال سے ایک روز قبل آپؒ نے اپنے لختِ جگر حضرت سیّد قاسم شاہ بخاری کو حکم دیا کہ شہر جاؤ اور اپنے ساتھ خادم حسین کو بھی لے جاؤ اور وہاں سے میوہ، کھوپرا اور چاول لے آؤ یہ سامان کل کیلئے ہے کل آپ چاول پکائیں گے اور کل خوب بارش ہوگی فکر نہ کرنا جب باہر نکلو گے تو راستہ مل جائے گا پھر دھوپ نکل آئے گی غلام رسول جس کا نام آپ نے شمس رکھا تھا اور محبوب جسکا نام بلخی رکھا تھا ان دونوں خادموں کیلئے فرمایا کہ یہ غسل دیں گے پند و نصائح کرنے کے بعد ۲۹ جمادی الاوّل ۱۳۷۲ھ بروز ہفتہ بوقت صبح صادق کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنی پسندیدہ جگہ سپرد خاک

کئے گئے چنانچہ ۲۹ جمادی الاوّل کو تمبر پورہ شریف پشاور میں آپؒ کے عرس کا انعقاد ہوتا ہے آپکا مزار تمبر پورہ پشاور میں ایک بلند ٹیلے پر مرجعِ انام ہے۔

حضرت سیّد قاسم شاہ بخاریؒ

تاریخ ولادت: ۱۶ اپریل ۱۹۱۶ء

مولد و مسکن

حضرت سیّد قاسم شاہ بخاری تمبر پورہ شریف پشاور میں متولد ہوئے اور مذکورہ بالا مقام ہی آپؒ کا مسکن رہا۔

سلسلہ طریقت

موضع تمبر پورہ پشاور کے بخاری سادات اپنے آبائی سلسلہ کے ساتھ ساتھ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے ساتھ منسلک چلے آرہے ہیں چنانچہ اس خاندان عالیہ سے پشاور کے مختلف علاقوں میں سلسلہ چشتیہ صابریہ کو بہت فروغ ملا اس لئے حضرت سیّد قاسم شاہ بخاری چشتی صابری تھے آپ شریعت وطریقت میں اپنے پدرِ بزرگوار حضرت سیّد عبدالرحمٰن بخاریؒ کی مکمل تصویر تھے دنیوی نمود و نمائش کے خلاف تھے، اکلِ حلال وصدق مقال آپ کا شعار تھا آپ نے اتباعِ محمدیﷺ میں نہایت سادہ زندگی گزاری۔

ترویج و تبلیغِ اسلام

حضرت سیّد قاسم شاہ بخاریؒ کی ساری زندگی ترویجِ دین واشاعت ِاسلام میں بسر ہوئی تمبر پورہ کی جامع مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے آپ کے خطابات علم وحکمت اور معرفتِ توحید سے لبریز ہوتے شریعت وطریقت کے اسرار و رموز آبدار موتیوں کی طرح ہم نشینوں کے ظاہر و باطن کو چمکا دیتے، آپؒ فرماتے تعداد مقرر کر کے ذکر کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حساب کتاب کرنا ہے تم اللہ تعالیٰ کی عبادت حساب کتاب کے ساتھ کرتے ہوتو وہ بھی تم سے حساب وکتاب کرے گا آپؒ اپنے ارادت مندوں کو رزق حلال کمانے کی تلقین فرماتے اور فرماتے کسب کرنا سنت نبویؐ ہے آپ خود بھی اس پر عمل پیرا تھے اپنے ہاتھ سے زمینداری کرتے جس سے خلق کیلئے لنگر کا اہتمام ہوتا محقق پشاور علامہ سیّد امیر شاہ قادری گیلانیؒ تذکرہ علماء ومشائخ سرحد کی جلد دوئم میں حضرت سیّد قاسم شاہ بخاریؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں حضرت قدوۃ السالکین سیّد خواجہ قاسم شاہ صاحب آپ کی عمر مبارک اس وقت پچاس یا پچپن برس کے لگ بھگ ہوگی اخلاق حسنہ و اعمال صالحہ کا آپ مجسم نمونہ ہیں مریدین کی تربیت کرنا انکی خدمت کرنا ان پر ہر وقت توجہ کامل اور نظر شفقت کرنا آپ کا خاصہ ہے آپ انتہائی منکسر

المزاج، حلیم، بردباد، سخی اور صاحبِ کرامات بزرگ ہیں علمِ توحید پر آپ کو کمال عبور حاصل ہے اور بجا طور پر آپ بحرِ توحید کے غواص ہیں مجلس سماع میں جس شخص پر آپ کی توجہ پڑتی ہے وہ عشق الٰہی میں مست ہو کر ماہیِ بے آب کی طرح تڑپنے لگتا ہے بزرگانِ چشتیہ کا باقاعدہ عُرس کرتے ہیں ختم شریف اور پھر مجلس سماع منعقد کرتے ہیں لنگر ہر وقت خانقاہ عالیہ میں جاری ہے ہر وارد صادر کی حاجت پوری کرتے ہیں مریدین کو آپ کے ساتھ والہانہ عشق ہے آپؒ حج بیت اللہ شریف سے بھی مشرف ہوئے اور پھر عمرہ بھی کیا ہے والد کی متابعت میں زمینداری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نوازشوں اور عنایتوں سے مالا مال ہیں۔

سفر زیارات اولیاء

آپؒ نے ۱۹۶۴ء میں زیاراتِ اولیاء کیلئے بھارت کا سفر فرمایا سب سے پہلے لاہور میں حضرت داتا علی ہجویریؒ کے مزارِ پُر انوار پر حاضری دی اور مسجد میں ظہر کی نماز با جماعت ادا فرمائی اس کے بعد مراد آباد بھارت میں حضرت صوفی محمد حسینؒ کے مزار پر قیام فرمایا حاضری کے دوران چشمانِ مقدس سے آبِ رواں کی طرح آنسو جاری ہوئے جس سے چہرہ تر ہو گیا۔

قارئین کرام یاد رہے یہ وہی بزرگ ہیں جو حضرت سیّد قاسم شاہؒ کے دادا جان حضرت سیّد محمد شاہ بخاریؒ کے مرشد ہیں قیام کے دوران ایک

نشست میں حضرت صوفی محمد حسینؒ کے صوفیانہ کلام بذبان فارسی کے چند اشعار سماعت فرمائے اس کے بعد آپ نے کلیر شریف حضرت مخدوم علاؤالدین صابر کلیریؒ کے مزار پُر جلال پر حاضری دی کلیر شریف کے قیام کے بعد آپ کلکتہ میں مختلف اولیاء کرام کی زیارات سے مشرف ہوئے کلکتہ سے آپؒ نے اجمیر شریف کا سفر فرمایا اور خواجہ ہندالولی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار مبارک پر نہایت رقت آمیز کیفیت میں حاضری دی اجمیر شریف کے قیام کے بعد آپؒ نے دہلی میں مختلف اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری دی پھر دلی کے قیام کے بعد واپسی کیلئے رختِ سفر باندھا۔

وصال: حضرت سیّد قاسم شاہ بخاریؒ نے ۱۹۷۶ء میں اس دارِفانی سے رحلت فرمائی آپؒ کا سالانہ عُرس ۱۳ ربیع الثانی تمبر پورہ شریف پشاور میں منعقد ہوتا ہے۔

حضرت سیّد عالم شاہ بخاریؒ

حضرت سیّد عالم شاہ بخاریؒ کا تعلق تمبر پورہ پشاور کے بخاری خاندان سے ہے آپؒ بابو جان کے لقب سے ملقّب تھے آپؒ نے علمی و روحانی فیضان اپنے دادجان حضرت پیر سیّد عبدالرحمٰن شاہؒ اور اپنے والد گرامی

حضرت سیّد قاسم شاہ صاحب سے حاصل کیا آپؒ کو کثرت کے ساتھ اپنے والدگرامی کی رفاقت حاصل رہی اور ان کی معیت میں حج کیا اور متعدد اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل ہوا آپ سیف اللسان بزرگ تھے اکلِ حلال وصدق مقال آپ کا شیوہ تھا اپنے ارادت مندوں کو بھی اس کی تلقین وہدایت فرماتے آپؒ اخلاص وایثار کا پیکر تھے صاحبِ کرامت و صاحبِ نظر درویش تھے آپ اکثر یہ شعر گنگناتے رہتے

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بلکہ بگڑے بھی بنا دیتا ہے بس نام محمدؐ

اسی طرح آپ کو سننے کا بھی ذوق تھا عارفانہ کلام گہری دلچسپی سے سماعت فرماتے آپ کا پسندیدہ شعر یہ تھا

زاہدوں عابدوں کو اپنے زہد وتقویٰ پر ناز ہے
اور ہمیں اپنے مرشد کی نظر عنایت پر ناز ہے

یہ مصرعہ بھی گنگناتے

سر تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

آپ ''اللہ الصمد'' کا وظیفہ فرماتے اور کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھتے آپ نے زندگی بھر حاجت مندوں کی حاجات کو پورا کیا اور بے کسوں کی دستگیری کی اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر انوار وبرکات سے مخلوق خدا

کو نوازتے رہے آپ کا مزار مبارک تمبر پورہ پشاور میں اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ ایک بلند ٹیلے پر مرجع انام ہے آپؒ کے صاحبزادگان پیر سید جہاں شاہ بادشاہ پیر سید سکندر شاہ بادشاہ کے زیر نگرانی آپکا ہر سال عرس مبارک منعقد ہوتا ہے آپ کے دیگر صاحبزدگان پیر سیّد کامل شاہ بادشاہ، پیر سیّد جمال شاہ بادشاہ اور پیر سیّد جلال شاہ بادشاہ بھی اپنے آباء کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے خلقِ خدا کی خدمت میں کوشاں رہتے ہیں۔

حضرت سیّد مستان شاہ بخاری

دامت برکاتھم القدسیہ

تاریخ ولادت: بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، سرخیلِ مقبلاں، فخرِ عاشقاں، خواجہ بے کساں حضرت سیّد مستان علی شاہ بخاری چشتی صابری المعروف حق بابا دامت برکاتھم العالیہ کی ولادت باسعادت ۷ مارچ ۱۹۳۶ء کو ہوئی۔

مولد و مسکن: تمبر پورہ شریف پشاور

نام و ذات

اولیاء و صالحین اسم با مسمّٰی ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ذات کی تاثیر کی وجہ سے نام بھی پُر اثر ہوتا ہے اسم مَستان اُردو زبان کا اسمِ مذکر ہے جس

میں جذب و مستی کے معنی پائے جاتے ہیں جن لوگوں نے اس اسم کے مسمّٰی کے دیدار کا شرف حاصل کیا ہے وہ اس ہستی کے جذب کی کیفیت کو بخوبی جانتے ہیں اور یہ جذب وسُکر کی کیفیت آپ رحم مادر سے لیکر آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ حاملین علمِ حفظِ مراتب کے نزدیک پیدائشی طور پر مجذوب سالک ہیں کسی بھی صاحب ولایت کا مقام و درجہ معین کرنا انتہائی مشکل کام ہے کیونکہ مقام و درجہ کا تعلق غیب اور باطن سے ہے لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ''ولی راولی می شناسد'' کہ ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم بزرگ حضرت علامہ محمد امیر شاہ گیلانی قادری نے ایک موقعہ پر حضرت حق بابا کے متعلق ارشاد فرمایا مَستان جی مجذوب سالک ہیں اور دو دھاری تلوار ہیں ان سے ملنے جلنے میں ہر طرح کی احتیاط ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے۔

متصوفین نے سالک کی دو قسمیں تحریر کی ہیں۔

(۱) سالک مجذوب (۲) مجذوب سالک

سالک مجذوب

سالک مجذوب پہلے آسمان کے موجود ہونے کی نشانیوں کا مشاہدہ کرتا ہے پھر ان نشانیوں سے آسمان کے وجود پر دلیل پکڑتا ہے اور پھر آسمان

کے وجود کو ثابت کرنے کے بعد آسمان بنانے والے کیلئے صفاتِ کامل ثابت کرنے پر دلیل قائم کرتا ہے یعنی اوصاف کے ثبوت سے ذاتِ باری تعالیٰ کے وجود پر دلیل قائم کرتا ہے اس لئے کہ یہ محال و ناممکن ہے کہ ذات کی صفات تو ہوں اور ذات کا وجود نہ ہو یعنی سالک مجذوب محسوسات سے وجود باری تعالیٰ پر دلیل پکڑتے ہیں۔

مجذوب سالک

مجذوب سالک کا معاملہ سالک مجذوب کے برعکس ہے مجذوب سالک پہلے ذات کا مشاہدہ کرتا ہے پھر صفات کے مشاہدہ کی طرف لوٹتا ہے اُس کے بعد صفات کے علامات کا مشاہدہ کرتا ہے یعنی سالک مجذوب کی انتہا مجذوب سالک کی ابتدا ہے اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مجذوب سالک من حیث کلِ وجوہ سالک مجذوب سے افضل ہوگا اس لئے کہ سالک مجذوب صحو و فنا کی تحقیق کے درپے ہے اور مجذوب سالک بقا و صحو کے طریقے پر چلا ہے جب دونوں کی مذکورہ شان ہے تو اس سے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ ان دونوں میں کون منازل کے لحاظ سے ترقی میں ہے اور کون پستی میں ظاہر ہے کہ مجذوب سالک بہتر و اعلیٰ ہے منازلِ سلوک طے کرنے میں دونوں برابر ہیں لیکن مجذوب سالک کی افضلیت اور فوقیت اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذریعے اشیاء کا مشاہدہ کرتا ہے اور سالک مجذوب اشیاء کے

ذریعے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے اسی طرح سالک مجذوب کے عروج کی انتہا فنا تک ہے اور مجذوب سالک کے عروج کی انتہا فنا کے بعد بقا وصحو تک ہے مجذوب سالک سالک مجذوب سے کامل ہے اس لئے کے فنا کے بعد بقا کی نعمت سے مشرف ہونا انبیاء علیہم السلام اور اُنکے وارثین کا مقام ہے جس کو فنا کے بعد بقا حاصل نہ ہو اس کیلئے جائز نہیں کہ وہ مقام رشد و ہدایت پر بیٹھ جائے اور نہ ہی وہ رشد و ہدایت کی صلاحیت رکھتا ہے سالک مجذوب کیلئے ضروری ہے کہ وہ فنا سے بقا کی طرف رجوع کرے تا کہ اس سے اخذ فیض و رہنمائی حاصل کرنا درست ہو۔

بچپن میں خوارق کا ظہور

آپ کے متعلق روایت ہے کہ بچپن ہی سے آپ سے خارق العادۃ امور کا ظہور رہا آپ بچپن میں بھڑوں سے کھیلتے انہیں ہاتھ میں پکڑتے لیکن وہ آپ کو ڈنگ نہیں مارتی تھیں آپ بھڑوں کو دھاگے سے باندھ کر اُڑاتے دیکھنے میں یہ بات بظاہر معمولی ہے لیکن اگر غور و خوض کیا جائے تو یہ اِک خاص امر کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ذات مستان جی کو پروردگار عالم نے شروع سے ہی اپنی پناہ میں رکھا ہے اُن کو کوئی نقصان کیسے پہنچا سکتا ہے۔

تعلیم و تربیت: دنیوی علوم کے مبادیات کے بعد آپ نے اپنے

دادا جان حضرت سیّد عبد الرحمٰن شاہ بخاری چشتی صابریؒ اور اپنے والدِ گرامی حضرت سیّد خواجہ قاسم شاہ بخاری چشتی صابریؒ سے علوم اسلامیہ متداولہ کی تحصیل فرمائی چونکہ علوم اسلامیہ کا تعلق زیادہ عربی و فارسی لغت سے ہے اس لئے مذکورہ دونوں زبانوں پر آپ نے عبور حاصل کیا عربی و فارسی کی مستند کُتب آپ کے زیرِ نظر رہیں جن کا تعلق حدیث، تفسیر، فقہ اور تصوف سے ہے گلستان و بوستان، فصوص الحکم، کشف المحجوب، تذکرہ اولیائے چشت، مراۃ الاسرار، سیر الاقطاب، اقتباس الانوار، ریاض النظرہ، جواہر خمسہ اور شواہد النبوہ آپ کی مرغوب کُتب میں شامل ہیں، کُتب تفسیر میں تفسیرِ کبیر، تفسیر فیوض البیان اور تفسیر جلالین شامل ہیں تمر پورہ میں آپ کی نشست گاہ میں آپ کی لائبریری معتبر و نایاب کُتب سے مزین ہے علومِ اسلامیہ کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت و منازل سلوک حضرت سیّد عبد الرحمٰن شاہؒ کے زیرِ سرپرستی طے فرمائے بعض مواقع پر آپ کی مُدلّلانہ گفتگو سے وقت کے علماء انگشت بدندان دکھائی دیتے ہیں حضرت شیخ سعدی اور مولانا روم کے کلام سے آپ کو گہری دلچسپی ہے۔

حق بابا

حضرت سیّد مستان شاہ بخاری چشتی صابری ''حق بابا'' کے نام سے مقلب اور معروف ہیں یہ لقب آپکو حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے دربار

دُربار سے عطا ہوا حق بابا کا لقب آپ کے باطنی درجہ و مقام کی عکاسی کرتا ہے اور آپ کا ذاتِ حق کے ساتھ تعلق اور رشتہ کو ظاہر کرتا ہے۔

تبلیغ اسلام

یوں تو آپ ہمہ وقت دین اسلام کی تبلیغ و ترویج میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے قال و حال سے ایسے موثر انداز میں تبلیغ فرماتے ہیں کہ سننے والوں کے قلوب واذہان میں سرایت کر جاتی ہے ایک موقعہ پر آپ پر خشیت الٰہی کی کیفیت طاری تھی اور حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے کہ دیکھو نا اب میں ضعیف اور بوڑھا ہو چکا ہوں میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں نظر کمزور ہو چکی ہے ایسی حالت میں میرا قبر میں کیا ہوگا اے میرے اللہ مجھے معاف کر دے آپکی اس رقت آمیز تبلیغ سے حاضرین مجلس پر ایک سکتہ چھایا ہوا تھا پھر ساتھ ہی رحمت الٰہی اور شفاعت محمدی گا ذکر فرمانے لگے گویا آپکے وعظ و تبلیغ میں حاضرین کے دل دنیا و مافیہا سے خالی ہو جاتے ہیں دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے آپ نے ایک طویل عرصہ حضرت عبدالوہاب اخون پنجو بابا کے دربار عالیہ اکبر پورہ شریف اور پشاور کے بیرونی کوہاٹی گیٹ کے دروازے کے اندر واقع ایک مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرمایا آپ کی تبلیغ اور ارشادات طریقت سننے کیلئے دور دراز سے لوگ آتے تھے۔

اوصاف جمیلہ

حضرت حق بابا کی ہستی مبارک بے شمار اوصافِ جمیلہ کی حامل ہے

آپ ایک متشرع، متضرع، متورع، متقی، منکسر، متوکل، مستغنی عن الخلق، مست الست درویش، مستجاب الدعوات، مصلح، مجاہد، مسکین پرور، منبع اسرار ورموز مہمان نواز عالی ہمت بارعب عابد وزاہد ذاکر شاکر شاغل قانع، قائم اللیل، صائم النہار، نفس کش، عالم باعمل، شجاع، سخی، فیاض غواص بحرِ معرفت، کشتۂ عشقِ رسالت ﷺ، صاحب استقامت، حاملِ ولایت، مجذوب سالک، فنا فی اللہ، جلال صابر کا پیکرِ اتم، صاحب تصرف، ولیِ کامل، خوددار اور غیور فقیر ہیں آپ حضرت شیخ سعدیؒ کے اس کلام کا مصداق ہیں۔

عاشقاں را شش نشان است اے پسر

آہِ سرد، رنگ زرد، چشم تر

گر کسے پر سند باقی کدام بگو

کم گفتن کم خورد ن خفتن حرام

عاشقان حق کی چھ صفات ہیں (۱) آہ سرد (۲) رنگ زرد (۳) چشم تر اگر کوئی پوچھے باقی تین کون سی ہیں تو کہو (۴) کم بولنا (۵) کم کھانا

(۶) نیند کو اپنے اوپر حرام کر لینا۔ اولادِ غوث الوریٰ، علامۃ الدھر، پیر طریقت حضرت سیّد محمد امیر شاہ گیلانی قادری اپنی شہرہ آفاق کتاب ''تذکرہ علماء و مشائخ سرحد جلد دوئم ص ۱۱۹'' پر رقیم ہیں والد صاحب کی عدم موجودگی میں مریدین پر توجہ کرنا اور انکی روحانی تربیت کرنا آپ کے ذمہّ ہے آپ انتہائی صاحب وجد و حال ہیں بلکہ آپ کے حال کا یہ اثر ہوتا ہے کہ ساری مجلس وجد و حال میں مستغرق ہو جاتی ہے اور کسی کو کسی کی خبر تک نہیں ہوتی آپ زہد و تقویٰ کا کامل نمونہ ہیں اتباعِ سنت آپ کا خاص وصف ہے طریقہ نبویؐ پر آپ غریبوں اور مسکینوں میں خوش ہوتے ہیں سارا سارا دن بچوں میں پیسے بانٹتے رہتے ہیں حاجت مندوں کی حسبِ ضرورت حاجات کو پورا فرماتے ہیں اور خود خشک اور سوکھی روٹی تناول فرماتے ہیں موذی و مہلک امراض میں مبتلا لوگوں کو نمک، شہد، عرق گلاب اور مٹھائی عطا فرماتے ہیں جنکے استعمال سے اللہ تعالیٰ انہیں شفا عطا فرماتے ہیں تمبر پورہ شریف کے علاوہ آپ کی مختلف نشست گاہوں میں بھی آپکا لنگر جاری ہے۔

قتل مُوہن پر انعام کا اعلان

جن دنوں ڈنمارک میں کارٹونوں کی اشاعت سے گستاخیِ رسول ہوئی تو پوری دنیا میں مسلمانوں نے احتجاجی مظاہرے کئے کیونکہ ایک سچا مسلمان اپنی عزت و آبرو کو عزتِ رسولؐ پر قربان اور نچھاور کرنا اپنے لئے فخر

سمجھتا ہے اُن دنوں حضرت حق بابا کی طبیعت میں شدید اضطراب تھا چنانچہ آپ نے اخبارات میں مع اپنی تصویر کے بیان دیا تھا۔

بیان یہ تھا پیر صاحب تمبر پورہ شریف حضرت سیّد مستان شاہ سرکار حق بابا بن سیّد پیر قاسم شاہ نے ڈنمارک کے اخبار جیلنڈ بوسٹن میں شائع ہونے والے توہین آمیز کارٹون کی اشاعت پر اس اخبار کے کلچرل ایڈیٹر فلیمنگ روز کو قتل کرنے والے شخص کو اپنی زندگی میں دس لاکھ روپے انعام دینے کا اعلان فرمایا ہے انہوں نے اس قبیح حرکت پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اِسے ناقابلِ معافی قرار دیا اور کہا کہ گستاخِ رسول ؐ کے قتل کا فتویٰ درست ہے یہ پہلا موقع تھا کہ آپ نے اپنا عکس اخبارات میں شائع کروایا حالانکہ آپ تصویر سے گریز فرماتے ہیں آپ نے اپنے بیٹے پیر سید عنایت شاہ بادشاہ کے ساتھ احتجاجی جلوس میں بھی شرکت فرمائی اور گستاخ رسول کے خلاف نعروں کی صورت میں اپنے جذبہ ایمانی و غیرتِ ایمانی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔

حکم شرعی کا اعلان

سن ۲۰۰۲ء کا واقعہ ہے کہ سورے پُل کے قریب فلائی اوور کا منصوبہ بنایا گیا اسکے ساتھ ہی یہاں سے ہشتنگری کی طرف سڑک کو کشادہ کیا جانا تھا قلعہ بالا حصار سے متصل معروف بزرگ حضرت بخاری بابا کا مزار تھا اور

مزار کے احاطہ میں حضرت خواجہ عبد الشکور المعروف ملنگ باباؒ کا مزار بھی تھا آخر فیصلہ ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کے مزارات اور احاطہ میں دیگر قبریں یہاں سے اُٹھا کر کسی دوسری جگہ منتقل کی جائیں میونسپل کارپوریشن پشاور کی عمارت کے ساتھ بھی دو بزرگوں کے مزارات تھے انہیں بھی یہاں سے منتقل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ایک رات کو ان مزارات کو منتقل کرنے کا عمل شروع ہوا اور صبح تک دوسرے قبرستانوں میں منتقل کر دیا گیا حضرت بخاری باباؒ کو ہزار خوانی میں مدفون کیا گیا اور حضرت خواجہ عبد الشکور ملنگ باباؒ کو ورسک روڈ پر بطور امانت سپرد خاک کیا گیا بعد ازاں حضرت خواجہ عبد الشکور ملنگ بابا کا مزار جی ٹی روڈ پر تعمیر کیا گیا جہاں پر ہر سال ماہِ شوال کے پہلے ہفتہ میں آپکا عرس منعقد ہوتا ہے اس واقعہ پر حضرت حق بابا سخت مغموم ہوئے آخر روزنامہ سُرخاب پشاور پر آپ نے بغیر کسی خوف و خطر حُکم شرعی کا بیان دیا جو درج ذیل ہے۔

سیّد مستان شاہ تمبر پورہ شریف: مسجد خانہ خدا ہے قبرِ مومن باغیچہ جنت ہے مسجدیں وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں جو لوگ شرعی مسجد کی ویرانی کی کوشش زبان یا قلم یا غلط فتوؤں سے کرتے ہیں اور مسجدوں کو منہدم کراتے ہیں وہ دنیا میں رسوا ہونگے انشاءاللہ اور آخرت کا عذاب علاوہ ہے اور جو لوگ مردِ مومن کو بغیر شرعی حُکم کے اپنے

باغیچے سے نکال کر دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں وہ بھی سوچ لیں انکا انجام کیا ہوگا اللہ تعالیٰ پردہ پوش ہے جو کسی کا راز افشاء نہیں کرتا۔

دیارِ حبیبؐ میں ادب وعشق

حضرت حق بابا دامت فیوضھم العالیہ کو متعدد مرتبہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی حاضری نصیب ہوئی اور حج وعمرہ کی سعادتیں نصیب ہوئیں آپ جب بھی زیارتِ حرمین شریفین کیلئے تشریف لے جاتے ہیں تو آپ کا زیادہ تر وقت مسجد نبویؐ شریف اور روضہ رسولؐ پر گزرتا ہے دیارِ حبیب میں آپ کے ادب وعشق وشوق ووارفتگی کا عالم یہ ہوتا ہے کہ سرزمین طیبہ میں قدم رکھتے ہی برجستہ آپ کی کیفیت بدل جاتی ہے پاؤں سے چپل اُتار دیتے ہیں مدینہ کی پاک گلیوں میں شوق ومحبتِ رسولؐ میں دیوانہ وار گھومتے رہتے ہیں جیسے آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نشانِ قدم ڈھونڈ رہے ہوں کیونکہ یہی وہ گلیاں ہیں جنہوں نے شہنشاہِ دوسرا کے نعلین کو چوما تھا آپکے رفقاء چلتے چلتے تھک جاتے ہیں مگر آپ تازہ دم رہتے ہیں اور چہرہ مبارک میں تراوت اور شگفتگی نظر آتی ہے آپ کو اکثر رات کے وقت مدینہ کی گلیوں میں لیٹے ہوئے دیکھا گیا ہے، قریبی رہائش گاہ میں مختصر قیام فرماتے ہیں مگر اُس میں بھی کھڑکی کھول کر گنبد خضریٰ کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں مدینہ میں قیام کے دوران آپکو کبھی کھاتے نہیں دیکھا گیا مگر قوت لا

یموت آپکو گنبد خضری کے سامنے فٹ پاتھ پر بیٹھ کر کچھ تناول فرماتے دیکھا گیا ہے مگر نظریں گنبد خضریٰ کی طرف جمی رہتی ہیں۔

ورا از شعور است شانِ مدینہ
کہ حضرت بود درمیانِ مدینہ

فضیلت چہ دانید اُم القریٰ را
کہ بس داندش قدر دانِ مدینہ

جہاں را نظام است قائم زِ طیبہ
کہ جانِ جہاں ہست جانِ مدینہ

بیار اے مرید حرم خاک آنجا
کہ آں خاک است ارمغانِ مدینہ

چرا من روم بر درِ دارِ ہر کس
کہ ہستم یکے از سگانِ مدینہ

(عروس)

قدمین شریفین کے قریب دیکھا

پشاور سے خالد خان جو معروف شخصیت حاجی پیر بخش خان ایڈووکیٹ کے بیٹے ہیں نے بیان کیا کہ میں عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد جب مکہ سے مدینہ منورہ پہنچا تو مسجد نبویؐ میں نماز مغرب کی اذان ہو

رہی تھی میرا قاعدہ رہا ہے کہ میں مسجد نبوی شریفؐ میں بابِ جبریل سے داخل ہوتا ہوں اور قدمین شریف کے قریب نماز پڑھتا ہوں جب میں مسجد نبویؐ میں داخل ہوا تو اقامت پڑھی جا رہی تھی میں نے صف میں کھڑے دائیں جانب دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے قدمین شریفین کے بالکل قریب حضرت پیر سید مستان شاہ سرکار حق بابا کھڑے ہیں میں نے آپ کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن اسی دوران نماز شروع ہوگئی جبکہ اُس وقت حضرت حق بابا پاکستان میں موجود تھے کہتے ہیں کہ میں جب عمرہ کر کے واپس پشاور لوٹا تو حق بابا کی بارگاہ میں حاضری دی تو میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے آپ کو مدینہ منورہ میں دیکھا آپ نے فرمایا ہاں میں نے بھی خواب میں ایک بار تمہیں مدینہ منورہ میں دیکھا۔

مجاہد اللہ کو پیارا ہو گیا ہے

حضرت پیر سیّد عنایت بادشاہ کا بیان ہے ایک روز میں مدینہ منورہ میں اپنی قیام گاہ میں آیا تو باباجی کو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے حالت افسردگی میں دیکھا میں قریب بیٹھ گیا کچھ لمحات کے بعد آپ نے فرمایا عنایت شاہ پاکپتن میں مجاہد اللہ کو پیارا ہو گیا ہے اس کے بعد باباجی خاموش ہو گئے کچھ لمحات کے بعد باباجی نے پھر مجھے فرمایا مجاہد جمعرات کو دس بجے صبح کے وقت اللہ کو پیارا ہوا ہے اب تم پاکستان جاؤ اور پاک پتن جا کر مجاہد کے والدین اور

گھر والوں سے تعزیت کرو اور فاتحہ خوانی بھی کروفرماتے ہیں میں حکم کو پاکر پاکستان واپس آیا اور پاکپتن مجاہد کے گھر پہنچا مجاہد کے والد نے دوران گفتگو کہا کہ مجاہد کا انتقال بروز جمعرات صبح دس بجے ہوا مجاہد نامی نوجوان باباجی کے متبعین میں شامل تھا جب باباجی پاک پتن تشریف لاتے تو مجاہد ہمہ وقت آپ کی خدمت میں کمر بستہ رہتا بلکہ باباجی کے مریدین سے کوئی پشاور سے پاک پتن جاتا تو مجاہد ان کی بھی خدمت بجالاتا۔

مولانا کوثر نیازی کو پیشین گوئی

جنرل ضیاء الحق کے دور میں ایک بار مولانا کوثر نیازی صاحب پشاور آئے اور بیرون یکہ توت نشست گاہ حضرت حق باباؒ میں آپکی ملاقات کے طلبگار ہوئے حضرت حق باباؒ نے فرمایا یہ بڑے لوگ ہیں ہم فقیروں سے کیا لینا ہے اس کے بعد آپ نے اجازت دے دی کوثر نیازی حاضر خدمت ہوئے حق باباجی چار پائی پر تشریف فرما تھے مولانا کوثر نیازی باباجی کے سامنے زمین پر بیٹھنے لگے تو باباجی نے انہیں کرسی پر بیٹھنے کی ہدایت فرمائی دوران گفتگو مولانا صاحب کی آنکھیں آنسوؤں سے ترتھیں مولانا کوثر نیازی کو رخصت کرتے ہوئے حضرت حق بابا نے اُن کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اب جب تم یہاں آہی گئے ہو تو ہم بھی تمہیں خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تم بہت جلد کسی بڑے مقام پر فائز ہو گے رخصت ہونے کے بعد مولانا صاحب

دوبارہ حق بابا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہوئے کیونکہ مولانا صاحب کا چشمہ بابا جی کے کمرے میں رہ گیا تھا مولانا صاحب کو دیکھ کر بابا جی مسکرائے مولانا کوثر نیازی نے کہا میں نے دنیا دیکھی ہے بڑے بڑے علماء ومشائخ عظام اور پیروں فقیروں سے ملا ہوں لیکن بابا جی مستان شاہ کی بات ہی کچھ اور ہے یہ تو میرے قلب وذہن پر چھا گئے ہیں یہ ولی کامل ہیں حاضرین سے مخاطب ہو کر مولانا کوثر نیازی نے کہا آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ آپ پر اس ہستی کا سایہ ہے ان کا دامن کبھی نہ چھوڑنا چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد حق بابا کی پیشین گوئی پوری ہوگئی اور مولانا کوثر نیازی صاحب سینیٹر بن گئے۔

بابا فرید سے والہانہ عشق

حضرت حق بابا کو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ سے بے پناہ محبت و عقیدت اور والہانہ عشق ہے حضرت حق بابا جب پاکپتن شریف تشریف لے جاتے ہیں تو رات کے وقت مزارِ فریدؒ کے اندر چلے جاتے ہیں افطاری وسحری میں مسواک کا چھلکا بطور خوراک استعمال کرتے ہیں آپکے متبعین کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ سخت گرمی کے موسم میں رمضان المبارک کے پاک مہینے میں حضرت حق بابا پاکپتن حاضری کیلئے تشریف لے گئے جب آپ وہاں پہنچے تو آپ مزارِ فریدؒ کی طرف چل دیے گرمی کی شدت سے فرش تپ رہا تھا آپ اچانک رُک گئے لیکن کچھ لمحات کے بعد فرش کی تپش ہم سے برداشت نہ ہو

سکی اسلئے ہم ایک طرف سائے میں چلے گئے لیکن حضرت حق بابا بڑی دیر تک اپنی جگہ پر کھڑے رہے اور مسلسل مزارِ فرید کے گنبد پر نظریں جمائے رکھیں دربار بابا فرید سے آپ کو بے پناہ عنایات ہوتی رہتی ہیں حضرت بابا فریدؒ کی اولاد کو آپ سے بڑی محبت و عقیدت ہے اور بابا فریدؒ کے عظیم خاندان کے بزرگ تمبر پورہ شریف میں تشریف لاتے رہتے ہیں نسبتِ فریدی کا یہ اثر ہے کہ صوبہ سرحد میں رنگِ فریدی کا عکس نظر آتا ہے پچیس ذوالحجہ کو حضرت بابا فریدؒ کے عُرس کے سلسلہ میں ختم خواجگان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے حق بابا جی ختم شریف خود پڑھتے ہیں ختم خواجگان کے بعد شجرہ شریف چشتیہ صابریہ پڑھا جاتا ہے اختتام پر حضرت حق بابا دعا فرماتے ہیں بزرگانِ چشت کی عبادت و ریاضت میں ختم خواجگان کو بڑی اہمیت حاصل ہے ختم خواجگان میں تیسرا کلمہ با آواز بلند پڑھا جاتا ہے شیرینی و لنگر کی تقسیم کے بعد محفل سماع کا انعقاد ہوتا ہے جس میں حق بابا جی پر وجد کی کیفیت ہوتی ہے اور عشاق میں نہایت تڑپ اور پھڑک کا عالم ہوتا ہے تمبر پورہ شریف پشاور میں حضرت حق بابا کے زیر سرپرستی مختلف اولیاء کرام کے اعراس منعقد ہوتے ہیں جس میں ختم خواجگان کا باقاعدگی کے ساتھ اہتمام ہوتا ہے حضرت حق بابا ختم میں جب درود شریف پڑھتے ہیں تو اسمِ محمدؐ کی دال کی اس انداز سے ادائیگی فرماتے ہیں کہ سماعت کرنے والوں پر ایک عجیب کیفیت و

سرورومستی چھاجاتی ہے جس کیلئے الفاظ نہیں ملتے۔

آسیب سے نجات

موضع ناصر پورہ پشاور کے ایک شخص جسکا نام خادم حسین ہے مدت مدیدہ سے تمبر پورہ شریف کے سادات بزرگان سے وابستہ ہے روایت کرتا ہے کہ ایک مرتبہ تمبر پورہ شریف میں رات کے وقت کھیت کو پانی دیا جارہا تھا جو لوگ کھیت میں موجود تھے اُن میں سے ایک شخص نے زمین ہموار کرنے کیلئے بیلچہ مارا اچانک چیخ پکار ہوئی اور وہ شخص تڑپنے لگا اُس شخص کو رسیوں سے جکڑ دیا گیا لوگ یہ منظر دیکھ کر خوفزدہ ہوگئے آخراس شخص کو حضرت حق بابا کی خدمت میں لایا گیا باباجی کالڑکپن کا زمانہ تھا آپ نے فوراً ایک درخت سے ٹہنی توڑی اور اُس آسیب زدہ شخص کی انگلیوں میں تھما کر اِسے دبایا آسیب بول اُٹھا کہ اِس شخص نے بیلچہ مار کر ہمارے بچے کو ہلاک کر دیا ہے حضرت حق بابا نے دوسری ٹہنی لیکر آسیب زدہ شخص کی انگلیوں میں دے کر اِسے پھر دبایا تو پھر آسیب بولا اس شخص نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے حضرت حق بابا نے آسیب کو مخاطب کر کے فرمایا

''اب تم یہاں سے چلے جاؤ''

بس اتنا کہنا تھا کہ وہ شخص آسیب سے آزاد ہو گیا اور اپنی اصلی حالت میں واپس آ گیا۔

دماغی توازن ٹھیک ہو گیا

پشاور کے ملحقہ موضع پھندو پایاں کے رہائشی ٹھیکیدار محمد خلیل خان کا بیان ہے کہ سن ۱۹۶۸ء میں میرے ماموں الطاف گُل شدید بیمار ہو گئے بیماری سے انکا دماغی توازن خراب ہو گیا اور وہ اُلٹی سیدھی باتیں کرنے لگے کئی ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا آخر ہمارے بزرگ ماموں کو لے کر آستانہ عالیہ تمبر پورہ شریف لے گئے ہم حضرت خواجہ سیّد قاسم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس مریض کو سیّد مستان شاہ کے پاس لے جاؤ ہم مریض کو لیکر حضرت حق بابا کی خدمت میں حاضر ہوئے سرکار حق بابا نے خلل دماغی میں مبتلا مریض سے بات چیت کی اور اُس کی صحت یابی کیلئے دُعا فرمائی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ماموں الطاف گُل تندرست ہو گئے اور آپ کی نظر کرم سے پانچ وقت کے نمازی بن گئے اور حضرت سیّد قاسم شاہ کی اجازت سے اپنے گاؤں میں عُرس کا انعقاد کیا جس میں حضرت خواجہ سیّد قاسم شاہ اور حضرت حق بابا نے شرکت فرمائی۔

اللہ نے تم پر مہربانی کر دی ہے

حاجی غلام فرید صراف پشاور کہتے ہیں مَیں صرافہ بازار میں اپنی دکان پر تھا کہ حضرت حق بابا کا بازار سے گزر ہوا اچانک آپ میری دکان پر

کھڑے ہوکر فرمانے لگے میں ایک بات کہنے لگا ہوں خوب سمجھ اور سوچ کر جواب دینا یہ جملہ آپ نے دو تین مرتبہ دُہرایا فرمانے لگے گاڑی تمہاری ہو ڈرائیور بھی تم ہو پیٹرول کسی اور کا ہو تو کیا تم مجھے بغداد لے جاؤ گے اور واپس لاؤ گے کیا تم ایسا کر سکتے ہو میں نے کہا یہ بڑا مشکل کام ہے میں نے رکنے کا عرض کیا مگر آپ بے نیازی کے ساتھ روانہ ہو گئے پھر ایک روز سرکار نے گاڑی بھیج کر مجھے طلب کیا میں حاضر خدمت ہوا آپ میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے تمہاری نرینہ اولاد نہیں ہے اور میں نے سنا ہے جو کوئی تمہیں اولاد نرینہ کی خوشخبری دے گا تم اُسے ایک لاکھ روپے دو گے میں نے عرض کیا جی سرکار فرمانے لگے خدا کیلئے کوئی مشکل نہیں انشاء اللہ تمہارے ہاں لڑکا ضرور پیدا ہوگا میں ہوں گا یا نہیں مگر تم انشاء اللہ خوشیاں ضرور دیکھو گے کچھ ایام کے بعد ایک روز تشریف لائے اور فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی کر دی ہے گھر آ کر پتہ چلا کہ فضل ربانی کا آغاز ہو چکا ہے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے حق بابا کی دعا سے ہمیں بیٹا عطا فرمایا حق بابا جی نے فرمایا فرید تم اپنے بیٹے کو غلام دستگیر کے نام سے پکارو گے اور بچے کی ماں اسکو چالیس دن تک غلام محی الدین کے نام سے پکارے گی چالیس دن کے بعد حکم ملا کہ اس کا نام غلام دستگیر رکھ دو اس کے بعد آپ ہی کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجھے دو بیٹے عطا فرمائے ایک کا نام آپ نے غلام محی الدین رکھا اور دوسرے کا نام

غلام معین الدین رکھا۔

اللہ تعالیٰ شفا دینے والا ہے

موتی جیولرز پشاور کے مالک ابریز خان کہتے ہیں کہ ایک بار مجھے فالج ہو گیا مختلف ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر افاقہ نہ ہوا حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے مجھے لا علاج کر دیا میرے عزیز غنی خان مجھے ساتھ لیکر حضرت حق بابا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیماری کا حال بیان کیا حضرت حق بابا نے فرمایا فالج وغیرہ کچھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ شفا دینے والا ہے ابریز خان کو شہد کھلاؤ اللہ تعالیٰ کرم کرے گا حسبِ حکم تین دن شہد کھایا تیسرے دن جب میں صبح اُٹھا تو اپنے آپ کو تندرست پایا۔

آپریشن مت کراؤ

پشاور کے دین محمد جو تمبر پورہ شریف کے باعقیدہ مریدین میں شامل ہیں کہتے ہیں کہ ۱۹۶۷ء میں میری اہلیہ شدید بیمار ہو گئی معالجین سے علاج کروایا مگر بیماری رفع نہ ہوئی آخر ڈاکٹروں نے آپریشن تجویز کیا تنگ دستی کی وجہ سے میں بہت پریشان تھا اسی پریشانی میں میری ملاقات حضرت حق بابا سرکار سے ہوئی مجھے مختلف سوچوں نے گھیرا ہوا تھا کہ اچانک حضرت حق بابا نے فرمایا دین محمد کیا سوچ رہے ہو میں نے سارا واقعہ سنایا آپ نے

فرمایا دین محمد بیوی کا آپریشن مت کراؤ میں تمہیں ایک سستا علاج بتاتا ہوں بازار سے کالا نمک لو اور اس پر تین بار "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھ کر دم کرو اور پھر نمک کو پانی میں ڈال دو اور یہ پانی بیوی کو پلاؤ وہ ٹھیک ہو جائے گی اس پانی کے پلانے کے بعد میری اہلیہ بہت جلد ٹھیک ہو گئی۔

ڈاکٹر حیران ہو گئے

مذکورہ بالا دین محمد کہتے ہیں کہ ۱۹۹۰ء کا واقعہ ہے کہ میرے دائیں ہاتھ پر پھوڑا نکل آیا میں نے بہت علاج کروایا مگر ٹھیک نہ ہوا کیونکہ میں شوگر کا مریض تھا اِدھر پھوڑا بھی پھیلتا رہا اُدھر شوگر بھی ہائی ہوتی رہی میں ہسپتال میں ایڈمٹ ہو گیا لیکن شوگر نہ کنٹرول ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر آپریشن نہیں کر سکتے تھے میں نے اپنے بیٹے کو حضرت حق بابا کی خدمت میں بھیجا حضرت حق بابا نے میرے بیٹے کو مٹھائی دی اور فرمایا دین محمد کو کہو کہ یہ کھا لے جب میں نے مٹھائی کھائی تو اسکے بعد میری شوگر کنٹرول ہو گئی جس پر ڈاکٹر بڑے حیران ہوئے کہ مٹھائی سے تو شوگر بڑھ جاتی ہے اور حالت بگڑ جاتی ہے دین محمد کہتے ہیں میں نے جواب دیا یہ مٹھائی حق بابا نے بھجوائی ہے جس سے میری شوگر کنٹرول ہوئی۔

فرموداتِ حق بابا

☆ نشہ مت کرو، نشہ باز کے خیالات پر دھند چھا جاتی ہے خیالات میں پاکیزگی نہیں رہتی نشہ باز پر حصول علم کیلئے تجلیات کی آمد رُک جاتی ہے۔

☆ تصوف و طریقت میں امر کو بے حد اہمیت حاصل ہے جب کوئی فقیر یا صوفی صرف رضائے الٰہی کیلئے اپنے کلمات اور چلہّ کشی جیسی عبادات محفوظ کر لیتا ہے تو صاحبِ امر بن سکتا ہے جیسے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے اپنا جُبّہ سلطان محمود غزنوی کو دیا اور فرمایا اے محمود جب تو مجبور ہو جائے تو میرے اس جُبّہ کو خدا کے آگے وسیلہ کرنا محمود غزنوی نے سومنات کو فتح کرنے کے وقت سجدہ گاہ پر یہ جُبّہ رکھا اور سومنات فتح کر لیا رات کو حضرت ابوالحسن خرقانی نے محمود غزنوی سے عالم خواب میں کہا تو نے خدا سے بڑا سستا سودا کیا اگر تو ساری دنیا کو بھی فتح کر لیتا تو مہنگا نہ تھا مجھے بہت سستا بیچا ہے اس کو امر کہتے ہیں۔

☆ تعلیم ایک کسب ہے اور علم عطیہ الٰہی تعلیم کے ساتھ آدمی انسان ہوتا ہے جبکہ علم کے ساتھ بندہ بن جاتا ہے۔

☆ قرآن پاک کو روح کی گہرائی اور مزاج کی احتیاط سے پڑھنا چاہیے۔

☆ تصورِ شیخ اس وقت جائز ہے جب تصور میں مصور نظر نہ آئے۔

☆ اصل ذکر وہ ہے کہ زبان ذکر میں مشغول ہو دل خدا کی طلب میں مصروف ہو اور روح خدا کی تجلیات سے مستفید ہو۔

☆ آسودگی میں شکر اور غربت میں صبر کا فقدان کفر کی طرف لے جاتا ہے۔

☆ یہ نہ سوچ کے تکلیف کیوں آئی اللہ کی طرف رجوع کر گناہوں کی معافی مانگ اور دنیاوی اسباب بروئے کار لا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے اسم ھائے مبارکہ کے ہر حرف کی اپنی تجلی ہے۔

ملفوظاتِ حق بابا

حضرت حق بابا دامت برکاتھم العالیہ نے مختلف مواقع پر جو ملفوظات ارشاد فرمائے یہاں ان کو نقل کیا جاتا ہے جن کو قارئین کرام پڑھ کر یقیناً ہدایت پائیں گے اور اپنے قلوب واذہان کو منور کریں گے۔

بر موقع جشنِ مولود کعبہ

آپ نے مولائے کائنات حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت کے موقع پر ارشاد فرمایا

جب سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر تشریف لے گئے تو خیبر میں بہت قلعے تھے ان میں ایک قلعہ تبوک تھا جو فتح نہیں ہو رہا تھا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل صبح نشان (جھنڈا) اُس شخص

کے حوالے کیا جائے گا جو قلعہ فتح کرے گا اور وہ کون ہے وہ اللہ اور اللہ کے
محبوب سے محبت کرتا ہے صبح ہوئی ہر صحابی کی تمنا تھی کہ یہ سعادت اس کے
نصیب میں آئے سرکار دو جہاں احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ علی
کہاں ہیں صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ اُن کی آنکھوں میں تکلیف ہے
حدیث مبارک میں ہے سرکار دو جہاںؐ نے فرمایا کہ اُنہیں بلایا جائے تو چند
صحابہ گئے اور شیر خدا علی مشکل کشا کو لے آئے سرکار دو جہاںؐ نے اپنے مُنہ
سے لعاب مبارک شیر خدا علی مشکل کُشا اسد اللہ الغالب کی آنکھوں پر لگایا اور
دعا فرمائی شیر خدا مشکل کُشا اسد اللہ الغالب کی آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو
گئیں حضور سرکار دو جہاںؐ نے انہیں نشان مبارک عطا کیا شیر خدا مشکل کُشا
اسد اللہ الغالب نے دشمن کو للکارا اور فرمایا کہ میں وہ ہوں جسے اس کی والدہ
نے شیر کہا ہے یہ یاد رکھیں کہ جب علی مشکل کشا اسد اللہ الغالب کے نام
رکھنے کا مسئلہ پیش ہوا تو سرکار دو جہاں نے فرمایا کہ اس کا نام علی رکھ دیں
مشکل کُشا اسد اللہ الغالب کی والدہ محترمہ نے فرمایا کہ میں نے بھی یہ غائبانہ
آواز سُنی ہے کہ انکا نام علی رکھا جائے سرکار دو جہاں نے شیر خدا علی مشکل کُشا
اسد اللہ الغالب کا نام خود رکھا تھا میدان خیبر میں جب حضورؐ نے حضرت علیؑ
کو جھنڈا عطا فرمایا تو آپ نے دشمن کو للکارتے ہوئے اچانک حملہ کر دیا اور
زبردست معرکہ کے بعد قلعہ فتح ہو گیا قلعہ کا دروازہ قوت ربانی سے شیر خدا

علی مشکل کُشا اسد اللہ الغالب نے اکھاڑ کر پھینک دیا جسے بعد میں ستر سے زائد افراد بھی نہ اُٹھا سکے آج اُسی ہستی کا جشن ہے ابھی جو شجرہ چشتیہ صابریہ پڑھا گیا ہے یہ فیض سرکار دو جہاںؐ سے شیر خدا علی مشکل کُشا اسد اللہ الغالب کو ملا اور اسی طرح یہ سلسلہ ایک دوسرے کو ملتا رہا سلسلہ کی مثال ایک زنجیر کی ہے جس کی ایک کڑی دوسری کڑی سے ملی ہوئی ہے اس سلسلے کی آخری کڑی حضرت شیر خدا علی مشکل کُشا اسد اللہ الغالب کے ہاتھ میں ہے مثلاً ایک شخص نہر سے پانی نہیں پی سکتا یعنی نہر تک نہیں جا سکتا لیکن کوئی نہر کا پانی گھڑے میں بھر کر لے آئے تو یہ پانی کہاں کا ہوگا یہ پانی گھڑے کا نہیں بلکہ یہ پانی نہر کا ہی ہوگا یہ تمام فیض جو سلسلہ چشتیہ صابریہ نظامیہ کو مل رہا ہے یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے توسط سے مل رہا ہے خیبر کا قلعہ فتح ہوگیا اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک جب بھی فتح خیبر کا نام لیا جائے گا تو شیر خدا علی مشکل کُشا اسد اللہ الغالب کا ہی نام لیا جائے گا کعبہ کو عربی میں بیت اللہ کہا جاتا ہے یعنی اللہ کا گھر شیر خدا کا نام اسد اللہ کعبہ بیت اللہ اور شیر خدا جو بیت اللہ میں پیدا ہوئے اسد اللہ کہلائے آج کا جشن شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت کے سلسلہ میں ہو رہا ہے حدیث پاک میں ہے کہ سرکار دو جہاں فرماتے ہیں کہ جس نے علی سے محبت کی اُس نے میرے ساتھ محبت کی جس نے میرے ساتھ محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی جس نے علی سے بغض

کیا اُس نے میرے ساتھ بغض کیا جس نے میرے ساتھ بغض کیا اُس نے اللہ کے ساتھ بغض کیا جس کو علی ملا اُس کو مصطفٰیؐ مل گئے اور جس کو مصطفٰیؐ نہ ملے اس کو خدا نہ ملا جسکو علی نہ ملا اُس کو مصطفٰیؐ نہ ملے اور جس کو مصطفٰیؐ نہ ملے اُس کو خدا نہ مِلا۔ حدیث پاک میں ہے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے جو بھی شہر میں داخل ہو گا تو دروازہ سے داخل ہوگا اگر دروازہ سے نہ گیا اور دیوار سے چھلانگ لگائی اسکا کیا انجام ہوگا آپ سب جانتے ہیں۔

بر موقع یوم عاشورا

آپ نے دس محرم الحرام کو نواسہءِ رسولؐ جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظیم شہادت کے موقع پر ارشاد فرمایا۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقّا کہ بنائے لا اِلہ است حسین

آج کی اس بابرکت محفل میں ابھی میں نے جو اشعار فارسی کے پڑھے ہیں وہ نائبِ رسولؐ سلطان الہند خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے فرمائے ہیں آپ وہ ہستی ہیں جن کے دستِ

مبارک پر نوے لاکھ ہندو اور دیگر غیر مسلم مشرف با اسلام ہوئے آپ کے ساتھ چالیس لوگ تھے لیکن ہندوستان میں لاکھوں افراد آپکی تعلیمات سے حق کی طرف آئے۔

حضرت علی گُل است

حضرت حسین بوئے گُل است

حضرت فاطمہ برگِ گُل است

نہ کالج سے نہ کالج کے در سے ہوا پیدا

دین ہوا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

آپ غور فرمائیں خواجہ خواجگان فرماتے ہیں ''بادشاہ است حسین'' بادشاہ کا کام کیا ہوتا ہے اس کا کام فیض پہنچانا ہوتا ہے لوگوں کو فیض پہنچاتا ہے آپ دیکھیں حضرت امام حسینؑ کے طفیل ہمیں کتنا فیض حاصل ہوا ہے حدیث پاک میں ہے جس کسی نے ایک بار درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے اس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں ایک بار درود پڑھنے والے کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اسی طرح فیض کا وسیلہ ہیں حضرت امام عالی مقام اللہ تعالیٰ انکی بدولت رحمت نازل کرتا ہے آج اس مجلس میں ہمیں کتنا فیض پہنچا ہے یہ حضرت امام حسین کی برکت سے ہوا ایک وقت میں ایک بادشاہ تھا وہ ایک مسجد بنا رہا تھا

اور اس نے حکم دے رکھا تھا کہ اس مسجد میں دوسرا کوئی ایک اینٹ بھی نہیں لگائے گا اس اثناء میں وہ شکار کیلئے چلا گیا شکار سے واپس آیا تو اُس نے دیکھا کہ مسجد میں کسی نے ایک اینٹ لگائی ہوئی ہے اس بات پر اسے بہت غصہ آیا لیکن رات کو خواب میں دیکھتا ہے کہ ایک شاندار محل ہے اس کے بعد وہ ایک دوسرا عالیشان محل دیکھتا ہے پوچھتا ہے یہ عالی شان محل کس کا ہے جواب ملتا ہے یہ محل اُس شخص کا ہے جس نے تمہاری مسجد میں ایک اینٹ لگائی ہے یہ بات سمجھنے کی ہے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی لیکن جب کوئی بیمار پڑ جائے اور پانی کا استعمال اس کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کو تیمّم سے نماز ادا کرنے کی چھُوٹ حاصل ہے ہر کسی کیلئے راستہ ہے بخشش کا، فلاح کا، بادشاہ نے جو خواب دیکھا اس سے وہ اصل بات سمجھ گیا چنانچہ اس نے اعلان کر دیا کہ ہر کوئی مسجد کی تعمیر میں شریک ہو سکتا ہے اللہ نے ہر کام میں بھلائی کا پہلو رکھا ہے ایک پیر تھا اسکے دو مرید تھے رات کا وقت آنے لگا ایک مرید نے مسجد کے باہر لکڑی کا کھونٹا گاڑھ دیا کچھ دیر بعد دوسرے مرید نے یہ کھونٹا اکھاڑ پھینکا یہاں ایک حاسد بھی تھا اس پیر کا اسنے موقع غنیمت جانا پیر سے کہا یہ کیا ہوا کہ تمہارے ایک مرید نے کھونٹا زمین میں گاڑھا اور دوسرے نے اُکھاڑ پھینکا پیر نے جواب دیا دونوں کو ثواب ملے گا اس شخص نے حیرت سے پوچھا کہ دونوں کو کیسے ثواب ملے گا یا تو اندھیرا ہو گا یا اجالا پیر نے کہا دونوں

مریدوں کو بُلاؤ جب دونوں مرید آ گئے تو پیر نے پہلے مرید سے پوچھا کہ تم نے مسجد کے باہر لکڑی کا کھونٹا کیوں گاڑھا مرید نے جواب دیا اگر کوئی نماز پڑھنے کیلئے آئے اور اس کے ساتھ کوئی سواری ہو تو وہ اسے اس کھونٹے کے ساتھ باندھ لے اور مسجد کے اندر جا کر اطمینان سے نماز پڑھ لے۔ پیر نے جواب سنا تو اُس شخص کو مخاطب کر کے کہا کہ اس کا ثواب ہوا کہ نہیں اس کا ثواب ہو گیا پھر پیر نے دوسرے مرید سے دریافت کیا کہ تم نے کھونٹا کیوں اُکھاڑا اُس نے جواب دیا اس خیال سے اُکھاڑا کہ کوئی نماز پڑھنے کیلئے آئے تو کھونٹے سے ٹھوکر کھا کر گر نہ پڑے پیر نے جواب سن کر کہا اس کا ثواب بھی ہو گیا اصل بات نیت کی ہوتی ہے حدیث پاک میں ہے کہ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو پھرتے ہیں تلاش کرتے ہیں اُن لوگوں کو جو نیکیاں کرتے ہیں انکا کام نوٹ کرتے ہیں پھر آسمان پر لے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتا ہے کہاں گئے تھے فرشتے کہتے ہیں ہم جہاں گئے تھے وہاں تیرا ذکر اذکار ہو رہا تھا لوگ تیری یاد میں تھے دوزخ سے وہ لوگ خوفزدہ تھے انہیں جنت کی تمنا تھی اللہ تعالےٰ پوچھتے ہیں ان لوگوں نے مجھے دیکھا انہوں نے کہا نہیں دیکھا وہ پھر بھی میری عبادت کرتے ہیں میں نے ان سب کو بخش دیا ہے فرشتے کہتے ہیں اُن لوگوں میں جو تیری عبادت کر رہے تھے ایک ایسا شخص بھی تھا جو

تماشائی تھا ان لوگوں کا تماشا دیکھ رہا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اسکو بھی بخش دیا ان لوگوں کی صحبت کے طفیل اب آیئے غور کریں ''دین است حسین'' جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال اسکے ساتھ جاتے ہیں مرنے کے بعد انسان کو جن چیزوں سے یا جن اعمال سے فائدہ پہنچتا ہے ملتا ہے وہ تین ہیں ایک صدقہ جاریہ کسی نے مخلوق خدا کی بھلائی کے لئے کام کیا ہو پل بنایا ہو کنواں کھودا ہو راستہ بنایا ہو دوسرا فروغ علم کا کام کیا ہو، علم تقسیم کیا ہو، تیسرا نیک صالح اولاد وہ اولاد جو اپنے مرنے والے والدین کے ایصال ثواب کیلئے دعا کرے فاتحہ خوانی کرے استغفار کرے حدیث پاک ہے اس شخص کے درجے بلند ہونگے جس کو اولاد سے بخشش مل رہی ہو استغفار ہو رہا ہو اولاد ماں باپ کیلئے دعا کرے خیرات کرے مرنے والے کی حالت اس طرح ہوتی ہے جیسے کوئی اچانک دریا میں گر پڑا ہو اور مدد کا منتظر ہو مرنے والا منتظر ہوتا ہے دعا کے تحفے کا صدقہ خیرات کا یہ ہو تو وہ خوش ہو جاتا ہے حضرت امام حسین ابن حضرت علی بادشاہ ہیں اولیائے کرام کے ''دلا بگر دامنِ اولیاء'' یعنی دامن پکڑ لو بادشاہِ اولیاء کا سوچیں جو دنیا میں بادشاہ ہوتا ہے اس کا ایک دربار ہوتا ہے خوب شان وشوکت ہوتی ہے اس کے بعد دربار کو پھولوں سے سجایا جاتا ہے بادشاہ کی میز پر خوبصورت پھولوں کا گلدستہ بھی رکھا جاتا ہے لیکن ان پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں

جو پھولوں کے سبب دربار میں پہنچتے ہیں اسی طرح نیکوں کی صحبت محبت یا وسیلے سے بُرے لوگ بھی بخشے جاتے ہیں خراسان کا ایک بادشاہ تھا جوان رعنا تھا اس کی خوب شان وشوکت تھی رعب ودبدبہ تھا ایک بار اپنے لاؤلشکر کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا معاً اسے واقعہ کربلا یاد آ گیا اس کے دل میں خیال گزرا کاش میں ہوتا اور میرے ساتھ یہ لشکر ہوتا تو حضرت امام حسین کے ساتھ مل کر یزیدیوں کا مقابلہ کرتا بادشاہ خراسان کی موت کے بعد ایک شخص نے اسے خواب میں دیکھا وہ جنت میں تھا خواب دیکھنے والے نے بادشاہ کے جنت میں ہونے کا سبب دریافت کیا تو بادشاہ نے کہا جوانی میں ایک بار اپنے لشکر کے ساتھ پہاڑ پر چڑھ رہا تھا کہ میرے دل میں یزیدیوں کا مقابلہ کرنے کا خیال آیا بس اللہ تعالیٰ نے اسی سبب میری بخشش کردی اور اب میں جنت میں ہوں آج کے اجتماع میں آپ نے شہدا کربلا سے محبت کا مظاہرہ کیا ہے سیّد الشھدا کے ساتھ عقیدت کا اظہار کیا ہے یہ شاہِ کربلا کا فیض ہے کہ ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ شہدائے کربلا کے طفیل ہمیں اس کا ثواب عطا فرمائے اللہ ہم سب پر اپنا کرم کرے ہم گنہگار خطا کار بندے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے ہمارے گناہ ہماری خطائیں معاف فرمائے آمین۔

بر موقع عرس خواجہ معین الدّین چشتیؒ

حضرت خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ کے عُرس کے موقع پر آپ کے دعائیہ کلمات

اے اللہ ہم پر اپنا احسان فرما اپنے پیارے حبیب حضرتِ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے اُمت مسلمہ پر رحم فرما اور ہمارے گناہ ہماری خطائیں اور ہماری لغزش معاف کر دے اے اللہ تو پاک ہے غفور الرحیم ہے ہم گناہ گار ہیں خطا کار ہیں لیکن تیری رحمت سے مایوس نہیں کیونکہ اے اللہ تعالیٰ تُو خود فرماتا ہے کہ میری رحمت سے مایوس نہ ہو اے ربّ ذوالجلال ہمیں سیدھی راہ دکھا ہم پر اپنا فضل کر ہمیں دین و دنیا کی سرخروئی عطا فرما اور ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچا روزِ محشر ہمارے پاس اپنی بخشش کیلئے کوئی توشہ نہیں ہے تُو ہی ہے اے اللہ جو ہمیں اس روز ندامت سے بچا سکتا ہے اے اللہ قیامت کے روز ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند فرما اے اللہ اپنے تمام نیک بندوں اور خواجہ خواجگاں حضرت معین الدین چشتی والئ ہندوستان کے صدقے ہماری دعائیں قبول فرما ہماری حاجتیں پوری کر اور ہماری تمام جائز ضرورتیں پوری فرما اے اللہ ہم پر اپنا احسان فرما۔

برموقع عرس بابا فرید گنج شکرؒ

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے عُرس کے موقعہ پر آپ نے فرمایا!

زہد الانبیاء حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کا روحانی تصرف صدیوں سے جاری ہے اور آنے والی صدیوں تک جاری رہے گا اور لوگ آپکی برکات اور فیوض سے مستفیض ہوتے رہیں گے حضرت بابا فرید کے خلفاء کی تعداد بمثل ستاروں کے بہت زیادہ ہے لیکن آپ کی خلافت سے دو سلسلوں چشتی صابری اور چشتی نظامی کو عروج حاصل ہوا آپ کے پیرو مرشد سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیریؒ ہیں لوگوں کو پیرِ کامل کی تلاش میں پوری احتیاط سے کام لینا چاہیے اور پھر ایک ہی پیرومرشد کا دامن تھام لینا چاہیے کیونکہ روحانی فیض وقلبی سکون عقیدے کی پختگی اور ایمان و یقین کی پختہ منزل ہی سے حاصل ہوتا ہے آج کی مادہ پرست دنیا میں ریا کاری اور دھوکہ دہی عام ہے لہذا سکون واطمینان کے متلاشی لوگوں کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہوگا تا کہ وہ بھٹک نہ جائیں اولیاء اللہ مخلوق خدا کو سیدھی راہ دکھانے کیلئے تشریف لائے اور انھوں نے کبھی بھی دنیاوی آسائشوں اور مال ومتاع کی پرواہ نہیں کی لہذا ہمیں بھی ان تعلیمات پر عمل

پیرا ہو کر دین دنیا کی سرخروئی حاصل کرنے کی جدوجہد کرنی چاہیے۔

برموقع عرس حضرت سیّد شمس الدّینؒ

حضرت سیّد شمس الدّین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم سیّد علاؤالدین علی احمد صابر کلیریؒ کے محبوب و چہیتے اور اکلوتے خلیفہ ہیں آپ کے عُرس مبارک کے موقعہ پر حضرت حق بابا دامت فیوضھم العالیہ نے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

حضرت شمس الدّین ترک پانی پتیؒ ترکی النسل سیّد تھے ان کی دیگر بے شمار کرامات میں انکی ابتدائی زندگی کی یہ کرامت بڑی مشہور ہے کہ ایک محفل میں کسی صاحب نے ان سے استفسار کیا کہ وہ کیسے ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ سیّد ہیں اس پر حضرت شمس الدّین نے جواب دیا کہ وہ اس کا تحریری ثبوت بھی رکھتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ کہا جاتا ہے کہ آگ سیّد کو نقصان نہیں پہنچا سکتی حضرت یہ کہتے ہوئے قریب روشن آگ کے الاؤ میں کود گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے آگ کے شعلے اور انگارے پھولوں میں تبدیل ہو گئے جبکہ یہ منظر دیکھ کر تمام حاضرین پر سکتہ طاری ہو گیا اس اثناء میں حضرت شمس الدین نے سوال کرنے والے کو ہاتھ سے پکڑ کر جونہی اپنی طرف کھینچا تو اچانک آگ کے شعلوں نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا مگر حضرت شمس

الدین اسے آگ سے بچا کر باہر لے آئے اس واقعہ کا لوگوں پر جن میں
بڑے بزرگ بھی شامل تھے بے حد اثر ہوا اور وہ حضرت شمس الدین کے حلقہ
ارادت میں شامل ہو گئے حضرت شمس الدّین کا پورے ترکستان میں شہرہ
ہونے لگا اور عوام کا انکی طرف رجوع تیز ہو گیا لیکن آپ نے کچھ عرصہ بعد
مزید علم وعرفان کی تلاش میں اپنے آبائی وطن کو چھوڑ دیا اور حضرت علاؤ
الدّین صابر سرکار کلیر شریف کی خدمت میں حاضر ہو گئے حضرت مخدوم سرکار
نے بڑی شفقت ومحبت فرمائی اور حضرت شمس الدّین کو اپنے مرید خاص کے
مرتبے پر فائز کر دیا حضرت مخدوم علاؤ الدّین صابر حضرت بابا فرید الدین گنج
شکرؒ کے مرید اور بھانجے ہیں حضرت بابا فریدؒ کے دوسرے عظیم المرتبت مرید
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ہیں حضرت بابا فریدؒ کے مرشد قطب الدین
بختیار کاکیؒ اور اُنکے مرشد سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ
ہیں جنکے سلسلہ چشتیہ سے آگے چل کر تصوف وطریقت کے دو چشمے صابریہ اور
نظامیہ جاری ہوئے جو حضرت بابا فریدؒ کے ان دونوں مریدین خاص حضرت
مخدوم علاؤ الدین صابر سرکار اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے روحانی
تصرف کے مرہون منت ہیں حضرت شمس الدین کو حضرت مخدوم صابر سرکار کا
یکتا مرید خاص اور خلیفہ عصر ہونے کا شرف حاصل ہے جبکہ حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاء کے مریدین اور خلفاء عصر کی تعداد بے شمار ہے چنانچہ اسی

مناسبت سے کہا جاتا ہے کہ شمس ایک اور ستارے بے شمار شمس ایک ہونے سے مراد حضرت شمس الدین ترک پانی پتی اور ستارے بے شمار ہونے سے مراد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مریدین ہیں۔ حضرت شمس الدّین پانی پتیؒ کے مرشد حضرت مخدوم علاؤ الدین صابرؒ بڑے جلالی بزرگ تھے اور انکی بے شمار کرامات حق ہیں ایک واقعہ ''سیر الاقطاب'' سمیت تصوف کی دیگر معتبر کتابوں میں بھی درج ہے ایک دفعہ حضرت صابر سرکارؒ کی والدہ محترمہ سفر پر جا رہی تھیں تو انہوں نے اپنے صاجبزادے مخدوم صابر سرکارؒ کو اپنے بھائی حضرت بابا فریدؒ کے سپرد کرتے ہوئے ان کا خیال رکھنے کی درخواست کی کچھ عرصہ بعد جب بی بی صاحبہؒ واپس تشریف لائیں تو اپنے لختِ جگر کو انتہائی نحیف و نزار دیکھ کر پریشان ہو گئیں اور اسکا سبب دریافت کیا تو حضرت بابا فرید نے فرمایا کہ انہوں نے صابر کو لنگر خانے کی ذمہ داریاں سونپی تھیں حضرت مخدوم صابر نے لنگر خانے کا نگران ہونے کے باوجود کئی سال تک یہاں سے کچھ نہیں کھایا کیونکہ انہیں لنگر خانے سے کچھ کھانے کیلئے نہیں کہا گیا تھا انہیں لنگر کے نظام کی ذمہ داریاں سونپی گئیں تھیں والدہ محترمہ اور ماموں سرکار کے سامنے حضرت صابر سرکارؒ کا یہی جواب تھا کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضرت مخدوم صابر سرکار دین اسلام کی اشاعت اور غیر مسلموں کو حق پر لانے کیلئے کلیر شریف تشریف لے گئے تو

وہاں کے حکمران ہندو راجہ نے آپ کو پریشان کرنے کا ہر جتن کیا اور آپؒ کے قریب آنے والے لوگوں کی زندگی اجیرن کر دی آپؒ نے ہندو راجہ کو باز رکھنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ باز نہ آیا تو جلال پر مزید ضبط نہ رہ سکا اور آپ نے حالتِ جلال میں جب ایک پیڑ کی ٹہنی کو ہاتھ سے پکڑا تو فوراً آگ بھڑک اٹھی جو پھیلتی ہی چلی گئی اور کئی دنوں تک بھڑکتی رہی یہ صورتحال جان کر ہندو راجہ پریشان ہو گیا اور اپنے کئے پر ندامت ظاہر کرنے لگا لیکن حضرت صابر کی جلالی کیفیت میں فرق نہ آیا یہ صورتحال حضرت بابا فریدؒ کے علم میں لائی گئی چنانچہ روایت ہے کہ یہ حضرت شمس الدّینؒ ترک پانی پتی ہی تھے جن کے ذریعے حضرت بابا فریدؒ نے حضرت صابر کلیرؒ کو اپنا خصوصی پیغام بھجوایا اور حضرت شمس الدینؒ ہی تھے جنہیں حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں بابا فریدؒ کے پیغام سے آگاہ کرنے کی ہمت ہوئی ورنہ کوئی ذی روح اس حالت میں ان کے قریب جانے کی جرات نہیں کر سکتا تھا حضرت شمس الدّینؒ ترک پانی پتی کے دستِ حق پرست پر ہزاروں غیر مسلم حلقہ اسلام میں شامل ہوئے آج جب ہم برصغیر جنوبی ایشیاء میں کروڑوں مسلمانوں کا وجود دیکھتے ہیں تو یہ درحقیقت انہی بزرگانِ دین کی عبادت وریاضت اور تصرفاتِ روحانی کا کرشمہ ہے اور جن کے مزارات مبارکہ سینکڑوں سال گزر جانے کے باوجود مرجعِ خلائق ہیں اور قیامت تک رہیں

گے یہ جو دنیا کا نظام چل رہا ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اپنے نظام الاوقات کے مطابق گردش کرتا ہے دراصل اللہ تعالیٰ ہی اس سب کچھ کا اصل روحِ رواں ہے اور اس کے آگے اللہ کے یہی نیک و بزرگ بندے ہیں جن کے ذریعے یہ نظام اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں کے تابع ہے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ ہم گنگاروں انسانوں کے ہاتھ میں ہوتا تو جس طرح ہم حکومتوں کا حشر کرتے ہیں مملکتوں کے نظام کو درہم برہم کرتے ہیں اور ہر دنیاوی نظام کو اپنی خواہش کے تابع بنانا چاہتے ہیں نہ جانے ہم نے اس دنیا اور کائنات کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوتا۔

برموقع عُرس حضرت شہباز قلندرؒ

حضرت عثمان مروندی المعروف حضرت شہباز قلندر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیٹے سیّد اسماعیلؓ کی اولاد سے ہیں آپ کے عرس کے موقع پر سرکار حق بابا نے ارشاد فرمایا!

اولیاء اللہ نے اسلام کی ترویج و ترقی اور امر بالمعروف کے فروغ کیلئے گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں چودہ سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود اسلام کی تعلیمات اپنی اصل شکل میں موجود ہیں جن میں کوئی بھی ردو بدل یا تحریف کی جرات نہیں کرسکا سرورکونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الانبیاء ہیں اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ

وجہہ امام الاولیاء ہیں جن سے ولایت اور تصوف وطریقت کے سلسلے چلے آپ کے وسیلے سے ہی دنیا اور آخرت کی سرخروئی حاصل کی جا سکتی ہے کیونکہ حضور نبی کریمؐ نے خود فرمایا کہ جس نے علی سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اُس نے اللہ سے محبت کی حضرت لعل شہباز قلندر کا مرتبہ بہت بلند ہے جن کے دستِ حق پرست پر لاکھوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا ولایت اور تصوف وطریقت کے چراغ قیامت تک روشن رہیں گے اور اولیاء کرام کا سلسلہ فیض و برکات جاری و ساری رہے گا حضرت لعل شہباز قلندرؒ نے سندھ میں اسلام اور حق وصداقت کی جو شمع روشن کی تھی وہ آج بھی نور پھیلا رہی ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس روشن شمع سے فیض حاصل کرتے ہیں اور اس عظیم مردِ قلندر کا عرس تزک و احتشام سے مناتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اس قابل ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کے مطابق دین ودنیا کی سرخروئی حاصل کریں۔

برموقع عُرس خواجہ عبدالقدوس گنگوہیؒ

مجدد عالم خواجہ عبدالقدوس گنگوہیؒ حضرت امام ابوحنیفہؓ کی اولاد سے ہیں اور حضرت شاہ محمد عجیبؒ کے مرید وخلیفہ تھے حضرت شاہ محمد عجیب المعروف حضرت شاہ مصطفیٰ عارف زندہ پیر حضرت شیخ عبدالحق المعروف

مخدوم نور الحقؒ کے خلیفہ تھے حضرت شیخ عبد الحق حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی المعروف قلندرِ ثالث کبیر الاولیاء کے خلیفہ تھے اور شیخ جلال الدین پانی پتی حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے خلیفہ اکبر تھے مجدد عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی کے عرس کے موقعہ پر حضرت حق بابا نے ارشاد فرمایا!

حضرت خواجہ عبد القدوس گنگوہیؒ کے دور میں جنّات ایک عامل کے تابع تھے ایک روز اس عامل نے جنّات کو حکم دیا کہ وہ حضرت خواجہ عبد القدوس گنگوہیؒ کو اس کی چار پائی سمیت اٹھا لائیں جن حضرت خواجہ عبد القدوس گنگوہیؒ کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ نے انسے پوچھا کہ وہ کون ہیں جواب میں انہوں نے بتایا کہ ہم جن ہیں اور ہمیں آپ کو چار پائی سمیت اُٹھا لانے کا حکم دیا گیا ہے جنّات کا جواب سن کر خواجہ نے جنّات کو ایک نگاہِ قلندرانہ سے دیکھا اور انہیں حکم دیا کہ جس آدمی نے انہیں یہ حکم دیا ہے وہ اس کے پاس جائیں اور اُسے اٹھا لائیں حضرت کا یہ فرمانا تھا کہ جن واپس چلے گئے اور جب اپنے عامل کو چار پائی سمیت اٹھانے لگے تو اُس نے غصے سے کہا تم کیا کر رہے ہو تم تو میرے تابع ہو تبدیل شدہ کیفیت کے حامل جنّات نے جواب دیا کہ ہاں ہم عام لوگوں کے سامنے تمہارے تابع ہیں لیکن اس ہستی کے مقابلے پر ہم تمہارے تابع نہیں ہیں اس کے ساتھ ہی جنّوں نے عامل کو چار پائی سمیت اُٹھا کر حضرت خواجہ کے سامنے حاضر کر دیا جب عامل

نے یہ صورتحال دیکھی تو فوراً حضرت خواجہ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا طلبگار ہوا اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اولیاء کرام کے سامنے جنّات کی طاقت وقوت بھی کوئی حثییت نہیں رکھتی کامل کی ایک نگاہ سے مٹی بھی سونا بن جاتی ہے وسیلہ کے بغیر کوئی بھی مقصد حاصل نہیں ہوتا پیر کامل کی تلاش میں پوری احتیاط سے کام لینا چاہیے کیونکہ لباسِ خضر میں ہزاروں رہزن بھی ہوتے ہیں۔

لباس خضر میں لاکھوں یہاں رہزن پھرتے ہیں
اگر دنیا میں رہنا ہے تو پہچان پیدا کر

کامل درویش کا دامن تھامنے سے انسان گوہر مقصود تک پہنچ سکتا ہے عقیدہ اور ایمان کی پختگی سے روحانی فیض حاصل ہوتا ہے عقیدہ اسی وقت کامل اور پختہ ہوتا ہے جب وہ ہر طرح کے شکوک وشبہات سے پاک ہو عقیدہ ہی مومن کی معراج ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ اپنے عقیدہ کو مضبوط کریں کیونکہ عقیدہ ہی ایمانِ کامل کی بنیاد ہے۔

برموقع عُرس خواجہ عبدالواحدؒ

حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خلیفہ ہیں آپ کے عُرس کے موقع پر حضرت حق بابا نے ارشاد فرمایا!

اہل ایمان کی دنیا و آخرت میں سرخروئی کا دارومدار ان کی نیت اور اعمال پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیت کا بڑا درجہ ہے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اپنی نیت درست رکھیں اور اپنے قول و فعل میں مطابقت پیدا کریں قول و فعل میں مطابقت رکھ کر اللہ کی خوشنودی حاصل کی جا سکتی ہے اگر کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کی کتنی ہی عبادت کیوں نہ کرتا ہو لیکن اگر اس کی نیت میں اخلاص کے بجائے نمود و نمائش ہے تو ایسی عبادت کی کوئی اہمیت نہیں صالح اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے انسان کی ساری دولت اور عیش و عشرت دنیا میں باقی رہ جاتی ہے اور اگر انسان کے ساتھ کچھ جاتا ہے تو وہ اس کے اعمال اور اسکی اولاد صالح کے نیک کام ہوتے ہیں جو انسان کی بخشش کا سامان بنتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ ہماری خطائیں اور لغزشیں معاف فرمائے اور اپنے محبوب کے طفیل ہمیں روز محشر سرخرو فرمائے حضرت خواجہ عبد الواحد ابن زیدؒ ایک عظیم المرتبت صوفی بزرگ تھے اور انہیں امام الاصفیا حضرت حسن بصری کا خلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے جنہیں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ولایت ملی اور علم لدنی عطا ہوا انہی کی ذات بابرکات سے تصوف اور طریقت کے سلسلوں کا آغاز ہوا آپ حضرات کو چاہیے کہ صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی حیات مبارکہ اور دینی کارناموں کے علاوہ ان کی کرامات کا مطالعہ کریں تا کہ آپکو ذہنی تسکین اور روح کی

بالیدگی حاصل ہو۔

برموقع عرس حاجی شریف زندنیؒ

حضرت حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ حضرت قطب الدین مودود چشتیؒ کے خلیفہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے مرشد ہیں آپ کے عرس پر حضرت حق باباجی نے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

عُرس مبارک ان ہستیوں کے منائے جاتے ہیں جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق میں اپنی زندگی فنا کی ہو عشق کہاں سے ملتا ہے اب ذرا غور کریں سونا صرافوں کی دکانوں سے ملتا ہے کپڑا بزار کی دکان سے ملتا ہے غلہ کہاں سے ملتا ہے غلے کی دکان سے ملتا ہے۔ جس چیز کا جو مرکز ہوتا ہے وہاں سے وہی چیز ملتی ہے اگر آپ میرے چہرے کی طرف دیکھیں تو آپ کو میرا چہرہ نظر آتا ہے لیکن آپ سب کو اپنا چہرہ نظر نہیں آتا ہر کسی کو دوسرے کا چہرہ نظر آتا ہے کسی بادشاہ وزیر یا مولوی کو اپنی شکل نظر نہیں آتی لیکن ہر کوئی ایک دوسرے کی شکل دیکھ سکتا ہے البتہ ایک طریقہ سے اپنی شکل بھی دیکھی جا سکتی ہے میرے ہاتھ میں آئینہ کا ایک ٹکڑا ہے اس میں مجھے اپنی شکل نظر آرہی ہے اسی طرح ایک وسیلہ درمیان میں ہوتا ہے جس میں اپنی شکل نظر آتی ہے نکتہ یادرکھیں آپ کو سمجھانے کیلئے ہے دریا میں کشتی

جارہی ہے آگے سے ایک شہتیر آ گیا جو بڑا بھی تھا اور موٹا بھی لیکن پانی میں کبھی ڈوب رہا تھا کبھی ابھر رہا تھا جبکہ کشتی بڑے پرسکون طریقے سے پانی پر جارہی تھی جس میں لوگ بھی سوار تھے شہتیر نے کشتی کو آواز دی کہ تم بھی لکڑی ہو اور میں بھی لکڑی ہوں لیکن میں غوطے کھا رہا ہوں اور تم خود بھی سفر کر رہی ہو اور لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے جارہی ہو کشتی نے جواب دیا کہ تم پر کاریگر کا ہاتھ نہیں لگا مجھ پر کاریگر کا ہاتھ لگا ہے اسی وجہ سے میں خود بھی جارہی ہوں اور دوسروں کو بھی پار لگا رہی ہوں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہاتھی بھی پیدا کیا ہے اور بندر بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں آدمی کو بھی پیدا کیا ہے اور دوسری مخلوقات کو بھی اللہ تعالیٰ نے روشنی بھی پیدا کی اور اندھیرا بھی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کو جلوہ افروز کیا تو ابولہب بھی پیدا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو ان کے مدمقابل فرعون پیدا کیا گیا حضرت ابراھیم علیہ السلام پیدا ہوئے تو نمرود پیدا کیا گیا حضرت امام حسین علیہ السلام کو پیدا کیا تو یزید بھی پیدا ہوا یعنی دو شکلیں ہو گئیں حق بھی ہے اور باطل بھی ہے آئینہ بھی ہے آئینہ کے ایک طرف شکل نظر آتی ہے دوسری طرف شکل نہیں آتی اگر وسیلہ درست ہو تو شکل نظر آتی ہے انسان اپنی شکل وسیلہ سے دیکھ سکتا ہے بغیر وسیلہ کے اگر تمام عمر بھی لگا رہے تو اپنی شکل نہیں دیکھ سکتا اگر وسیلہ ناقص ہو اس کی صفائی نہ ہو وہ ٹھیک نہ ہو تو اس وسیلہ سے بھی آدمی شکل نہیں دیکھ سکتا ہمیں قرآن پاک

مِلا تو نبی اکرمؐ کے وسیلہ سے مِلا نماز ملی تو وہ بھی نبی کریمؐ کے وسیلہ سے ملی ہے جو بھی حکم شریعت کا آیا ہے وہ نبی کریمؐ کے وسیلہ سے آیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے عیسیٰ علیہ السلام کو والد کے بغیر پیدا کیا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے لیکن قانون قدرت ہے کہ کوئی بچہ وسیلہ کے بغیر پیدا نہیں ہوتا اگر کوئی عورت تمام عمر بچے کیلئے دعا کرتی ہے کہ بچہ ہو تو بغیر خاوند کے بچہ نہیں ہوسکتا اسی طرح اگر کوئی مرد بچہ کی دعا کرتا ہے تو بغیر بیوی کے بچہ نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے قانون قدرت ہے کہ عورت خاوند کی تابعداری کرے گی اور خاوند عورت کی شرعی اصولوں کے تحت ان کا بچہ جو پیدا ہوگا تو وہ وسیلہ سے پیدا ہوگا لیکن وسیلہ بھی وہ وسیلہ جو کشتی کی مثال کے مطابق ہو اگر وسیلہ ناقص ہو تو سب کچھ ناقص ہی رہتا ہے آج جو عُرس ہو رہا ہے یہ عُرس شیخ المشائخ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی کا ہے حاجی شریف زندنیؒ قطب الدّین مودود چشتیؒ کے مرید تھے اور خواجہ عثمان ہارونی کے مرشد جن کا مزار مبارک مکہ معظمہ میں جنت المعلیٰ میں ہے حضرت عثمان ہارونیؒ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے پیر تھے خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری کے مرید حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ تھے حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کے مرید حضرت بابا فرید الدّین مسعود گنج شکر زہد

الانبیاء پاکپتن شریف والے ہیں حضرت شریف زندنیؒ وہ ہستی ہیں جن کے بارے میں فارسی کی نایاب کتاب سیر الاقطاب اور دوسری مختلف کتابوں میں لکھا ہے کہ سلطان سلجوقی وفات پا گئے تو انہیں کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہو گیا ہے انہوں نے کہا حساب کتاب ہو گیا اور وہ دوزخ کیلئے تیار تھے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا کہ اِسے جہنم کی بجائے جنت میں لے جائیں کیونکہ انہوں نے ایک بار دمشق کی مسجد میں حضرت حاجی شریف زندنی کی جن کا آج عُرس منایا جا رہا ہے قدم بوسی کی تھی اللہ تعالیٰ نے سلطان سلجوقی کے عشق و محبت اور حضرت شریف زندنیؒ کی قدم بوسی کے سبب انہیں بخش دیا ہے آج اُس ہستی کا عُرس منایا جا رہا ہے قرآن پاک میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے کچھ لوگوں نے جرم اور غلطیاں کر لیں تو موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو کہیں کہ وہ اِس دروازہ سے گزر جائیں اور عاجزی سے جائیں اکڑ کر نہ جائیں عاجزی و انکساری سے گزریں ان کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت معاوضہ نہیں صرف بہانہ مانگتی ہے نماز کی نیت کرتے وقت سب کہتے ہیں کہ مُنہ میرا کعبہ کی طرف انسان کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہے کہ خانہ کعبہ نزدیک ہے اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی نزدیک ہے لیکن تمام دنیا میں نماز پڑھنے والے کہتے ہیں کہ مُنہ میرا خانہ کعبہ کی طرف اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ اے محبوب

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنا رخ اس طرف کرلیں جو آپ کی رضا ہو رسول کریمؐ کی خاطر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مُنہ خانہ کعبہ کی طرف کرنے کا حکم ہوا عُرس کیوں ہوتا ہے عُرس ان ہستیوں کا ہوتا ہے جو عشق رسولؐ میں اپنی زندگی فنا کردیتی ہیں جب انسان فوت ہو جاتا ہے اور انسان کی روح پرواز کرجاتی ہے تو میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے جہاں منکر نکیر جن کی شکلیں ہیبت ناک ہوتی ہیں آجاتے ہیں اور اس میت سے تین سوال کرتے ہیں قبر میں پہلا سوال ہوتا ہے تیرا رب کون ہے اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی شامل ہو تو بندہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے پھر دوسرا سوال ہوتا ہے تمہارا دین کون سا ہے اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی شامل حال ہوتی ہے تو جواب ہوتا ہے میرا دین اسلام ہے آخری پرچہ پاک و پاس ہونے کا ہوتا ہے جب سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰؐ خود جلوہ افروز ہوتے ہیں اور انکی طرف اشارہ کرکے پوچھا جاتا ہے کہ آپ کون ہیں مرنے والا اہل ایمان ہوا اور سچا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو تو وہ بتا دیتا ہے آپ ہی وہ مبارک ہستی ہیں جن کی خاطر کائنات کی تخلیق کی گئی تیسرے سوال کا جواب درست دیا جاتا ہے تو مردے کو جنت میں داخل کردیا جاتا ہے اس لئے آپ درود شریف زیادہ پڑھا کریں۔

برموقع عرس بابا فریدؒ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے عرس مبارک کے موقع پر آپ نے فرمایا!

حضرت بابا فریدؒ نے تصوف وطریقت میں شریعت کو ہمیشہ فوقیت دی کیونکہ شریعت نہ صرف تصوف بلکہ اسلام کے ہر شعبہ کیلئے مشعل راہ ہے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نسلاً فاروقی ہیں اورامیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد ہیں آپ کے اجداد کا سلسلہ بادشاہ کابل فرخ شاہ سے ملتا ہے جو صدیوں پہلے افغانستان کے حکمران گزرے ہیں جب چنگیز خان نے حملہ کیا تو حضرت بابا فریدؒ کے دادا حضور حضرت قاضی شعیبؒ ہجرت کر کے قصور تشریف لے آئے اس وقت حکمران دلی نے آپ کی بڑی آؤ بھگت کی اور انہیں عزت سے نوازتے ہوئے ملتان کا قاضی مقرر کر دیا حضرت بابا فریدؒ کے والد گرامی حضرت قاضی سلیمانؒ تھے جنہوں نے اپنے صاحبزادے کی دینی تعلیم کیلئے انہیں ملتان کے ایک مدرسہ میں داخل کرا دیا حضرت بابا فریدؒ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ایک ایسا حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا جس میں بابا فریدؒ کے پیدائشی ولی اللہ ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی یہ شعبان المعظم کا مہینہ تھا جب لوگوں نے ۲۹ شعبان کا چاند دیکھا تو لوگ

حضرت بابا فریدؒ کے والد قاضی سلیمان کے پاس گئے اور ان سے دریافت کیا کہ کیا کل روزہ ہو گا آپ نے فرمایا کل کا دن شک کا دن ہے اگر روزہ رکھا گیا تو وہ مکروہ ہو گا اس کے بعد لوگ علاقہ میں موجود ایک ابدال کے پاس گئے اور اُن سے دریافت کیا کے کیا کل روزہ ہو گا آپ نے فرمایا کے رات کو ایک بچے کی ولادت ہو گی اگر صبح اس نے دودھ نہ پیا تو روزہ ہو گا اور اگر اس نے دودھ پی لیا تو روزہ نہیں ہو گا اُس رات حضرت بابا فریدؒ کی ولادت ہوئی تو آپ نے ولادت کے بعد ایک طرف سے دودھ پی لیا اور رات دوسری طرف سے دودھ پی لیا لیکن صبح دودھ نہ پیا لہذا اگلے دن روزہ ہو گیا آپ کے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ تھے جن کا مزار ہندوستان میں ہے حضرت بابا فریدؒ ایک بار کتاب ''نافع'' کا مطالعہ فرما رہے تھے روایت ہے کہ اس اثناء میں وہاں سے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا گزر ہوا حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ نے فرمایا نافع پڑھ رہے ہو آپ نے فوراً کہا کہ نفع تو آپ دیں گے ایک روایت میں یوں بھی مذکور ہے کہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ حضرت بختیار کاکیؒ کے ہمراہ تھے اور آپ نے فرمایا حضرت بابا فرید سے کتاب کے بارے میں استفسار کیا تھا آپ نے جواب پا کر حضرت خواجہ غریب نواز کے قدموں سے لپٹ گئے کچھ عرصہ بعد جب حضرت بختیار کاکیؒ دلی واپس ہونے لگے تو

حضرت بابا فریدؒ نے آپ کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کردی لیکن مرشد نے آپ کو وہیں قیام کرنے اور مزید علم حاصل کرنے کی تاکید فرمائی حضرت بابا فرید حضرت قطب الدین بختیار کاکی کے مرید اور خلیفہ تھے جن کی بے پناہ کرامات کتابوں میں ذکر ہیں پاکپتن شریف سے کچھ فاصلے پر دیپالپور نامی ایک قصبہ ہے جہاں ایک جوگی رہتا تھا جس نے بڑے بڑے کڑھ نما مُندرے پہنے ہوئے تھے وہ اکثر کہتا تھا کہ ولی کامل وہ ہوگا جس کے دیکھنے پر میرے مندرے گر پڑیں گے ایک دفعہ بابا فرید کا اس کے پاس سے گزر ہوا اور آپ کی نظریں جب جوگی پر پڑیں تو اس کے مُندرے اچانک زمین پر گر پڑے جب مُندرے زمین پر گر پڑے تو جوگی نے کہا کہ اب ان مُندروں سے درخت بن جائیں چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے جوگی کے مُندرے زمین میں دھنس گئے اور یہاں درخت اُگ آئے یہ درخت آج بھی دیپال پور میں موجود ہے جس کے پھول مُندروں کی طرح گولائی نما اور سُرخی مائل ہوتے ہیں لوگ صدیوں سے اب تک ان درختوں کی زیارت کیلئے آتے ہیں میں نے بھی ان درختوں کی زیارت کی ہے حضرت بابا فرید کی اس کرامت کے ظہور پر وہ جوگی حضرت بابا فریدؒ کا مرید ہوگیا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر اور حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ کا زمانہ ایک ہے آپ دونوں اولیاء کرام کے آپس میں تعلقات تھے جب حضرت بابا فریدؒ کے خلیفہ حضرت

صدر الدین نے آپ کی بے حد عزت افزائی کی جس سے حضرت بابا فرید بہت خوش ہوئے اور یہاں قیام بھی فرمایا اقتباس الانوار میں رقم ہے کہ ملتان میں حضرت شاہ گردیز کا مزار مبارک تھا جہاں ہزاروں لوگ حاضری کے لئے جایا کرتے تھے ایک روایت کے مطابق حضرت شاہ گردیز کا ایک ہاتھ مبارک مرقد سے باہر نکلا ہوا کرتا تھا حضرت بابا فرید نے بھی اس روحانیت کا نظارہ کیا حضرت بابا فریدؒ شریعت کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے اور ان کے ہاں تصوف میں بھی شریعت اور شرعی تعلیمات کی بالادستی تھی لہذا آپ نے پانی بھرا کوزا منگوایا اور مرقد سے باہر نکلے ہوئے ہاتھ پر پانی ڈال دیا جس سے ہاتھ پھر اندر چلا گیا لیکن کچھ دیر بعد نکل آیا چنانچہ آپ نے پانی ڈالنے کا عمل دہرایا جس پر ہاتھ پھر اندر چلا گیا اور دوبارہ قبر مبارک سے باہر نہیں آیا روایت ہے کہ جب حضرت شاہ گردیز کا وصال ہوا تو انکی میت کو غسل دیتے وقت انکی ناف مبارک خشک رہ گئی تھی جسکی وجہ سے حضرت شاہ گردیز کا ہاتھ مزار سے باہر رہتا تھا حضرت بابا فرید صاحبؒ کمال اور ولی کامل تھے ان پر ساری صورتحال منکشف ہوگئی اور انہوں نے ہاتھ مبارک پر پانی ڈال دیا اور ناف مبارک کی خشکی ختم ہوگئی حضرت شاہ گردیز کے مزار کے باہر پانی کا ایک رہٹ یعنی کنواں تھا جو خود بخود چلتا رہتا تھا اور اس کے کھینچنے کیلئے کوئی آدمی یا بیل نہیں تھا حضرت بابا فرید ایک روز اس رہٹ کے پاس آئے اور سارا

نظارہ کیا آپ نے رہٹ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا اگر تو اللہ کے حکم سے چل رہا ہے تو چلتا رہ اور اگر کسی اور کے حکم سے چل رہا ہے تو بابا فرید کا حکم ہے کہ رُک جا بابا فرید کے اس فرمان کے ساتھ ہی رہٹ کا چلنا بند ہو گیا روایت ہے کہ حضرت شاہ گردیز نے ایک جن کو رہٹ ہر وقت چلانے پر مامور کر رکھا تھا کیونکہ جنات ان کے کنٹرول میں تھے حضرت بابا فریدؒ کا ایک خادم بھورا نام کا تھا جو بازار سے سودا سلف لاتا تھا ایک بار حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ نے اعلان کیا کہ جو کوئی ان کا درشن کر لے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی حضرت ذکریا نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے دیدار کا موقع فراہم کرنے کیلئے ایک پالکی کا اہتمام کیا اور اسمیں سوار ہو کر شہر میں گھوم رہے تھے اس دوران جب انکی پالکی حضرت بابا فریدؒ کے خادم بھورا کے قریب سے گزری تو اس نے پشت کر دی اور کہا کہ میں بابا فرید کا خادم ہوں مجھے اسکی کیا ضرورت ہے جب بھورا نے واپس آ کر یہ واقعہ حضرت بابا فریدؒ کو سنایا تو آپ پر وجد طاری ہو گیا اور حالت جذب میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو تیرا مرید ہو گا تیرے مرید کا مرید ہو گا تیرے سلسلے میں داخل ہو گا یا تیرے شجرہ سے تعلق رکھتا ہو گا اس پر جہنم کی آگ حرام ہے آپ کے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے بھی اس کی بشارت فرمائی تھی قول مبارک حضرت بابا فرید ہے ”اے فرید دکھ اور سکھ کو ایک جیسا سمجھ دل

کو گناہوں سے پاک کرو ہی اچھا ہے جو اللہ کو اچھا لگے پسند آئے اس کے بعد ہی اللہ کے دربار میں تیری رسائی ہوگی"

برموقع عُرس خواجہ شمس الدین ترکؒ

حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی کا تعلق سادات گھرانہ سے ہے آپ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیٹے حضرت سیّد علی کی اولاد سے ہیں اور حضرت مخدوم سیّد علاؤ الدین علی احمد صابر کلیریؒ کے مرید و خلیفہ ہیں حضرت خواجہ شمس الدین ترک کے عُرس مبارک پر حضرت حق بابا سرکار نے اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا!

آپ سب ایک دوسرے کی آنکھیں دیکھ سکتے ہیں لیکن اپنی آنکھیں خود نہیں دیکھ سکتے البتہ ہر شخص ایک طریقہ سے اپنی آنکھیں بھی دیکھ سکتا ہے اور آپ سب بھی دیکھ سکتے ہیں وہ کونسا طریقہ ہے وہ طریقہ ہے "وسیلہ" قرآن میں اللہ تعالیٰ نے وسیلہ کا ذکر فرمایا ہے وسیلہ درمیان میں آجائے تو ہر کوئی اپنی آنکھیں دیکھ سکتا ہے ہر شخص کی آنکھوں میں نور ہے بینائی ہے بجلی کی لائٹس کی صورت میں آپ روشنیاں دیکھ رہے ہیں ہر شخص کی آنکھوں میں نور ہے ہم سب دیکھ رہے ہیں اگر بجلی بند ہو جائے اور یہ روشنی ختم ہو جائے جس سے ہم دیکھ رہے ہیں تو پھر کچھ نہیں دیکھ سکتے اس سے پتہ چلا کہ ان آنکھوں کے نور کے لئے خارجی نور کی بھی ضرورت ہوتی ہے یعنی روحانیت

کی ولی کسے کہتے ہیں یہ یاد رکھیں کہ ولی جاہل نہیں ہوسکتا ولی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بار بار کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خبردار بے شک اللہ کے جو دوست ہیں نہ اُن پر کوئی غم ہے نہ پریشانی ولی کے دو معنی ہیں ولی کا ایک معنی دوست اللہ تعالےٰ کا دوست اور دوسرا معنی قریب یعنی اللہ کے قریب اللہ کس کا دوست ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں خود فرماتے ہیں کہ اللہ اُن کا دوست ہے جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ولی اللہ کا دوست اور اللہ ولی کا دوست ولی کی محبت اللہ سے اور اللہ کی محبت ولی سے ہے یہ یاد رکھیں کہ جو دوست ہوتے ہیں وہ دوست کی بات مانتے ہیں دوست دوست کی عزت رکھتا ہے بخاری شریف کی حدیث مبارک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری شفاعت گناہ کبیرہ کے مرتکب افراد کیلئے بھی ہے بشرطیکہ ان کا عقیدہ درست ہو اور وہ مسلمان ہو۔

زاہد نہ چھیڑ چھاڑ عاشقوں سے
اپنا مسلک اور ہے ان کا عقیدہ اور
زاہد میں گنہگار انکا وہ شافع میرے
اتنی نسبت کچھ کم ہے تو سمجھا کیا ہے

بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ سرکار دو جہاںؐ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیئے تھے اس کے دل میں

خیال آیا کہ اب توبہ کرلوں اس خیال سے وہ ایک مُلا کے پاس گیا جو
روحانیت سے واقف نہیں تھا

مولوی ہر گز نہ .شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی کے پاس پہنچا تو مولوی وضو کر رہا تھا اسنے سلام کیا تو مولوی نے پوچھا کہ کون ہے اور کیسے آئے ہو اسنے کہا ایک عرض لے کر حاضر ہوا ہوں مولوی نے کہا بولو کیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے ۹۹ قتل کئے ہیں اور اب معافی چاہتا ہوں مولوی نے کہا جاؤ تمہاری بخشش نہیں ہوسکتی اس نے منت کی کہ کوئی راہ بتائیں کہ کس طرح میری بخشش ہو گی مولوی نے کہا تمہاری بخشش نہیں ہوسکتی مولوی کے اس جواب پر قاتل کے دل میں خیال آیا کہ اگر اللہ میری بخشش نہیں کرتا تو چلو جہاں ۹۹ قتل کیے ہیں وہاں ایک اور سہی اور اس نے مولوی کو بھی قتل کر دیا کچھ دن بعد وہ شخص پھر پشیمان و پریشان پھر رہا تھا اسی اثناء میں وہ ایک شخص کے پاس گیا جس نے اُسے بتایا کہ فلاں جگہ چلے جاؤ اللہ تعالیٰ کے دوست رہتے ہیں توبہ کرو اور ان کے پاس جاؤ اور ان سے درخواست کرو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی طرف روانہ ہو گیا وہ ابھی راستے میں ہی تھا کے عزرائیل نے اس کی روح قبض کر لی یہ یاد رکھیں کہ انسان کی وفات کے بعد اس کی روح لانے کیلئے ملائکہ آجاتے

ہیں جو اُسے جنت یا دوزخ لے جاتے ہیں پھر جو بھی معاملہ ہو اس سے کرتے ہیں اس شخص کی روح کیلئے بھی ملائکہ آ گئے جنت کے ملائکہ نے کہا اسے ہم جنت میں لے جائیں گے جبکہ دوسری طرف کے ملائکہ ان سے اختلاف کرنے لگے فیصلہ پروردگار عالم پر چھوڑا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ زمین کی پیمائش کی جائے کہ اس شخص نے کتنا فاصلہ طے کیا تھا اللہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ نے زمین کو طنابیں کھینچ لینے کا حکم دیا کہ اس شخص نے جو منزل طے کی ہے وہ زیادہ ہو جائے اور جو منزل رہتی ہے وہ کم ہو جائے جنت کے ملائکہ اس روح کو جنت کی طرف لے گئے کیونکہ اس شخص کی نیت درست تھی اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے زندگی مل جاتی تو وہ ضرور اپنی منزل تک پہنچ جاتا یعنی توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دکھا دیا کہ میرے اولیاء کے پاس جانا بے فائدہ نہیں بلکہ اس میں فائدہ ہے اللہ تعالیٰ جب روزِ قیامت حساب و کتاب کریں گے اور جنت دوزخ والوں کا فیصلہ ہو جائے گا بعد میں جو جہنم والے رہ جائیں گے جن کے گناہ زیادہ ہونگے اور جہنمی ہونگے اللہ تعالیٰ وسیلے کی نسبت سے انہیں بھی بخش دیں گے۔

برموقع عرس حضرت خواجہ سیّد قاسم شاہؒ

آپ نے اپنے والدِ گرامی قدر حضرت خواجہ پیر سیّد قاسم شاہ بخاری چشتی صابریؒ کے عرس مبارک پر اپنے معتقدین و متوسلین سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

بزرگانِ دین سے عقیدت و محبت اور انکی خدمت کے طفیل اللہ تعالیٰ انسانوں کے سنگین مسائل حل فرماتا ہے اور لوگوں کو مشکلات سے نجات ملتی ہے الفت پیر و مغاں کی رستہ دکھاتی رہتی ہے پیر اور شیخ کے ساتھ اگر اس کے مرید اور تابع کی حقیقی محبت و الفت ہو گی تو یہ تعلق مرید کو سیدھے راستے پر گامزن کرے گا اور اسکی زندگی صحیح راہوں پر استوار ہو گی میرے والد بزرگوار حضرت پیر سیّد قاسم شاہ کا یہ روحانی فیض ہے جسکی بدولت آج یہاں ہم سب جمع ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں مہربانیوں سے مستفیض ہو رہے ہیں حضرت پیر سیّد قاسم شاہؒ سیّد جہاں شاہ اور سیّد سکندر شاہ کے دادا حضور تھے جنہوں نے آج انکے عُرس مبارک کے اہتمام کی سعادت حاصل کی ہے مجھے حضرت پیر سیّد قاسم شاہؒ کی محبت اور روحانی فیض سے استفادہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور بعض اہم واقعات انکی زبان مبارک سے سننے کا موقع بھی مِلا جنکے بارے میں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے حج بیت اللہ

شریف کے دوران ملتان کی ایک خاتون حضرت پیر سیّد قاسم شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اوران سے عرض کی کہ میں اس سے قبل کئی حج کر چکی ہوں مگر اس بار مجھے بشارت ہوئی ہے کہ پشاور کے ایک پٹھان سیّد اور پیر کی دعا سے میرا مسئلہ حل ہوگا میری آرزو پوری ہوگی آپ سیّد بھی ہیں اور پیر بھی ہیں اور پھر آپ پشاور سے تشریف لائے ہیں اس لئے میرے حق میں دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مراد پوری کرے حضرت پیر سیّد قاسم شاہؒ نے فرمایا کہ میں خود مانگنے کیلئے یہاں آیا ہوں آپ بھی یہاں سے مانگیں لیکن خاتون کا اصرار برقرار رہا راز کی باتیں راز ہی رہنا چاہیں پھر کیا ہوا اس کا مجھ علم نہیں تاہم اس خاتون کا ملتان سے خط و کتابت کے ذریعہ رابطہ کافی عرصہ تک برقرار رہا حضرت پیر سیّد قاسم شاہ ایک بار اجمیر شریف میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص انکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں یہاں مسلسل قیام پذیر ہوں اور اپنا ایک مطالبہ پورا کرانے آیا ہوں مجھے دربار اقدس حضرت خواجہ غریب نواز سے بشارت ہوئی ہے کہ میرا مطالبہ آپ ہی کی دعا اور توجہ سے پورا ہوگا اسکے جواب میں حضرت پیر سیّد قاسم شاہ نے فرمایا وہ مجھے خود فرمائیں پھر کیا ہوا اس کے بعد کی صورتحال کا مجھے علم نہیں (واللہ اعلم بالصواب) ان واقعات کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بزرگان دین کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں خاص مقام عبادت و ریاضت اور اپنی ذات و نفس کی

نفی کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور پھر وہ اللہ کے محبوب ہو جاتے ہیں ایک وقت میں ہندوستان پر راجہ رنجیت سنگھ کی حکومت تھی دہلی میں جاٹوں کے ظلم بہت عام تھے وہ لوگوں کو قتل کرتے لوٹ مار کرتے انکی زیادتیوں سے کوئی بھی محفوظ نہ تھا ایک ہندو برہمن کو جاٹوں نے بہت تنگ کیا تو ایک روز وہ نصیر الدّین چراغ دہلی کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور گڑ گڑا کر جاٹوں کے ظلم سے پناہ کی التجا کی ہندو برہمن نے آہ وزاری کرتے ہوئے کہا کہ جاٹ اسے لوٹنا چاہتے ہیں مجھے انکے ظلم سے محفوظ کیجئے حضرت چراغ دہلوی کے حضور ہندو برہمن کی التجا قبول ہوگئی اور اسکے بعد جاٹ جب بھی اسکے مکان پر حملہ آور ہونے کیلئے آتے تو وہ اندھے ہو جاتے اور انہیں کچھ دکھائی نہ دیتا اس ماجرے کا جب رنجیت سنگھ کو علم ہوا تو بہت حیران ہوا اور صورتحال کا جائزہ لینے کیلئے خود ہندو برہمن کے علاقہ میں آگیا اس نے علاقہ کے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کیا خاص بات ہے کہ میرے آدمیوں کے ساتھ یہ ماجرا ہو رہا ہے علاقہ کے لوگوں نے اسے بتایا کہ یہاں اور تو کچھ نہیں ایک حضرت نصیر الدّین چراغ دہلی کا مزار ہے رنجیت سنگھ کی سمجھ میں بات فوراً آگئی اور وہ حضرت نصیر الدّین چراغ دہلوی کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہوا جس کے بعد اندھے جاٹوں کی بینائی بحال ہوگئی اور ان پر شہر روشن ہو گیا بزرگانِ دین اور اولیاء کرام کی سرگرمیوں سے ہمیشہ بنی نوع

انسان کی بھلائی ہوتی رہتی ہے اور انکی کرامات کا سلسلہ ان کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی جاری وساری رہتا ہے بات وہی ہے الفت پیر مغاں کی راستہ دکھاتی رہتی ہے، آج ہم حضرت پیر سیّد قاسم شاہؒ کا عُرس منا رہے ہیں پیران کا فیض ہے کہ انکی اولاد کی خدمت کرنے والوں کی بھی ناقابلِ یقین آرزوئیں پوری ہوتی رہتی ہیں ابھی کچھ ہی روز پہلے ایک نوجوان کی امریکہ جانے کی خواہش اسطرح پوری ہوئی ہے جسکا یقین نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں تمام بزرگانِ دین اور اولیائے کرام سے پر خلوص محبت و عقیدت کی توفیق دے ہمیں ان بزرگوں کے طفیل دین ودنیا کی سرخروئی عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ہمارے گناہ اور خطائیں معاف فرمائے اور ہماری تمام جائز خواہشیں پوری کرے۔

برموقع عرس خواجہ فضیل ابن عیاضؒ

حضرت خواجہ فضیل ابن عیاضؒ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خلیفہ حضرت عبدالواحد ابن زیدؒ کے خلیفہ ہیں آپکے عُرس کے موقع پر سرکار حق بابا نے نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کی ذات ستودہ صفات پر درود پڑھنے کا ثواب بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا!

سرورِ کائنات ختم المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و بلندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی تخلیق اسکے محبوب کا نور ہے اسکے بعد ہر شے کو اس نور سے پیدا کیا گیا آپ ؐ اللہ تعالیٰ کا وہ نور ہیں جو سب سے پہلے چمکا اور جس سے کائنات کی تخلیق ہوئی آپ ؐ کا نور زمان و مکان سے پہلے چمکا اور اسی نور سے پیدا ہونے والے سورج چاند اور سیارے روشن ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کے نور سے پیدا ہونے والے ستاروں سے آسمان کو رونق بخشی آپکی ذات اقدس تمام بنی نوع انسان کیلئے سب سے بڑا انعام ہے اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کو رحمتہ العالمین اور دنیا جہاں کیلئے روشنی بنا کر بھیجا ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ اس نعمت کیلئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اسکا بہترین طریقہ یہ ہے کہ حضور اکرم ؐ کی خدمت میں درود شریف کی سوغات پیش کی جائے اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس نعمتیں نازل فرمائیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو درود شریف پڑھنے کی توفیق دے اور ہمیں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں محو کر دے۔

پیر سیّد سجاد شاہ بادشاہ بخاری

علامہ پیر سیّد سجاد بادشاہ حضرت حق بابا کے بڑے فرزند ہیں دینی و دنیوی تعلیم سے آراستہ ہیں آپ ؒ نے شیخ القرآن علامہ سیّد ایوب

جان بنوری کے زیر نگرانی درس نظامی کی تکمیل کی اور وفاق المدارس ملتان سے دورہ حدیث مکمل کیا حضرت پیر محمد چشتی بھی آپ کے اساتذہ سے ہیں آپ دار العلوم رحمانیہ چشتیہ تمر پورہ کے مہتمم ہیں اپنے اسلاف کے طریقہ کار پر چلتے ہوئے شب و روز دینی و روحانی خدمات میں مصروف عمل ہیں پیران آف مانکی شریف کی قائم کردہ تنظیم المشائخ صوبہ سرحد کے سینئر نائب صدر ہیں نیز مدینہ ویلفیئر ٹرسٹ ،انجمن غلامان چشتیہ صابریہ کے صوبائی سربراہ کی حیثیت سے بھی آپ کی گراں قدر خدمات ہیں ادارہ منہاج القرآن صوبہ سرحد کی بھی سرپرستی فرمائی آپ اپنے علاقہ کی یونین کونسل کے ناظم بھی رہ چکے ہیں آپ کے زیر اہتمام ہر سال ۶ رجب کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا سالانہ عرس بھی منعقد ہوتا ہے جس کی سرپرستی حضرت حق بابا سرکار فرماتے ہیں چھٹی تاریخ کو آپ لاہور میں بھی آستانہ عالیہ پیر سید قاسم شاہ پر ختم خواجگان کا اہتمام کرتے ہیں اسی طرح آپ نے پاکستان میں ہونے والے سادات کنونشن میں بھی بھرپور شرکت فرمائی آپ کے صاحبزدگان میں سیّد عثمان علی شاہ اور سیّد فیضان علی شاہ ہیں سیّد عثمان علی شاہ لاہور میں ادارہ منہاج القرآن میں زیر تعلیم ہیں۔

پیر سیّد عنایت شاہ بادشاہ بخاری

پیر سیّد عنایت شاہ بادشاہ حضرت حق بابا کے چھوٹے صاحبزادہ ہیں

اور موتیاں والی سرکار کے نام سے معروف ہیں آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد ادارہ منہاج القرآن لاہور میں علوم شریعہ کی تحصیل فرمائی عبادت و ریاضت میں منہمک رہتے ہیں آپ کی شخصیت قابل دید و جاذب نظر ہے دارالعلوم رحمانیہ چشتیہ کی نظامت بھی آپ سرانجام دے رہے ہیں جشن عید میلاد النبیؐ کا اہتمام بڑے تزک و احتشام سے کرتے ہیں اور ہر سال بارہ ربیع الاوّل کے عالیشان جلوس کی قیادت فرماتے ہیں آپ نے محلّہ گل بہار نمبر ا میں میلاد ہاؤس کی بنیاد رکھی ہے جہاں خلق میں محبت و عشق رسولؐ کی دولت بانٹ رہے ہیں ہر اسلامی مہینے کی چھٹی تاریخ کو حضرت خواجہ غریب نواز کی چھٹی شریف کے سلسلہ میں ختم خواجگان کا روحانی اجتماع ہوتا ہے اور آپ اپنے منفرد انداز سے حاضرین مجلس سے خطاب فرماتے ہیں ہر سال ۲۴ ذوالحجہ کو ضلع گجرات کے شہر لالہ موسیٰ بمقام سکھ چین ہاؤس میں جشن فرید میں آپ کی تشریف آوری ہوتی ہے جہاں باضابطہ محفل سماع سے پہلے ختم پاک پڑھا جاتا ہے محفل کے اختتام پر آپ دعا فرماتے ہیں پیر سیّد عنایت شاہ بادشاہ کے صاحبزدگان میں سیّد حسن فرید شاہ، سیّد امداد شاہ بادشاہ اور سیّد قائم علی شاہ معروف علی شاہ ہیں سیّد حسن فرید نے جامعہ رضویہ لاہور میں تحفیظ القرآن کیا اور دینی تعلیم بھی لاہور ہی میں حاصل کی۔

کتابیات

نمبر شمار	کتاب	مصنف کا نام
۱	صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بخاری
۲	مشکوۃ شریف	امام ولی الدین
۳	الریاض النظرہ	علامہ محبؔ طبری
۴	نورالابصار	سیّد مومن شبلنجی
۵	رشفۃ الصادی	سیّد شہاب الدین مصری
۶	ینابیع المودۃ	امام قندوزی
۷	فرائدالسمطین	ابراہیم بن محمد الجوینی الشافعی
۸	خزینہ الاصفیاء	مفتی غلام سرور لاھوری
۹	شرافت سادات	حضرت محدث ہزاروی
۱۰	مختصر تاریخ دمشق	علامہ ابنِ عساکر
۱۱	اخبارالاخیار	شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی
۱۲	سراج الھدایہ	احمد برنی
۱۳	جامع العلوم	علاؤالدین علی دہلوی

۱۴	حسب نسب	مفتی غلام رسول جماعتی
۱۵	تاریخ فیروز شاہی	شمس سراج عفیف
۱۶	راحت القلوب	خواجہ نظام الدین اولیاءؒ
۱۷	تحقیقات چشتی	مولوی نور احمد
۱۸	گلستان نبوت	سیّد لقمان بخاری
۱۹	جلال الدین مخدوم	سیّد صباح الدین
۲۰	لطائفِ اشرفی	سیّد اشرف جہانگیر سمنانی
۲۱	شواھد النبوۃ	عبد الرحمٰن جامی
۲۲	نزھۃ الخواطر	سیّد حکیم عبد الحیی لکھنوی
۲۳	جلوہءِ کشمیر	ڈاکٹر صابر آفاق
۲۴	کراماتِ سُرخ پوش	محمد سراج احمد قادری
۲۵	الدرا المنظوم	مولوی ذوالفقار احمد نقوی
۲۶	جہانیاں جہاں گشت	پروفیسر محمد ایوب کراچی
۲۷	تاریخ اُوچ	مولوی حفیظ الرحمٰن
۲۸	گلزار محمدی	خلیفہ محمد منظور لنگاہ
۲۹	علماءِ و مشائخ سرحد	علامہ سیّد امیر شاہ گیلانی

۳۰	تذکرۃ الاولیا	علامہ دین محمد عباسی
۳۱	تاریخِ لاہور	رائے بہادر کنہیا لال
۳۲	ذخائرالعقبیٰ	علامہ محبّ طبری
۳۳	تاریخِ فرشتہ	ابوالقاسم فرشتہ
۳۴	صواعقِ محرقہ	علامہ ابن حجر مکی
۳۵	اقتباس الانوار	شیخ محمد اکرم
۳۶	مجموعہ مکاتیبِ مخدوم	تاج الدین احمد
۳۷	قافلہءِ نور	سیّد شفیق احمد بخاری
۳۸	انوارِ شاہِ ولایت	مفتی محمد دین چشتی
۳۹	خطہ پاک اُوچ شریف	میاں شہاب دہلوی
۴۰	تاریخِ جلالیہ	سیّد بشیر بخاری
۴۱	انوارِ بخاریاں	سیّد کوثر علی بخاری
۴۲	خطہ پاک اوچ شریف	میاں مسعود حسن
۴۳	اتحاف السائل	امام مناویؒ
۴۴	تحفۃ الکرام	میر شیر علی قانع
۴۵	بزمِ صوفیہ	سیّد صباح الدین عبد الرحمٰن

۴۶	قلمی شجرات	خلیفہ فخر الدین اُوچ
۴۷	ریاض الانساب	سیّد مقصو نقوی
۴۸	مرآۃ الاسرار	شیخ عبدالرحمٰن چشتی
۴۹	شجرۃ الاشراف	علامہ سیّد عابد حسین بخاری
۵۰	تحائف الابرار	حاجی محی الدین المتخلص مسکین
۵۱	سیرتِ بختیار کاکیؒ	شبیر حسین چشتی نظامی
۵۲	انشراح الصدور	سیّد منیر حسین شاہ
۵۳	خواجہ نظام الدین اولیا	خلیق احمد نظامی
۵۴	نامور اولیاء کرام	شاہ مراد سہروردی
۵۵	بیاض صلاح الدین	صلاح الدین احمد
۵۶	مردِ قلندر	علامہ نور حسین چشتی
۵۷	ذکرِ حبیب	ملک محمد دین ایڈیٹر صوفی
۵۸	قلمی شجرات سادات بخاری	کرنل سیّد انیس بخاری
۵۹	حاشیہ اخبار الاخیار	علامہ محمد فیض اویسی
۶۰	قلمی شجرہ ساداتِ کشمیر	سیّد وسیم احمد شاہ
۶۱	سفرنامہ مخدوم جہانیاں	بدیع محمد رفیع

۶۲	تاریخ اقوامِ کشمیر	
۶۳	قلمی شجرہ	خلیفہ شمیم عباس اُوچ
۶۴	اولیاء بہاولپور	مسعود حسن شہاب
۶۵	برکات آل رسول	
۶۶	الفصول المہمہ	ابن صباغ مالکی
۶۷	المستدرک	امام حاکم نیشاپوری
۶۸	آل رسول	علامہ پیر سیّد خضر حسین چشتی
۶۹	مقامع السینہ	حضرت محدث ہزاروی
۷۰	الشرف الموبدّ لآلِ محمدؐ	امام یوسف نبھانی
۷۱	آئمتنا	علی محمد دخیل
۷۲	زین البرکات	سید محمد زین العابدین راشدی
۷۳	زلف وزنجیر	علامہ ارشد القادری
۷۴	جذب القلوب الی دیار المحبوب	شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی
۷۵	البدایہ والنھایہ	ابن کثیر دمشقی
۷۶	انوار سید عبداللہ شاہ غازی	سید زین العابدین راشدی
۷۷	شاھد مقبول بفضل اولادِ رسولؐ	ترجمہ پروفیسر عبدالصمد صارم

دعا

بوسیلہ

(سلسلۃ الذھب)

یا الٰہی رحم فرما مصطفیؐ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم آل عبا کے واسطے
دین کی ایمان کی خیر اہل دین و ایمان کی
یا الٰہی انبیاء و اولیاء کے واسطے
اور طفیل اہلِ بیت پاک اولادِ رسول
اہل ادب و عشق اصحاب ھدیٰ کے واسطے
نور سے جاری لطائف ہوں طفیل مصطفیؐ
مشکلیں حل کر علی مشکل کشا کے واسطے
حسن، حسین و عابد کے طفیل
باقر، جعفر، کاظم و علی رضا کے واسطے
امام تقی، علی نقی و حسن عسکری کا واسطہ
رحم فرما امام مہدی مقتدا کے واسطے

مُصنف کی دیگر کُتب

۱ نجوم ہدایت

۲ شہزادیءکونین

۳ بارہ امام بزبان خیر الانام

۴ القول الجلی فی ذکر مولد النبیؐ

۵ الاربعین فی فضائل اہل بیت سیّد المرسلین (زیرِ طبع)

۶ مرد قلندر (زیرِ طبع)

۷ قرۃ العین ترجمہ فرائد السمطین (زیرِ طبع)

۸ وفیات السادۃ البخاریہ

فریدا، دستگیرا، پادشاہا، مرشدا، خواجہ
بہ طفیلِ رحمتہ اللعالمین چشمِ کرم برما

برائے ایصال ثواب

مرید حضرت سیّد امام علی شاہ کاظمی مشہدی رحمۃ اللہ علیہ

حاجی چوہدری خان محمد مرحوم نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ

(سکھ چین)

فاطمیہ اسلامک سینٹر

جی ٹی روڈ علی چک گجرات